ظالم عشق

تحریر : میرب حیات

وہ بڑی وجاہت سے چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا ملازموں کی گردنیں جھکتی جارہی تھیں۔۔۔آنکھوں میں غصے سے لکیریں صاف واضح ہورہی تھیں۔۔۔

سلیم "۔۔۔آواز اتنی شدت سے دی گئی تھی کہ سب ملازم دو قدم پیچھے ہوئے تھے۔۔۔ سلیم جو کہ ارحم کا سب سے خاص بندہ تھا۔۔۔جس سے وہ ہر بات شیئر کرتا تھا۔۔ارحم کی آواز سنتے جلدی سے اس کے پاس آیا

"!۔۔۔۔جی سر۔۔۔

میری صبح کی حمدان کے ساتھ جتنی میٹنگز ہیں سب کینسل کروا دو۔۔۔

ارحم آنکھوں میں اشتیال لیے بولا تھا۔۔۔

" لیکن سر۔۔

سلیم ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا ارحم نے اس کو ٹوکا۔۔۔بس ایک دفعہ کہہ دیا تو مزید مت بولا کرو۔۔۔ تم سب جاؤ اب۔۔۔ارحم کہتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔ سب ملازم جا چکے تھے۔۔۔جب کہ ارحم سیڑھیاں چڑھتا کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔

اوپر پہنچتے اس نے اپنی سوچ کو جھٹکا اور آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا ۔۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی ۔۔۔ارحم جو پہلے ہی غصے میں تھا اسے مزید غصہ آیا۔۔ وہ آگے بڑھا،اور کمرے کی لائٹ ان کی۔۔۔ وہ چلتا ہوا پریشے کے قریب آیا،اور اسے بالوں سے پکڑ کر ایک " جھٹکے سے کھڑا کیا۔۔۔ "اور ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔۔۔

تھپڑ اتنی شدت سے مارا گیا کہ وہ اپنا بیلنس برقرار نہ رکھ سکی۔۔۔اور لڑکھڑا کر نیچے گری۔۔۔اسی پل ارحم نے اس سے دوبارہ جھٹکے سے اٹھایا، اور پیچھے دیوار کے ساتھ پن کرتے اس کے قریب ہوا،اور اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو سائیڈ پہ کیا۔۔۔جو جھول کے آگے آگئی تھی۔۔۔

وہ دلہن کے لباس میں برائیڈل میک اپ کیے کوئی اپسرا لگ رہی تھی۔۔۔ اور رونے کی وجہ سے آنکھوں میں ہلکی سی سرخی گلابی ناک سے وہ اور بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔پہلے تو ارحم اس منظر میں کھو گیا تھا۔۔۔لیکن اگلے ہی لمحے اس نے جھٹکا دیتے پری کو پیچھے پھینکا۔۔۔اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

وہ بیچاری دیور کے ساتھ لگتی دوبارہ سے رونے لگی تھی۔۔۔اور رونے کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔آخر اس کا تھا ہی کون۔۔۔جو مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیتا۔۔۔وہ بس سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

•••••••••••••••

ارحم جو کمرے سے نکلتے ہی احمر کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔
دروازے پر آ کے رکا۔۔۔۔اور ہتھیلی سے اپنی آنکھیں صاف کی۔۔۔وہ رو رہا تھا۔۔۔ہاں وہ رو رہا تھا۔۔۔ایک جوان 28 سالہ مضبوط مرد رو رہا تھا۔۔۔آنسو صاف کرتے وہ آگے بڑھا۔۔۔اور دروازہ کھولتے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ایک الگ سے احساس نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی طرف گیا۔۔۔اور احمر کی تصویر اٹھا کر سینے سے لگاتا وہ بیٹھتا چلا گیا۔۔۔کب اس کی آنکھوں سے آنسوں کی قطار شروع ہوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

اگر اس منظر کو کوئی اور دیکھتا تو دھنگ رہ جاتا۔۔۔ایک 28 سالہ مضبوط انسان جس کی ایک دھاڑ سے لوگ ڈر جاتے۔۔وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔احمر یار تو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں اچھا لگتا۔۔۔تو پلیز واپس اجا۔۔۔میں جانتا ہوں تو مجھے تنگ کر رہا ہے۔۔۔

میں تجھے کبھی نہیں ڈانٹوں گا۔۔۔ بس تو واپس اجا۔۔۔ دیکھ تیرا بھائی تجھے مس کر رہا ہے۔۔۔ آجا پلیز، وہ بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا۔۔۔ کچھ سوچتے ایک نظر کمرے میں دوڑائی اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

احمر کی تصویر کو واپس اس کی جگہ پہ رکھتا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا، اور اس کی استعمال کی چیزوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

احمر میرے بھائی، میرے جگر کے ٹکڑے، میں تمہارے قاتلوں کو خون کے آنسو رلاؤں گا۔۔۔ وہ۔۔ وہ سکندر عثمان اپنی اکلوتی بیٹی کی شکل دیکھنے کو ترس جائے گا۔۔۔ اور وہ حمدان سکندر اپنے ہاتھوں سے اس کے سینے میں گولی اتاروں گا۔۔۔ اس نے میرے بھائی کو مارا تھا۔۔۔

میں اس کی بہن کا جینا حرام کر دوں گا۔۔۔ کبھی اسے اس کے گھر والوں سے ملنے نہیں دوں گا۔۔۔ وہ کسی ضدی بچے کی طرح بول رہا تھا۔۔۔ اس معصوم لڑکی کی حقیقت جانے بغیر وہ اس سے بدلہ لینے جا رہا تھا۔۔۔ ہاں وہ اپنے بھائی کی موت کا انتقام لے گا۔۔۔ سکندر عثمان کی بیٹی سے۔۔۔

ارحم ایک نظر شیشے کی طرف دیکھتا باہر نکلا۔۔دروازہ لوک کیا،اور دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔۔۔پریشے ابھی تک ویسے ہی بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ دھکا دے کر گیا تھا۔۔۔وہ اندر آتا ٹانگ پہ ٹانگ ٹکا کر صوفے پہ بیٹھا اور پریشے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔وہ نازک وجود دلہن کے لباس میں کانپ رہا تھا۔۔۔پریشے جو کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کر چکی تھی مزید ڈر سے کانپنے لگی۔۔۔

،،"!ءءاٹھو۔۔۔

کم آواز میں شدت سے پکارا گیا۔۔۔وہ مزید ڈر گئی، لیکن اپنی جگہ سے نہ ہلی۔۔۔ارحم کو مزید غصہ آیا۔۔۔ تمہیں سنائی نہیں دیتا میں نے کہا اٹھ کر پاس آؤ۔۔۔اب کی بار وہ مزید شدت سے دھاڑا تھا۔۔۔وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ارحم سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

میں نے کیا کہا پاس آؤ۔۔۔پری ڈر سے دو قدم مزید آگے آئی۔۔۔ارحم اٹھا اور اس کی بازو دبوچ کر کمر پہ پن کیا۔۔۔درد کی شدت سے پریشے کی کراہ نکلی۔۔۔جسے اگنور کرتے ہیں ارحم نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

تم جانتی ہو تم اس گھر میں کس حیثیت سے آئی ہو۔۔۔ارحم اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا تھا۔۔۔

نن۔نہیں۔۔جج۔۔جی۔۔۔پریشے سے گھبراہٹ سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔وہ پہلے ہی کافی ڈری ہوئی تھی۔۔۔ارحم کی باتوں سے اور زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔۔

نہیں پتا کوئی بات نہیں۔۔۔میں تمہیں اچھے سے بتا دوں گا۔۔۔اتیج کتنی ہے تمہاری۔۔۔غصہ ابھی بھی برقرار تھا۔۔۔پریشے نے ناسمجھی سے دیکھا

۔۔۔

میں نے پوچھا اتیج کتنی ہے تمہاری۔۔۔جواب نہ ملنے پر ارحم دوبارہ سے بولا۔۔۔19سال۔۔۔مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔وہ گہری نظروں سے

پریشے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ پریشے پہلے ہی کافی سٹریس میں تھی۔۔۔اور اوپر سے ارحم کی نظروں سے مزید کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔۔

نام کیا ہے تمہارا۔۔۔وہ اس بار بھی خاموش رہی۔۔۔میں کیا تمہارے باپ کا ملازم ہوں جو تم سے ایک بات دو دفعہ پوچھوں تو جواب ملے گا۔۔۔

پریشے "پھر سے مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔جبکہ آواز میں لرزش تھی "

"۔۔۔پورا نام کیا ہے۔۔؟

پریشے سکندر! "چٹاخ"۔۔۔پریشے لڑکھڑا کر نیچے گری۔۔۔ارحم گھٹنوں کے بل بیٹھتا اس کے چہرے کے قریب آتے بولا۔۔۔تمہارا نام پریشے ارحم خان ہے۔۔۔ سمجھی، کیا نام ہے تمہارا بولو۔۔۔ارحم اسکا منہ دبوچتے بول تھا۔۔۔

نن۔نہیں میرا نام پریشے سکندر ہے۔۔۔اور مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔ میرے بابا کے پاس۔۔۔چٹاخ"۔۔۔پوری شدت سے دوبارہ تھپڑ مارا گیا تھا۔۔۔پریشے کے رونے میں مزید شدت آگئی۔۔۔ارحم کو اس کے رونے

سے کوفت ہو رہی تھی۔۔۔چپ ایک دم چپ۔۔۔اگر اب تم نے اپنے باپ کا نام لیا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا، سمجھی۔۔۔ارحم قہر برساتی نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔مجھے جانے دو پلیز، مجھے جانے دو۔۔۔پری روتے ہوئے فریاد کر رہی تھی۔۔۔تم نے کچھ نہیں کیا، لیکن تمہارے باپ نے تمہارے بھائی نے میرے احمر کو مار دیا۔۔۔اور اب میں تمہیں بھی تڑپا تڑپا کر مار دوں گا۔۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔میرے بابا ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ پری نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔اس کو تو ارحم کی باتوں کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔

لیکن انہوں نے تو ایسا کر دیا۔۔مار دیا انہوں نے میرے احمر کو۔۔۔آخر قصور کیا تھا میرے بھائی کا۔۔ہاں بولو۔۔۔بلکہ نہیں تم کیا بولو گی اب میں

تمہیں بتاؤں گا تڑپنا کسے کہتے ہیں۔۔۔اب تمہارے باپ کو بتاؤں گا اپنوں کی جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ارحم انتہائی نفرت سے بولا تھا۔۔۔۔

نہیں آپ مجھے جانے دیں۔۔۔ مم۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔پری ارحم کی باتوں سے مزید ڈر رہی تھی۔۔۔

نہیں جا سکتی تم یہاں سے۔۔۔اگر غلطی سے بھی یہاں سے جانے کی کوشش کی۔۔۔۔تو انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔آج سے تم اس گھر کا سارا کام کرو گی۔۔۔ارحم نے ایک حکم صادر کیا تھا۔۔۔

مجھے کام کرنا نہیں آتا۔۔۔انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔۔یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔اور یہ کیا نحوست پھیلا رکھی ہے۔۔۔رونا بند کرو۔۔۔ اور کپڑے چینج کرو۔۔۔آخر شوہر کے حقوق بھی تو ادا کرنے ہیں۔۔۔

ارحم اس پہ گہری نظریں ڈالتے بولا تھا۔۔۔۔

اس کی آخری بات پر پریشے نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔تم میرے شوہر نہیں ہو۔۔۔ابھی طلاق۔۔۔"چٹاخ "ابھی الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کے ارحم نے ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔۔پریشے لڑکھڑا کر نیچے گری تھی۔۔۔۔ارحم نے جھٹکے سے اسے اٹھایا۔۔۔اگر اب تم نے کوئی اس طرح کی فضول بات کی تو اپنے ہاتھوں سے تمہارا اگلا دباؤں گا۔۔۔پریشے جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اب مزید ڈر گئی۔۔۔اور اس بات پہ ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ہمم م

۔۔۔"گڈ"۔۔۔

چلو شاباش اب کپڑے چینج کرو۔۔۔اور پھر بہت سارے کام بھی کرنے ہیں۔۔۔ارحم نے اسکی گال تھپکی۔۔۔پریشے جلدی سے ہاتھ چھڑواتی ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔۔ارحم بھی سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔۔

••••••••••••••

سکندر عثمان جن کے تین بیٹے ہیں۔۔۔

شایان سکندر"۔۔"

حمدان سکندر"۔۔"

ابان سکندر"۔۔"

میرم، میرم۔۔۔حمدان جو صبح صبح کمرے میں آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا اس کی واچ نہیں مل رہی تھی۔۔۔اسی لیے بار بار میرم کو آواز لگا رہا تھا ۔۔۔میرم جو ناشتہ بنا رہی تھی جلدی سے کمرے میں آئی۔۔۔

جی۔۔جی۔۔کیا ہوا۔۔۔یار میری واچ نہیں مل رہی۔۔۔جلدی سے دیکھ کر دو۔۔۔حمدان جلدیوں میں بولا تھا۔۔۔اچھا ابھی تو میں نے یہاں رکھی تھی۔۔کہاں گئی۔۔میرم ادھر دیکھ کے بولی تھی۔۔۔

یار دیکھو ذرا میں تو کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔مل ہی نہیں رہی۔۔۔

میرم جلدیوں میں واچ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔اس نے حمدان کے ہاتھ میں دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔اس نے واچ پہنی تھی۔۔۔وہ میرم کو تنگ کر رہا تھا

۔۔۔

میرم ابھی بھی جلدیوں میں واچ ہی ڈھونڈ رہی تھی حمدان بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ میرم جب اس کی سائیڈ پہ آئی ڈرار میں دیکھنے تو حمدان کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔۔۔ میرم نے اچانک مڑ کر دیکھا۔۔ اور اسی پل وہ حمدان کی ساری کاروائی سمجھ گئی۔۔۔

میرم کمر پہ ہاتھ رکھتی لڑاکا عورتوں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔ جبکہ حمدان اپنی شامت آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

حمدان آپ کب سدھریں گے۔۔۔ میں ناشتہ بنا رہی تھی۔۔۔ ماما بابا کیا سوچیں گے کہ پتہ نہیں کیوں حمدان بار بار بلا رہا ہے۔۔۔ میرم ایک ہی دفعہ میں اتنا کچھ بول گئی تھی۔۔۔

ہاں۔۔ ہاں۔۔ سب کی فکر ہے تمہیں۔۔۔ بس ایک اپنے معصوم شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔۔ حمدان منہ بگاڑتے بولا تھا۔۔۔

کیا معصوم۔۔۔ میرم کو جیسے معصوم سن کر 104 ووٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔ معصوم ہی تو ہوں میں۔۔۔

اللہ اللہ بس کر دیں کتنا جھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔۔میرم تو کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔۔۔جی نہیں میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔اگر کہو تو اپنی معصومیت کا سبوت بھی دے سکتا ہوں۔۔۔میرم اس کے ارادے سمجھتی جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔۔آپ آفس کے لیے لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔جلدی آجائیں میں نے ناشتہ بنا دیا ہے۔۔۔میرم جلدیوں سے کہتی باہر نکلی۔۔۔جب کہ حمدان کھڑا اپنی بیوی کی سمجھداری کو داد دے رہا تھا۔۔۔

••••••••••••••••••

ٹیبل پہ کھانا لگ چکا تھا۔۔۔سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بیٹھ چکے تھے۔۔۔
میرم ملازمہ کے ساتھ کھانا لگوا رہی تھی۔۔۔
السلام علیکم بابا جان، السلام علیکم ماما۔۔۔حمدان دونوں کو سلام کرتا چیئر کھینچتے بیٹھ چکا تھا۔۔۔وعلیکم السلام۔۔۔دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔آج بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔۔۔اور تم اتنی لیٹ آرہے ہو۔۔۔سکندر عثمان حمدان سے گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

باباجان آپ جانتے ہیں میری ایک عدد بیوی بھی ہے۔۔۔اخری اس کو بھی تو ٹائم دینا ہوتا ہے نا۔۔۔ حمدان میرم کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔

میرم جو پراٹھے لے کر ارہی تھی بیچاری شرم سے لال پیلی ہو گئی۔۔۔

سکندر عثمان تو دل میں حمدان کو صلواتیں پیش کر رہے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم بھی سر جھکاتی ہوئی مسکرا رہی تھیں۔۔۔

میرم یار اب آ بھی جاؤ بے بی میں تمہیں مس کر رہا ہوں۔۔۔ حمدان انتہائی بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ میرم بیچاری مرتی کیا نہ کرتی جلدی سے باہر آئی۔۔۔ کہیں اس کا شوہر مزید کوئی بات کر کے اسے شرمندہ نہ کروادے

۔۔۔

گڈ مارننگ ایوری ون۔۔۔ شایان نے بھی آتے سلام بلایا تھا۔۔۔ ہاں بھئی کہاں بزی ہو آج کل۔۔۔ حمدان شایان سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

بزی میں نہیں تم ہو۔۔۔ جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے تم تو گھاس ہی نہیں ڈالتے۔۔۔۔ شایان نے منہ بنایا۔۔۔ ہاں تو میری ایک عدت بیوی

ہے یار سمجھا کرو۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا تھا۔۔۔ میرم بیچاری سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔

شایان آج تم میرے ساتھ میٹنگ اٹینڈ کرنے جاؤ گے۔۔۔اور کل ہمیں اسلام آباد بھی جانا ہے ضروری کام سے۔۔۔ سکندر عثمان شایان سے مخاطب ہوئے۔۔۔جی بابا جیسا آپ بولیں۔۔۔۔

ابان کہاں ہے۔۔اٹھا نہیں ابھی تک۔۔۔ سکندر عثمان نے پوچھا۔۔۔ بابا یہ ابان نہ بہت زیادہ بگڑ گیا ہے۔۔۔آلے ذرا اس کے کام تو میں کان کھینچتا ہوں۔۔۔

بھائی آپ کبھی میرے کان نہیں کھینچ سکتے۔۔۔ابان سیڑھیوں سے نیچے آتا ہوا بول رہا تھا۔۔۔ گڈ مارننگ ماما، بابا، بھائی، بھابھی،اس نے ایک ہی دفعہ میں سب کو مخاطب کر لیا تھا۔۔۔

آج یونیورسٹی نہیں جانا تم نے۔۔۔ فریحہ بیگم نے ابان سے پوچھا۔۔۔

نہیں ماما آج آف ہے۔۔۔ آج میرے فرینڈ کے گھر پارٹی ہے مجھے وہاں جانا ہے۔۔۔ ابان نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

بابا میں سوچ رہا ہوں میں بھی آج آفس سے چھٹی کر لوں۔۔۔ حمدان کی چھٹی کرنے کے ارادے پر میرم نے سر اٹھا کر حمدان کو دیکھا۔۔۔ جو سنجیدہ چہرے پہ آنکھوں میں شرارت لیے بیٹھا تھا۔۔۔

کیوں تمہارا ولیمہ ہے آج۔۔۔ شایان نے حمدان کو گھورا۔۔۔ شایان کی بات پر سب کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔ ارے نہیں ولیمہ تو ہو گیا۔۔۔ اب آگے کا پلین ہے۔۔۔ حمدان نے آنکھ ماری۔۔۔

مطلب۔۔ فریحہ بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔ جبکہ حمدان دانت نکالتا بولا۔۔۔ ارے یار آپ لوگ کیوں بھول جاتے ہیں ایک شادی شدہ بندہ ہوں۔۔۔ مجھے اپنی بیوی کو بھی وقت دینا ہوتا ہے نہ۔۔۔ آپ لوگ سمجھ نہیں رہے۔۔۔ حمدان کی آخری بات پر میرم کو کھانسی کا دورہ پڑا۔۔۔

سکندر عثمان تو شر مندہ ہوتے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔۔فریحہ بیگم نے بھی ناشتہ کر لیا تھا وہ بھی اٹھ گئیں تھیں۔۔۔

اب تینوں بھائی اور بھابھی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔وہ سب اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔۔۔یہ جانے بغیر کہ ان کی زندگی میں کتنے طوفان انے والے ہیں۔۔۔۔

••••••••••••••••

پری نے سادہ سا سوٹ پہنا بالوں کو پونی کر کے اچھی طرح سر پر دوپٹہ لیا اور باہر آئی۔۔۔سامنے صوفے پر ارحم بیٹھا تھا۔۔۔ارحم نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔رونے کی وجہ سے آنکھوں میں لال ڈورے بند گئے تھے۔۔۔گال پہ تھپڑ اپنی چھاپ چھوڑ گئے تھے۔۔۔ارحم بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ اسی طرح کھڑی رہی۔۔۔اس نے ایک دفعہ بھی آنکھ اٹھا کر ارحم کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

کھانا کھایا تم نے۔۔۔اس کی معصوم شکل دیکھ کر ارحم کو رحم آ ہی گیا تھا

۔۔۔پری بالکل ویسے ہی کھڑی رہی۔۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

لگتا ہے تمہارے کانوں کی صفائی ہونے والی ہے۔۔۔وہ ایک دم اٹھتا اس

کے قریب آیا تھا۔۔۔اس دفعہ پری قدم پیچھے نہیں کر سکی تھی۔۔۔کیونکہ

پیچھے دیوار تھی۔۔۔ کھانا کھایا تھا تم نے۔۔۔دوبارہ وہی سوال پوچھا گیا

۔۔۔ایک تو وہ اتنے قریب کھڑا تھا کہ پری کو بولنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

نن۔نہیں۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔کیوں تمہارے باپ نے تمہیں

رخصت کرتے وقت کھانا بھی نہیں دیا تھا۔۔۔۔میں کھانا کھاؤں یا نہ

کھاؤں تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔اس دفعہ پری نے

ایک ناکام سی کوشش کی تھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات

کرنے کی۔۔۔لیکن پری کو ارحم کی آنکھوں سے خوف آ رہا تھا۔۔۔جس کی

وجہ سے اس کی آواز بھی آہستہ آہستہ کم ہو گئی تھی۔۔۔

اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم اس طرح کرو گی تو میں تمہیں جانے دوں گا۔۔۔

تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔۔۔ارحم بغور اس کے چہرے کو دیکھ کے بولا تھا۔۔۔

میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔اور تم بھی مجھے نہیں روک سکو گے۔۔۔

آہہ۔۔۔ارحم نے پری کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔پری اپنا بیلنس برقرار نہ رکھتے اس کے مضبوط چٹان جیسے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ کچھ پل کے لیے تو پری کو لگا کہ شاید وہ کسی پتھر سے ٹکرائی ہے۔۔۔

اب میں تمہاری زبان سے تم لفظ نہ سنو۔۔۔آپ۔۔۔آپ۔۔۔ کہہ کر بلاؤ گی تم۔۔۔وہ اتنے غصے سے بولا تھا کہ پری نے جو ہمت اکٹھی کی تھی اب وہ بھی ہوا ہو گئی تھی۔۔۔

اور ہاں میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔۔۔اگر تم نے کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کی یا یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی۔۔۔تو انجام کے لیے تیار رہنا۔۔۔میرا سب سے فیورٹ کام سزا دینا ہے۔۔۔اور میں یہ کام پوری

لگن سے کرتا ہوں۔۔۔ وہ پری کو بازو سے جھٹکا دے کر بولا تھا۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو نا میں کیا بول رہا ہوں۔۔۔ ارحم نے آئی برو اچکائی ایک۔۔۔

جج۔۔جی۔۔۔اس بار پری نے جلدی سے جواب دیا تھا۔۔۔ وہ واقعی ارحم سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔۔ گڈ بے بی چلو شاباش اب سو جاؤ۔۔۔ صبح میرے بے بی نے بہت سارے کام بھی کرنے ہیں۔۔۔ارحم پری کے گال تھپتھپاتے بولا تھا۔۔۔پری بیچاری نظریں جھکاتی آرام سے بیڈ کی طرف پلٹی ۔۔۔

ارحم بھی سٹڈی روم میں چلا گیا تھا۔۔۔پری جیسے ہی سونے کے لیے لیٹی اس کی آنکھوں کے سامنے صبح والے منظر آنے لگے۔۔۔۔ نیند تو کوسوں دور جا چھپی تھی۔۔۔ آج کیا کیا ہوا اس کے ساتھ۔۔۔ بلکہ کیا کچھ نہیں ہوا اس کے ساتھ۔۔۔۔

•••••••••••••••

" ماضی "

نہیں بابا پلیز آپ ایسا مت کریں۔۔۔ابھی مجھے پڑھنا ہے۔۔۔پلیز آپ ایسا

" مت کریں۔۔۔

میں نے کہا نا ابھی کچھ دیر بعد تمہارا نکاح ہے۔۔۔ سکندر عثمان طیش میں

آتے بولے تھے۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں انکار کردوں گی۔۔۔پری آنکھیں رگڑتے بولی تھی

۔۔۔۔

پریشے۔۔! " سکندر عثمان کافی غصے میں چلائے تھے۔۔۔یہ پہلی بار نہیں تھا

۔۔۔اس نے پہلے بھی کئی مرتبہ اپنے باپ کا ایسا رویہ دیکھا تھا۔۔۔تم یہ

مت بھولو کہ جب تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر گئی تھی تو ہم نے تمہیں اپنے

گھر رکھا تھا۔۔۔سکندر عثمان منہ کے بل دھاڑے تھے۔۔۔

تو آپ میرے بابا ہیں۔۔۔میں آپ کے گھر نہیں رہوں گی تو کس کے گھر

رہوں گی۔۔۔پرانتہائی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔نہیں ہوں میں تمہارا

باپ۔۔۔سکندر عثمان بے رحم بنتے بولے تھے۔۔۔

پری نے ایک بے بسی سی نظر اپنے باپ اور بھائیوں پہ ڈالی۔۔۔

کیسے ہر دفعہ اس کا باپ ایک لفظ بول کے اسے پرایا کر دیتا تھا۔۔۔ میں نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ اتنا بول کر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے باپ کے منہ سے ہمیشہ یہی لفظ سنتی آئی تھی۔۔۔ لیکن آج پتہ نہیں کیوں اسے بہت برا لگا تھا۔۔۔ وہ کمرے میں جا کر بہت روئی تھی۔۔۔ آج بھی کوئی نہیں تھا اس کی سننے والا۔۔۔ آج اسے اپنی ماما کی بھی یاد آئی تھی۔۔۔ وہ خود کو کام میں مصروف رکھتی تھی۔۔۔ تا کہ اپنی ماں سے دھیان ہٹا سکے۔۔۔ لیکن پھر بھی یاد آ ہی جاتی تھی۔۔۔ ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا فریحہ بیگم اندر آئی۔۔۔

وہ پری کی ماں تو نہیں تھی لیکن پری ان کو ماما بولتی تھی۔۔۔ یہ تمہارے نکاح کے کپڑے ہیں پہن لو۔۔۔ 12 بجے تک نکاح ہے انہوں نے کپڑے سائیڈ پہ رکھتے پری کو مخاطب کیا۔۔۔ پری نے گھٹنوں سے سر نکال کر دیکھا ۔۔۔

ماما۔۔ماما۔۔۔آپ بابا سے کہیں ناوہ۔۔۔ابھی پری کچھ بول ہی رہی تھی کہ فریحہ بیگم نے اسے ٹوکا۔۔۔پری تمہارے بابا جو بھی بول رہے ہیں تمہاری بھلائی کے لیے ہی ہے۔۔۔آخر وہ تمہارے بابا ہیں۔۔۔وہ تمہارے لیے برا تو نہیں سوچیں گے۔۔۔

لیکن مجھے ابھی پڑھنا ہے۔۔۔پری بے بسی سے بولی تھی۔۔۔ہاں تو تمہیں کس نے پڑھنے سے منع کیا ہے۔۔۔تم پڑھ سکتی ہو۔۔۔تم اپنے شوہر سے کہنا وہ تمہیں پڑھائے گا۔۔۔چلو شاباش اٹھو تیار ہو جاؤ بیوٹیشن بھی آنے والی ہے۔۔۔فریحہ بیگم جا چکی تھیں۔۔۔پری پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔۔

انتہائی سادگی سے نکاح کیا گیا تھا۔۔۔پری اپنے روم میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔وہ کافی تھک چکی تھی اور اب اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔۔صبح سے لے کر اب تک اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔اب وہ چینج کر کے کھانا کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور باری باری سب اندر داخل ہوئے۔۔۔پری ان سب کو اندر آتا دیکھ حیران ہوئی تھی۔۔۔کیونکہ کبھی کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔۔فریحہ بیگم آتے بولی۔۔۔ چلو بیٹا رخصتی کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔فریحہ بیگم نے جیسے پری کے سر پہ بمب پھوڑا تھا۔۔۔

کک۔کیا مطلب ہے۔۔۔رخصتی آپ لوگوں نے کہا تھا صرف نکاح کرنا ہے۔۔۔پری لڑکھڑاتی آواز سے بولی تھی۔۔۔پری پلیز اب کوئی نیا تماشہ مت کرنا چلو اٹھو شاباش۔۔۔اس بار حمدان بولا تھا۔۔۔

ان تینوں بھائیوں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ پری کو اس طرح سے رخصت کریں گے۔۔۔لیکن آج ان پہ یہ وقت آن پہنچا تھا۔۔۔آخر ایسا ہوا کیا تھا۔۔۔

پری ابھی پڑھنا چاہتی تھی لیکن۔۔۔اب وہ کسی اور کے نام ہو چکی تھی۔۔۔ کیا اب اس کی زندگی بدلنے والی ہے۔۔۔وہ بھی سوچ ہی رہی تھی کہ

کمرے کا دروازہ کھلا اور ارحم اندر داخل ہوا۔۔۔ کسی کو امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح اندر آجائے گا۔۔۔

سکندر انکل لگتا ہے آپ کی بیٹی رخصتی کے لیے مان نہیں رہی۔۔۔ کوئی بات نہیں میں منا لیتا ہوں۔۔۔ آخر کو میری بیوی ہے۔۔۔۔ ارح۔ آگے بڑھتے بولا تھا۔۔۔ ارحم تم باہر جاؤ ہم آرہے ہیں۔۔۔ حمدان کافی غصے سے بولا تھا۔۔۔

آواز نیچی رکھ کر بات کرو۔۔۔ ارحم بھی حلق کے بل چیخا تھا۔۔۔ پری کو تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ لوگ لڑ کیوں رہے ہیں۔۔۔ اس بیچاری نے تو ارحم کو بھی پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔۔

ارحم آگے بڑھا اور پری کو بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پری بابا اور بھائی کو پکارنے لگی۔۔۔ لیکن وہ سب اپنی جگہ پہ کھڑے رہے۔۔۔ کسی نے بھی ارحم کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

پری مسلسل اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن ارحم کی گرفت اتنی سخت تھی کہ پری اس کے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

ارحم نے باہر آتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور جھٹکے سے پری کو اندر بٹھایا۔۔۔ اور دروازہ لوک کیا۔۔۔

پری مسلسل دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ بابا اور بھائی کو بھی پکار رہی تھی۔۔۔۔ ارحم دوسری سائیڈ پہ اکر بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ پری اسی طرح شور کرتی رہی دروازہ بجاتی رہی لیکن مقابل پر کوئی اثر نہ ہوا۔۔۔۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ پہ ارحم حویلی پہنچ چکا تھا۔۔۔۔ ارحم کی گاڑی کو دیکھتے گارڈز نے دروازہ کھولا۔۔۔ گاڑی روکتے ارحم جلدی سے باہر آیا ۔۔۔ اور پری کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ایک جھٹکے سے اسے باہر نکالا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔۔ ارحم اس کی بات کا جواب نہ دیتے ہوئے اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہا تھا۔۔۔

ارحم سیڑھیاں چڑھتے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔اور کمرے کا دروازہ کھولتے پری کو دھکہ دیتے اندر کیا۔۔۔اور دروازہ لوگ کرتے انہی قدموں واپس پلٹا۔۔۔پری اوندھے منہ نیچے گری تھی۔۔۔وہ اسی وقت اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دروازہ بجانے لگی۔۔ لیکن دروازہ لوک تھا ۔۔۔پری کافی دیر دروازہ کھڑکاتی رہی۔۔۔پھر تھکنے کے بعد وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ایک دفعہ پھر سے آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔

....

" حال

آج کے دن کیا کیا ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔۔پری کو نیند نہیں آرہی تھی ۔۔۔اسے اس کے گھر والوں کی یاد آرہی تھی۔۔۔سوچتے سوچتے رات کے کس پہر اس کی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔

ہائے برو۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو، چلو میٹنگ کے لیے جانا ہے۔۔۔ حمدان کسی گہری سوچ میں تھا جب شایان نے اکر اسے مخاطب کیا۔۔۔

ہاں یار بیٹھ جاؤ ابھی چلتے ہیں۔۔۔ حمدان بیزار سے لہجے میں بولا تھا۔۔

حمدان تم کچھ پریشان لگ رہے ہو۔۔۔۔

ہاں یار میں سوچ رہا ہوں اگر ارحم نے پری کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو۔۔۔ حمدان نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔ ٹینشن تو مجھے بھی ہو رہی ہے، لیکن مجھے نہیں لگتا وہ پری کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔۔۔ وہ ایک سمجھدار انسان ہے بس اس وقت وہ تھوڑے سٹریس میں ہے۔۔۔ ابھی اس کا غم تازہ ہے۔۔۔ آہستہ آہستہ سنبھل جائے گا۔۔۔

لیکن یار وہ یہ تو سمجھ رہا ہے نا کہ احمر کو ہم نے مارا ہے۔۔۔ اور یار مجھے نہیں لگتا کہ ہم نے پری کے ساتھ صحیح کیا ہے۔۔۔ ہمدان ٹیبل پہ ہاتھ ٹکاتے بولا تھا۔۔۔

حمدان تم ٹینشن مت لو پری اس کی ذمہ داری ہے اب۔۔۔وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔لیکن جس انداز سے وہ پری کو لے کر گیا تھا، وہ بیچاری رو رہی تھی۔۔۔اور ہم کتنے بے بس تھے، اپنی بہن کے لیے کچھ نہیں کر سکے۔۔۔۔

حمدان میں بول رہا ہوں نا کہ تم ٹینشن مت لو۔۔۔میں ابھی ارحم سے بات کروں گا۔۔۔شایان نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"May I come in" SIR

ہاں اجاؤ۔۔۔سر وہ ارحم سر نے میٹنگ کینسل کروادی ہے۔۔۔ایمپلائی نے اندر اتے بتایا تھا۔۔۔کیا مطلب ہے میٹنگ کینسل کروادی۔۔۔

حمدان کو تو جیسے جھٹکا لگا تھا۔۔۔میں نہیں جانتا یہ ارحم اب کیا سوچ رہا ہے۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔میں پاگل ہو جاؤں گا، ایسے کیسے میٹنگ کینسل کر سکتا ہے۔۔۔میں ابھی اسے کال کرتا ہوں۔۔۔حمدان نے فورا سے ارحم کو کال ملائی۔۔۔۔

•••••••••••••••••

ارحم بڑے مزے سے پری کے گرد مضبوط حصار بنائے سو رہا تھا۔۔۔
چھوٹی سی پری مردانہ حصار میں جیسے چھپ گئی تھی۔۔۔اگر پری گہری نیند میں نہ سو رہی ہوتی، تو یقیناایک میٹر کے فاصلے پر ہوتی۔۔۔
جیسے ہی فون کی بیل بجی ارحم نے ہاتھ بڑھا کر کال کاٹ دی۔۔۔وہ ابھی تو لیٹا تھا،اور اس نے آج کی ساری میٹنگز بھی کینسل کروادی تھیں۔۔۔لیکن اب کون فون کر رہا تھا۔۔۔دوبارہ فون کی بیل بجی۔۔۔ارحم کو شدید غصہ آیا۔۔۔لیکن جیسے ہی پری کے چہرے پر نظر پڑی تو سارا غصہ ہوا ہو گیا۔۔۔
وہ سوتے ہوئے اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔اور اس کے چہرے پر تھپڑ کے نشان جو بھی رات کو ہی تو اس بیچاری کے حصے میں آئے تھے۔۔۔
ارحم بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا وہ بہت حسین تھی۔۔۔لیکن وہ اس کے دشمن کی بیٹی تھی۔۔۔کیا میں ساری زندگی اس کو ایسے ہی سزا دیتا

رہوں گا۔۔۔ارحم نے خود سے سوال کیا۔۔۔اسے کوئی جواب نہ ملا۔۔۔وہ پھر سے پری کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

ارحم ابھی مزید پری کے چہرے کو دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا، کہ دوبارہ فون کی بیل بجی۔۔۔ارحم نے غصے سے موبائل کو گھورا۔۔۔جیسے کال کرنے والے کو گھور رہا ہو۔۔۔۔

فون کی آواز پر پڑی ذرا سا کسمسائی۔۔۔لیکن اسی پل دوبارہ سو گئی۔۔۔وہ انتہائی تھکی ہوئی تھی، جس کی وجہ سے وہ اتنی گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔۔ ارحم نے مسکراتے ہوئے فون اٹھایا۔۔۔لیکن فون پر حمدان کا نمبر دیکھتے ہی اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئیں۔۔۔ارحم جانتا تھا وہ کال کیوں کر رہا ہے۔۔۔ارحم نے موبائل آف کیا،اور مزے سے دوبارہ پری کہ گرد حصار بناتے سو گیا۔۔۔

••••••••••••••••

پہلے بیل جا رہی تھی لیکن اب فون اف جا رہا ہے۔۔۔ کیا مطلب ہے حمدان۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے یہ ارحم کوئی نئی مصیبت کھڑی کرنے والا ہے۔۔۔ پہلے ہی اس کی وجہ سے ہم اتنا نقصان بھر چکے ہیں۔۔۔ اب شایان کو بھی ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔

آج ارحم اور حمدان نے امریکہ کی بہت بڑی کمپنی کے ساتھ پروجیکٹ سائن کرنا تھا۔۔۔ لیکن ارحم کے تو کچھ اور ہی ارادے تھے۔۔۔ شایان اب مجھے زیادہ ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔ رات کو وہ پری کو کس طریقے سے لے کر گیا تھا۔۔۔ اور اب وہ بات بھی نہیں کر رہا۔۔۔ اس نے پری کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیا ہو۔۔۔ حمدان خود نہیں جانتا تھا کہ اسے اتنی زیادہ ٹینشن کیوں ہو رہی ہے۔۔۔ پری حمدان سے جب بھی بات کرنے کی کوشش کرتی تھی تو حمدان اس کی بات کو اگنور کر دیتا تھا۔۔۔ یا ان سنا کر دیتا تھا۔۔۔ یہ سب فریحہ بیگم کی وجہ سے ہوتا تھا۔۔۔ ورنہ وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ لیکن آج اسے پری کے لیے واقعی کافی زیادہ ٹینشن ہو رہی تھی۔۔۔ آخر خون

کے رشتے تو اپنے ہی ہوتے ہیں۔۔۔وہ جو بھی تھی آخر تھی تو اس کی بہن

۔۔۔

یار حمدان تم ٹینشن مت لو۔۔۔۔ہم ٹرائی کرتے رہتے ہیں۔۔۔جیسے اس کا فون اون ہوتا ہے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے۔۔۔میں ابھی بابا کو بتا کر آتا ہوں۔۔۔شایان اٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

ہمم جاؤ۔۔شایان چلا گیا تھا۔۔۔اور حمدان پھر سے ارحم کو کال ملانے لگا تھا۔۔۔۔

....

11 بج چکے تھے۔۔ارحم کا فون ابھی تک اوف تھا۔۔۔اور ادھر ارحم بڑے مزے سے پری کے ساتھ خواب کے مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

تقریبا 12 بجے کے قریب پریشے کی آنکھ کھلی تھی اور آدھی بند تھی۔۔۔

اسے لگا شاید کسی نے اسے باندھ دیا ہو۔۔۔اور مضبوطی کی وجہ سے اسے اپنا وجود بے جان محسوس ہو رہا تھا۔۔۔جیسے جیسے اس کے آنکھیں کھلیں اس

کی آنکھوں کے آگے رات والا منظر لہرانے لگا۔۔۔پری نے چونک کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔جو بڑے مزے سے اسے قید کے سو رہا تھا۔۔۔پری کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔اس نے ارحم کو دھکیلتے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن وہ کتنا بھاری تھا۔۔۔ارحم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔ لیکن ہاں اس کی آنکھیں ضرور کھل گئی تھیں۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے۔۔؟"سونے کیوں نہیں دے رہی۔۔۔

تم اٹھ۔۔۔آ۔۔آپ اٹھیں یہاں سے۔۔۔پری آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں لیٹنے کی۔۔۔پری پھر سے تم بولنے لگی تھی لیکن رات والا تھپڑ یاد آیا تو فورا منہ پہ ہاتھ رکھتی آپ بولی۔۔۔

کیا مطلب ہے ہمت کیسے ہوئی۔۔۔بیوی ہو تم میری۔۔ تمہارے قریب آنے کے لیے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔۔۔اور ہم اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔۔۔ نہیں آپ چھوڑیں مجھے ۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔پری مزاحمت کرتے بولی تھی۔۔۔

لگتا ہے رات والے تھپڑ بھول گئی ہو۔۔۔پری بیچاری ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔نن۔ نہیں پلیز آپ مجھے جانے دیں۔۔۔مجھے میرے بابا کے پاس جانا ہے۔۔۔

پریشے میرے صبر کا امتحان مت لو۔۔۔اگر اب تم نے اپنے باپ کا نام لیا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔۔ارحم اسے مزید سخت نظروں سے گھورتے بولا تھا۔۔۔۔

اگر میں آپ سے کہوں کہ اپ اپنے ماما بابا کو چھوڑ دیں تو کیا اپ چھوڑ دیں گے۔۔۔پری انتہائی معصومیت سے بولی۔۔۔وہ جس انداز میں لیٹی تھی اس کے بالوں کی ایک لیٹ اس کے چہرے پہ لہرا رہی تھی۔۔۔

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم مجھے میرے ماں باپ چھوڑنے کے لیے کہو۔۔۔ارحم نے الٹا سوال کیا۔۔کیوں یہ کہنے کے لیے اوقات کی ضرورت ہوتی ہے کیا۔۔۔پری نے بھی دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔۔

ارحم نے گھور کر پری کو دیکھا۔۔۔ چھوڑے آپ مجھے، میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔۔مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔۔۔پری نے بولتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی، جس سے اس کی بالوں کی لٹ لہرا کر سائیڈ پہ ہوئی۔۔۔ارحم کی نظریں اس کی لٹ پہ تھیں جو اسے کافی ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے کہاں جا رہی ہو۔۔۔اور کیا پتہ چل گیا ہے تمہیں۔۔۔ارحم نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔

میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔اور مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ مجھے میرے گھر کیوں نہیں جانے دے رہے۔۔۔اس دفعہ پھر جب پری بولی تو اس کی لٹ لہرا کر دوبارہ سے نیچے گری۔۔۔ارحم کی نظروں نے بھی اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

اچھا بتاؤ کیوں نہیں میں تمہیں تمہارے گھر جانے دے رہا۔۔۔ارحم کو اس کی بات سے تجسس ہوا تو اس نے مزید پری سے بولنے کو کہا۔۔۔پری نے پہلے معصومیت سے ارحم کی طرف دیکھا،اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔

کیونکہ آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر آپ مجھے گھر چھوڑنے جائیں گے تو آپ کا کرایہ لگے گا۔۔۔اور اگر آپ کی اپنی گاڑی ہے تو آپ کا پٹرول ضائع ہو گا۔۔۔پری نے آنکھیں ٹمٹماتے ارحم کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

پری کی بات سن کر ارحم کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔اس بیچارے کو جو بات سننے کا تجسس ہو رہا تھا۔۔۔پری کی بات سنتے جیسے صدمے میں چلا گیا تھا۔۔۔

تم پاگل ہو یا مجھے بنا رہی ہو۔۔۔ارحم نے آئی برو اچکاتے پوچھا۔۔۔پری نے گھور کر دیکھا اور بولی۔۔۔

میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔اور نہ ہی میں آپ کو پاگل بنا رہی ہوں۔۔۔اور آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔آپ کو کیا لگتا ہے آپ اس

طرح مجھے کڈنیپ کر لیں گے، اور میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔اس بار تو

پری معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے بولی تھی۔۔۔

ارحم کو پری کی بات سنتے جھٹکا لگا تھا۔۔۔کیا میں نے تمہیں کڈنیپ کیا ہے

۔۔۔ارحم مزید صدمے میں جا چکا تھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا آپ نے کڈنیپ ہی تو کیا ہے۔۔۔ کس طرح آپ مجھے

میرے بابا اور بھائیوں کے سامنے سے کھینچ کر لائے تھے۔۔۔پری کی

آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

بے وقوف لڑکی تمہارے بابا اور بھائی کے سامنے ہمارا نکاح ہوا تھا۔۔۔اسی

لیے میں تمہیں لے کر آیا تھا۔۔۔ارحم اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

۔۔۔

ہاں تو نکاح ہوا تھا قیامت تھوڑی آ گئی تھی۔۔۔جو آپ اس طرح سے لے

کر آئے۔۔۔مجھے نہیں پتہ مجھے ابھی میرے گھر چھوڑ کر آئیں۔۔۔پری

نے تو ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی، گھر جانا ہے، گھر جانا ہے۔۔۔

اگر آپ کو اتنا شوق تھا شادی کرنے کا تو اپنی جتنی لڑکی سے کرتے نہ۔۔۔

پری منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔

😂"کیوں تم فیڈر پیتی ہو۔۔۔ "

ارحم نے ڈھیٹ بنتے کہا۔۔۔

نہیں میں فیڈر نہیں پیتی۔۔۔ آپ ہی فیڈر پیتے ہوں گے۔۔۔ چھوٹے بچے کسی چیز کے مینرز ہی نہیں ہیں۔۔۔ صحیح معنوں میں پری کو تو اب آگ ہی لگ گئی تھی فیڈر والے لفظ پہ۔۔۔ جو منہ میں آیا بولتی گئی۔۔۔

ارحم کو تیسرا جھٹکا لگا پری کی مینرز والی بات پہ۔۔۔ ایسی کون سی بدتمیزی کر دی میں نے۔۔۔ جو مجھ میں مینرز نہیں ہیں۔۔۔ ارحم جو کب سے اس کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا پری کی مینرز والی بات پہ تو اس کو غصہ ہی آ گیا تھا۔۔۔

اللہ اللہ اتنا کچھ کر کے بھی آپ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے۔۔۔

پری انتہائی حیرانی کا مظاہرہ کرتے بولی۔۔۔ اس کے اتنے حیرانی والے عمل

پر ارحم کو شک ہوا، جیسے اس نے سچ میں کوئی بدتمیزی کر دی ہو۔۔۔اچھا بتاؤ کیا کیا ہے میں نے۔۔۔ارحم نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔۔

آپ نے مجھے میرے گھر سے اٹھایا ہے۔۔۔ کڈنیپ کیا ہے آپ نے مجھے۔۔۔آپ بتائیں آپ کو کتنے پیسے چاہیے، میرے بابا کے پاس بہت پیسے ہیں۔۔۔وہ آپ کو دے دیں گے۔۔۔بس آپ مجھے جانے دیں۔۔۔پری دوبارہ سے نان سٹاپ شروع ہو گئی تھی۔۔۔ارحم کو لگا اگر اس نے مزید دو منٹ اور پری سے بات کی تو وہ پاگل ہو جائے گا۔۔۔اس لڑکی نے تو ایک ہی بات کی رٹ لگائی تھی کہ ارحم نے اسے کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اپنی بازو پہ چبھن محسوس ہوئی۔۔۔اگلے ہی پل اس کی زوردار چیخ نکلی۔۔۔اور وہ بلبلاتا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔۔پری بڑے مزے سے اپنی کاروائی کرنے کے بعد ارحم کے اٹھتے ہی ایک دم سے بیڈ سے نیچے اتر گئی تھی۔۔۔ارحم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا، جو ایسے کھڑی تھی جیسے ساری معصومیت اسی پہ ختم ہوتی ہے۔۔۔

"منہ پہ ہاتھ رکھے اور آنکھوں کو بڑا کیے۔۔۔ سس۔۔ سوری۔۔۔
ارحم اسے گھور رہا تھا۔۔ پری جو کب سے شیرنی بنی ہوئی تھی اب اس کی آنکھوں سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں غصہ دیکھ کر پری کو رات والا ارحم یاد آگیا تھا۔۔۔ جس نے نون سٹاپ تین تھپڑ مارے تھے۔۔۔
سوری پری نے آنکھوں میں آنسو لیے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔ آواز میں لڑکھڑاہٹ محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔ کچھ دیر کے لیے تو ارحم کی سانسیں بھی تھم گئی تھیں۔۔۔ وہ اس منظر میں کھوسا گیا تھا۔۔۔ کتنا حسین تھا نا مقابل۔۔۔
کیا اب میں جاسکتی ہوں۔۔۔ پری کی آواز پہ ارحم ہوش کی دنیا میں آیا تھا
"۔۔۔ کہاں جانا ہے۔۔؟
وہ جانتا تھا وہ کہاں جانے کی بات کر رہی ہے۔۔۔ لیکن جان بوجھ کر پوچھا
۔۔۔ مم۔ میں نے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔

پری اب سے یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ فضول کی ضد چھوڑ دو، اور چپ چاپ کر فریش ہو جاؤ۔۔۔ پھر ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ ارحم اس سے نظریں ہٹاتے بولا تھا۔۔۔

نہیں ہونا مجھے فریش نہیں کرنا مجھے ناشتہ، مجھے میرے گھر جانا ہے ابھی ۔۔۔ پری پاؤں پٹختی ہوئی صوفے پہ جا کر بیٹھی اور گھٹنوں میں سر دے کر رونے لگی تھی۔۔۔

ارحم جو بیچارہ سوچ رہا تھا کہ وہ سکندر عثمان کی دشمنی اس کی بیٹی کے ساتھ نبھائے گا۔۔۔ لیکن یہاں تو الٹ ہی ہو گیا تھا۔۔۔

ارحم ایک مشہور بزنس مین انتہائی کم بولنے والا۔۔۔ آج صبح سے بولی جا رہا تھا۔۔۔ ارحم کی ایک دھاڑ پہ کام رک جاتا تھا۔۔۔ اور ایک اشارے پہ کام ہو جاتا تھا۔۔۔ لیکن آج اس کی اتنا بولنے کے باوجود اس کی بیوی سمجھ نہیں رہی تھی۔۔۔ ایک ہی رٹ لگائی تھی گھر جانا ہے گھر جانا ہے۔۔۔ یہ لڑکی پیار کی زبان نہیں سمجھے گی۔۔۔ اسے اپنی زبان میں ہی سمجھانا پڑے گا۔۔۔

ارحم سوچتے ہوئے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔پری تو رونے میں مصروف تھی۔۔۔

ارحم جلدی سے باہر آیا۔۔۔اس کے ہاتھ میں پری کے کپڑے تھے۔۔۔

یہ کپڑے لو اور اگلے پانچ منٹ میں مجھے تم تیار چاہیے ہو۔۔۔ارحم اس کی طرف کپڑے اچھالتے بولا تھا۔۔۔

نہیں ہوں گی میں تیار۔۔۔پری ایک دم سے گھٹنوں سے سر نکال کر بولی ۔۔۔لیکن ارحم کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی زبان کو بریک لگی۔۔۔مم۔ میں جارہی ہوں چینج کرنے۔۔۔ایک دم اپنی بات بھول گئی اور جلدی سے کپڑے پکڑ کر اٹھی اور واش روم میں گھسی۔۔۔

ارحم اس کے حرکت پہ مسکرایا اور سر جھٹکتے ڈریسنگ روم میں جا کے اپنے کپڑے نکالے اور باہر اکر رضیہ بی کو ناشتہ لگانے کے لیے کال کی۔۔۔

ارحم کے فون پہ حمدان کی لاتعداد کالز آئی تھیں۔۔۔جس کو دیکھ کر ارحم کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔اسی پل پری واش روم سے باہر آئی

۔۔۔اس نے لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔۔۔گلے میں دوپٹہ لیے اس نے ارحم کو گھور کر دیکھا۔۔۔کتنے مزے سے دانت نکال رہے ہیں۔۔۔اور مجھے رات کو اتنے تھپڑ مارے۔۔۔

کوئی بات نہیں ہے اب دیکھنا میں آپ سے کیسا پتلا لیتی ہوں۔۔۔میں نے بھی دن میں تارے نہ دکھادیے تو میرا نام پریشے ارحم۔۔۔اف اللہ کیا اول فول بک رہی ہے پری۔۔۔

نہیں۔۔۔نہیں بس غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا میرا نام پریشے سکندر رہے۔۔۔لیکن ان کے سامنے نہیں بولنا۔۔۔ورنہ رات جیسا تھپڑ پڑے گا۔۔۔پری اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اس کے سماعتوں سے ارحم کی آواز ٹکرائی۔۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔

کک۔کچھ نہیں۔۔۔پری جو اپنی سوچیں سوچ رہی تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب ارحم اس کے پاس اکر کھڑا ہوا۔۔۔پری اچانک سے گھبرا گئی تھی۔۔۔۔دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔۔

کچھ تو سوچ رہی تھی۔۔۔کہیں مجھ سے بدلہ لینے کی پلاننگ تو نہیں کر رہی تھی۔۔۔ارحم نے اپنی ہنسی کنٹرول کر کے پوچھا۔۔۔نن۔۔نہیں تو ایسی بات تو نہیں ہے۔۔۔

مم۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔پری نے سر جھکاتے انتہائی کم آواز سے کہا۔۔۔ارحم کو بھی وہ بمشکل سنائی دیا۔۔۔لیکن تم نے کہا تھا تمہاری بھوک سے میرا کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔ارحم نے آئی بر واچکاتے پوچھا۔۔۔میں نے کل صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا۔۔۔اب بہت زیادہ والی بھوک لگ رہی ہے۔۔۔سچی میں۔۔۔پری نے چہرہ اٹھا کر آنکھیں ٹمٹماتے کہا۔۔۔لڑائی جھگڑا اپنی جگہ لیکن واقع ہی پری نے کل سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔لیکن اب اسے بہت بھوک لگ رہی تھی۔۔۔

ہاں تو رات کو میں نے تم سے پوچھا تھا نہ تو بتا دیتی۔۔۔ ارحم پری کا ہاتھ پکڑ کر چلتے ہوئے بولا۔۔۔ رات کو آپ نے مجھے مارا تھا، اسی لیے میں نے آپ کو نہیں بتایا۔۔۔ ہاں تو مارنے کے بعد پیار بھی تو کیا تھا نا۔۔۔

کب۔۔۔؟

پری ایک دم بولی۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے اپنی بات پر شرمندہ سی ہوئی ۔۔۔ ارحم کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا اپنی ہنسی روک کر۔۔۔

اچھا جلدی چلو ناشتہ کرو۔۔۔ بعد میں بتاؤں گا۔۔۔

پریشے اور ارحم ڈائننگ ٹیبل پر پہنچے تو ناشتہ لگ چکا تھا۔۔۔ ناشتے کے قریب آتے پری کو تو زیادہ بھوک لگ گئی تھی۔۔۔ ارحم نے پہلے پری کے لیے کرسی کھینچی اسے بٹھا کر پھر خود سربراہی کرسی پر بیٹھا۔۔۔

پھر پہلے پری کی پلیٹ میں کھانا ڈالا۔۔۔ پھر اپنی پلیٹ میں ڈالا۔۔۔ ارحم کھانا شروع کر چکا تھا۔۔۔ کھاؤ اب کیوں نہیں کھا رہی۔۔۔ ارحم نے پری کو کھانا نہ کھاتے دیکھ پوچھا۔۔۔

آپ کھانا کھانے کے بعد مجھے سچی میں میرے گھر چھوڑ آئیں گے نا۔۔۔

پری کی انکھوں میں آنسو تھے۔۔۔اس اسے اپنے گھر والوں کے بغیر کھانا نہیں کھایا جا رہا تھا۔۔۔اس بار سچ میں ارحم کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا۔۔۔وہ لڑکی اسے ایک ہی رات میں اتنی اچھی کیوں لگنے لگی تھی۔۔۔کیوں اس کی ہر بات پہ ارحم بے بس ہو رہا تھا۔۔۔اچھا اچھا تم رؤمت میں تمہیں لے جاؤں گا۔۔۔ارحم کھانے پہ نظر مرکوز کرتے بولا تھا۔۔۔ سچی میں پری ایک دم خوش ہو گئی تھی۔۔۔

لیکن تم وہاں جیسے جاؤ گی ویسے ہی میرے ساتھ واپس آؤ گی۔۔۔ لیکن کیوں۔۔؟" مجھے وہاں رہنا ہے۔۔۔ میرے میرا روم بھی وہاں ہے۔۔۔ پری اداس چہرے سے بولی تھی۔۔۔

پری دیکھو اب تمہاری شادی ہو گئی ہے نا۔۔۔اسی لیے اب وہ تمہارا گھر نہیں ہے۔۔۔اب یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ تم اب سے یہاں ہی رہو گی۔۔۔ اپنے گھر اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔ارحم نے اسے انتہائی نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

ہاں یہی حقیقت تھی اب اس کی شادی ہو گئی تھی۔۔۔اور اسے اب یہاں ہی رہنا تھا۔۔۔اپنے شوہر کے گھر۔۔۔ لیکن ابھی اسے شادی نہیں کرنی تھی۔۔۔اسی بات پہ پری کو بار بار رونا آرہا تھا۔۔۔

بولو منظور ہے۔۔۔ارحم نے اسے خاموش دیکھتے سوال کیا۔۔۔ج۔جی ٹھیک ہے۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی پری کی آواز لڑکڑائی تھی۔۔۔ چلو شاباش اب ناشتہ ختم کرو۔۔۔۔بس میرا پیٹ بھر گیا۔۔۔پری انتہائی کم آواز میں بولی۔۔۔جب کہ اس بیچاری کو بھوک تو لگی تھی لیکن ارحم کی شرط پہ اس کی ساری بھوک اڑ گئی تھی۔۔۔اس کا چہرہ بجھ گیا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے جب تک ناشتہ ختم نہیں کرو گی میں تمہیں کہیں بھی نہیں لے کر جاؤں گا۔۔۔ارحم کی بات سنتے پری نے ایک انتہائی بے بسی سے نظر ارحم پر ڈالی۔۔۔اور بجھے دل سے اپنا کھانا کھانے لگی۔۔۔

آپ نہ اپنی ہر بات نہیں منوا سکتے۔۔۔اس طرح ہر بات پر دھمکی نہیں دے سکتے۔۔۔پری کھانا کھاتے بولی تھی۔۔۔اچھا جی۔۔۔

جی"۔۔۔"

ہاں تو میری بات مان جایا کرو نا۔۔۔مجھے دھمکی دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔۔۔

ہر دفعہ اپنی مرضی کرتے رہتے ہیں۔۔۔جب دل کرتا ہے تھپڑ مار دیتے ہیں۔۔۔جب دل کرتا ہے دھمکی دے دیتے ہیں۔۔۔پری جلدی جلدی میں کھانا کھاتے منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

اور ہم ڈھیٹ بنتے کھانے میں مصروف تھا۔۔۔پری جلدی جلدی اپنا کھانا ختم کرتے اٹھی۔۔۔چلیں۔۔۔؟"

ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔ابھی میں کھانا کھا رہا ہوں۔۔ بیٹھ جاؤ، ارحم سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔پری نے بیٹھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، ورنہ پھر سے اسے کوئی دھمکی مل جانی تھی۔۔۔

اللہ اللہ کتنا کھاتے ہیں۔۔۔اسی لیے تو اتنے بڑے ہیں۔۔۔پری دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔ کیا سوچ رہی ہو۔۔۔

کک۔کچھ نہیں۔۔۔پری نے ہڑبڑاتے جواب دیا۔۔۔ تم پھر سے مجھ سے بدلہ لینے کی پلاننگ تو نہیں کر رہی۔۔۔ارحم لب دباتے بولا تھا۔۔۔

نہیں۔۔ نہیں میں کیوں آپ سے بدلہ لینے کی پلاننگ کروں گی۔۔۔میں تو بس یہ دیکھ رہی تھی کہ کب سے آپ کھائی جا رہے ہیں۔۔۔پری انتہائی معصومیت سے بولی۔۔۔ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔کیوں تم میرے کھانے پہ نظر رکھ رہی ہو۔۔۔

نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے کھانے پہ نظر رکھنے کا۔۔۔میں بس یہ دیکھ رہی ہوں کہ آپ جلدی سے کھائیں۔۔۔پھر ہم نے میرے گھر بھی جانا ہے نا۔۔۔

ہاں تو میں تمہارے گھر جانے کی خوشی میں اپنا کھانا تو نہیں چھوڑ سکتا نا۔۔۔

اب ارحم جان بوجھ کر آہستہ آہستہ کھا رہا تھا۔۔۔اچھا آپ آرام سے کھا لیں۔۔۔پھر ہم میرے گھر جائیں گے۔۔۔پری نے نہ چاہتے ہوئے بھی اچھا بننے کی ایکٹنگ کی تھی۔۔۔

اب پری اس جگہ کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔۔کیا یہ آپ کی ماما ہیں۔۔۔پری نے سامنے لگی ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔ہممم۔۔۔ارحم نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔اچھا کہاں ہے یہ، پری کو تجسس ہوا۔۔۔

اپنے گھر ہیں۔۔۔

مطلب یہ ان کا گھر نہیں ہے۔۔۔پری کے بس میں نہیں تھا کہ وہ خاموش بیٹھتی۔۔۔اسی لیے وہ سوال پہ سوال پوچھے جا رہی تھی۔۔۔

یہ بھی ان کا گھر ہے لیکن فلحال وہ امریکہ ہوتی ہیں۔۔۔

اچھا پھر وہ آپ کے پاس کیوں نہیں رہتیں۔۔۔پری نے آنکھیں ٹمٹماتے پوچھا۔۔۔

کیونکہ ان کو وہاں پہ بہت سارے کام ہیں۔۔۔

کیوں آپ یہاں پہ ویلے رہتے ہیں۔۔۔پری نے آئی بروچکاتے پوچھا۔۔۔ ارحم نے گھور کر دیکھا۔۔۔کیا تم کچھ ٹائم کے لیے خاموش نہیں بیٹھ سکتی ۔۔۔ہر ٹائم بولتی رہتی ہو۔۔۔ارحم تنگ اگیا تھا پری کے سوالوں سے۔۔۔ نہیں بتانا تو نہ بتائیں اس میں ڈانٹنے والی کون سی بات ہے۔۔۔پری منہ بناتے بولی تھی۔۔۔لو جی اب میں نے تمہیں کب ڈانٹا ارحم کو تو پری کی بات سنتے غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔

پری بلاوجہ اس معصوم پر الزام لگائی جا رہی تھی۔۔ابھی ڈانٹا تو ہے بھول گئے آپ۔۔۔

میں نے ڈانٹا نہیں تھا میں نے تمہیں صرف خاموش ہونے کے لیے کہا تھا

۔۔۔ہاں تو اب اللہ تعالی نے زبان دیا ہے تو بولنے کے لیے ہی دیا ہے نا نہ کہ اپ کی طرح دوسروں کو دھمکیاں دیتی پھروں۔۔۔ایک بات ہی تو پوچھ لی تھی اس میں بھی خاموش ہو جاؤں عجیب بات ہے پر یہ ایک دفعہ پھر سے نان سٹاپ شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ارحم بیچارہ سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔۔آخر اس نے خود ہی اس مصیبت کو گلے ڈالا تھا اور اب برداشت بھی اس کو ہی کرنا تھا پری نہ جانے ابھی کیا کیا بول رہی تھی ارحم خود کو کھانے میں مصروف دکھا رہا تھا۔۔جبکہ اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا کتنا بولتی ہے یہ لڑکی۔۔۔۔

ارحم کھانا کھا چکا تھا۔۔اب وہ موبائل استعمال کر رہا تھا،اور پری بیچاری ایک سائڈ پہ بیٹھی مظلوموں کی طرح ارحم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔کہ وہ اٹھے اور

اس بیچاری کو اسکے گھر لے کر جائے۔۔اور یہاں ارحم سب کچھ جانتے بوجھتے۔۔خود کو انتہائی مصروف دیکھا رہا تھا۔۔۔ چلیں! پری کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔تو اس نے آکر ارحم کو مخاطب کیا۔۔کہاں! ارحم نے شانے اُچکاتے پوچھا۔۔۔آپ نے خود تو کہا تھا آپ مجھے بابا کے گھر لے کر جائیں گے۔۔۔اوو اچھا! چلو تم ریڈی ہو جاؤ

پھر چلتے ہیں پتہ نہیں کیوں ارحم جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔۔۔جی ٹھیک ہے پری کے چہرے پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔لیکن اس بار ارحم نے پری کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔پری کے جاتے ہی ارحم نے حمدان کو کال ملائی۔۔۔ تین سیکنڈ میں کال اٹھالی گئی تھی۔۔جیسے اسی کی کال کا انتظار کیا جا رہا ہو۔۔ہیلو! ارحم کہاں ہو تمہارا فون بھی آف جا رہا ہے ۔۔اور تم نے میٹنگ بھی کینسل کروا دی ہے۔۔۔ حمدان ایک ہی سانس میں سب کچھ بول گیا تھا۔۔ارحم تم سن رہے ہو جواب نہ پا کر حمدان دوبارہ بولا۔۔ہمم! سن رہا ہوں۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔ارحم آخر تم چاہتے کیا

ہو۔۔مجھے ایک دفعہ بتا ہی دو۔۔پہلے ہی تمہاری وجہ سے ہم بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔۔میرے نقصان کے آگے تمہارا نقصان بہت چھوٹا ہے حمدان، ارحم کی آواز میں درد تھا۔۔جو حمدان نے محسوس کیا تھا۔۔ارحم کیا تم سب کچھ بھول کر دوبارہ سے مجھ سے دوستی نہیں کر سکتے۔۔مجھے کوئی شوق نہیں تم سے دوستی کرنے

کا۔۔اگر میں نے تم سے دوستی نہ کی ہوتی تو آج میرا بھائی میرے ساتھ ہوتا ۔۔ارحم وہ میرا بھی بھائی ہی تھا تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔۔نہیں تھا وہ تمہارا بھائی۔۔اگر وہ تمہارا بھائی ہوتا تو تم کبھی نہ اسے مرنے دیتے۔۔۔حمدان تمہیں پتا ہے، شایان کو تمہارے ساتھ دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔۔کس طرح تم میری خوشی چھین کر اپنے بھائی کے ساتھ خوش ہو۔۔ لیکن اب تم دیکھنا تمہارے گناہوں کا ازالہ تمہاری بہن کرے گی۔۔تم لوگ بھی اسی طرح تڑپو گے۔۔اس سے ملنے کے لیے، ارحم دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔ارحم پلیز پری کے ساتھ کچھ مت کرنا، اسے ان سب

باتوں کا نہیں پتا وہ بہت معصوم ہے۔۔اور وہ دوسری لڑکیوں کی طرح ایکٹو بھی نہیں ہے۔۔وہ بہت سادہ ہے اس نے تو باہر کی دنیا بھی نہیں دیکھی۔۔ حمدان انتہائی فکر مندی سے بولا تھا۔۔ہاں تو میں اسے یہ سب بتا بھی دوں گا گا۔۔ارحم نے طنزیہ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔اور اور سیکھا بھی دوں ہاں میری کمپنی کے ساری کانٹیکٹ تمہاری کمپنی سے ڈسکنکٹ کر رہا ہوں ۔۔

آج کے بعد تم اپنے کام سے کام رکھو گے۔۔مجھے کبھی فون بھی مت کرنا ۔۔ارحم تم ہماری سالوں کی دوستی کو اس طرح ایک غلط فہمی کے لیے ختم کر دو گے۔۔

حمدان نے دوبارہ ارحم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔آخر کیا ہوا تھا انکے درمیان، آخر انکی دوستی کو کس کی نظر لگ گئی تھی۔۔اور پری کی حقیقت کیا تھی۔۔

حمدان تم ابھی بھی اس کو ایک غلط فہمی کہتے ہو۔۔اس بار ارحم انتہائی غصے

سے بولا تھا۔۔جیسے کچھ جتا رہا ہو۔۔حمدان سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔۔وہ

جیتنا ارحم کو سمجھا رہا تھا ارحم اتنا ہی الجھ رہا تھا۔۔اور کال کاٹ دی، ارحم

اسکی کوئی بھی بات سننے

کو تیار نہیں تھا۔۔ہاں بولو سلیم! اچھا ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔۔گاڑی

تیار ہے۔۔تو آ جاؤ ہم آدھے گھنٹے تک نکلنے والے ہیں۔۔اور ادھر کا سارا کام

تم دیکھو گے۔۔اوکے۔۔۔اللہ حافظ! حمدان کے بعد ارحم نے

سلیم کو کال ملائی تھی۔۔ارحم کے چہرے پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ تھی

!۔۔اسی پل پری وہاں نمودار ہوئی۔۔چلیں

ہمم چلو۔۔ي کیا آپ تو تیار ہی نہیں ہوئے۔۔کیوں کیا ہم تمہارے باپ

کے ولیمہ پہ جا رہے ہیں۔۔ارحم نے آئی بر واچکاتے پوچھا۔۔پری نے

اچانک سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔۔اسنے ایسی بات کی توقع نہیں کی تھی۔۔

اب چلو میری شکل کیا دیکھ رہی ہو۔۔پری اسکے رویے پہ تھوڑا حیران ہوئی تھی۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ آرام سے بات کر رہا تھا۔۔لیکن اب اچانک اسے کیا ہو گیا تھا۔۔تم جاؤ نیچے میں دس منٹ میں آ رہا ہوں۔۔پری نظریں جھکاتی نیچے جا چکی تھی۔۔

ارحم نے احمر کے کمرے کا رخ کیا۔۔لاک کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔۔آج پھر وہی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔جو ہمیشہ اس کمرے میں اسکا استقبال کرتی تھی۔۔ارحم آگے بڑھا اور ہمیشہ کی طرح اسکی تصویر اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔احمر میں جو کچھ کرنے جا رہا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔میں نے بس تمھاری موت کا بدلہ لینا ہے۔۔

حمدان سے سکندر عثمان سے آج میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔۔لیکن میں تم سے ملنے آوں گا میرے بھائی۔۔اتنا کہتا ارحم وہاں سے نکل گیا تھا۔۔اگر وہ کچھ دیر مزید رکتا تو یقیناً رو پڑتا۔۔پری نیچے آ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی تھی۔۔

اور ہر چیز کا جائزہ لینے لگی۔۔اتنے میں ارحم وہاں پہنچ گیا۔۔ چلو! جی چلیں پری تو پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔۔۔۔

باہر آتے ارحم نے پہلے پری کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا پھر بعد میں خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ کیا یہ سب بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔۔پری نے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں دیکھ کر پوچھا۔۔ ہمم مختصر سا جواب ملا۔۔ آپ کو کچھ ہوا ہے کیا۔۔پری جو کب سے ارحم کا رویہ نوٹ کر رہی تھی پوچھ ہی لیا۔۔ کیا تم اپنا منہ بند کر کے بیٹھ سکتی ہو۔۔ارحم اس قدر غصے سے بولا تھا کہ پری تو اسکی آواز سے ہی سہم گئی تھی۔۔ڈر سے منہ موڑ کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد پری پھر سے بولی۔۔ ہم کب پہنچیں گے۔۔

ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

پری پھر سے باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔ارحم کو کیا ہو گیا تھا۔۔پری کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔اسی پل ارحم کا فون بجا۔۔ہاں بولو سلیم!

ہم پانچ بجے تک پہنچ جائیں گے۔۔گھر پہنچ کر میں تمہیں سب سمجھا دوں گا

۔۔کہ کر کال کاٹ دی۔۔

ہم کب پہنچیں گے۔۔پری نے انتہائی معصومیت سے پوچھا۔۔

مجھے ڈرائیونگ کے وقت بولنے والے لوگ انتہائی زہر لگتے ہیں۔۔اسی لیے بہتر ہے کہ تم اپنا منہ بند ہی رکھو۔۔بس آپ مجھے یہ بتا دیں ہم کب پہنچیں گے، میں دوبارہ نہیں بولوں گی۔۔مجھے بابا کی یاد آرہی ہے۔۔

پریشے میں نے تمہیں رات کو کہا تھا کہ تم اپنے باپ کا نام نہیں لو گی۔۔اور میں ایک بات کو بار بار ریپیٹ نہیں کرتا۔۔

نن۔ن۔نہیں آپ نے مجھے کہا تھا آپ مجھے بابا کے گھر لے کر جا رہے ہیں ۔۔اور آپ۔۔پریشے اگر اب مجھے تمہاری آواز آئی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔

سمجھی۔۔

ن۔ نن۔ نہیں آپ ایسا، چپ ایک دم چپ کہا نہ اب تمہاری آواز نہیں آنی چاہیے۔۔ گاڑی روکیں دروازہ کھولیں آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں ۔۔مجھے میرے گھر جانے دیں۔۔ پلیز، پری روتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ارحم نے اسکو بازو سے کھینچ کر گردن کی وین پہ ہاتھ رکھا، پری چند ہی سیکنڈ میں لہرا کر پیچھے سیٹ پہ جا گری۔۔ پاگل کر دے گی یہ لڑکی مجھے۔۔

ارحم کی سیاہ آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔۔اسے غصّہ آرہا تھا۔۔ کہ اس نے صبح پری کی ساتھ نرمی سے بات کی تھی۔۔ پانچ گھنٹوں کا یہ سفر ختم ہوا۔۔اس وقت ارحم اور پری اسلام آباد خان ولا کے باہر موجود۔تھے۔۔

ارحم نے باہر آتے پری کی سائڈ کا دروازہ کھول کر اسے اٹھایا اور اندر کی طرف بڑھا۔۔سب ملازم سر جھکائے ایک لائن میں کھڑے تھے۔۔ سب نے ارحم کو سلام کیا۔۔ارحم ہاتھ سے کھڑے رہنے کا اشارہ کرتے اپنے

کمرے کی طرف بڑھا۔۔ کمرے میں آتے پری کو بیڈ پہ لٹایا اور خود باہر آیا ۔۔سب ملازم وہیں کھڑے تھے۔۔

خان صاحب آپکو شادی بہت بہت مبارک ہو جی۔۔سب ملازموں نے ارحم کو مبارک باد دی تھی۔۔

ارحم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔ جیسے وہ جیت گیا ہو۔۔ ہمم بہت شکریہ!

رضیہ بی کال سے آپ پریشے کو سب کچھ سمجھا دیجئے گا وہ بھی آپکے ساتھ کام کروانے میں مدد کرے گی۔۔

نہیں نہیں خان صاحب میں سارے کام خود ہی کر لوں گی۔۔بی بی جی کو کیوں تکلیف دینی۔۔میں نے کہا نہ کل سے وہ آپکے ساتھ سارے کام کروا یے گی۔۔

جی خان صاحب جیسا آپ کہیں ارحم کچھ دیر مزید باتیں کرتا رہا پھر سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔۔ارحم بھی اپنے کمرے میں آیا اور صوفے پہ بیٹھ کر اپنا کام کرنے لگا۔۔اور وقفہ بہ وقفہ پری

پہ بھی نظر ڈال رہا تھا۔۔ تقریباً آٹھ بجے کے قریب پری تھوڑا سا کسمسائی تھی۔۔آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر جگہ کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی ۔۔ لیکن جیسے ہی گاڑی والا منظر یاد آیا تو ایک دم اُٹھ بیٹھی ۔۔ لیکن سامنے ارحم کو دیکھ کر وہ ڈر گئی۔۔ارحم جو کب سے اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔ایک دم اُٹھ کر

اس کی طرف بڑھا۔۔

پری مزید ڈر کر پیچھے سرکنے لگی۔۔واپس اپنی جگہ پر آؤ۔۔ارحم غصے سے بولا تھا۔۔۔

ن۔ نن۔ نہیں مجھے جانے دیں پلیز میں نے آپکا کیا بگاڑا ہے۔۔اس بار ارحم دوبارہ نہیں بولا تھا۔۔اور پری کو بازو سے کھینچ کر نیچے اترا تھا۔۔

پ۔ پلیز مجھے

چھوڑ دو مجھے جانے دو۔۔

میں نے ک۔ کچھ نہیں کیا۔۔ڈر کے مارے پری کی آواز لڑکھڑا رہی تھی

۔۔۔۔

کہاں جانا ہے میرے بے بی کو ہمم بولو! ارحم نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے پوچھا۔۔ مم۔ مجھے بابا کے

چٹاخ "ابھی الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے کہ ارحم نے اتنا زور سے تھپڑ " مارا کہ پری درد کی شدت سے ارحم کی بازو میں ہی جھول گئی تھی۔۔

ارحم نے اسے جھٹکا دے کر دوبارہ سے اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔آج ارحم کی آنکھوں میں نفرت تھی۔۔بدلے کی آگ

تھی۔۔وہی نفرت جو پری نے کل رات دیکھی تھی۔۔اب وہ بول نہیں رہی تھی بس رو رہی تھی۔۔اسکی گال آگ

کا انگارہ بن گئی تھی۔۔ کہا تھا نہ میں نے اب تم دوبارہ میرے سامنے اپنے باپ کا نام نہیں لو گی۔۔

لیکن نہیں تمہیں عزت راس نہیں آئی۔۔۔آخر بار بول رہا ہوں اگر دوبارہ غلطی سے بھی تم نے اس شخص کا نام لیا۔۔تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا ۔۔ سمجھی۔۔ارحم نے پری کی بازو پہ گرفت مضبوط کرتے کہا، مم۔میں یہاں نہیں رہوں گی۔۔م۔میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔پری ہچکی لیتے بولی۔۔

ٹھیک ہے چلی جانا۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر تم نرک میں بھی چلی گئی نہ۔۔۔تو میں تمہیں وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔۔ارحم نے بازو گرفت پہ مزید دباؤ ڈالا۔۔آہہہ۔۔ جسکی وجہ سے پری کی چیخ نکلی۔پری کو لگا اسکی

کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔۔۔میری بازو چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے

۔۔۔پری اپنی بازو چھڑواتے ہوئے بولی۔۔۔

اوو! تو تمہیں درد بھی ہوتی ہے۔۔۔ارحم حیرانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا اور گرفت تھوڑی ڈھیلی کی پری کو لگا جیسے کسی نے اسکی کلائی کو توڑ کر دوبارہ سے جوڑ دیا ہو۔۔

اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔اور اب وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔جیسے اس نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو۔۔اور اسے سزا سنائی جا رہی ہو۔۔تم سمجھ گئی ہو نہ جو کچھ ابھی میں نے کہا ہے۔پری نے کوئی جواب نہیں دیا وہ ایسے ہی کھڑی تھی۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں میں ارحم بازو کو جھٹکا دے کر بولا۔۔

جج۔۔جی۔۔۔ہمم گڈ۔۔چلو شاباش شکل ٹھیک کرو اپنی پھر تمہیں رضیہ بی کام بتائیں گی وہ بھی کرنا ہے۔۔اس بار وہ انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔ یقیناً وہ جواب نہ دیتی اگر کلائی اسکے ہاتھ میں نہ ہوتی۔۔ارحم نے اس کا ہاتھ

چھوڑا اور واشروم کی طرف اشارہ کیا۔۔پری چپ چاپ چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھاتی چلی

گئی۔۔ارحم اب اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا اگر دیکھتا تو ضرور اس لڑکی پہ

تھوڑا رحم کر دیتا۔۔وہ گھر میں جھوٹ بول رہا تھا کہ وہ پری کو اسکی بابا کے

گھر لے کر جائے گا اسکا مقصد اسے تیار کروانا تھا اور اسی لیے وہ صبح پری

سے نرمی سے بات کر رہا

تھا۔اُسی نارمل فیل کروا رہا تھا۔۔اور وہ اپنی پلین میں کامیاب ہو بھی گیا

تھا۔۔وپری کو اسلام آباد لے آیا

تھا۔اگر وہ پری کو گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے بتا دیتا کہ وہ اسلام آباد جا رہے

ہیں تو پری بہت بڑا ہنگامہ کرتی۔۔

اسی لیے اس نے پلاننگ کی تھی اور کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ارحم بھی سر

جھٹکتا سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔۔

•••••••••••••••

حمدان ارحم سے بات ہوئی۔۔ شایان روم میں آتے ہوئے بولا۔۔ہاں ہوئی ہے بات۔۔اس نے ہماری کمپنی سے ساری

ڈیلز کینسل کروادی ہیں۔۔اور وہ خود اسلام آباد چلا گیا ہے۔۔اور پری، شایان کو پری کا خیال آیا۔۔میں بھی

جانتا کہ وہ پری کو بھی لیے کر گیا ہے یہ نہیں۔۔اور اس نے کہا ہے کہ وہ پری کو ہر بات بتادے گا۔۔شایان میں نے تمہیں کہا تھا وہ پری کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔۔اسکی باتوں سے لگ رہا تھا۔جبکہ پری بیچاری کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔مجھے لگ رہا ہے کہ ہم نے بہت بڑی غلطی کردی ہے پری کی شادی کر کے۔۔لیکن یہ فیصلہ بابا کا تھا۔۔ہمارا کوئی قصور نہیں ہے اس میں۔۔۔ہاں لیکن بابا نے بلکل بھی اچھا نہیں کیا۔۔ہم بابا سے بات کرتے ہیں۔۔۔کہیں ارحم پری کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچادے۔۔

حمدان تم جانتے ہو وہ کبھی بھی پری کے بارے میں بات نہیں کرتے۔۔پتا نہیں اب اس بیچارے پہ کونسی مصیبت آنی ہے۔۔اتنے میں ہی

شایان کا فون بجا۔۔جی جی بابا میں آرہا ہوں ۔۔اوکے اللہ حافظ ۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔

پھر میں اور بابا نکلتے ہیں۔۔۔ تم یہاں ساری کام سہی سے دیکھ لینا۔۔اور میری پیاری بھابھی کا خیال بھی

رکھنا۔۔شایان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔وہ حمدان کا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ حمدان کچھ زیادہ ہی سوچ رہا تھا پری کے بارے میں ۔۔۔۔

حمدان میں تم سے کچھ بول رہا ہوں ۔۔ ہمم۔ہاں ہاں بھئی میری بیوی ہے تو خیال بھی تو میں ہی رکھوں

گا نہ۔۔ حمدان اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر آتا بولا۔۔اوکے پھر اللہ حافظ

میں چلتا ہوں۔۔ شایان حمدان کے گلے

ملتے ہوئے بولا۔۔۔اور پھر چلا گیا۔۔۔

آج سیکندر عثمان اور شایان سکندر اسلام آباد جارہے تھے۔۔ تین دن کے

لیے وہاں انکا کوئی پروجیکٹ تھا۔۔

اور حمدان کی نئ نئ شادی ہوئی تھی۔۔ جسکی وجہ سے اسکا کہنا تھا۔۔ کہ

اسے اپنی بیوی کو ٹائم دینا

چاہیے۔۔ آخر شادی شدہ بندہ تھا۔۔۔ شایان کی جاتے ہی حمدان نے میرم

کو کال ملائی تھی۔۔۔ لیکن میرم فون

ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔اب تو حمدان کو غصّہ آرہا تھا۔۔۔اس لڑکی کو

بلکل بھی اپنے شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔۔۔

حمدان اس ٹائم میرم کی کال نہ اٹھانے کی وجہ سے مکمل تپ چکا تھا۔۔۔

اسکی بیوی اسکا فون نہیں اٹھا

رہی تھی۔۔۔اور اب بیچارے کا کام کرنے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

حمدان بیزار سا منہ بناتا اُٹھ کر حال کا راؤنڈ لگانے چلا گیا۔۔۔

•••••••••••••••••••

پری فریش ہو کر واشروم سے باہر آئی تو دیکھا ارحم وہاں نہیں تھا۔۔

سکون کا سانس لیتی جا کر شیشے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی۔۔ایک دن میں اسکی کیا حالت ہو ہے تھی۔۔اسے خود یقین نہیں آرہا تھا۔۔ابھی کل تو وہ اپنی گھر تھی۔۔۔اور ان چوبیس گھنٹوں میں وہ کہاں سے کہاں آگئی تھی۔۔اپنے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ہاتھ نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔۔اسکی کلائی کی

ہڈی فیکچر ہو گئی تھی۔۔۔اور درد اس قدر تھا کا کو برداشت نہیں کر پہ رہی تھی۔۔۔

ساری زندگی یہی تو ہوتا آیا تھا اسکے ساتھ۔۔آخر اس

کا تھا کون جسکے ساتھ وہ اپنا درد شیئر کرتی۔ آج وہ اپنی آپ کو دنیا کی سب سے بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔ بابا کبھی کسی کا قتل نہیں کر سکتے۔۔۔

یہ ارحم جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ یہ مجھے میرے گھر والوں سے دور کرنا چاہتا ہے۔۔ اسی لیے یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔ لیکن میں اسکی باتوں میں نہیں آؤں گی۔ وہ جو مرضی کر لے اور میں اس سے ڈر کیوں رہی ہوں۔۔ نہیں اب میں اس سے نہیں ڈروں گی۔۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی اپنے گھر۔۔

لیکن بابا نے تو خود میری شادی کی تھی نہ۔۔۔

اگر انہوں نے واپس بھیج دیا تو۔۔ نہیں نہیں! ایسا نہیں ہو گا میں انکو بتاؤں گی۔۔ کہ ارحم نے مجھے مارا

تھا اور دھکا بھی دیا تھا اور میری بازو پا بھی مارا اتنا درد ہو رہا ہے۔۔

پری سوچتے سوچتے روہانسی ہو رہی تھی آنکھوں میں پانی آ رہا تھا۔۔۔ ہاں میں سب کچھ بتاؤں گی بابا کو پھر دیکھنا وہ ارحم کا کیا حال کرتے ہیں۔۔ آخر

میں انکی اکلوتی بیٹی ہوں۔۔وہ کبھی برداشت نہیں کریں گے۔۔کہ کوئی
بھی انکی بیٹی پہ ہاتھ اٹھائے۔۔پری خود کو دلاسہ دے رہی تھی۔۔یہ
حقیقت بتا رہی تھی۔۔۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔
لیکن جیسا وہ سوچ رہی تھی ایسا تو کبھی نہیں ہونے والا تھا۔۔بابا نے تو کبھی
مجھے بولا تک نہیں تو کیا وہ
میری بات سن لیں گے۔۔لیکن میں کوشش کروں گی شاید وہ میری بات
سن لیں میں یہاں سے چلی جاؤں
گی۔۔اب پری سوچتے ہوئے صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی تھی۔۔اور اپنی کلائی
دیکھنے لگی۔۔جہاں اب سوجن
نے گھیرا لے لیا تھا۔۔اور کی تو انتہا تھی۔۔پری کو اب رونا آرہا تھا۔۔آخر
وہ کتنی دیر برداشت کرتی۔۔اور اب
وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔اسکے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی
۔۔ارحم سٹڈی روم میں

بیٹھا تھا۔۔ٹانگ پہ ٹانگ رکھے۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں سگریٹ تھی۔۔۔آنکھیں غصے سے لال تھیں۔۔دوسرے ہاتھ کی مُٹھی بھینچے پتا نہیں وہ کن سوچوں میں گم تھا۔۔اسکے ذہن میں بار بار پری کا خیال آرہا تھا۔۔آج بھی اس نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

"کیا میں ساری زندگی پری کو ایسے ہی سزا دیتا رہوں گا۔۔؟

نہیں میں اسے طلاق دے دوں گا۔۔کسی دوسرے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔سکندر عثمان کو بھی تو پتا چلے بدلہ کسے کہتے ہیں۔۔۔اس نے میرے بھائی کو مارا۔۔۔اب میں اسکی بیٹی کی زندگی برباد کردوں گا۔۔آج ارحم نے اپنے سوال کا جواب نکال لیا تھا۔۔یہ جانے بغیر کہ جس لڑکی کو وہ برباد کرنے کا سوچ رہا ہے۔۔۔۔

آخر اسکی حقیقت کیا ہے۔۔ارحم نے سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مثلا اور انتہائی غصے کی کیفیت میں باہر آیا۔۔پری جو اپنی کلائی کا جائزہ لے رہی تھی ۔۔ایک دم سے دروازے کی آواز پہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کیا کر رہی تھی۔۔۔ک۔ک۔کچھ بھی تو نہیں۔۔پری جو شیشے کے سامنے کھڑی سوچ رہی تھی۔۔۔کہ اب وہ

ارحم سے نہیں ڈرے گی۔۔۔لیکن اسکے سامنے تو بھیگی بلی بن گئ تھی۔۔۔ ارحم کی نظریں اسکی کلائی پہ تھیں۔۔جس پہ اب انگلیوں کے نشان واضح ہو رہے تھے۔۔۔ارحم نے ہاتھ بڑھا کر پری کا ہاتھ پکڑا،،ارحم نے اتنی نرمی ڈے ہاتھ پکڑا تھا کہ پری کو لگا اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔۔اسے اتنی نرمی کی اُمید نہیں تھی۔۔لیکن اگلے ہی لمحے ارحم نے اتنی زور سے پری کو کھینچا۔۔پری کا خواب ٹوٹا اور درد سے اسکی چیخ نکلی۔۔۔۔لیکن ارحم اسے اگنور کرتا باہر کی طرف بڑھا۔۔پری اسکے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی

۔۔۔۔

یہ رونا دھونا بند کرو اپنا، ارحم اسی طرح چلتے ہوئے بولا تھا۔۔ آپ ہاتھ چھوڑ دیں پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔۔

ہمم درد تو مجھے بھی ہوا تھا۔۔ جب میرے احمر کو چوٹ لگی تھی۔۔ پری خاموش ہو گئی تھی۔۔ اسکے بولنے سے ارحم چھوڑنے والا تو تھا نہیں تو بولنے

کہ فائدہ بھی نہیں تھا۔۔ نیچے آتے ارحم نے سب ملازموں کو ایک آواز میں ہی اکٹھا کر لیا تھا۔۔۔ اور پری کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔ رضیہ بی، پریشے اب سے آپ لوگوں کے ساتھ کام کرے گی۔۔۔ اور آپ لوگ اسے کام سیکھا دینا۔۔ کیونکہ یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے، اور اسے کام کرنا نہیں آتا۔۔۔۔

پری نے ایک بے بس سی نظر ارحم پہ ڈالی۔۔ سب ملازم ارحم کی بات پہ شوکڈ ہو گئے تھے۔۔ کہ ارحم نے سکندر عثمان اپنے سب سے بڑے دشمن کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔۔۔۔

پری سر جھکائے کھڑی تھی۔۔ کیا واقع یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔ رضیہ بی ارحم سے مخاطب ہوئیں۔۔ جی ہاں رضیہ بی بلکل ٹھیک سنا آپ نے۔۔ یہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے ایک قاتل کی بیٹی سے ہے یہ۔۔ ارحم قاتل پہ زور دیتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ میرے بابا قاتل نہیں ہیں۔۔۔ پری کو اس وقت ارحم زہر لگ رہا تھا۔۔ آواز نیچی ،ارحم دھاڑا تھا۔۔۔

کیوں آواز نیچی ،آپ میرے بابا کو کچھ بھی بولتے رہیں گے اور میں سنتی رہوں گی۔۔۔ چٹاخ !ارحم نے پری کو تھپڑ مارا تھا وہ بھی سب ملازموں کے سامنے۔۔ آپ نہ مجھے ایک ہی دفعہ مار دیں تا کہ آپکا بدلہ پورا ہو جائے

۔۔۔

پری روتے ہوئے بولی تھی اسے اُمید نہیں تھی کہ ارحم سب کی سامنے اسے اس طرح ذلیل کرے گا۔۔۔ نہیں میری جان ایک دفعہ نہیں تمہیں تو میں تڑپا تڑپا کے ماروں گا۔۔ ابھی تو تمہارے باپ سے بہت سے حساب چکتا کرنے ہیں۔۔ تو تمہیں اتنی آسانی سے تو مرنے نہیں

دوں گا نہ۔۔ابھی فلحال تم رضیہ بی کے ساتھ کام کرو۔۔ چلو شاباش۔۔
رضیہ لے جائیں اسے۔۔اور سارے کام کروایئے گا۔۔اور اسکے ہاتھ پہ
مرہم بھی لگا دیں۔۔تاکہ جلدی ٹھیک ہو مجھے دوبارہ بھی توڑنا ہے۔۔ارحم
طنزیہ مسکراتے بولا تھا۔۔ چلو جاؤ اب۔۔پری رضیہ بی کے ساتھ جا چکی
تھی۔۔ارحم بیٹے سکندر نے کیسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔۔یہ حیات بابا
تھے۔۔۔جو سالوں سے انکی حویلی میں کام کر رہے تھے انتہائی پر اعتماد شخص
جنکی جوانی اب ڈھل چکی تھی۔۔ارحم کو وہ بیٹا بولتے تھے۔۔بس حیات بابا
دیکھ لیں سکندر عثمان میرے سامنے ہار ہی گیا۔۔ہرا دیا میں نے اس
گھمنڈی
انسان کو ارحم طنز کرتے بولا تھا۔۔۔

•••••••••••••••••

میرم۔میرم، کیا ہو گیا ہے چلا کیوں رہے ہو۔۔فریحہ بیگم لاؤنج میں آتے
بولی تھیں۔۔۔

حمدان نے گھر آتے ہی میرم کو آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔۔ ماما میرم کہاں ہے۔۔ اور یہ میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی۔۔ پتا نہیں صبح سے کچن میں گھسی

ہوئی ہے۔۔ ہاں ہر کام کی پرواہ ہے بس شوہر کی فکر نہیں ہے۔۔

ارحم بولتا ہوا کچن کی طرف جا رہا تھا۔۔ لیکن کچن کا منظر دیکھ کر اب ارحم کو سہی آگ لگی تھی۔۔ جہاں میرم کھڑی بڑے مزے سے کھانا بنا رہی تھی

۔۔۔

حمدان کی آواز کو سرے سے اگنور کرتے۔۔ میرم، حمدان غصے سے بولا۔۔ کیا ہے پورے گھر کو کیوں سر پہ اٹھایا ہوا ہے آپ نے۔۔ تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔ بزی تھی میں۔۔ ایسا کونسا کام کر رہی تھی۔۔ ایسا کونسا کام ہے جو تمہیں مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔۔ ہر وہ کام جو مجھے پسند ہے۔۔ میرم میں پہلے ہی غصے میں ہوں۔۔ تمہاری کال نہ اٹھانے کی وجہ سے، مجھے مزید غصّہ چڑھاؤ۔۔ حمدان گھورتا ہوا بولا تھا۔۔ ہاں تو آپ

مجھے مت بلائیں میں بھی آپکو غصّہ نہیں چڑھاؤں گی۔۔ کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گی کہ یہ تم دل جلانے والی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔ یہ نہ آپ اپنے آپ سے پوچھیں۔۔ میرم نے بغیر دیکھے جواب دیا حمدان کو مزید غصّہ آیا ۔۔ میرم یہ فضول ڈرامے بازیاں بند کرو، اور بتاؤ فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

کہا نہ میری مرضی۔۔۔ محترمہ یہ آپ ایٹیٹیوڈ کس

چیز کا دیکھا رہی ہیں۔۔۔ آپکی بیوی ہونے کا۔۔ اووو، ارحم شیلف پہ بیٹھتے ہونٹوں کو گول کرتے حیران ہونے والے انداز میں بولا تھا۔۔ آپ اٹھیں

یہاں سے مجھے

کام کرنے دیں۔۔ میرم گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔ میرم ابھی صرف تم نے میرا پیار دیکھا ہے غصّہ نہیں۔۔ اور تم میرا غصّہ برداشت نہیں کر سکو گی۔۔۔ مجھے نہ

آپکا پیار دیکھنا ہے اور نہ ہی آپکا غصّہ دیکھنا ہے۔۔۔

آپکے پیار سے تو اللہ بچائے آپ تو بابا کے سامنے بھی ذلیل کروانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔۔ میرم غصے میں تیزی سے کام کر رہی تھی۔۔اور دو ٹوک حمدان کو ہر بات کا تڑک سا جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

اووا چھا تو تم صبح والی بات پہ ناراض ہو۔۔ حمدان کو جیسے اسکی ناراضگی کی وجہ پتا چل گئ تھی۔۔۔ صبح والی بات نہیں صبح والی بے شرمی بولیں۔۔ میرم اسی طرح تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی،اور حمدان کو بنا دیکھے جواب بھی دیا۔۔ حمدان کو یہ بات ہضم بھی ہی رہی تھی۔۔۔ کہ میرم اسکی طرف دیکھ نہیں رہی۔۔۔

اچھا سوری آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔ارحم گاجر اٹھا کر کھاتا ہوا بولا تھا۔۔آپ نہ میری نظروں سے دور ہو جائیں مجھے کام کرنے دیں۔۔اس بار میرم نے حمدان کو دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

تمہیں جان سے مار دیں گے اسی دن"

"! ہمیں تم نظر سے ہٹا کر تو دیکھو۔

حمدان میرم کو گھورتے گاجر کو بڑی سے بائیٹ کرتے بولا تھا۔۔ بڑی کوئی

بے سری آواز ہے آپکی۔۔۔ میرم منہ بسورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

کیا کیا کیا۔ ! تم جانتی نہیں ہو میں کتنا اچھا سنگر ہوں۔۔ حمدان اپنی اواز کے

لیے بے سر الفظ سن کر

صدمے میں چلا گیا تھا۔۔ایک ہی سانس میں بولا۔۔ میں نے کہا نہ مجھے

نہیں جاننا مجھے کچھ بھی

نہیں جاننا۔۔نہ ہی آپکا پیار نہ ہی آپکا غصّہ اور نہ ہی یہ آپی بے سری آواز

سننی ہے۔۔۔ میرم ہانڈی والا چمچ دکھاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

حمدان جو اپنی آواز کے لیے بے سر الفظ سن کر صدمے میں تھا۔۔۔ میرم

کے ہاتھ میں چمچ دکھ کر جلدی سے بولا۔۔۔ ہاں ہاں جا رہا ہوں۔۔۔ مجھے

بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہارے ہاتھوں قتل۔۔ مم۔ میرا مطلب ہے ذلیل ہونے کا۔۔۔ حمدان میرم کو گھورتے ہوئے جا چکا تھا۔۔۔ اور میرم ابھی بھی غصے میں تھی۔۔۔ اور اب مزید تیزی سے کام کرنے لگی تھی۔۔۔۔

حمدان باہر بیٹھا فریحہ بیگم سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اتنے میں ہی میرم آ کر فریحہ بیگم کے پاس بیٹھی۔۔۔

وہ ہمیشہ حمدان کے ساتھ بیٹھتی تھی لیکن آج وہ حمدان سے ناراض تھی اسی لیے فریحہ بیگم کے پاس بیٹھی۔۔۔

اور فریحہ بیگم تو فلحال انکی اس نوک جھوک پہ ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔ ماما آپ دیکھ رہی ہاں آج غبارہ پھولا ہوا ہے۔۔۔ حمدان بات تو میرم کو کر رہا تھا۔۔۔ لیکن دیکھ فریحہ بیگم کی طرف رہا تھا۔۔۔ میرم نے اچانک سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ یہ آپ

غبارہ کسے بول رہے ہیں۔۔ ظاہر سی بات ہے، تمہارا منہ پھولا ہوا ہے ۔۔۔تو غبارہ بھی تو تمہیں ہی بولوں گا نہ۔۔۔۔ حمدان نے شانے اچکاتے کہا۔۔۔

میرم نے جو سوچا تھا کہ وہ ناراض ہو کر نخرے اٹھوائے گی۔۔ لیکن یہاں تو الٹ ہی ہو گیا تھا۔۔۔ حمدان تو ہر بات پہ میرم کو ٹونٹ کر رہا تھا۔۔۔

ماما آپ ان سے بولیں کہ یہ مجھ سے بلکل بھی بات مت کریں۔۔۔

میں ان سے ناراض ہوں۔۔ میرم مزید منہ پھلاتے بولی۔۔ہاں تو ناراض ہونی کی کوئی وجہ بھی تو ہوتی ہاں نہ۔۔ تم ایسی ہی ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو جبکہ ناراض تو مجھے ہونا چاہیے کیونکہ تم میری کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

میرم نے گھور کر دیکھا۔۔۔ آپ نہ مجھ سے بات مت کریں۔۔۔ میرم مزید تپ گئی تھی۔۔ابھی بھی حمدان بول رہا تھا کہ ناراض ہونے کے لیے کوئی وجہ بھی ہونی

چاہیئے۔۔۔اور جو صبح تھا وہ کیا تھا۔۔۔

ویسے میرم بیٹا ناراض کس بات پہ ہو۔۔۔فریحہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔میرم چپ تھی، حمدان بولا۔۔ارے ماما یہ صبح والی بات پہ ناراض ہے۔۔۔

کس بات پہ۔۔فریحہ بیگم نے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔جو اسکو بابا کے سامنے بے بی بولا تھا۔۔۔اس بار فریحہ بیگم کا بھی قہقہ گونجا تھا۔۔۔میرم بیچاری پھٹی پھٹی آنکھوں سے حمدان کو دیکھ رہی تھی۔۔جو اپنے دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔۔۔

اگر اس وقت حمدان کمرے میں ہوتا۔۔تو اب تک اسکے سارے دانت ٹوٹ چکے ہوتے۔۔ایسا میرم نے سوچا تھا۔۔

ابھی انکی ہنسی جاری تھی کا ملازمہ آئی۔۔بیگم صاحبہ کھانا لگ گیا ہے آپ سب آجائیں۔۔۔

جی آپ جائیں ہم آرہے ہیں۔۔۔فریحہ بیگم اپنی ہنسی کنڑول کرتے بولیں ۔۔۔میرم تو پیر پٹختی پہلے ہی جا کر ٹیبل پر براجمان ہو گئی تھی۔۔۔

ماما مجھے لگتا ہے میں نے میرم کو کچھ زیادہ ہی ناراض کر دیا ہے، اب حمدان تھوڑا سیریس ہو کر بولا تھا۔۔ ہاں جی بہت زیادہ ناراض کر دیا ہے تم نے میری بیٹی کو۔۔ چلو آؤ اب مناؤ میری بیٹی کو ناراض کر دیا بیچاری بچی کو

۔۔۔۔

کیوں میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔۔۔ حمدان نے غیر توقع سا سوال پوچھا۔۔ جسے فریحہ بیگم اگنور کرتی ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھیں۔۔ میرم جلدی جلدی کھانا کھانے میں لگی ہوئی تھی۔۔ ایک آنکھ اٹھا کر ارحم کو گھورا اور پھر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔

ماما ابان کہاں ہے۔۔۔ حمدان جب سے ایا تھا۔۔ اسی ابان نظر بھی آ رہا تھا اسی لیے پوچھا۔۔ بیٹا وہ آج اپنی دوستوں کی طرف ہے۔۔ کسی پارٹی پہ۔۔ ماما آپ نہ ابان پہ نظر رکھیں ی آج کل کچھ زیادہ ہی باہر پھرنے لگا ہے۔۔ خبردار اگر آپ نے میری بھائی کے بارے میں کچھ کہا تو۔۔۔ آپ نہ اپنی حرکتوں پہ نظر رکھیں یہ جو آج کل اتنے بے شرم بنائی ہوئے ہیں۔۔۔

میرم تو تپ ہی گئی تھی۔۔۔

اوو تو تم ہٹلر بیوی ہونی کی ساتھ ساتھ ایک اچھی بھابھی بننے کی کوشش بھی کر رہی ہو۔۔۔۔

آپکی اپنی سوچ ہے جو مرضی سوچیں۔۔ بس میرے چھوٹے بھائی کو کوئی بات نہ کرے میں بلکل بھی برداشت نہیں کروں گی۔۔ میرم بڑے ایٹیٹیوڈ

سے بولتی اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ جلدی جلدی کھانا کھا چکی تھی۔۔ اور اب روم میں جانے کی تیاری تھی۔۔۔ گڈ نائٹ ماما کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

حمدان تو اسکا ایٹیٹیوڈ دیکھ رہا تھا۔۔ جسنی جاتے ہوئے ایک دفعہ بھی حمدان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اوکے ماما گڈ نائٹ میں بھی جاتا ہوں۔۔۔ صبح آفس بھی جانا ہے۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا جاؤ اور میری بیٹی کو منا کر سونا۔۔۔ ارے ماما آپ ٹینشن مت لیں اب آپ دیکھنا میں کیسے منٹوں میں میرم کو ماناتا ہوں۔۔۔ حمدان کہتا

ہوا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ حمدان نے کمرے کے بھر کھڑے ہو کر ایک

گہرا سانس لیا۔۔اور دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔۔ میرم

شیشے کے سامنے کھڑی اپنی ہاتھوں پہ نائٹ کریم لگا رہی تھی۔۔۔

اور ساتھ ساتھ حمدان کو اگنور بھی کر رہی تھی۔۔ حمدان چلتا ہوا اندر داخل

ہوا اور میرم کی سائڈ سے نکلتا ہیئر برش اٹھا کر بال بنانے لگا۔۔ جبکہ

نظریں میرم

کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

لگتا ہے کبھی زندگی میں لڑکی نہیں دیکھی کیسے ندیدوں کی طرح گھور رہے

ہیں۔۔ میرم اپنی سناتے ہی واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔اور ارحم کا چلتا ہوا

ہاتھ روک گیا تھا۔۔اور حمدان شوکڈ کی کیفیت میں میرم کو دیکھ رہا تھا۔۔

جو بڑے مزے سے سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

تم کچھ زیادہ ایٹیٹیوڈ بھی نہیں دیکھا رہی۔۔ حمدان گھورتے بولا تھا۔۔۔

جب آپ بے شرمی دیکھا سکتے ہیں تو میں بھی ایٹیٹیوڈ دیکھا سکتی ہوں۔۔۔

میرم نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔

اچھا یار سوری آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔۔۔ غلطی ہو گئی اب معاف کر دو نہ پلیز۔۔۔ حمدان سچ ما منا کر تھک گیا تھا اسی لیے اب ہار مانتے سوری

بولا۔۔۔

آپ نہ چپ کر کے سو جائیں۔۔ میرم تھوڑی نرمی سے
بولی تھی۔۔۔ شکر ہے ہٹلر کو حمدان پہ تھوڑا رحم تو آیا۔ لیکن کیا کی ساتھ

۔۔۔ حمدان انتہائی معصومیت

سے بولا تھا۔ شرافت کے ساتھ۔۔۔ کھٹاک سے جواب آیا میرم دانت پیستے بولی تھی۔۔ لیکن مجھے تو، حمدان خدا کا واسطہ ہے سو جائیں۔۔ اگر نہیں سونا تو کمرے سے باہر چلے جائیں۔۔۔۔

حمدان جو بیچارہ کچھ بولنے لگا تھا میرم نے اسکی بات کو ٹوک کر اپنی سنائی

۔۔۔میں کیوں کمرے سے باہر جاؤں یہ میرا کمرہ ہے۔۔ حمدان نے

انصاف کی بات کی تھی۔۔ ٹھیک ہے پھر میں کمرے سے باہر چلی جاتی ہوں

۔۔۔آپ کو آپکا کمرہ مبارک ہو۔۔۔ میرم واپس آؤ تم میری نرمی کا ناجائز

فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔ حمدان کو تو غصّہ ہی آگیا تھا۔۔۔ کب سے وہ میرم کو

منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن میرم تھی کہ نخرے ہی دکھائی جا رہی

تھی۔۔۔

ہاں تو آپ ویسی باتیں نہیں کرتے نہ کتنی شرمندگی ہو رہی تھی۔۔ مجھے ماما

بابا کے سامنے۔۔ ہاں تو وہ جانتے

ہیں کہ تم میری بیوی ہو۔۔ میرم نے گھور کر دیکھا۔۔ یار ایک تو تم نہ ہر ٹائم

لڑاکا عورتوں کی طرح کرتی اور

گھورتے رہا کرو۔۔ کیا یہ عورت کس کو بولا آپ نے۔۔۔

میں آپکو عورت لگتی ہوں۔۔اور وہ بھی لڑاکا۔۔ارے یار میں تو ویسے بول رہا ہوں۔۔حمدان معاملے کو جتنا سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا معاملہ اتنا گرم ہو رہا تھا۔۔۔

آپ نہ کچھ بھی مت کہیں۔۔نہ ایسے نہ ویسے۔۔۔آپ بس میری نظروں سے دور ہو جائیں بس۔۔۔حمدان بیچارہ ہمت ہارتا جا کر لیٹ گیا تھا۔۔۔اور میرم ابھی بھی اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔اب کھا جانے والی نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔حمدان عادت کے ہاتھوں مجبور دوبارہ بولنے کی غلطی کر گیا تھا۔۔۔حمدان اگر اب مجھے آپکی آواز آئی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔میرم دو قدم اٹھا کر پاس آتے غصے سے بولی تھی۔۔۔اور حمدان ڈر کے بیڈ پہ ہی پیچھے کو سرکا۔۔۔وہ واقع اپنی ہٹلر بیوی سے ڈر گیا تھا۔۔۔تو چپ چاپ سونے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔۔۔ورنہ آج اسکی ہٹلر بیوی ضرور اسکا بھرتا بنا دیتی۔۔۔میرم بھی پیر پٹختی آکر اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔

••••••••••••••••

کھانا لگ چکا تھا۔۔پری رضیہ بی کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔اتنے میں ارحم آ گیا۔۔اہم آج تو میری پیاری بیوی نے کھانا بنایا ہے۔۔ہمم ارحم نے پری کی طرف دیکھتے کہا۔۔پری نے گھبراتے رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ ارحم صاحب بی بی جی کو آہستہ آہستہ کھانا بنانا آ جائے گا۔۔کافی سمجھدار ہیں یہ ماشاءاللہ سے۔۔۔

رضیہ بی پری کی تعریف کرتے ہوئے بولی تھیں۔۔بیٹھو! ارحم نے خود بیٹھتے ہوئے اشارہ کیا۔۔پری نے سنا تو تھا لیکن بیٹھی نہیں۔۔رضیہ بی نے پری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔لیکن پری نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔میرے خیال سے میں نے کچھ کہا ہے۔۔۔ارحم پری کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔۔

مم۔مجھے بھوک نہیں ہے۔۔پری بول تو ہمت سے رہی تھی لیکن زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔میں نے پوچھا !"

اب ارحم کی نظریں ٹیبل پہ تھیں لیکن وہ پری سے مخاطب تھا۔۔۔ہاں لیکن۔۔مم۔مجھے سچی میں بھوک نہیں ہے۔۔۔لڑکی فضول کی بکواس مت کرو اور چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔۔میرا نام لڑکی نہیں پریشے ہے۔۔۔

پری اپنے لیے لفظ لڑکی سنتے جلدی سے بولی۔۔ہاں ایک کام کرتے ہیں پہلے تم مجھے اپنا نام سیکھاد و بعد میں کھانا کھالیں گے۔۔کیوں رضیہ بی۔۔

رضیہ بی بیچاری اب کیا بولتیں۔۔۔

کیا میں نے کچھ غلط بول دیا ہے۔۔۔ارحم پریشے کی طرف دیکھتا بولا۔۔میں نے تو ویسے آپکو بتایا تھا۔۔۔ک۔کہ میرا نام پریشے ہے۔۔۔

مجھے پتہ ہے تمہارا نام پریشے ارحم خان ہے۔۔اب چپ چاپ بیٹھ جاؤ مجھے دوبارہ بولنا نہ پڑے۔۔۔پری منہ پھلاتے بیٹھ گئی تھی۔۔۔

رضیہ بی جاچکی تھیں۔۔۔ڈالو اور کھانا شروع کرو۔۔۔پری نے چپ چاپ کھانا ڈالا اور کھانے لگی۔۔ارحم بھی

کھانے میں مصروف تھا۔۔۔پری ہر سیک منٹ بعد چور نظر سے ارحم کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ لیکن پری کی

تو شاید قسمت ہی خراب تھی۔۔۔جب بھی دیکھتی تھی ارحم کی نظریں اسی پہ ہوتی تھیں۔۔۔

اللہ اللہ کیسے گھور رہے ہیں۔۔۔ کہیں پھر سے مجھے تھپڑ مارنے کا تو نہیں سوچ رہے۔۔۔ نہیں نہیں اب تو میں نے کوئی بتمیزی نہیں کی جو مجھے تھپڑ پڑے گا۔۔۔ لیکن پھر بھی گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔پری اریٹیٹ ہو رہی تھی۔۔۔

کیا کوئی مسئلہ ہو رہا ہے تمہیں۔۔ نن۔ نہیں۔ نہیں تو، پری جلدی جلدی سے کھانا کھانے لگی۔۔۔

ارحم کھانا ختم کر کے کھڑا ہوا۔۔۔ چلو! جج۔جی۔ چلیں، ویسے کہاں جا رہے ہیں۔۔۔ معصومیت سے سوال پوچھا گیا۔۔ارحم جو کمرے میں جانے کی بات کر رہا تھا۔۔۔۔

پری کو لگا کہیں اور جانا ہے۔۔۔تو جلدی سے بولی "کہاں "۔۔

تمہارے باپ سے ملنے جا رہے ہیں۔۔۔اجازت ہو تو چلیں۔۔پری نے ایک دم سر اٹھا کر دیکھا۔۔رات کے دس

بجے میں تمہیں تمہارے باپ سے ملوانے لیے جا رہا ہوں۔۔ چلو اب۔۔۔ ارحم طنز کرتے بولا تھا۔۔ایک دن تو میں چلی ہی جاؤں گی۔۔اور پھر کبھی یہاں واپس نہیں آؤں گی۔۔۔پری نے دل میں سوچا تھا۔۔اگر زبان سے بولتی تو یقیناً ایک تھپڑ تو پڑ ہی جاتا۔۔۔چپ کر کے ارحم کے پیچھے چل پڑی ۔۔۔

••••••••••••••••••

کمرے میں آکر ارحم سٹڈی روم میں چلا گیا تھا۔اور پری سکون کا سانس لیتی بیڈ پہ ٹک گئی۔۔۔جب وہ اپنے گھر تھی۔۔اسکی پاس کتنی ایکٹیویٹی تھیں نہ کرنے کو۔۔۔

لیکن یہاں تو وہ نوکرانی ہی بن گئی تھی۔۔بور ہوتے پری نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔وجیسے جیسے کمرے میں نظریں دوڑا رہی تھی۔۔اسکے منہ کے زاویے بگڑتے جارہے تھے۔۔اس سے اچھا تو میرا کمرہ ہے۔۔پری نے سوفہ سائڈ وال پہ لگی ایک پینٹنگ کو دیکھ کر منہ بسورا۔۔اس سے اچھی تو میں بنالوں گی۔۔ي کیا بنا ہوا ہے۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی چھوٹے بچے نے بنائی ہو۔۔جیسے جیسے پری اپنی نظریں گھمارہی تھی اسکی منہ کے زاویے مزید بگڑتے جارہے تھے۔۔۔جیسے خود ہیں سڑے ہوئے ویسا ہی کمرہ ہے۔۔۔

خیر مجھے کیا میں تو ویسے بھی یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔بس ایک بار نہ میری بابا سے بات ہو جائے۔۔۔پھر

دیکھنا مجھے بابا یہاں سے کیسے لے کر جاتے ہیں۔۔ہاں ہاں ایسا ہی ہو گا

۔۔۔

پری نے اپنی سوچ پہ خوش ہوئے جلدی سے بلینکٹ کھولا۔۔اور سوتی بنی اس سے پہلے کہ ارحم کمرے میں آتا۔۔پوری رات گزر چکی تھی ارحم سٹڈی روم میں ہی سو گیا تھا۔۔کام زیادہ تھا اسی لیے وہ کافی تھک چُکا تھا اور وہیں سو گیا تاکہ پری بھی تھوڑا ریلکس فیل کرے آج کچھ زیادہ ہی پری پہ غصّہ نکل گیا تھا۔۔لیکن اُسکا چہرہ یاد کرتے ارحم کی لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔کوئی نہیں جانتا تھا آنے والے دنوں میں کیا ہونے والا تھا۔۔۔

•••••••••••••••••

تقریباً سات بجے کے قریب پری جب سائڈ بدلنے لگی تو اسکا ہاتھ زور سے بیڈ کراؤن سے ٹکرایا۔۔اور پری کی زوردار چیخ نکلی۔۔۔اور وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی۔۔۔

وہ نیند میں تھی اور بھول چکی تھی کہ اپنے گھر میں نہیں ہے۔۔اور اونچی اونچی رونا شروع کر دیا۔۔ارحم جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔پری کی چیخ سے ہربڑاتا ہوا اٹھا تھا۔۔اور جلدی سے باہر آیا۔۔

پری جو کسی چھوٹے بچے کی طرح ہاتھ پکڑ کر رو رہی تھی۔۔ارحم کو دیکھ کر جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اور بولنا شروع کیا۔۔آ۔آپ کو پتا ہے۔۔ا۔اس کمرے۔۔۔مم۔میں کوئی ہے۔۔۔اس نے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔۔اور اتنی زور سے دوبایا اور اب مجھے درد ہو رہا ہے۔۔پری نیند میں تھی اور اسی لیے اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ اسکا ہاتھ بیڈ کراؤن سے ٹکرایا ہے۔۔وہ بس یہی بول رہی تھی کہ اس کمرے میں کوئی ہے۔۔جس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور بس روئی جا رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا کا اس کمرے میں کوئی ہے۔۔اور اگر ہے تو مجھے کیوں نہیں نظر آرہا۔۔ہاں سچی میں اس کمرے میں کوئی ہے۔۔۔پری آنکھیں ٹمٹماتے معصومیت

سے بولی۔۔اچھا کہاں ہے دکھائو مجھے بھی۔۔۔ارحم سمجھ گیا تھا، کہ اسکا ہاتھ بیڈ کراؤن سے ٹکرایا ہے۔۔ جسکی وجہ سے وہ سمجھ رہی ہے کہ کمرے میں کوئی ہے۔۔۔

پپ۔۔پتا نہیں ابھی تو یہاں پہ تھا۔۔۔لگتا ہے۔۔۔آ۔آپ کو دیکھ کر چلا گیا۔۔کیوں میں کوئی جن ہوں۔۔ارحم نے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔نن۔ نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔پری کی زبان اس بیچاری کا ساتھ نہیں دے رہی

تھی۔۔پھر وہ مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ گیا۔۔ارحم نی دوبارہ وہیں سوال کر دیا۔۔مجھے نہیں پتا کیوں بھاگ گیا۔۔۔آپکا کمرہ ہے آپکو پتا ہو۔۔۔مجھے اب زیادہ

درد ہو رہا ہے۔۔پری پھر سے رونے لگی تھی۔۔۔

اچھا چلو اُٹھ کر فریش ہو جاؤ ناشتا کرو۔۔پھر میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔پری ڈاکٹر کے نام پہ خوش ہو گئی تھی۔۔اسے باہر کی ہوا

چاہیے تھی۔۔۔ویچاری دو

دن سے اس گھر میں بند تھی۔۔۔اور اب ارحم اسے ہسپتال لے کر جائے

گا۔۔۔یہ سن کر تو پری خوش ہو گئی تھی۔۔۔اور اپنی درد بھلائے جلدی

سے نیچے اترنے لگی۔۔ تمہیں تو درد نہیں ہو رہا تھا۔۔ہاتھ میں،ارحم نے

جانچتی نظروں سے پوچھا۔۔۔

ہاں ہاں ہو رہا ہے نہ درد۔۔۔وہ ابھی آپ نے کہا نہ کا آپ ڈاکٹر کے پاس لے

"کر جائیں گے۔۔۔؟

ہاں کہا ہے میں نے لیکن اگر درد ٹھیک ہو گیا ہے تو رہنے دیتے ہیں۔۔نن

۔نہیں ابھی تو درد ہو رہا ہے۔۔۔ہم چلتے

ہیں ڈاکٹر کے پاس میں ریڈی ہوتی ہوں۔۔۔پری جلدی سے بولی تھی،کا

کہیں ارحم اپنا ارادہ نہ بدل دے۔۔ہم چلو!ارحم کا موڈ اچھا تھا۔۔چلو پری

بیچاری کو کوئی تو فائدہ ہوا۔۔۔

پری جلدی سے اپنے لیے کپڑے نکالتی واشروم میں گھسی۔۔۔ارحم تو اسکی جلد بازیوں پہ حیران ہو رہا تھا۔۔ سر جھٹکتا وہیں بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔آخر وہ پری کو ڈاکٹر کے پاس کیوں لے کر جا رہا تھا۔۔۔

شاید اسے معصوم سے پری پہ رحم آ ہی گیا تھا۔۔۔ہاں کال کچھ زیادہ ہی غصّہ کر دیا تھا پری پہ۔۔۔ارحم سوچ رہا تھا انہی سوچوں میں ایک سوچ احمر بھی تھا۔۔۔ لیکن ابھی فلحال ارحم کا ذہن اس طرف نہیں تھا۔۔

اگر ہوتا تو یقیناً پری کو صبح صبح دو یا تین تھپڑ تو پڑ ہی جانے تھے۔۔۔

پری جلدی سے فریش ہوتی باہر نکلی۔۔اس نے سمپل سا بلیک سوٹ پہنا تھا ۔۔۔اور شانوں پہ دوپٹہ ٹکائے چاند جیسے سفید چہرے سے پانی کی قطرے ٹپک رہے تھے۔۔۔اسی طرح باہر آتی جلدی سے بولی۔۔ چلیں" ارحم نے بے یقینی سی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔۔ تم ایسے جاؤ گی۔۔۔

اوو سوری۔۔۔پری نے ایک نظر خود کو دیکھا اور جلدی سے سوری بول کر شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔اور

اپنے گیلے بالوں کو برش کرنے لگی۔۔۔

ارحم تو اسکی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا۔۔بیوقوف لڑکی ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے کتنا خوش ہو رہی ہے۔۔۔

ارحم بھی اٹھا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔

پری جلدی سے بال بناتی سوفے پہ ٹک گئی۔۔اور ارحم کا انتظار کرنے لگی ۔۔لیکن پھر اچانک سے کچھ یاد آیا تو اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔یہ کیا آج تو میں نے رضیہ بی کے ساتھ کام کرنا تھا۔۔۔اُف اللہ اگر اب ارحم کو پتا چلا کہ میں نے کام نہیں کیا، تو یہ مجھے ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جائیں گے۔۔میں ابھی باہر جاتی ہوں۔۔۔پری جلدی سے سر پہ دوپٹہ ٹکاتی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

بہت بڑی حویلی تھی۔۔۔پری تو کبھی اِدھر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔تو کبھی اُدھر کو۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کہاں کو جائے۔۔ہر جگہ کمرے ہی کمرے تھے۔۔اور حویلی کو اتنی نفاست سے سجایا گیا تھا۔۔۔پری ساتھ ساتھ

جائزہ بھی لے رہی تھی۔۔۔ شو پیس بھی کافی سلیقے سے انکی جگہ پہ ٹکائے

گئے تھے۔۔۔ پری کو لگا وکسی محل میں آگئی ہے۔۔۔

ارے پری بی بی آپ اٹھ گئیں۔۔ رضیہ بی جو یہاں سے گزر رہی تھیں پری

کو دیکھ کر اسکے پاس آئیں۔۔۔ پری نے اچانک سے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

جج۔جی وہ میں آپکے پاس ہی آرہی تھی۔۔۔

آپ کیوں آرہی تھی۔۔ آپ مجھے بولا لیتیں اگر کوئی کام تھا تو۔۔ رضیہ بی

انتہائی پیار سے بولی تھیں۔۔۔

وہ مجھے آپکے ساتھ کام کرنا تھا نہ۔۔ اسی لیے۔۔ پری ہچکچاتے ہوئے بولی

تھی۔۔۔ ارے پری بی بی آپ رہنے

دیں آپکا ہاتھ سہی نہیں ہے۔۔۔ جب سہی ہو جائے گا تو آپ جب کام کر

لینا۔۔۔ رضیہ بی کافی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔

جی لیکن وہ جو آپکے ارحم بھوت۔۔۔ مم میرا مطلب ہے ارحم صاحب ہیں

نہ، انہوں نے پھر سے سب

کی سامنے تھپڑ مار دینا ہے۔۔۔

نہیں ارحم صاحب بہت اچھے ہیں۔۔۔ وہ تو بس آپ انکے سامنے اس طرح سے بول تھی تھیں۔۔ تو انکو غصّہ آگیا۔۔ آپ نہ انکی ہر بات مانا کریں۔۔۔ پھر دیکھنا وہ نہ آپ سے بہت پیار کریں گے۔۔ رضیہ بی اسے بڑے پیار سے سمجھا رہی تھیں۔۔ یہ جو جن بھوت ہوتے ہیں نہ یہ کبھی پیار نہیں کرتے ۔۔۔ یہ صرف مار سکتے ہیں، ڈانٹ سکتے ہیں، اور آنکھیں دیکھا سکتے ہیں

۔۔۔

پری کی باتوں میں شکوہ تھا۔۔ اچھا آپ بتائیں آپکا ہاتھ کیسا ہے۔۔ رضیہ بی نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔ بس ٹھیک ہی ہے۔۔۔ رضیہ بی آپکو پتا ہے رات کو ہمارے کمرے میں کوئی تھا۔۔ پری حیران کرنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔

کیا مطلب کوئی آ گیا تھا۔۔۔ارحم صاحب نہیں تھے کمرے میں کیا۔۔؟"۔
نہیں وہ تو میرے خیال سے سٹڈی روم میں تھے۔۔۔۔پری انتہائی
معصومیت سے

بولی۔۔۔۔

اچھا تو ارحم ساحب کو بتایا آپ نے۔۔۔جی بتایا تھا لیکن وہ آپکے ارحم
صاحب کو دیکھ کر بھاگ گیا۔۔۔

پری ہاتھوں کے اشارے سے بول رہی تھی۔۔ویسے کافی حیرانی والی بات
ہے آپکے کمرے میں کون جا سکتا ہے۔۔۔اور اگر چلا بھی گیا تو ارحم
صاحب

نے اُسی پکڑا کیوں نہیں۔۔۔۔رضیہ بی بھی کافی حیرانی سے بول رہی تھیں
۔۔پتا نہیں مجھے تو اتنا ڈر لگ رہا تھا۔۔پری خود تو بیوقوف تھی۔۔۔اس نے
ساتھ رضیہ بی کو بھی بنا دیا تھا۔۔۔

اچھا چلیں آئیں میں ناشتا لگا دیتی ہوں، آپ بیٹھیں۔۔ارحم صاحب بھی آنی والے ہیں پھر ہم پتا لگواتے ہیں کا کمرے میں کون تھا۔۔۔رضیہ بی ابھی بھی حیران تھیں کہ آخر ارحم کی کمرے میں کون جا سکتا ہے۔۔۔اور اگر چلا بھی گیا تو ارحم نے اسے جانے کیسے دیا۔۔۔

جی چلیں! پری انکے ساتھ ہی"

" چل پڑی۔۔

کھانا لگ چکا تھا اور اب ارحم کا انتظار ہو رہا تھا۔۔پری کی تو بھوک سے جان نکل رہی تھی۔۔۔سامنے کھانا پڑا تھا۔۔اور وہ بیچاری ارحم صاحب کا انتظار کر رہی تھی۔۔

اپنی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھے وہ کھانے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔ جس میں اسکی پسند کا تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔پری نے ہر چیز پہ نظر دوڑاتے منہ بسورا۔۔کیا اب

یہاں کھانا بھی اپنی پسند کا نہیں ملے گا۔۔ چل پری کوئی نہیں بس آج کا

دن کھالے کل تک تو میں اپنے

گھر چلی ہی جاؤں گی۔۔۔ پھر میں سب اپنی پسند کا ہی کھاوں گی۔۔ پری کی

آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔ اپنے گھر کے نام پر۔۔۔ آخر اس بیچاری

کو

کس چیز کی سزا مل رہی تھی۔۔۔ اسکی تو کوئی غلطی بھّی نہیں تھی۔۔ پری

اسی طرح آنکھوں میں پانی بھر کر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

السلام علیکم! ارحم صاحب۔۔ رضیہ بی نے سلام کیا پری جلدی سے اُٹھ

کھڑی ہوئی۔۔ اور آنکھوں میں آتا

پانی صاف کیا۔۔ اور سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔۔۔

رضیہ بی کیا ناشتا میری بیوی نی بنایا ہے۔۔۔ ارحم نے

کرسی کھینچ کر بیٹھتے رضیہ بی سے سوال کیا۔۔پری کا حلق سوکھا۔۔اور اس سے آنکھوں میں پانی لیے

رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔۔

جی ارحم صاحب بی بی جی نئی کافی مدد کاروائی ہے میری۔۔آہستہ آہستہ سیکھ جائیں گی۔۔پری تو رضیہ۔

بی کو داد دے رہی تھی۔۔ جنہوں نے اتنی صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔۔

رضیہ بی جا چکی تھیں۔۔۔

"اور پری بھی اپنی جگہ پر واپس براجمان ہوئی۔۔۔ کھانا شروع کرو۔۔

ارحم کی نظریں پری کی طرف تھیں۔۔۔ج۔جی اچھا۔۔۔پری نے بھی اپنے لیے کھانا ڈالا۔۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی کھانے لگی۔۔۔ارحم نوٹ کر رہا تھا کہ کس طرح وہ کھانا کھاتے ہوئے منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔۔۔

شاید کھانا اسکی پسند کا نہیں تھا۔۔۔

ارحم اور پری کھانا کھا چکے تھے۔۔۔ چلو۔۔ارحم اٹھتے

ہوئے بولا تھا۔۔جی۔۔ کھٹاک سے جواب آیا پری تو جیسے پہلے گی تیار بیٹھی تھی۔۔۔ تم بڑی سے

چادر لے کر آؤ میں گاڑی نکال رہا ہوں۔۔۔ارحم ایک نظر پری پہ ڈالتے بولا۔۔۔

جی، پری بڑی شرافت سے جی بولتی جا چکی تھی۔۔۔ارحم نے گاڑی نکال کر آن کی اتنی میں ہی پری چادر لیے باہر آئی۔۔ارحم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری بیٹھ گئی تھی۔۔۔

پھر ارحم نے جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ گارڈز نے گیٹ کھولا اور یہ انکے ہسپتال کے سفر کا آغاز ہوا۔۔پری کی نظریں باہر چلتی گاڑیوں کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔۔۔گاڑی میں خاموشی والا ماحول تھا۔۔ کہ ارحم کا فون بجا۔۔۔

ارحم نے فون اٹھا کر دیکھا تو اسکے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔پری نے بھی ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔ارحم کی ماما کی کال تھی،اور ارحم جانتا تھا ۔۔کہ وہ اس ٹائم کال کیوں کر رہی ہیں۔۔۔

السلام و علیکم !ارحم نے فون اٹھاتے سلام کیا۔۔لیکن آگے سے کوئی جواب نہ ملا۔۔آپ ٹھیک تو ہیں۔۔ارحم تم مجھ سے بات مت کرو۔۔۔او کے نہیں کرتا،ارحم ریلکس ہوتا بولا۔۔وہ جانتا تھا اب اسکی ماما کا تھوڑا سا ناراض ہونے کا حق تو بنتا تھا۔۔۔

آخر اس نے شادی کر لی تھی اپنی ماں کے بغیر۔۔آخر تم اپنی ضد کے آگے جیت ہی گئے۔۔کافی دیر خاموشی کے بعد ارحم کی ماں نے بات کا آغاز کیا ۔۔ارحم ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔۔ارحم میں تم سے بات کر رہی ہوں۔۔

لیکن ابھی تو آپ نے کہا کا میں آپ سے بات مت کروں۔۔۔ارحم آخر تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔

تم سکندر عثمان کی بیٹی سے شادی کیسے کر سکتے ہو۔۔۔

جس شخص سے مجھے نفرت ہے تم نے اسکی بیٹی سے شادی کرلی۔۔۔ارحم
ابھی تک خاموش تھا۔۔۔اب تم
کچھ بولو گے بھی۔۔ماما آپ فضول میں پریشان ہورہی ہیں۔۔میں آپ
سے بول رہاہوں آگے سب آپکی مرضی سے ہی ہوگا۔۔۔ارحم سمجھانے
والی انداز میں بولا تھا۔۔ہاں پتاہے مجھے کتنی سی میری مرضی چلتی ہے۔۔۔
ارحم ابھی ھی مسکرارہاتھا۔۔۔پری بھی سوچ رہی تھی کہ ارحم نے اپنی ماما
کی بغیر ہی شادی کرلی۔۔۔
"اوکے ماما کب تک آرہی ہیں آپ۔؟
اگلے ہفتے تک آجاؤں گی۔۔۔اور تم نہ خبردار جو اس لڑکی کے قریب بھی
گئے۔۔۔یہ مت بھولنا کا وہ سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔۔اور یہ تو بلکل مت
سوچنا کہ اس

نے تمہیں اپنی بیٹی کا راستہ دے دیا ہے۔۔تو بس بات ختم۔۔اس کام میں بھی اسکا کوئی نے کوئی مقصد ہو گا۔۔ورنہ ایسے ہی نہیں اس نے اپنی اکلوتی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔۔۔

جی جی ماما میں سب کچھ جانتا ہوں۔۔۔آپ بلکل بھی ٹینشن مت لیں ریلکس ہو جائیں۔۔ہاں ٹھیک ہے تم اپنا بہت سارا خیال رکھنا میں بہت جلد آنے والی ہوں۔۔۔جی ماما ٹھیک ہے۔۔۔ارحم چند الوداعی کلام کہتے کال کاٹ چکا تھا۔۔باقی راستہ بلکل خاموشی سے طے ہوا تھا۔۔۔

••••••••••••••

ہاسپٹل پہنچتے ارحم پہلے اترا اور پھر پری کی سائڈ کا دروازہ کھولا۔۔پری باہر آئی۔۔اب وہ دونوں اندر کا رہے تھے چیک کروانے کے لیے۔۔ارحم اپوئنمنٹ لے چکا تھا۔۔۔پری نے چیک اپ کروایا۔۔

اسکی بون ہلکی سی ڈیمیج ہو گئی تھی ۔۔ جسکی وجہ سے شدید درد ہو رہا تھا ۔۔

اب ہم گھر جا رہے ہیں ۔۔ پری

نے سوال کیا ۔۔ ہمم کیوں کہیں اور جانا ہے کیا ۔۔ ارحم نے سوالیہ نظروں

سے پوچھا ۔۔

نہیں "۔۔"

تو پھر، میں نے ویسے ہی پوچھا ۔۔ ودونوں ہے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے ۔۔

ارحم نے گاڑی سٹارٹ کی ہی تھی کا اسکا فون بجا ۔۔ ہاں سلیم بولو ۔۔ سر آپ

آفس سے کا کر فائلز ریسیو کر لیں ریڈی کر وادی ہیں ۔۔۔ ہاں چاو ٹھیک

ہے ۔۔۔ میں لے لیتا ہوں ۔۔ دو تین اور باتیں کر کے ارحم کال کے چکا تھا

۔۔ اور اب ارحم کی گاڑی کا رخ

آفس کی طرف تھا ۔۔۔

آفس کے باہر پہنچتے ارحم نی پری کو مخاطب کیا ۔۔۔

تم یہاں ہی بیٹھو میں دس منٹ میں آرہا ہوں۔۔ارحم جانتا تھا وہ اس جگہ کی بارے میں بھی جانتی وبھاگنے کی کوشش بھی نہیں کرے گی۔۔ارحم اندر جاچکا تھا۔۔۔اور پری بیٹھی بور ہو رہی تھی۔۔۔

پری گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر آگئی۔۔اب منظر یہ تھا کا پری دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔۔اور ہر
آنے جانے والی گاڑیوں کا معائنہ کر رہی تھی۔۔اِدھر اُدھر دیکھتے پری کی نظر ایک بلڈنگ کی طرف گئی وہاں کافی رش تھا۔۔ نظریں گھوماتے پری کی "کی نظر ایک جگہ پہ ٹھہری اور بے ساختہ منہ سے نکلا" بابا۔۔

وہ پری کے بابا ہی تھے۔۔ سکندر عثمان اور شایان ابھی کل ہی تو اسلام آباد آئے تھے کسی میٹنگ کے سلسلے میں۔۔اور آج وہی میٹنگ اٹینڈ کرنے آئے تھے۔۔اور اب وہ گھر ہی جا رہے تھے۔۔اور پری کی نظر ان پہ پڑ چکی تھی۔۔پری کو تو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اسکی آنکھیں

چمکیں اسکی دعائیں سن لی گئی تھیں۔۔اسکے بابا کو اس سے ملوا دیا گیا تھا۔۔

پری نے

اِدھر اُدھر دیکھا کہیں ارحم تو نہیں ہے۔۔اور جلدی سے اس بلڈنگ کی

طرف بھاگی۔۔۔

ارحم جو آفس سے باہر آ رہا تھا۔۔اچانک اسکی نظر پری

پہ پڑی۔۔جو بھاگتے ہی جا رہی تھی۔۔ارحم نے دھیان سے دیکھا وہ پری

ہی تھی۔۔ارحم کا تو دماغ گھوم

گیا تھا۔۔اس نے منہ کیا تھا اور یہ لڑکی،،ارحم اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

پریشے "اور اسے آواز لگائی۔۔پری آواز سن چکی تھی، لیکن رکی نہیں "

۔۔اسکے بھاگنے میں مزید تیزی آگئی۔۔اسی کسی بھی طرح اپنے بابا کے پاس

پہنچنا تھا۔۔ارحم کو شدید غصّہ آ رہا تھا۔۔دیکھتے دیکھتے پری ارحم کی نظروں

سے کافی دور نکل چکی تھی۔۔ارحم رکا اور گاڑی کی طرف واپس پلٹا۔۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی فک سے اڑا لے گیا۔۔۔

•••••••••••••••••

پری بھاگتی جارہی تھی۔۔۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اب ارحم وہاں نہیں تھا۔۔۔ تھوڑی تسلی ہوئی تھی اور پری کو اتنی بری ٹھوکر لگی تھی کہ وہ منہ کے بل نیچے
گری۔۔۔ جلدی سے خود کو سنبھالتے وہ دوبارہ اٹھی۔۔۔ تھوڑا ہی راستہ رہ گیا تھا۔۔اگر ارحم پیچھے نہ آتا تو اب تک پری پہنچ ہی جاتی۔۔۔۔
بابا" سکندر عثمان اور شایان سکندر ابھی گاڑی میں بیٹھ ہی رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی۔۔۔دونوں نے بیک وقت مڑتے دیکھا۔۔پریشے
"۔۔۔

شایان بولا تھا۔۔۔ جبکہ سکندر عثمان تو اسے یہاں دیکھ کر دھنگ رہ گئے تھے۔۔۔

بھائی بابا آپ لوگ آ گئے۔۔ مم۔مجھے گھر جانا ہے۔۔ابھی آپکے ساتھ۔۔ پری نے شایان سے بات کی تھی۔۔۔ لیکن نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔

جو انتہائی غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔"ہاں چلو لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ شایان اسکے چہرے پہ لگی چوٹ کو دیکھتے بولا تھا

۔۔۔

مم۔مجھے نہیں پتا بس مجھے گھر جانا ہے۔۔۔پری بچوں کی طرح شایان کی بازو پکڑ کر کھڑی تھی۔۔ جیسے ابھی ارحم آئے گا اور اسے یہاں سے لے جائے گا۔۔۔

Part:02

ارحم کہاں ہے۔۔اس دفعہ سکندر عثمان بولے تھے۔۔وہ۔وہ وہاں تھے۔۔

پری نے ڈرتے ڈرتے اشارہ کرتے بتایا۔۔۔جیسے ابھی وہاں سے ارحم

آجائے گا۔۔تو تم یہاں کیا کر

رہی ہو۔۔سکندر عثمان کافی غصے سے بولے تھے۔۔۔میں۔مم۔میں نے

گھر جانا ہے آپ لوگوں کے ساتھ۔۔

میں بہت مشکل سے آئی ہوں اور اب دوبارہ نہیں جانا۔۔۔پری ڈرتے

ہوئے ہچکی لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔بابا

گھر چلتے ہیں جا کر بات کریں گے۔۔ابھی آپ اسکی حالت تو دیکھیں۔۔۔

شایان کی بات سنتے سکندر عثمان خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے بیٹھ

"چکے تھے۔۔

شایان نے پری کو بٹھایا اور اور خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔پری ابھی تک رو

رہی تھی اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ارحم دوبارہ آ گیا تو۔۔۔پانی پیو شایان نے

پری کی طرف

پانی کی بوتل بڑھاتے کہا۔۔پری نے گھبراہٹ میں جلدی سے پانی پکڑا اور

ایک ہی سانس میں پی گئی۔۔۔

پری ریلکس کرو۔۔شایان پری کی کمر سہلاتے بولا۔۔۔پری زور سے ہاں

میں گردن ہلائی۔۔سکندر عثمان

تو شدید غصے میں تھے۔۔۔

"بابا مجھے لگتا ہے ہمیں سیدھا گھر جانا چاہئے۔۔؟

گھر ہی جا رہے ہیں۔۔۔"کافی غصے میں جواب دیا گیا تھا۔۔۔پری نے گھبرا

کر شایان کی طرف دیکھا۔۔شایان نے نفی میں سر ہلاتے اسے دلاسہ دیا

۔۔۔

کیوں ہر دفعہ میرے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے۔۔۔آخر کب بابا مجھے اپنی بیٹی

مانیں گے۔۔پری سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

کافی لمبا رستہ تھا۔۔اور پری کو لگ رہا تھا۔۔جیسے وہ بہت جلدی آگے جا

رہی ہے۔۔۔اور کوئی بہت بڑی

مصیبت اسکے لیے تیار بیٹھی ہے۔۔۔

پری کی نظریں باہر آنے جانے والی گاڑیوں پہ تھیں۔۔ لیکن سوچ آنے والے وقت پہ تھی۔۔۔پری کو لگ رہا تھا کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔۔۔ اور وہ بہت زیادہ ڈر رہی تھی۔۔۔

●●●●●●●●●●●●●●●●

آؤ باہر، پری کی سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔۔پری نے چونکتے دیکھا، وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے۔۔اور اسے پتہ بھی نہیں چلا۔۔۔پری جلدی سے باہر آئی شایان نے چلنے کا
اشارہ کیا۔۔پری چھوٹے چھوٹے قدم اٹھتی اندر آئی اسی آج اپنے قدم بھی بوجھ لگ رہے تھے۔۔ سکندر
عثمان جو پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔۔۔

اب لاؤنج سے باہر آئے۔۔ آخر تم اب چاہتی کیا ہو۔۔۔ سکندر عثمان کافی اونچی آواز میں بولے تھے۔۔۔ پری ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

سکندر عثمان کی آواز سن کر فریحہ بیگم بھی باہر آگئی تھیں۔۔۔۔

سکندر آپ تو کل۔۔۔ الفاظ انکے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔۔ سامنے پری کو دیکھ کر۔۔۔

حمدان اور میرم بھی باہر آگئے تھے۔۔ کیا ہوا بابا آپ بول کیوں رہے تھے ۔۔۔ پریشے تم یہاں ؟"۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔۔

اور بابا آپ لوگ تو کل آنے والے تھے نہ۔۔ حمدان کافی فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

وہ ارحم پریشے کو پتا نہیں کہاں چھوڑ گیا تھا۔۔ وتو شُکر ہی ہم بھی وہاں ہی تھے۔۔ میرم جلدی سے آگے بڑھی اور پری کو گلے سے لگایا۔۔ تم ٹھیک ہو ۔۔ پری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ اسے میری نظروں سے دور لے جاؤ۔۔ سکندر عثمان کے لہجے میں صرف اور صرف نفرت تھی۔۔ حمدان نے میرم

کو اشارہ کیا اور میرم جلدی سے پری کو اندر لے گئی تھی۔۔اتنے میں حمدان کا

فون بجا۔۔ارحم کی کال ہے۔۔۔حمدان سکندر عثمان کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔۔کال اٹھاؤ اور آواز اوپن کرو۔۔۔

"اب تک تمہاری بہن تو گھر پہنچ ہی گئی ہو گی۔۔۔

فون اٹھاتے ہی ارحم کی آواز آئی تھی۔۔ہاں پہنچ گئی ہے۔۔ارحم تم نے کیا کیا ہے اسکی ساتھ۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔تم جانتے ہو اسکا کوئی قصور "نہیں ہے وہ اس معاملے سے بہت دور ہے۔۔

ہاں جانتا ہوں۔۔میرا بھائی بھی بے قصور تھا۔۔۔ویسے ابھی تک تو میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔لیکن اب بہت کچھ کر چکا ہوں۔۔ارحم طنزیہ مسکراہٹ سے بولا تھا۔۔

کیا مطلب ہے۔۔سکندر عثمان اور شایان بھی الرٹ ہو گئے تھے۔۔۔

مطلب صاف ہے۔۔تمہاری بہن بھاگ کر گئی ہے۔۔اسے میں نے نہیں

بھیجا بڑی ہی کوئی بیو قوف لڑکی ہے۔۔ تم اپنی بیو قوف بہن کو اپنے پاس رکھو ۔۔۔ ابان اس وقت میرے پاس ہے۔۔ ارحم دل جلانے والے انداز میں بولا تھا۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا اسکندر عثمان کافی غصے سے دھاڑے تھے۔۔ مطلب صاف ہے آپکی بیٹی میرے کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔ ہر ٹائم اپنے قاتل باپ کا ورد کرتی رہتی ہے۔۔۔ پہنچ گئی اپنے قاتل باپ کے پاس۔۔ لیکن اب آپکا سمجھدار، عقل مند، ذہین بیٹا میری قبضے میں ہے۔۔۔ ارحم اگر ابان کو ایک خراش بھی آئی نہ تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ حمدان کا تو سر گھوم رہا تھا، ارحم کی باتیں سنتے۔۔۔

ارے سالے صاحب تمہارے بھائی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ بس تم اپنی بہن کو تیار رکھو صبح لینے آؤں گا۔۔ اور

ہاں اس بیو قوف لڑکی کو سمجھا دینا۔۔ اسکے باپ کا ملازم نہیں ہوں۔۔ کہ جب دل کرے بھاگ جائے۔۔ اور میں اس ماہرانی صاحبہ کو لینے آؤں۔۔

ارحم اپنی سناتے

کال کاٹ چکا تھا۔۔ سکندر مجھے میرا بیٹا چاہیے ابھی اور اسی وقت۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی آپ اس لڑکی کو بھیجیں یہاں سے ابھی اور اسی وقت

۔۔ فریحہ بیگم تو رونے لگی تھیں۔۔ ماما آپ ٹینشن مت لیں کچھ نہیں ہو گا

ابان کو۔۔ کیسے ٹینشن نہ لوں۔۔ میں کچھ نہیں جانتی مجھے میرا بیٹا ابھی اور

اسی وقت چاہیے۔۔

میرا ابان چاہیے مجھے۔۔ وہ روتے روتے بیٹھ چکی تھیں۔۔ حمدان، شایان

سکندر عثمان نے ان دونوں کو مخاطب کیا تھا۔۔ جی بابا دونوں نے بیک وقت

جواب دیا تھا۔۔ تم دونوں پریشے سے بات کرو اسے سمجھا دو ورنہ میں اپنے

طریقے سے سمجھاؤں گا۔۔۔ دونوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔ ایک

طرف بہن تھی تو ایک طرف بھائی۔۔ لیکن انکو بھائی زیادہ عزیز تھا۔۔ اگر

بہن

سگی ہوتی تو انکے پاس کوئی نہ کوئی حل ہوتا۔۔ وہ دونوں پری کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔ جہاں میرم پری کو لے کر گئی تھی۔۔۔

....

ارحم بڑے آرام سے ریلکس ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔ اس نے
سلیم کو فون کر کے ابان کو بڑی آسانی سے اسکی یونیورسٹی سے ہی غائب کروا دیا تھا۔۔ اور اب وہ کافی مطمئن بیٹھا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا صبح تک اسکی بیوی اسکے پاس ہو گی۔۔ ہائے سکندر عثمان تمہاری معصوم بیٹی کی قسمت۔۔ تیار رہنا میری جان اپنے انجام کے لیے۔۔ منا کیا تھا نہ میں نے۔۔ لیکن تم نہیں مانی۔۔ اب میں تمہیں بتاؤں گا ارحم کیا چیز ہے۔۔۔
پری ابھی تک روئے جا رہی تھی۔۔ اور میرم اسے چپ کروانے لگی تھی۔۔۔

آ۔آپی آپ کو پتہ ہے اس نن۔نے مجھے مارا تھا۔۔اور میرا بازو بھی توڑ دی ۔۔پری اپنی کلائی دیکھاتے بولی تھی۔۔۔میرم تو حیران ہو رہی تھی کہ ارحم نی پری کو مارا بھی تھا۔۔۔

اچھا نہ بس چپ کرو۔۔اب دیکھنا حمدان تمہیں دوبارہ اسکے پاس نہیں جانے دیں گے۔۔میرم سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔۔نن۔نہیں مجھے لگتا ہے بابا مجھے واپس

بھیج دیں گے۔۔میرم آپی میرا دل گھبرا رہا ہے مم۔میں کیا کروں۔۔اب کیا ہو گا۔۔پری کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔۔

پری کچھ نہیں ہو گا تم بس چپ کرو حمدان

سب سنبھال لیں گے۔۔میرم پری کو دلاسہ دے رہی تھی۔۔میرم بھی کافی ڈسٹرب ہو گئی دو دن سے

پورے گھر کا ماحول خراب ہوا پڑا تھا۔۔کچھ نہیں ہو گا لیکن بابا مجھے واپس بھیج دیں گے وہ۔۔۔

وہ بول رہے تھے۔۔پری تو روئے جا رہی تھی۔۔اتنے میں حمدان اور شایان اندر داخل ہوئے۔۔ان دونوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ بات کیسے کریں۔۔پری اپنے بھائیوں کو دیکھتے جلدی سے اُٹھ کر انکے پاس آئی

۔۔ب۔بھائی آپکو پتا ہے۔۔۔

ب۔۔بھائی آپکو پتا ہے اس نے نہ مم مجھے مارا تھا۔۔اور اس نے کہا تھا۔۔کہ بابا نے اس کے بھائی کو مارا ہے۔۔ مم میں نے کہا نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو میرے بابا ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا۔۔کہ میں آئندہ اپنے بابا کا نام نہیں لوں گی۔۔ورنہ وہ مم۔مجھے مار دے گا۔۔ میں نے اب وہاں نہیں جانا وہ۔وہ بہت برا ہے بھائی۔۔پری ہچکیوں سے روتی ہوئی کسی چھوٹے بچے کی طرح سب کچھ بتا رہی تھی۔۔۔

پریشے دیکھو وہ اب جو بھی ہے تمہارا شوہر ہے۔۔ تمہیں اسی کے پاس واپس جانا پڑے گا۔۔اور اسکی ہر بات بھی ماننی پڑی گی۔۔شایان سمجھانے والے انداز

میں بولا تھا۔۔ نن۔ نہیں آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔ بھائی میں کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔

پری پیچھے کو سرکتی نفی میں سر ہلاتے بول رہی تھی۔۔اب اسے شایان اور حمدان سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔۔پریشے پلیز تم ہماری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔اس بار حمدان بولا وہ دونوں بھائی نہیں چاہتے تھے پری دوبارہ واپس جائے۔۔ایک ہی دن میں ارحم نے اسکی کیا حالت کردی تھی۔۔ لیکن ابان کو بھی تو بچانا تھا۔۔ وانکا سگا بھائی تھا۔۔ لیکن پری تو سوتیلی تھی نہ۔۔۔

بھائی کہیں وہ سچ تو نہیں بول رہا تھا آپ لوگوں نے سچ میں اسکے بھائی کو مارا ہے۔۔پری جیسے انکی خاموشی کی وجہ بیان کررہی تھی۔۔پریشے ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ صرف تمہیں ہم سے بدگُمان کرنا چاہتا ہے۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔۔ حمدان کو کافی برا فیل ہو رہا تھا اسنے کبھی پری سے بات تک نہیں کی

تھی لیکن کیسے آج وہ اپنے مقصد کے لیے اس سے بات کر رہا تھا۔۔
وہ کہتے ہیں نہ جب انسان کو مطلب پڑتا ہے تو وہ دشمن کے سامنے بھی جھک جاتا ہے۔۔ تو پھر آپ مجھے اسکے پاس کیوں بھیج رہے ہیں جب آپ جانتے ہیں وہ ہمارے بیچ بدگمانیاں ڈال رہا ہے۔۔ میں نے نہیں جانا اسکے پاس۔۔ مم۔ میں اب دوبارہ نہیں جاؤں گی۔۔ پری روتے ہوئے اسی جگہ واپس جا بیٹھی تھی جہاں وہ پہلے بیٹھی تھی۔۔۔

پریشے فضول کی ضد مت کرو، تم جاؤ گی اور صبح تیار رہنا ارحم تمہیں لینے آئے گا۔۔ چلو میرم کمرے میں۔۔ حمدان اپنی سناتے جا رہا تھا۔۔ حمدان میں پری کے پاس، کہا نہ چلو تو چلو میرم ابھی بول ہی رہی تھی کہ حمدان بول پڑا۔۔ میرم بھی ایک بے بس سی
نگاہ ڈالتی ان دونوں کے ساتھ جا چکی تھی۔۔ اور پری ایک دفعہ پھر اکیلی ہو گئی تھی۔۔۔

یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔۔اسکی زندگی جیسی بھی تھی چل رہی تھی۔۔۔چاہے جو بھی اسکا باپ اس سے بات نہیں کرتا تھا۔۔لیکن اسکے سامنے تو تھا نہ۔۔اور پری ہمیشہ سے یہاں رہی تھی تو فریحہ بیگم کو وہ اپنی ماں ہی سمجھتی تھی۔۔لیکن یہ لوگ اب پری کو یہاں سے بھی بھیج رہے تھے۔۔۔

پری ایک دیوار کے ساتھ بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔کافی دیر گزر چکی تھی وہ اسی طرح روتی رہی اسکے پاس کوئی نہیں تھا۔۔جو اسے چپ کرواتا دلاسہ دیتا۔۔آج سب اسکو چھوڑ گئے تھے،پری کو جن دو اپنوں سے اُمید تھی آج انہوں نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا پری آواز سن چکی تھی لیکن سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔۔۔وہ جانتی تھی اب پھر کوئی اس کو وہی جلی کٹی باتیں سنانے آیا ہوگا۔۔۔جو اسے تین دن سے سنائی جا رہی تھیں۔۔۔

پریشے، ماما آپ، ماما بھائی سے کہیں نہ وہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔فریحہ بیگم آئی تھیں۔۔۔اور پری جلدی سے اُٹھ کر ان کے گلے لگتے روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

پریشے آخر تم واپس کیوں آئی ہو۔۔تم تو چلی گئی تھی نہ ہماری زندگی سے اور تم اب مجھے اپنی ماما نہیں بولو گی نہیں ہوں میں تمہاری ماما تمہاری ماں تمہیں چھوڑ گئی تھی۔۔اس وقت صرف ہم نے تمہیں سہارا دیا تھا۔۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ تم ہمارے گلے ہی پڑ جاؤ گی۔۔فریحہ بیگم انتہائی بے رحمی سے بولی تھیں۔۔پری نے بے یقینی سے نم آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔ماما

یہ آپ، کہا نہ ماما مت بولو۔۔۔اور چلی جاؤ واپس دفعہ ہو جاؤ ہماری زندگیوں سے۔۔ہمیں بھی سکون سے رہنے دو۔۔آج فریحہ بیگم بے رحمی کی انتہا پہ تھیں۔۔۔

یہ آپ کیا بول رہی ہیں۔۔ پلیز ایسا مت بولیں مم۔مجھے پتہ ہے آپ جان بوجھ کر ایسا بول رہی ہیں۔۔تاکہ میں واپس چلی جاؤں۔۔ماما آپ کو پتا ہے اس نے مجھے مارا بھی تھا۔۔اور۔اور کہا تھا کہ میں بابا نام نہ لوں اگر لیا تو وہ مجھے بھی مر دے گا۔۔پری روتے ہوئے سب کچھ دوبارہ سے فریحہ بیگم کو بتا رہی تھی۔۔۔یہ جانے بغیر کا آج وہ صرف اپنے بیٹے کی ماں ہیں۔۔۔آج وہ اس بچپن والی ہمدردی کو بھولا کر آئی ہیں۔۔آج انکی ہمدردی نہیں ایک ممتا بات کر رہی ہے۔۔جسکو اپنے بیٹے کے آگے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا

۔۔۔

ہاں تو اچھا ہے نہ مر ہی جاؤ ہماری بھی جان چھوٹ جائے گی۔۔آج وہ صرف اپنے بیٹے کی ماں تھیں۔۔آج پری ان کے لیے کچھ نہیں تھی۔۔اور پری تو ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی۔۔آج اسکی بے بس کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔اسکا دل کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ چُکا تھا۔۔۔

ماما آپ مذاق کر رہی ہیں نہ۔۔پری کی زبان لڑکھڑائی

تھی۔۔پلیز ایسا مذاق مت کریں آپ "چٹاخ "فریحہ بیگم نے پری کو تھپڑ مارا تھا۔۔۔پری بے یقینی سے انکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔بس ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نہ نکلے سمجھی۔۔۔

میں آخری بار بول رہی ہوں صبح تم ارحم کے ساتھ واپس جاؤ گی۔۔اور اُمید ہے دوبارہ کبھی واپس نہیں آؤ گی۔۔فریحہ بیگم انتہائی بے رحمی سے بولی تھیں۔۔اور کھڑاک سے دروازہ بند کرتی جاچکی تھیں۔۔۔آخر فریحہ بیگم نے بھی اپنا فیصلہ سنا ہی دیا تھا۔۔۔

....

پری دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔۔ي تھی اسکی زندگی، آج فریحہ بیگم نے بھی اسے اسکی ماں کی بیوفائی کا طعنہ دے دیا تھا۔۔کیا ہوا تھا اسکے ساتھ۔اسکی ماں نے کیوں چھوڑا تھا اسے۔۔اسکے دماغ میں ٹھیس اُٹھ رہی تھی۔۔۔

"ماضی۔۔

ماما پلیز آپ مت جائیں۔۔رک جائیں پلیز، پری روتے ہوئے اپنی ماں کو روک رہی تھی۔۔اور سکندر عثمان دور کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔

تم اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لے کر جاؤ۔۔۔وہ رخسار بیگم کو غصے سے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔۔میری

نہیں تمہاری بیٹی ہے۔۔۔اسے تم اپنے پاس ہی رکھو۔۔۔یہی چاہتے تھے تم کہ میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔اب جا رہی ہوں۔۔رکھو اپنی بیٹی کو

اپنے پاس پری بیچاری

انکی لڑائی سن رہی تھی۔۔۔

اسکے ماما، بابا ہمیشہ سے لڑتے رہتے تھے۔۔۔وہ بھی صرف پری کی وجہ سے۔۔۔اگر پری کی جگہ بیٹا ہوتا تو شاید سکندر اُسے رکھ لیتے۔۔۔وہ پری کو نہیں رکھنا چاہتے تھے۔۔۔وہ تو رخسار بیگم سے شادی ہی نہیں کرنا

چاہتے تھے۔۔انکی ماں نے اسے مجبور کیا تھارخسار بیگم سے شادی کرنے
کے لیے۔۔۔

رخسار کے ماں باپ نہیں تھے، وہ ایک یتیم
لڑکی تھی۔۔۔اور سکندر کی ماں چاہتی تھی انکا بیٹا اس لڑکی کو سہارا دے
۔۔ سکندر نے سہارا تو دے دیا تھا۔۔ لیکن فریحہ بیگم کو یہ بات ہضم نہیں
ہوئی تھی۔۔۔

انہوں نے رخسار پہ الزامات لگانے شروع کر دیے۔۔ وہ ہمیشہ غرور کرتی
تھیں کہ انکے پاس تین بیٹے
ہیں۔۔۔ لیکن جب پریشے پیدا ہوئی تو فریحہ بیگم نے کہا کہ یہ سکندر عثمان
کی بیٹی نہیں ہے۔۔۔رخسار
کریکٹر لیس لڑکی ہے۔۔۔ سکندر عثمان انتہائی بدگُمان ہو چُکے تھے۔۔۔
رخسار سے انکی لڑائیاں بڑھتی چلی گئیں۔۔ پری ہمیشہ انکی لڑائیوں سے
ڈسٹرب رہتی تھی۔۔ لیکن آج انکی کچھ زیادہ ہی لڑائی ہو گئی تھی سکندر نے

رخسار بیگم کو طلاق دے دی تھی۔۔۔اور وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھیں

اور پری انکو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ سکندر عثمان کا کہنا تھا کہ وہ

اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر

جائیں۔۔رخسار بیگم کو خود نہیں پتا تھا کہ وہ رات کے اس پہر کہاں جائیں

گی۔۔۔وہ پری کو کیسے اپنے ساتھ لے کر جاتیں۔۔۔

اسی لیے بے رحم بنتی وہ اپنی بیٹی کو صرف یہ سوچ کر چھوڑ گئی تھیں۔۔۔کہ

ایک نہ ایک دن سکندر کے دل میں اسکے لیے پیار آئے گا۔۔۔وہ اسے اپنی

بیٹی تسلیم کرلیں گے۔۔۔

لیکن وہ کہاں جانتی تھیں کہ انکی بیٹی کے ساتھ کیا

ہو گا۔۔۔اسکے باپ کی یہ نفرت ایک دن اپنی بیٹی کے لیے سزا بن جائے

گی۔۔۔اور یہ سزا اسے زندگی بھر کے لیے سنادی جائے گی۔۔۔

اس دن رُخسار بیگم کہاں گئی تھیں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ لیکن پری اب بہت اکیلی ہو گئی تھی۔۔۔ ہر وقت کمرے میں رہتی تھی۔۔۔ اس سے کوئی بات بھی نہیں

کرتا تھا۔۔ وہ ہمیشہ چپ چپ سی رہتی تھی۔۔۔۔

اگر سکندر عثمان نے اس پہ کوئی مہربانی کی تھی

تو وہ اسکا ایڈ مشن تھا۔۔ پری سکول جاتی تھی۔۔ اور آنے کی بعد کمرے میں بند رہتی تھی۔۔۔

وقت گزرتا چلا گیا۔۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ انیس سال کی ہو گئی۔۔۔

"اسکے ماضی میں کچھ نہیں تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ تنہا بیٹھی گھنٹوں گھنٹوں پتا نہیں کن سوچوں میں گم رہتی تھی۔۔۔ پری ھمیشہ سے

سنتی آئی تھی کہ اس کی ماں اسے چھوڑ گئی۔۔۔ لیکن پری ہمیشہ سوچتی تھی کہ ایک دن اسکی ماما

ضرور آئے گی۔۔۔اور آج پری شدت سے اپنی ماں کو یاد کر رہی تھی

۔۔۔

لیکن وہ نہیں آ رہی تھیں۔۔آج پری اپنی آپ کو دُنیا کی سب سے بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔اور آج اسے
اسکے کبھی نہیں کیے جانے والے جرم کی سزا سنادی گئی تھی۔۔۔

" حال۔۔

پری کو لگا اسکے سارے خواب ٹوٹ چکے ہیں۔۔بس اب اندھیرا ہی ہر طرف وہ جہاں بھی جائے گی گم ہو جائے گی۔۔اور کبھی نارمل زندگی میں واپس نہیں آئے گی۔۔
اسکا سر میں درد کی کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔اور کانوں میں فریحہ بیگم کے بولے جانے والے الفاظ گونجے تھے۔۔۔
تم مر کیوں نہیں جاتی، ہماری زندگیوں سے چلی "
" کیوں نہیں جاتی تم تو چلی گئی تھی نہ پھر واپس کیوں آ گئی۔۔

مم۔میں چلی جاؤں گی ہاں میں چلی جاؤں گی۔۔اور اب کبھی یہاں واپس نہیں آؤں گی۔۔۔سب یہی چاہتے ہیں نہ۔۔۔تو ٹھیک ہے اب میں ایسا ہی کروں گی۔۔۔پری

رو رہی تھی آج اسکے دل کے ٹکڑے بکھر چُکے تھے۔۔۔جنکو وہ بچپن سے جوڑنے میں لگی تھی۔۔۔

ایک دن آئے گا، جب اسکا باپ اسے اپنی بیٹی کہے گا۔۔۔ایک دن آئے گا جب اسکے بھائی اسے بہنوں والا مان دیں گے۔۔۔ لیکن وہ خود ہی غلط تھی ۔۔۔جس نے پتھر دل لوگوں سے امیدیں لگائی تھیں۔۔ماما آپ کیوں مجھے چھوڑ گئیں۔۔آپکو ایک دفعہ بھی خیال نہیں آیا۔۔آپکی بیٹی آپکے بغیر کیسے رہے گی۔۔آپنے صرف

اپنے بارے میں سوچا خود غرض نکلیں آپ۔۔اور آج فریحہ بیگم نے بھی ثابت کر دیا کہ سوتیلی ماں تو پھر سوتیلی ہی ہوتی ہے۔۔اسی لیے اللہ ایسے لوگوں کو بیٹیوں جیسی رحمت نہیں دیتے۔۔ایسے لوگ رحمت کا مطلب

ہی نہیں جانتے۔۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس پہر پری کی آنکھ لگ گئی تھی ۔۔اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

ماما آپ کیوں مجھے چھوڑ گئیں۔۔ آپکو ایک دفعہ بھی خیال نہیں آیا۔۔ آپکی بیٹی آپکے بغیر کیسے رہے گی۔۔ آپنے صرف اپنے بارے میں سوچا خود غرض نکلیں آپ۔۔اور آج فریحہ بیگم نے بھی ثابت کر دیا کہ سوتیلی ماں تو پھر سوتیلی ہی ہوتی ہے۔۔اسی لیے اللہ ایسے لوگوں کو بیٹیوں جیسی رحمت نہیں دیتے۔۔ایسے لوگ رحمت کا مطلب ہی نہیں جانتے۔۔ سوچتے سوچتے نہ جانے کس پہر پری کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔ ارحم رات کو ہی لاہور کے لیے نکل گیا تھا۔۔اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔اس بات سے بے خبر کہ اسکی یہ مسکراہٹ کسی کی زندگی برباد کرنے والی ہے۔۔اسے صرف اپنا بھائی نظر آرہا تھا۔۔ جسکی موت کا بدلہ لینا تھا اسے۔۔اسے اس معصوم کی زندگی

نہیں نظر آرہی تھی جسے وہ برباد کرنے جارہا تھا۔۔ہاں وہ اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لے گا،اور سود سمیت لے گا۔۔اسکے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ اور سیاہ آنکھوں میں نفرت تھی۔۔ جسکی آگ میں اب ایک معصوم پری جلنے والی تھی۔۔

....

فریحہ بیگم پوری رات نہیں سو سکی تھیں۔۔ابان انکا سب سے چھوٹا بیٹا تھا ۔۔اور وہ بس اسکے لیے دعائیں کی جارہی تھیں۔۔کہ اسے کچھ نہ ہو۔۔ ارحم اسے کوئی نقصان ہی نہ پہنچادے۔۔ سکندر نے کہا تھا کہ ارحم ابان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ لیکن پھر بھی وہ میں ں تھیں انکے دل کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔ملتا بھی کیسے۔۔اگر انسان یہ سوچتا ہے، کہ وہ کسی کا سکون چھین کر خود سکون میں رہے گا۔۔تو یہ اسکی سب سے بڑی غلطی ہے۔۔

جب انسان کسی کا سکون چھینتا ہے۔۔ تو وہ خود بھی بے چین رہتا ہے۔۔اور
اللہ ایسے لوگوں کی رسی ڈھیلی کرتا جاتا ہے۔۔
اور جب انکی رسی کھینچی جاتی ہے تو یہ منہ کے بل گرتے ہیں۔۔ فریحہ بیگم
ابھی بھی مثلے پہ بیٹھی رو رہی تھیں۔۔اور اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا
مانگ
رہی تھیں۔۔ فریحہ میں نے تم سے کہا ہے نہ وہ ارحم ابان کو کوئی نقصان
نہیں پہنچائے گا۔۔
سکندر عثمان تو رات سے فریحہ بیگم کو سمجھا رہے تھے۔۔ لیکن وہ کہاں
سمجھنے والی تھیں۔۔
یہ سب نہ آپکی بیٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔نہ آپ اسے اس گھر میں واپس لا
تے۔۔اور نہیں وہ ارحم میرے بیٹے کو اُٹھاتا۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔ آپ
ابھی میرے بیٹے کو لا کر دیں۔۔ وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔ تمہیں
کوئی نہیں سمجھا سکتا۔۔

••••••••••••••••

کمرے کا دروازہ کھولا پری سو رہی تھی اور میرم اسے ناشتا دینے آئی تھی۔۔پری، پری اٹھو! میں تمہارے لیے ناشتا لے کر آئی ہوں۔۔پری تھوڑا سا کسمسائی اور پھر سو گئی۔۔چہرے پہ رونے کے نشان واضح تھے۔۔یا اللہ کیا حال بنالیا ہے اس لڑکی نے اپنا۔۔میرم فکرمندی سے بول رہی تھی۔۔ایک وہی تھی پری کی ہمدرد۔۔پری اٹھو میرم نے دوبارا پری کو مخاطب کیا۔۔پری نے سوئی سوئی آنکھیں کھول کر میرم کو دیکھا۔۔اور آہستہ آہستہ اٹھنے لگی۔۔ اسکا ذہن بلکل ماؤف تھا۔۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔۔ان تین دنوں میں وہ کیا سے کیا بن گئی تھی۔۔اسکی حالت کیا ہو گئی تھی۔۔یہ وہ پری لگ ہی نہیں رہی تھی جو تین دن پہلے تھی ۔۔کیا حالت بنائی ہی تم نی اپنی۔۔ چلو اُٹھ کر فرش ہو جاؤ اور ناشتا کر لو۔۔ میرم پری کو سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔۔میرم تو حیران ہو رہی

تھی اسکی اس طرح کی حالت پہ۔۔پری کو آہستہ آہستہ رات والا منظر یاد آرہا تھا۔۔وہ خاموشی سے اٹھی،میرم آپی مجھے بُھوک نہیں ہے۔۔آپ کھانا واپس لے جائیں میں تیار ہو جاؤں۔۔ ارحم آتے ہی ہوں گے مجھے لینے۔۔انتہائی دھیمے تھکن سے چور لہجے میں بولی تھی۔۔میرم نے چونک کر دیکھا۔۔پری ابھی رات کو تو تم بول رہی تھی کہ اب تم وہاں نہیں جاؤ گی۔۔اور اب تم بول رہی ہو کہ ارحم تمہیں لینے آرہا ہے۔۔میرم سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر ایک ہی رات میں اسکی ہو کیا گیا تھا۔۔جب ایک لڑکی کی شادی ہو جائے تو اسکا کوئی گھر نہیں ہوتا۔۔

اور ویسے بھی یہ گھر تو پہلے بھی میرا نہیں تھا۔۔اور اب تو شادی ہو گئی ہے ۔۔اور اب میری شوہر کا گھر

میرا گھر ہے۔۔بلکہ نہیں وہ گھر صرف ارحم کا گھر ہے

میں تو وہاں پہ ونی میں گئی ہوں نہ کیونکہ میرے

بابا نے ارحم کے بھائی کو مارا ہے۔۔اور وہ بابا کے بیٹیوں کو نہ مار دے اسی

لیے بابا نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔۔

اب پری بچی تو تھی نہیں جو اسے سمجھ نہ آتی۔۔وہ

سمجھ گئی تھی سکندر عثمان اسکے بابا نے اسکی اتنی

جلدی شادی کیوں کروائی ہے۔۔میرم تو اسکی باتوں پہ حیران بھی نہیں ہو

پا رہی تھی۔۔

آ۔آپ جائیں میں چینج کر لوں ارحم آنے والے ہوں گے۔۔پری نظریں

چوراتی بول رہی تھی۔۔اور لہجے میں بلا کی تھکن تھی۔۔ہاں ٹھیک ہے

لیکن تم کھانا تھا تو کھالو تم نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔میرم

فکر مندی سے بول رہی تھی۔۔

کھایا تو تھا رات کو بہت اچھا کھانا ملا تھا۔۔اور اب

مزید بھوک بھی ہے۔۔پری اسی کیفیت میں بولی تھی۔۔

میرم کو تو اسکی کسی بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

پری کچھ ہوا ہے کیا تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔ میرم کو لگ رہا تھا کہ ضرور کچھ ہوا ہے۔۔ ورنہ رات تک تو پری جانے سے انکار کر رہی تھی۔۔ اور اب وہ جانے کی بات کر رہی تھی۔۔ کچھ ہوا ہی تو نہیں ہے۔۔ آپ ٹینشن مت لیں میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔ پری مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔ اور اسکی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا۔۔ میرم کو لگا وطنز کر رہی ہے۔۔ اچھا میں جا رہی ہوں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔۔

پری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ لیکن میرم کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔ کیونکہ اگر میرم کی طرف دیکھتی تو یقیناً رو پڑتی۔۔ میرم ایک بے بس سی نگاہ ڈالتے جا چکی تھی۔۔ اور پری نے آنکھوں میں پانی لیے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ آج وہ بے بسی کی انتہا پہ کھڑی تھی۔۔

آج وہ دوبارہ اس شخص کے پاس جا رہی تھی جس سے

وہ جان چھوڑوا کر بھاگ آئی تھی۔۔اور قسمت نے کیسا پلٹا مارا تھا۔۔اور ان دونوں کے کھیل میں قسمت جیت گئی تھی۔۔ لیکن پری کا دل گئی ٹکڑوں میں توڑ کر بکھیر گئی تھی۔۔ جو کہ شاید اب کبھی نہ جڑتا۔۔رات بھر ایک ہی پوزیشن میں لیٹنے کی وجہ سے اب پری سے صحیح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔ ولڑ کھڑاتے قدم اٹھاتی واشروم میں گئی۔۔

••••••

ڈائننگ ٹیبل پہ کھانا لگ چکا تھا۔۔سب بیٹھ چُکے تھے۔۔ابان نہیں تھا۔۔اور فریحہ بیگم بھی گم سم سی بیٹھی تھیں۔۔ فل خاموشی والا ماحول تھا اج کوئی بھی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا۔۔ میرم ملازمہ کے ساتھ کھانا لگا رہی تھی۔۔ماما پلیز کھانا کھا لیں آپ۔۔ آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ حمدان فریحہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے بولا تھا۔۔

نہیں کھانا مجھے کچھ بھی مجھے بس میرا ابان لادو۔۔ میرا بیٹا لادو مجھے۔۔ فریحہ بیگم روہانسی ہوتی بولی تھیں۔۔

ماما ابان ابھی آجائے گا۔۔ آپ بس اب رویئے گا مت آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ کچھ نہیں ہوتا مجھے۔۔ مجھے بس میرا ابان لادو۔۔ اسکے بغیر مجھے ایک نوالہ بھی بھی گزرے گا۔۔ پتا نہیں میرے بیٹے نے کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔۔ یااللہ میرے بیٹے کی حفاظت کرنا۔۔

ماما وہ بلکل ٹھیک ہے اسے کچھ بھی نہیں ہوا۔۔ آپ پلیز بس کر دیں۔۔

حمدان کب سے سمجھا رہا تھا لیکن وہ کسی کی بات سمجھ کہاں رہی تھیں۔۔ انہوں نے تو ایک ہی ضد لگائی تھی۔۔ بس ابان لادو۔۔ میرم تم نے پریشے کو ناشتا دیا۔۔ حمدان نے پوچھا تھا۔۔ جی میں گئی تھی لیکن پری تو عجیب سی باتیں کر رہی تھی۔۔

مجھے تو اسکی کوئی سمجھ نہیں آ رہی۔۔ کیا

مطلب ہے کیسی باتیں کر رہی تھی۔۔ وہ ٹھیک تو ہے حمدان کافی فکر مندی

سے بولا تھا۔۔ فریحہ بیگم تو اپنا غصّہ کنٹرول کر رہی تھیں۔۔ اسے پری سے

شدید

نفرت ہو رہی تھی۔۔ اگر پری واپس نہ آتی تو آج

ابان انکے پاس ہوتا۔۔ میں ابھی دیکھتا ہوں پری کو۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے چپ چاپ ناشتا کرو اور آفس پہنچو سکندر عثمان

غصے سے بولتے اُٹھ چکے تھے۔۔ شایان جو کب سے خاموشی بیٹھا تھا۔۔

پری کو کھانا نہ کھاتے سن فکر مندی سے بولا تھا۔۔ لیکن سکندر عثمان تو اسے

ڈپٹ کر جا چکے تھے۔۔ اب ڈائننگ ٹیبل پہ خاموشی کا ساماں تھا۔۔ ہر کوئی

اپنی اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔

حمدان بیٹا وہ باہر ارحم صاحب آئے ہیں۔۔ ملازمہ نے آکر خبر دی تھی۔۔

حمدان اور شایان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

میرم ! جی ماما بلاؤ پریشے کو اسے بولو ارحم آیا ہے

اسے لینے ۔۔ جی میں جاتی ہوں ۔۔ حمدان اور شایان

اُٹھ کر ارحم کے پاس پہنچے تھے ۔۔ ارحم اندر نہیں آیا

تھا ۔۔ وہ لون میں ہی کھڑا تھا ۔۔ ارے حمدان کیسے

ہو ۔۔ میں ٹھیک ہوں ارحم ۔۔ تمہیں پریشے پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا

۔۔

حمدان نے ڈائریکٹ مدے کی بات کی تھی ۔۔ مجھے کیا

کرنا چاہیے تھا اور کیا نہیں یہ تمہیں مجھے بتانے کی

ضرورت نہیں ہے ۔۔ اور پریشے کو بلواؤ اتنا فضول ٹائم نہیں ہے میرے

پاس جو میں ہر روز ماہرانی صاحبہ کو روز روز لینے آتا رہوں ۔۔ .پری میں

اندر آجاؤں ۔۔ جی ۔ پری چینج کر چکی تھی اور چہرہ جھکائے ایک سائڈ

پہ بیٹھی ہے ۔۔ ناجانے کن ڈوچوں میں گم تھی ۔۔

جب میرم نے اسے مخاطب کیا۔۔جی میرم آپی آجائیں۔۔وہ ارحم آیا ہے باہر تمہیں لینے۔۔جی چلیں

میں تیار ہوں۔۔پری انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔

پری تم ٹھیک تو ہو نہ، بتائو مجھے کیا ہوا ہے۔۔

رات تک تو تم بول رہی تھی کہ اب تم وہاں نہیں جاؤ گی لیکن اب اچانک سے تمہیں ہو کیا گیا ہے۔۔میرم کو لگ رہا تھا کہ ضرور اسے کچھ ہوا ہے۔۔

کک۔کچھ نہیں ہوا میرم آپی بس مجھے احساس ہو گیا ہے کہ کل میں نے بہت برا کیا ہے۔۔مجھے اس طرح نہیں آنا چاہیے تھا۔۔

اب میری شادی ہو گئی ہے یہ گھر تو پہلے ہی میرا نہیں تھا۔اور اب تو ویسے بھی۔۔کیا ویسے بھی، پری بولتے بولتے رک گئی تھی۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔مجھے جانا چاہیے پری میرم کے گلے لگتی ہوئی بولی تھی۔۔

اور نہیں چاہتے ہوئے بھی اسے رونا آگیا تھا۔۔پری تمہارے چہرے سے بلکل بھی نہیں لگ رہا کہ تم خوش ہو۔۔

ایسا لگ رہا ہے کہ تم زبردستی جا رہی ہو۔۔

نہیں میرم آپی میں بہت خوش ہوں۔۔پری نظریں چوراتے بولی تھی۔۔

اچھا تو پھر رو کیوں رہی ہو۔۔

کیونکہ شاید اب کبھی آپ سے مل نہ سکوں۔۔پری تم بہت عجیب باتیں کر رہی ہو۔۔مجھے تو بلکل بھی سمجھ نہیں آرہی۔۔

مم۔میرے خیال سے اب مجھے جانا چاہیے۔۔پری آنسو صاف کرتے بولی تھی۔۔اور میرم کے ساتھ ہی باہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔پری جیسے جیسے

قدم بڑھا رہی تھی۔۔اسکے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔۔

حمدان اور شایان کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔آئیں بیگم صاحبہ آپکا ہی انتظار

تھا۔۔

جیسے ہی ارحم کی نظر پری پہ پڑی تو وہ فوراً سے بولا تھا۔۔اسی پل حمدان اور

شایان نے بھی پری کی طرف دیکھا تھا۔۔پری نے ایک نظر اپنے بھائیوں

پہ ڈالی۔۔اسکی آنکھوں میں ایک اُمید تھی۔۔کہ اسکے

بھائی اسے روک لیں۔۔لیکن وہ تو اس وقت بے حس بنے کھڑے تھے۔۔

انکو اپنے بھائی کو بچانا تھا۔۔میرم کی نظر جب پری پہ پڑی تو وہ بھی حیران رہ

گئی تھی۔۔اسکا

چہرہ زرد تھا، آنکھیں کسی پتھر کی ماند لگ رہی تھیں۔۔میرم نے گھبراتے

ہوئے

ارحم کی طرف دیکھا۔۔

جو وحشی نظروں سے پری کو گھور رہا تھا۔۔اگر اس وقت یہاں پہ کوئی ظالم تھا تو وہ ارحم تھا۔۔اگر کوئی بے حس تھا تو وہ شایان اور حمدان تھے۔۔کوئی ہمدرد تھا تو وہ میرم تھی۔۔

اور اگر کوئی مظلوم تھا تو وہ پری تھی۔۔جسکو اسکے باپ کے کیے گئے گناہوں کی

سزا دی جا رہی تھی۔۔اور اسکے ساتھ کوئی نہیں تھا۔۔پری کی نظریں کسی کو تلاش رہی تھیں۔۔

پری نے ایک اُمید سے اندر کی طرف دیکھا تھا وہ اپنے ماما بابا کو دیکھ رہی تھی ۔۔وہ باہر کیوں نہیں آئے تھے۔۔پری کو لگ رہا

تھا کہ آج اسکا دل بند ہو جائے گا۔۔کیا وہ اتنی بری تھی کہ آج اسکا باپ بھی

اسے رخصت کرنے آیا تھا۔۔

ہاں وہ بدقسمت لڑکی جو اپنے باپ کے ہوتے ہوئے کسی یتیم لڑکی کی طرح رخصت
ہو رہی تھی۔۔

آج پری کو پہلی دفعہ اس گھر سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔اس گھر کے لوگوں سے نفرت کا احساس ہو
رہا تھا۔۔جو آج بے رحمی کی انتہا پہ کھڑے تھے۔۔
ارحم آگے بڑھا اور پری کا ہاتھ پکڑ کر چلنے کا اشارہ کیا۔۔
پری بھی چلی پڑی۔۔اور اس نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔۔وہ سب چھوڑ چکی تھی۔۔ایسا اس نے سوچا تھا۔۔یہاں اسکا کوئی نہیں تھا۔۔سب مطلب کے تھے۔۔وہی

پری جسکو آج تک انہوں نے اپنی بہن نہیں سمجھا تھا۔۔اسے کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔۔آج اسی لڑکی کو انہوں نے استعمال

کیا تھا۔۔خود کو بچانے کے لیے آج انہوں نے اپنی بہن کی قربانی دی تھی

۔۔پری

ایسے لوگوں کو مڑ کر کیوں دیکھتی۔۔ جنہوں نے مطلب کی بنیاد پہ اسکا استعمال کیا تھا۔۔حمدان اور ابھی اسی طرح کھڑے تھے۔۔

میرم نے بھاگ کر حمدان کو بازو سے پکڑا

حمدان آپ۔۔آپ پری کو مت جانے دیں۔۔وہ۔وہ مر جائے گی۔۔وہ

ارحم

اسے مار دے گا۔۔میرم تو ارحم کی آنکھوں سے ڈر گئی تھی۔۔تو بیچاری کی کیا حالت کرے گا وہ۔۔بھابھی کچھ نہیں ہو گا،پری کو آپ ٹینشن مت لیں۔۔

•••••••

ارحم نے پری کے ہاتھ کو انتہائی زور سے پکڑا تھا۔۔ جیسے سارا غصّہ ابھی اسکے ہاتھ پہ ہی نکالنے والا ہو۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے پری کو دھکا دینے کے انداز میں اندر بٹھایا۔۔اور خود دوسری سیٹ پہ آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ارحم کافی فاسٹ

ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔اور پری گم سم سی بیٹھی آنے والے وقت کے

بارے

میں سوچ رہی تھی۔۔

•••••••

حمدان آپ نے پری کو روکا کیوں نہیں۔۔ وہ ارحم اچھا انسان نہیں ہے وہ پری کو مار دے گا۔۔پری کل کتنا رو رہی تھی آپنے دیکھا تھا نہ۔۔ جب سے ارحم پری کو لے

کر گیا تھا میرم کو تو سکون نہیں آ رہا تھا۔۔ میرم وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو۔۔

حمدان آپنے آخر پری کو بھیجا کیوں اسکے ساتھ۔۔ میرم کو تو سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

میرم کبھی اپنے شوہر کی اتنی فکر کی ہے جو بیچارہ تمہارے۔۔

اللہ اللہ آپکی بہن کی جان خطرے میں ہے اور آپکو یہ باتیں سوجھ رہی ہیں ۔۔

اب میں نے کونسی بات کردی۔۔ حمدان تو حیران ہو رہا تھا۔۔ آپ نہ ہٹیں پیچھے میں ہی کچھ کرتی ہوں۔۔ کیا مطلب ہے کیا کرنے والی ہو تم۔۔ میں نماز پڑھ کر پری کے لیے دعا مانگتی ہوں۔۔ تاکہ ارحم اسے پیار کرنے لگے اور نہ ہی مارے، اور نہیں ہی ڈانٹے۔۔ میرم نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے پوری تفصیل سے حمدان کو سمجھایا تھا۔۔ حمدان بھی اپنی بیوی کی سمجھداری کو داد دے رہا تھا۔۔ کتنی سمجھدار ہے نہ اسکی بیوی۔۔

میرم ویسے تو پری میری بہن ہے۔۔ لیکن کبھی کبھی نہ اس سے مجھے جیلسی فیل ہوتی

ہے۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے تم میرے حصے کا سارا پیار بھی اسی کو دے دیتی ہو

۔۔

حمدان صدمے سے بول رہا تھا۔۔ ہاں تو وہ ہے ہی اتنی اچھی کہ دل کرتا

ہے بندہ بس اس سے پیار کرتا رہے۔۔ میرم بڑے پیار سے حمدان کا دل جلا رہی تھی۔۔

ہاں ہاں نند سے پیار کرتی رہو۔۔ شوہر جائے بھاڑ میں۔۔ حمدان منہ کے

زاویے بگاڑتا بولا تھا۔۔ اسے تو ہضم ہی نہیں ہو

رہا تھا کہ اسکی بیوی اسے چھوڑ کے اسکی بہن سے پیار کا اظہار کر رہی ہے۔۔

ویسے ضروری تو نہیں کہ آپ بھاڑ میں ہی جائیں۔۔

آپ کہیں اور بھی جا سکتے ہیں۔۔ میرم کندھے اچکاتے بولی تھی۔۔ حمدان

نے گھور کر دیکھا۔۔ ٹھک ٹھک، کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔

جی آجائیں۔۔ حمدان بیٹا ابان بیٹا گھر آگیا ہے۔۔ حمدان تو خوشی سے جلدی جلدی میرم کو لیے باہر آیا تھا۔۔ابان تم ٹھیک تو ہو۔۔

حمدان باہر آتے ابان کو دیکھ کر فکر مندی سے بولا تھا۔۔اور فریحہ بیگم ابان کو گلے سے لگائے بیٹھی تھیں۔۔ سکندر عثمان بھی پاس ہی سوفے پہ براجمان تھے۔۔جی بھائی میں ہوں۔۔پریشے کہاں ہے۔۔ابان نے تلاشتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔وہ ارحم کے ساتھ جا چکی ہے۔۔ شایان بولا تھا۔۔ ایسے کے جا سکتی ہے وہ اس کے ساتھ۔۔بھائی آپ لوگوں نے ہی اسے بھیجا ہے نہ۔آخر آپ لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔۔ابان کو تو سہی معنوں میں غصّہ آرہا تھا۔۔ابان تمہارا اس مسلے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اسی لیے بہتر ہے۔۔کہ تم اس مسلے سے دور رہو۔۔ سکندر عثمان کافی غصے میں بولے تھے۔۔

حمدان اور شایان تو خاموش تھے اگر بولتے بھی تو کیا ہی کر لیتے۔۔ بابا یہ آپ کیا

بول رہے ہیں۔۔پری میری بہن ہے اور میں اسکے ساتھ اب مزید نا

انصافی نہیں

ہونے دوں گا۔۔ابان بس کرو اب تم اس لڑکی کے لیے اپنے بابا سے بتمیز

ی کرو گے۔۔فریحہ بیگم نے بھی ل قمہ دیا تھا۔۔

ماما وہ لڑکی میری بہن ہے اور بابا کی بیٹی۔۔ لیکن نہیں بابا نے تو کبھی اسے

اپنی بیٹی مانا ہی نہیں۔۔آخر آپ لوگ

اتنے سنگ دل کیسے ہو سکتے ہیں۔۔ابان ایک ایک لفظ چباتے بولا تھا۔۔

ابان وہ لوگ تمہیں لے گئے تھے اگر کوئی نقصان پہنچا دیتے تو۔۔تو کیا کچھ

نہیں کر سکتے تھے وہ بابا ارحم آپ لوگوں کو ذلیل کروانا چاہتا ہے۔۔آپ

سمجھ کیوں نہیں رہے بابا وہ وحشی انسان پری کو مار دے گا۔۔

وہ اپنے بدلے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔اس بار ابان کافی ٹھنڈے

لہجے

میں بولا تھا۔۔ابان وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ تم ٹینشن مت لو پلیز۔۔

شایان کو تو ابان سے بھی زیادہ غصّہ تھا

ارحم پہ لیکن وہ بے بس تھے۔۔ وہ اپنی بہن کو نہیں بچا سکے تھے۔۔ خیر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔اب تو وہ جا چکی تھی کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔ چلو سب اٹھو کیا ماتم والا گھر بنایا ہے۔۔

اب کوئی اس گھر میں اس لڑکی کا نام نہیں لے گا۔۔

سکندر عثمان اپنی سناتے ٹھک سے دروازہ بند کرتے جا چکے تھے۔۔ فریحہ بیگم بھی

اُٹھ چکی تھیں۔۔اب وہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے نظریں چورا رہے تھے۔۔

اگر انہوں نے اپنے بھائی کو بچایا تھا تو ایک معصوم لڑکی کو نرک میں پھینک دیا تھا۔۔

••••••••

پورا راستہ خاموشی رہی تھی۔۔گھر پہنچتے ہی ارحم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری کو کھینچنے کے انداز میں باہر نکالا۔۔پری کی تو ڈر کے مارے جان نکلے جا رہی تھی۔۔ارحم اسی طرح پری کو کھینچتے اندر کی طرف بڑھا۔۔ارحم لاہور والے گھر میں ہی آیا تھا۔۔اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔کسی بھی ملازم سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔اور نہ ہی کسی ملازم نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔کیونکہ جب ارحم رات کو گھر آیا تھا تو سارا غصہ ملازموں پہ ہی نکالا تھا۔۔اور اب اسی لیے کوئی ملازم ارحم کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔

ارحم نے کمرے میں آتے آرام سے پری کا ہاتھ چھوڑتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔۔پری تو یہ سوچ رہی تھی کہ آخر ارحم نے
کچھ
کہا کیوں نہیں۔۔اور ایک طرف اسے تھوڑا اطمینان بھی ہو گیا تھا۔۔کہ
ارحم
نے اسے معاف کر دیا ہے۔۔

ابھی اسکی سوچ یہی پہ تھی کہ کھڑاک سے کمرے کا دروازہ کھولا اور ارحم
اندر
داخل ہوا۔۔پری تو دروازے کی آواز سنتی اچانک کھڑی ہو گئی تھی۔۔پری
نے ارحم کی طرف دیکھا تھا اسکی آنکھیں غصے سے لال تھیں۔۔

اور پری نے چہرہ جُھکا لیا تھا۔۔اگر مزید دیکھتی تو شاید خود ہی ڈر کے مارے
بیہوش ہو جاتی۔۔تم نے کیا سوچا تھا کہ تم اس طرح بھاگ جاؤ گی اور میں
تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔

ہاں ! یہ پھر تم نے سوچا تھا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ گی ۔۔اور تمہیں تمہارا

باپ واپس نہیں بھیجے گا ۔۔

ارحم کی آواز میں کوئی غصّہ نہیں تھا ۔۔ لیکن پھر بھی پری کا جسم کانپ رہا تھا

۔۔اور وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی ۔۔ میں تم سے بات کر

رہا

ہوں ارحم پری کی بازو کو جھٹکا دیتے کافی اونچی آواز میں بولا تھا ۔۔ نن ۔

نہیں ڈر

کے مارے ایک ہی لفظ ادا ہوا تھا ۔۔ اور اس کے بھی تین ٹکڑے ہو گئے

تھے ۔۔ تو پھر میرے منا کرنے کے باوجود تم بھاگ گئی ۔۔ ہمم اس بار پھر

لہجہ مدھم تھا ۔۔

تم نے کیا سوچا تھا کہ تم اس طرح بھاگ جاؤ گی اور میں تمہیں چھوڑ دوں گا

۔۔

ہاں ! یہ پھر تم نے سوچا تھا کہ تم یہاں سے بھاگ جاؤ گی ۔۔اور تمہیں تمہارا باپ واپس نہیں بھیجے گا ۔۔ارحم کی آواز میں کوئی غصّہ نہیں تھا ۔۔ لیکن پھر بھی پری کا جسم کانپ رہا

تھا ۔۔اور وہ سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی ۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں ارحم پری کی بازو کو جھٹکا دیتے کافی اونچی آواز

میں بولا تھا ۔۔ نن ۔ نہیں ڈر کے مارے ایک ہی لفظ ادا ہوا تھا ۔۔اور اس کے بھی تین ٹکڑے ہو گئے تھے ۔۔ تو پھر میرے منا کرنے کے باوجود تم بھاگ گئی ۔۔ ہمم اس بار پھر لہجہ مدھم تھا ۔۔اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا

۔۔

پریشے دیکھو اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ تم خاموش رہو گی جواب نہیں دو گی تو میں دوبارہ کوئی سوال نہیں کروں گا ۔۔ تو ایسا بلکل بھی نہیں ہے ۔۔ اگر پیار سے بات کر رہا ہوں تو میرے ہر سوال کا جواب دو اس طرح خاموش رہ کر مزید اپنے لیے مشکلات مت کھڑی کرو ۔۔ جج جی ۔۔

شاید ارحم کی بات کا کچھ اثر ہوا تھا۔۔ جو فوراً جواب آیا تھا۔۔ ہمم شاباش! میرے بے بی کو تھپڑ کس نے مارا ہے۔۔

پری کو کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔۔ بولو! ارحم سرد لہجے میں بولا تھا

۔۔

کک۔ کسی نے بھی نہیں۔۔ پری ڈرتے ڈرتے بولی تھی۔۔ اگر اب دوبارہ جھوٹ بولا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا ۔۔ کافی مدھم لہجے میں دھمکی دی گئی تھی۔۔ تھپڑ کس نے مارا تھا۔۔

مم ماما نے۔۔ کیوں؟ وہ بول رہی تھیں کک کہ مجھے واپس نہیں آنا چاہیے تھا۔۔

او۔ اور میں وواپس چلی جاؤں وہ بول تو رہی تھی لیکن اسکی زبان اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔ ارحم حیران تو ہوا تھا لیکن پری کو محسوس نہیں ہونے دیا۔ اوو۔ ارحم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔

تو میرا بے بی آئندہ ایسی حرکت کرے گا۔۔ نن۔ نہیں۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔ چلو اب یہ بتاؤ کہ بھاگی کیوں تھی۔۔اس بار پھر سے خاموشی چھائی تھی۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔ارحم اسکی بازو جھنجوڑتے بولا تھا۔۔ وہ مجھے بابا نظر آ" چٹاخ" ابھی الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے کہ ارحم نے زوردار تھپڑ مارا۔۔ میں تمہیں کتنی دفعہ منا کروں کہ اب
تم اپنے باپ کا نام نہیں لو گی۔۔ہاں اب میں تمہیں منہ نہیں کروں گا ڈائریکٹ تمہاری زبان کاٹوں گا۔۔ سمجھ گئی۔۔ یا دوبارہ سمجھاؤں۔۔ بولو

۔۔

نن نہیں لوں گی اب نام۔۔ ویسے یہی بات اگر پہلے سمجھ جاتی تو یہ تھپڑ نہ

پڑتا۔۔

چلو منہ صاف کرو، کھانا تو تمہیں تمہارے گھر والوں نے کھلا دیا ہو گا تمہیں دیکھ کر ہی پتا چل رہا ہے۔۔ ابھی تھوڑی دیر تک ہمیں اسلام آباد کے لیے نکلنا ہے۔۔اور تم ایک بات کان کھول کر سن لو جو کچھ یہاں تھا وہ یہاں ہی

رہے گا۔۔اگر وہاں جاکر تم نے دوبارا اپنی غلطیوں کو دہرایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ تم سمجھ تو گئی ہو گی۔۔ارحم اسکی بازو کو جھٹکا دیتے بولا تھا۔۔

جج۔جی۔۔ چلو اب حالت درست کرو اپنی۔۔جی مم۔میں ابھی کرتی ہوں۔۔

وہ دونوں اسلام آباد کے لیے نکل چکے تھے۔۔رستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔اور انکو جاتے جاتے کافی رات بھی ہو گئی تھی۔۔

....

ہیزل بیٹا! ہیزل بیٹا۔۔جی ماما۔۔ہیزل اپنے کمرے میں مصروف نجانے کیا کر رہی تھی جب زمل بیگم نے اسے کھانے کے لیے بولایا۔۔جی ماما بس آرہی ہوں۔۔ حمزہ صاحب جو ہیزل کے والد ہیں۔۔وہ کھانے پہ اپنی بیٹی کا انتظار کر رہے تھے۔۔

بیٹا آ بھی جاؤ۔۔ ہیزل پتا نہیں کیا کر رہی تھی۔۔اور زمل بیگم اسے بار بار کھانے کے لیے بولا رہی تھیں۔۔ ہیزل اپنا کام چھوڑتے سر پہ دوپٹہ درست کرتی باہر آئی، جہاں اسکے ماما بابا اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔ اتنی دیر لگا دی آنے میں کیا کر رہی تھی۔۔

کچھ نہیں بابا ایسے ہی۔۔ میں سوچ رہی ہوں فارغ رہنے سے بہتر ہے آپکے ساتھ آفس جوائن کر لوں۔۔ ہیزل کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھتے بولی تھی۔۔ ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں، سارا دن گھر میں بور ہو جاتی ہو

۔۔

یہ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے تم نے حمزہ صاحب بھی خوش ہوتے بولے تھے ۔۔ جی میں صبح سے ہی آپکے ساتھ جوائن کروں گی۔۔ ہیزل بھی خوش ہوتی کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔ زمل بیگم بھی ساتھ ہی بیٹھ گئی تھیں۔۔

•••••••••••••

اسکی گاڑی جیسے ہی حویلی میں داخل ہوئی گارڈ نے گیٹ کھول دیا تھا۔۔ارحم نے گاڑی اندر کرتے پری کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا، اور پھر خود بھی باہر نکلا۔۔ باہر آتے ارحم نے پری کی کلائی پکڑی اور اندر کی طرف بڑھا۔۔رضیہ بی، رضیہ بی۔۔اندر داخل ہوتے ہی ارحم نے رضیہ بی کو پکارنا شروع کیا تھا۔۔ جی ارحم صاحب آپ آ گئے۔۔رضیہ بی کچن سے باہر آتی چہرے سے پسینہ صاف کرتے بولی تھیں۔۔اور پری کو ارحم کے ساتھ دیکھتے انکے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ایک ہی دن میں پری انکو اتنی عزیز ہو گئی تھی۔۔

شاید انکی اپنی

کوئی اولاد نہیں تھی اسی لیے۔۔ارے رضیہ بی دیکھیں

تو ذرا کون آیا ہے۔۔ سلام !بی بی جی۔۔وعلیکم اسلام۔۔

پری نے بھی بیک وقت جواب دیا تھا۔۔رضیہ بی آپ اب ہم سونے جا رہے ہیں کیونکہ صبح پریشے نے آپکے ساتھ بہت سارے کام بھی تو کرنے ہیں۔۔

جی ارحم صاحب۔۔ارحم پری کا ہاتھ پکڑتے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

کمرے میں آتے ارحم نے پری کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

میرا ایک اصول ہے۔۔میں غلطی کرنے والوں کو دوسرا موقع نہیں دیتا۔۔ معافی دینا تو بہت دور کی بات ہے۔۔اور پھر تم تو ہو بھی سکندر عثمان کی بیٹی۔۔ حمدان سکندر کی بہن۔۔ فریحہ بیگم کی بیٹی ہو۔۔ تو تمہیں اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا۔۔ارحم نے آگے بڑھ کر پری کا چہرہ اوپر کو اٹھایا۔۔اور اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔ سزا کے تیار ہو۔۔اسکا لہجہ سرد تھا۔۔پری کی ڈر کے مارے جان نکل رہی تھی۔۔اور آنکھیں نیچے جھک گئی تھیں۔۔ "کرچ" کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔۔پری تو اس ٹائم کوئی مجسمہ ثابت ہو رہی تھی ۔۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ پلٹ کر دیکھ سکے۔۔ارحم اپنے قریب سائڈ ٹیبل پہ پڑا گلاس ہاتھ کی انگلی سے نیچے گرا گیا تھا۔۔یہ اسی گلاس

کے ٹوٹنے کی آواز تھی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری غلطی کو معاف کر دوں گا۔۔ ہاہاہا۔۔ ارحم اتنا شریف بھی نہیں ہے۔۔ ارحم قہقہ لگاتے بولا تھا

۔۔

شاید اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو میں اسے معاف کر دیتا۔۔ لیکن اس وقت میرے سامنے سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔

میرے سب سے بڑے دشمن کی بیٹی ہے میرے سامنے تو اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا نہ ارحم بولتے بولتے نیچے جھکا اور ایک نوکیلا کانچ کا ٹکڑا اٹھایا۔۔ پری ابھی بھی کسی مجسمے کی طرح کھڑی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ارحم اب کیا کرنے والا ہے۔۔

لیکن ارحم کو پتا ہے کہ اسے اب کیا کرنا ہے ارحم کانچ کے ٹکڑے کو پری کی ہتھیلی پہ رکھتا اسکی مُٹھی بند کر گیا۔۔

آہ۔ درد کی شدت سے پری کی چیخ نکلی تھی۔۔ اہاں

آواز بند ارحم مزید دباتے بولا تھا۔۔ چھ چھوڑیں مم۔ مجھے درد ہو رہا ہے پری مسلسل ہاتھ چھڑوانے کوشش کر رہی تھی۔۔ ہاں تو یہ تمہیں غلطی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا نہ، کہ جب سزا ملتی ہے تو درد بھی ہوتا ہے۔۔

ارحم اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولا تھا۔۔ مم
میں آئندہ کوئی غلطی نہیں کروں گی چھوڑ دیں پلیز۔

آہ۔۔ ارحم نے مزید زور سے دبایا تھا۔۔ آئندہ تم اس قابل ہی نہیں رہو گی کہ تم ایسی غلطی کرو۔۔ نن نہیں میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گی پلیز چھوڑ دیں۔۔ پری رونے لگی تھی لیکن سامنے والے انسان کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ اہم چھوڑ دیتا ہوں اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔

اگر ارحم نے پری کا ہاتھ نہ پکڑا ہوتا تو یقیناً وہ تک
زمین بوس ہو چکی ہوتی۔۔ چھ چھوڑ دیں پلیز مجھے
درد "چٹاخ" اگر اب تم نے درد کا نام لیا تو زندہ دفن
کر دوں گا۔۔ ارحم نے اتنی زور سے تھپڑ مارا تھا کہ

پری بیہوش ہوتی اسکے ہاتھوں میں ہی جھول گئی تھی۔۔۔

نہ بے بی نہ اتنی جلدی نہیں ابھی تو تمہیں بہت کچھ برداشت کرنا ہے۔۔ ابھی سے ہمت ہار گئی۔۔ارحم اسکے چہرے کے نقوش کو چھوتے بول رہا تھا ۔۔اور پری بیچاری ڈر کے مارے بیہوش ہو چکی تھی۔۔ نفرت کرتا ہوں میں تم سے پریشے ارحم خان صرف اور صرف نفرت۔۔ارحم حقارت بھری نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔۔ تم کبھی میرے دل میں اپنے لیے جگہ نہیں بنا سکو گی۔۔

ساری زندگی اسی طرح اپنے گھر والوں کو ترستی رہو گی۔۔ارحم نفرت بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔۔اب یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کے لیے ترستا ہے۔۔اور کس کی جیت ہوتی ہے۔۔اس وقت ارحم کو صرف اپنا بھائی نظر آرہا تھا۔۔اسے اس لڑکی کی کوئی پروا نہیں تھی جسے ابھی کل ہی وہ اس گھر میں دلہن بنا کر لایا تھا۔۔پری کے ہاتھ سے پانی کی طرح خون بہہ رہا

تھا۔۔ لیکن اس ظالم کو کہاں نظر آ رہا تھا۔۔اسے تو صرف اپنے بھائی کی پرواہ تھی۔۔ارحم پری کو تکلیف دے کر خود سکون محسوس کر رہا تھا۔۔یہ جانے بغیر جو سکون کسی کو درد دے کر حاصل کیا جاتا ہے۔۔

اسے سود سمیت لوٹانا بھی پڑتا ہے۔۔ارحم اسی طرح پری کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتا چھوڑ چکا تھا۔۔

اور وہ کسی بے جان وجود کی طرح زمین بوس ہو چکی تھی۔۔دوبارہ ارحم نے ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا کھڑاک سے دروازہ بند کرتا جا چُکا تھا

۔۔۔

•••••••••••••

حمدان اب آ بھی جاؤ سکندر عثمان آفس کے لیے تیار کھڑے تھے اور حمدان کا انتظار کر رہے تھے۔۔

حمدان اور سکندر صاحب دونوں ایک ساتھ آفس جاتے تھے۔۔ جبکہ شایان دس بجے جاتا تھا۔۔ شایان اور حمدان کافی اچھے سے اپنی زمہ داری

نبھار ہے تھے۔۔وتینوں بھائی ہی سکندر عثمان پہ گئے تھے۔۔ابان بھی اپنے باپ بھائیوں سے کم نہیں تھاوہ بھی کافی سمجھدار یونیورسٹی سٹوڈنٹ تھا۔۔ سکندر عثمان اور فریحہ بیگم نے اپنے تینوں بیٹوں کی بہت اچھی تربیت کی تھی ۔۔ یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہے کہ بیٹی کا حصہ بھی بیٹوں میں ہی تقسیم کر دیا گیا تھا ۔۔ تبھی تو پریشے اس دنیا سے بہت دور ایک چھوٹے سے کمرے تک محدود تھی اسکے خواب اسکی ہر خوشی صرف اور صرف اس کمرے تک تھی ۔۔ لیکن اب اس سے وہ کمرہ بھی چھین لیا گیا تھا۔۔بچا ہی کیا تھا اس کے پاس ۔۔ میرم یار آ بھی جاؤ۔۔ نہیں میں نہیں آ رہی آپ نے جانا ہے تو جائیں ورنہ آپ کی مرضی۔۔ حمدان ہمیشہ کی طرح آج بھی صبح صبح میرم کو آوازیں لگا رہا تھا۔۔ کہ وہ آکر اپنے معصوم شوہر کو سی آف کرے۔۔ لیکن وہ بھی میرم تھی۔۔اسکا کل والا غصّہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔۔اسی لیے وہ بھی نخرے دیکھا رہی تھی ۔۔۔

میرم میں آخری بار بول رہا ہوں اگر تم نہ آئی تو۔۔

تو" کیا تو ہاں کیا تو و۔۔ میرم اندر آتی تڑختے لہجے
میں بولی تھی۔۔ حمدان جو تیس مار خان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔
اپنی ہٹلر بیوی کی آواز سنتے اسکی زبان کو بریک لگ گئی تھی۔۔ تت۔ تو۔ کچھ
بھی نہیں میں خود چلا جاؤں گا حمدان میرم کی نظروں سے بچتا اپنا کالر سیدھا
کرتے بولا تھا۔۔ میرم ابھی تک گھورنے میں مصروف تھی۔۔ اب گھور
کیوں رہی ہو کہا نہ کچھ نہیں۔۔ ابھی تک حمدان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ
وہ میرم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔۔ تو پھر بار بار آوازیں
کیوں لگا رہے تھے۔۔
میرم بھی کاٹ کھانے والے لہجے میں بولی تھی۔۔ میرم یار آخر کب تک
تم اس طرح ناراض رہو گی۔۔
تم جانتی ہو میں تمہیں دیکھے بغیر آفس نہیں جاتا اور تم ہو کہ تمہارے
نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔۔ حمدان سچ میں اب اداس لگ رہا تھا۔۔ میرم

کل سے اس سے صحیح سے بات تک نہیں کر رہی تھی حمدان کو اس طرح دکھی لہجے میں بولتا دیکھ میرم کو بھی تھوڑا

احساس ہوا تھا۔۔وہ کچھ زیادہ ہی اوور ریکٹ کر گئی تھی۔۔ہاں تو آپ بھی منانے کی بجائے لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔۔میرم لاڈ سے بولی تھی۔۔

اور حمدان تو اسکی اس ادا پہ ہی مر مٹا تھا۔۔تمہاری

انہی باتوں سے میرا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔۔اور تم پھر مجھے ہی قصور وار ٹھہراتی ہو۔۔حمدان کے پائوں میرم کی طرف سر کے تھے اور ہماری میرم شرمانے میں مصروف تھی۔۔کیا سوچ رہی ہو۔۔حمدان اس کے کان کے قریب ہوتے بولا تھا۔۔کک۔کچھ نہیں میرم کو پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب حمدان اس کے پاس آیا تھا۔۔حمدان تم آرہے ہو یا میں اندر آؤں۔۔

سکندر عثمان کی انتہائی غصے والی آواز آئی تھی۔۔

حمدان ہڑ بڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔اور میرم منہ پہ ہاتھ رکھے حمدان پہ ہنس رہی تھی۔۔

تمہاری خبر تو میں آکر لوں گا۔۔آپ پہلے چلے تو

جائیں۔۔ حمدان گھورتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔۔

سکندر عثمان نے ان کے اچھے خاصے موڈ کا بیڑا

غرک کر دیا تھا۔۔جی جی بابا آرہا ہوں۔۔آپ جا بھی سکتے تھے میں بعد میں

آجاتا۔۔ حمدان اپنی دھن میں بولتا جا رہا تھا۔۔

یہ جانے بغیر کہ سکندر صاحب اسے کیسی نظروں سے گھور رہے ہیں۔۔ تم

سے زیادہ بے غیرت انسان

میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔۔ہاں تو

آپ اب اپنے بیٹے کو دیکھ لیں نہ حمدان بتیسی

دیکھاتے بولا تھا۔۔اپنی بیوی کا نہیں تو کم از کم

اپنے باپ کا لحاظ کر لیا کرو بے شرم انسان۔۔ سکندر عثمان حمدان کو شرم

دلانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ یہ جانے بغیر کہ جسے وہ شرم دلا رہے

ہیں اسکا شرم سے دور دور تک کوئی واسطہ

نہیں۔۔

بابا آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے آپ خود۔۔ حمدان ہم لیٹ ہو رہے ہیں

۔۔اس سے پہلے کہ حمدان

بے شرمی کی ہر حد پار کرتا سکندر عثمان نے چلنے کو کہا۔۔ ورنہ حمدان پھر

سے کوئی بے شرمی دیکھانے والا تھا۔۔ جی جی چلیں! حمدان شریف بنتا بولا

تھا اور سکندر نی اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

ان دونوں باپ بیٹا میں ہمیشہ حمدان کی بے شرمی

پہ بحث چلتی رہتی تھی۔۔

سکندر عثمان کو لگتا تھا کہ انکا بیٹا ایک انتہائی بے

شرم انسان ہے جبکہ حمدان کو لگتا تھا کہ اس سے

زیادہ معصوم کوئی ہے ہی نہیں۔۔

•••••••••

السلام و علیکم بابا جان۔۔ ہیرل نے کھانے کی ٹیبل پہ

آتے حمزہ صاحب کو سلام کیا تھا۔۔وعلیکم اسلام
میری بیٹی تو مجھ سے پہلے تیار ہو گئی ہے۔۔جی
بابا آج آپ کے ساتھ آفس جانا ہے نہ بس اسی لیے
ہیزل کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔
میں نے اپنی بیٹی کے لیے دیسی گھی کا پراٹھا بنایا
ہے۔۔زمل بیگم کچن سے باہر آتی بولی تھیں۔۔
ہیزل اپنی ماں کو دیکھ رہی ہو جو بیٹی کے آتے ہی شوہر کو بھول گئی ہے۔۔
حمزہ صاحب ہیزل کو آنکھ مارتے بولے تھے۔۔
ہیزل بھی مسکرادی تھی۔۔
ارے حمزہ صاحب آپ کو کیسے بھول سکتی ہوں۔۔
آپ کے لیے بھی دیسی گھی والا ہی پراٹھا بنایا ہے۔۔زمل بیگم بھی شرارتی
انداز میں بولی تھیں۔۔یہ
تینوں اپنی زندگی میں کتنے خوش تھے۔۔ابھی

ابھی ہیزل کی اسٹڈی کمپلٹ ہوئی تھی۔۔اور اب وہ فارغ تھی۔۔اسی لیے
حمزہ صاحب کے ساتھ
آفس جوائن کرنا چاہتی تھی۔۔ہیزل بیٹا چلیں۔۔جی بابا چلیں۔۔وہ کچھ
سوچ رہی تھی حمزہ صاحب کی آواز پہ اسکا حصار ٹوٹا تھا۔۔حمزہ صاحب آپ
میری بیٹی کا بہت خیال رکھیے گا آفس میں اور بلکل بھی میری بیٹی کو ڈانٹنا
نہیں ہے۔۔زمل بیگم ہیزل کی پیشانی چومتے بولی تھیں۔۔ہیزل بھی
مسکرادی تھی۔۔میں بھلا اپنی بیٹی کو کیوں ڈانٹوں گا۔۔اتنی سمجھدار تو ہے
میری بیٹی۔۔جی جی بابا چلیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔
اور ڈرائیونگ میں کروں گی۔۔ارے نہیں بیٹا میں
خود کروں گا کافی ٹریفک ہوتی ہے تم ہینڈل نہیں کر
پائو گی۔۔بابا۔ہیزل مایوسی سے بولی تھی۔۔
ہیزل بیٹا بابا بول رہے ہیں نہ تو ضد نہیں کرتے۔۔زمل بیگم سمجھاتے
ہوئے بولی تھیں۔۔اوکی ماما چلیں بابا۔۔ہمم۔۔

دونوں باپ بیٹی آفس کے لیے نکل چکے تھے۔۔اور زمل بیگم انکو دعائیں دے رہی تھیں۔۔ کتنی خوشحال فیملی تھی انکی کوئی غم نہیں تھا وہ تینوں اپنی لائف میں بہت خوش تھے۔۔

انکا کوئی بیٹا نہیں تھا۔۔اور حمزہ صاحب نے بھی کبھی بیٹے کی کمی محسوس نہیں کی تھی۔۔

لیکن زمل بیگم اکثر بیٹے کی کمی محسوس کرتی تھیں۔۔بے شک انہیں اللہ نے بیٹی جیسے رحمت سے نوازا تھا۔۔ لیکن کہیں نہ کہیں انکو بیٹے کی حسرت تھی۔۔

••••••••••••••••

شایان بیٹا ناشتا تو کھاتے جاؤ۔۔ نہیں ماما میں الریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔۔ آفس سے ہی کھالوں گا کیونکہ اگر مزید لیٹ ہوا تو آپ کے شوہر نے پورا ایک گھنٹہ لیکچر دینا ہے۔۔ شایان شرارتی انداز میں

بولا تھا۔۔

ہاں تو رات کو جلدی سویا کرو نہ رات کو سوتے نہیں ہو اور صبح ناشتا کیے بغیر ہی چلے جاتے ہو۔۔

فریحہ بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔ میری پیاری ماما آپ بلکل بھی پریشان مت ہوں۔۔ میں آفس سے ناشتا کر لوں گا۔۔ شایان جلدیوں میں تیار ہوتے ہوئے بول رہا تھا۔۔ اوکے ماما اللہ حافظ۔۔ شایان آفس کے لیے نکل چکا تھا۔۔ راستے میں کافی ٹریفک تھی۔۔ اور شایان سگنل کھلنے کا انتظار

"کر رہا تھا۔۔

کیا بابا اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ ٹریفک اتنی جام ہوتی ہے تو میں کبھی آپ کے ساتھ آفس نہ آتی۔۔ ہیزل منہ بگاڑتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

بیٹا جی دیکھ لو بابا بھی تو ہر روز آتے ہیں نہ۔۔ حمزہ صاحب اس کے چہرے کے بگڑے نقوش کو دیکھتے مسکرا کر بولے تھے۔۔ پتا نہیں آپ کیسے اتنا شور برداشت کر لیتے ہیں۔۔ ہیزل ابھی تک منہ کے زاویے بگاڑنے میں مصروف تھی۔۔ اسے شور پسند نہیں تھا اسی وجہ سے اسے چڑ ہو رہی تھی

۔۔اور

شایان بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔ تبھی ٹریفک کھلی اور وہ باپ بیٹی اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔۔ انکی گاڑی آگے جا چکی تھی۔۔ اور شایان ابھی تک وہیں تھا۔۔ اور پیچھے گاڑیوں والے ہارن بجا کر اسکے آگے جانے کا انتظار کر رہے تھے۔۔

ارے بھائی جانا ہے تو جائیں ورنہ گاڑی سائڈ پہ پارک کریں۔۔ شایان پتا نہیں کیا سوچ رہا تھا۔۔ تبھی اسے ایک موٹر سائیکل والے نے مخاطب کیا ۔۔ شایان نے اپنے پیچھے گاڑیوں کا رش دیکھا اور جلدی سے گاڑی آفس کی طرف بڑھائی۔۔

•••••••••

پری پوری رات اسی حالت میں پڑی رہی تھی۔۔اسکے ہاتھ پہ خون بھی جم چکا تھا۔۔وہ جاگ گئی تھی لیکن اس ما اٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔اسے اپنا پورا جسم کسی پتھر کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔۔اور سر میں شدید درد تھا۔۔
پری مسلسل اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔
لیکن ہر کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔۔پری کو شدّت سے اپنے گھر والوں کی یاد آئی تھی۔۔کاش وہ اپنے گھر ہوتی۔۔اسکے بھائی اس کی ماما بابا سب اس کے پاس ہوتے کاش یہ کوئی خواب ہوتا جو جلدی سے ٹوٹ جاتا اور پری آزاد ہو جاتی۔۔لیکن یہ کوئی خواب نہیں تھا یہ حقیقت تھی اسکے گھر والوں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔۔اور وہ ایک درندے کی قید میں آ گئی تھی ۔۔کاش یہ سب نہ ہوتا۔۔لیکن اب تو ہو چکا تھا۔۔
پری نے دوبارہ سے اٹھنے کی کوشش کی پوری رات ایک ہی ڈائریکشن میں لیٹے رہنے کی وجہ سے اب

موو نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ اب اُٹھ نہیں پائے گی۔۔ لیکن پری نے ہمت نہیں ہاری تھی۔۔ ہمت کرتے کرتے آخر وہ اُٹھ ہی چکی تھی۔۔ اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔۔ اور اسکا جسم کسی انگارے کی طرح تپ رہا تھا۔۔

اسکے دماغ میں کوئی الفاظ گونج تھے۔۔ "تم مر کیوں نہیں جاتی" ہماری زندگیوں سے دفعہ ہو جاؤ" تم تو چلی گئی تھی، پھر واپس کیوں آگئی ہو" تم واپس چلی جاؤ"۔۔ پری نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پہ رکھے۔۔ وہ اس آواز کو نہیں سننا چاہتی تھی۔۔ لیکن پھر بھی یہ آواز اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔

ماما آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں کاش آپ آئیں اور کہیں وہ سب جھوٹ تھا۔۔ آپ جھوٹ بول رہی تھیں۔۔ صرف ابان بھائی کے لیے جھوٹ بولا تھا

آپ نے۔۔تا کہ میں واپس چلی جاؤں۔۔اور ارحم ابان کو چھوڑ دے۔۔ماما میں آگئی ہوں واپس، آپ کہہ دیں آپ نے سب جھوٹ کہا تھا۔۔آخر آپ نے ایسا کہا

کیوں۔۔

آپ مجھے ویسے بھی وہاں سے جانے کا کہتیں تو میں چلی جاتی۔۔آپ کے وہ الفاظ مجھے ختم کر

رہے ہیں ماما۔۔ کہہ دیں وہ سب جھوٹ تھا۔۔وہ الفاظ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے وہ میری جان لے لیں گے میں مر جاؤں گی کیوں بولا آپ نے ایسا۔۔ پری اپنے ہاتھ سر رکھے چلاتے ہوئے بولی تھی۔۔آپ نے کبھی مجھے اپنی بیٹی مانا ہی نہیں تھا۔۔

اگر آپ مجھے اپنی بیٹی مانتیں تو ویسے الفاظ کبھی نہ بولتیں نہیں تھی میں آپ کی بیٹی۔۔

نہیں تھی آپ میری ماما۔۔ میری ماما تو مجھے چھوڑ گئی تھیں۔۔ وہ بھی آپ لوگوں کی طرح خود غرض تھیں۔۔ انہوں نے بھی صرف اپنا سوچا۔۔ میں اب کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی کبھی بھی نہیں۔۔

پری کے سر میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔ پری کو لگا اس کے دماغ کی نسیں پھٹ گئی ہیں۔۔ اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا تھا۔۔ اور اسی طرح سر پہ ہاتھ رکھے رکھے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔

میں اب کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی کبھی بھی نہیں۔۔ پری کے سر میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔ پری کو لگا اس کے دماغ کی نسیں پھٹ گئی ہیں۔۔ اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا تھا۔۔ اور اسی طرح سر پہ ہاتھ رکھے رکھے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔

ارحم دوسرے کمرے میں سویا تھا۔۔ اگر اس کمرے میں ہوتا۔۔ تو یقیناً پری سکون سے نہ سو پاتی۔۔ رات کو وہ کچھ زیادہ ہی غصّہ کر گیا تھا۔۔ اور اب ارحم آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔.

اور ساتھ ساتھ رات والے منظر کو بھی یاد کر رہا تھا۔۔ قاتل سکندر عثمان کی معصوم اکلوتی بیٹی ہائے سکندر جب تم اپنی بیٹی کی حالت دیکھو گے تو کیسا محسوس کرو گے۔۔

بلکل ویسا جیسا میں نے محسوس کیا تھا۔۔احمر کی لاش دیکھا کر۔۔اور یقین جانو تمہاری بیٹی کی بھی وہی حالت نہ کر دی تو میرا نام ارحم خان نہیں ارحم کے لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔

ارحم واچ پہنتا گاڑی کی چابی اٹھا کے کمرے سے باہر نکلا اب اسکا رخ دوسرے کمرے کی طرف تھا۔۔

ارحم نے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔ کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ارحم نے آگے بڑھتے کمرے کی لائیٹ آن کی اور ایک نظر پری کو دیکھا جو اوندھے منہ سر پہ ہاتھ رکھے شاید بیہوشی پڑی تھی۔۔ارحم کو

کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔

ارحم نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی جسکی

رفتار انتہائی کم تھی۔۔ پھر ارحم نے اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا جو کسی

انگارے کی طرح تپ رہا تھا۔۔ارحم کا ہاتھ سرکتے سرکتے اس کے چہرے

پہ آیا۔۔

پری شدید بخار تھا۔۔اور وہ نیم بیہوش پڑی

تھی۔۔رضیہ بی۔۔رضیہ بی! ارحم نے رضیہ بی کو پکارا جو کہ دو آوازوں

"کے بعد ہی آگئی تھیں۔۔جی ارحم صاحب آپ نے بلایا۔۔؟

ہاں ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے اور آپ آکر یہاں کی صفائی کر دیں۔۔جی

ارحم صاحب لیکن پری بی بی کو کیا ہوا ہے۔۔رضیہ بی تو حیران ہو رہی تھیں

پری کی حالت پہ۔۔

جتنا کہا ہے اتنا کریں۔۔ارحم غصے سے بولا تھا۔۔رضیہ بی جا چکی تھیں۔۔

اتنی جلدی نہیں مرنے دوں گا میری جان ابھی تو شروعات ہے۔۔ارحم

کافی

مطمئن لہجے میں اسکے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے

بولا تھا۔۔اور پھر اسے اٹھا کر باہر کی طرف بڑھا۔۔

جہاں ڈرائیور گاڑی نکالے ارحم کا انتظار کر رہا تھا۔۔

ارحم پچھلی سیٹ پہ پری کا سر اپنی گود میں

رکھے بیٹھ چکا تھا۔۔ہاسپٹل آکر پتا چلا کہ پری کو پینک اٹیک ہوا تھا۔۔

اور ارحم باہر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کانچ لگنے

سے بھی پینک اٹیک ہو سکتا ہے۔۔

ہو گیا ہو گا بیچاری کو کافی بڑا صدمہ لگا ہے۔۔

اتنا تو بنتا ہے اسکا بھی۔۔ارحم اپنی سوچ سوچتے

اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔اب اسکا رخ پری کی طرف

تھا۔۔اندر آتے ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا جہاں کسی طرح کا کوئی تاثر نہیں

تھا۔۔زرد چہرہ خوشک لب وہ ان تین دنوں میں مرجھا سی گئی تھی۔۔

پری نے ہاتھ ہلایا تھا شاید اسے ہوش آگئی تھی۔۔

ارحم پری کے قریب جاتے کھڑا ہوا۔۔پری نے آہستہ

آہستہ آنکھیں کھولنا شروع کی۔۔اس نے دیکھا کہ وہ ایک ہاسپٹل کے

کمرے میں ہے اور ارحم اس کے قریب بازو کمر پہ باندھے کھڑا ہے۔۔

یہ حقیقت تھی۔۔لیکن پری کو لگا شاید کوئی خواب ہے۔۔کیا دیکھ رہی ہو

۔۔پری کا خواب ٹوٹا۔۔ارحم کا اسکے پاس کھڑا ہونا اسے ہاسپٹل لانا یہ کوئی

خواب نہیں تھا۔۔پری نے ہلکا سا سر سائڈ کرتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔

ارحم نے

آئی برو اچکائے جیسے پوچھ رہا ہو کیا ہے۔۔

مم۔میں یہاں کیسے آئی۔۔پری کو سچ میں کچھ

سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ ہاسپٹل میں آئی

کیسے۔۔چل کر تم آئی نہیں کیونکہ تم بیہوش تھی ۔۔اور بچا میں جو تمہارے

باپ کا نوکر لگا

ہوا ہوں اسی لیے تمہیں اٹھا کر لایا ہوں ۔۔ارحم

بنا کسی تاثر کے بولا تھا۔۔میں ڈاکٹر کو بولا رہا ہوں اور تم ڈاکٹر کو بولو گی کہ

تم بلکل ٹھیک

ہو۔۔پھر ہم گھر جائیں گے۔۔ارحم پری کی گال

تھپکتے بولا تھا۔۔پری نے بھی اثبات میں سر ہلا

دیا تھا۔۔

وہ جانتی تھی اگر جواب نہ دیا تو کیا حال ہو گا۔۔ارحم جا چکا تھا اور پری اب یہ

سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں آئی کیسے۔۔اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

اسکے جسم کا ٹیمپریچر کچھ نارمل ہوا تھا۔۔ !

....

ارحم اور پری گھر آ چکے تھے۔۔رضیہ بی آپ کھانا

کمرے میں ہی لادیں۔۔جی ارحم صاحب۔۔پری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔اور ارحم بھی پاس ہی صوفے پہ بیٹھا تھا۔۔

رضیہ بی پری کو دیکھنے آئی تھیں۔۔پری جب سے ہاسپٹل گئی تھی انکی تو جان اٹکی ہوئی تھی۔۔

پری کو ہوا کیا تھا۔۔اسکے ہاتھ سے اتنا خون بھی بہہ گیا تھا۔۔رضیہ بی کافی پریشان ہوگئی تھیں اور اب پری گھر آئی تھی تو انکی جان میں جان آئی تھی۔۔رضیہ بی جاچکی تھیں اور پری اب سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

ارحم کا سارادھیان پری کی طرف تھا۔۔لیکن وہ خود کو موبائل میں مصروف دیکھا رہا تھا۔۔

دروازہ نوک ہوا تھا رضیہ بی کھانا لائی تھیں۔۔آجائیں! رضیہ بی کھانا رکھتی جاچکی تھیں۔۔

اب منظر یہ تھا کہ ارحم سوفے پہ بیٹھا تھا پری

بیڈ پہ اور انکے درمیان میں ٹیبل پہ کھانا پڑا تھا۔۔ جسے دیکھ کر پری کو شدید بُھوک کا احساس ہو رہا تھا۔۔

ارحم بھی جانتا تھا کہ پری نے کل سے کچھ نہیں

کھایا۔۔ ارحم اٹھا اور ایک ہی پلیٹ میں کھانا ڈالتا پری کے پاس جا بیٹھا۔۔

لیکن پری نے نظر اٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی۔۔

کرتی بھی کیسے اسے تو رات والی ارحم کی

آنکھیں نہیں بھول رہی تھیں۔۔ دیکھنے کی ہمت

کیسے کرتی۔۔ کھاؤ ارحم نے چمچ پری کے منہ کے قریب کیا تھا۔۔

"مم۔ میں خود کھا لیتی ہوں۔۔

"کہا نہ کھاؤ۔ آواز میں غصّہ تھا۔۔

پری نے دوبارہ کوئی بات نہیں کی اور خاموشی سے

کھانے لگی۔۔ پری کی فیوریٹ بریانی تھی اور اسے بھوک بھی لگی تھی تو اسی

لیے پری نے اچھے بچوں کی طرح اپنا سارا کھانا ختم کیا۔۔

اسکے بعد ارحم نے پری کو پانی دیا اور ساتھ ہی میڈیسن بھی کھلائی۔۔ پھر خود رضیہ بی کو بلاتا اسٹڈی روم میں چلا گیا۔۔

بی بی جی کیسی ہیں آپ۔ کیا ہوا تھا آپ کو۔۔ آپ کا اتنا خون کیسے بہہ گیا میں تو اتنی پریشان ہو گئی تھی صبح سے۔۔ رضیہ بی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔

و۔ وہ میرے ہاتھ۔۔ پہ۔۔ کانچ لگ گیا تھا۔۔ پری روہانسی ہوتی بولی تھی

۔۔

ایسے کیسے کانچ لگ گیا آپ کو۔۔ وہ میں پانی پی رہی تھی نہ تو لگ گیا۔۔

رضیہ بی جانتی تھیں کہ ارحم نے کچھ کیا ہو گا لیکن ایک سائڈ پہ انکو اچھا بھی لگا تھا۔۔ کہ پری نے اپنے شوہر تک بات نہیں آنے دی۔۔

رضیہ بی پری کا حال پوچھا اور دو تین اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی جا چکی تھیں ۔۔ اب پری اکیلی تھی بیڈ کراؤن کے ساتھ سر لگاتے اس نے آنکھیں موند

لی۔۔اس کے سر میں ابھی بھی درد تھا۔۔ارحم بھی کمرے میں نہیں تھا تو پری نے کچھ دیر آرام کرنے کی نیت کی تھی۔۔

•••••••••••••

ارحم ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا سگریٹ کے بڑے بڑے کش لگا رہا تھا۔۔

اسکے دماغ میں پری کے الفاظ چل رہے تھے۔۔

ماما نے مارا تھا" آخر اسکی ماما نے اسے تھپڑ "

کیوں مارا وہ بھی واپس بھیجنے کے لیے۔۔ شاید وہ

ابان سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔۔ لیکن پری تو انکی

اکلوتی بیٹی ہے۔۔ارحم رات سے سوچ رہا تھا لیکن

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔جو بھی ہے مجھے

کیا لگے مجھے تو صرف سکندر عثمان سے غرض

ہے۔۔ سگریٹ کو پاؤں کے نیچے مسلتے ارحم کمرے

میں آیا۔۔

پری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔۔

ارحم اگے بڑھا پری کو سیدھا کرتے لٹایا اور اس پہ بلینکٹ دیا وہ سوتے ہوئے

کتنی پیاری لگ رہی تھی۔۔ لگتی ہے تو لگتی رہے ارحم کو اس سے

کوئی لینا دینا نہیں۔۔ ارحم نے ایک نظر دیکھا

اور موبائل پکڑتا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ پری نے بھی دوائی لی تھی اسے

بھی کچھ دیر سکون

کی نیند آگئی تھی۔۔

ارحم نے باہر آتے اپنی ماما کو کال ملائی تھی۔۔

اسلام علیکم ماما !

وعلیکم اسلام آگئی یاد ماں کی۔۔ مہر ناز بیگم اداسی سے بولی تھیں۔۔

ماما میں بھلا آپ کو بھول سکتا ہوں۔۔ آپ ایسا

کیوں بولتی رہتی ہیں۔۔ میں نے آپکی کل کی فلائٹ کروا دی ہے اور بس

اب آپ کل آ رہی ہیں۔۔

ارحم ضدی انداز میں بولا تھا۔۔واپس آکر کیا کروں گی منمانیاں تو تم نے اپنی ہی کرنی ہیں۔۔

ماما آپ پھر سے ناراض ہو رہی ہیں۔۔میری اتنی مجال کہ میں تم سے ناراض ہوں۔۔ماما مجھے لگتا ہے اب ہم آمنے سامنے ہی بات کریں گے ورنہ اس طرح تو آپکو کچھ سمجھ نہیں آنی۔۔ہاں ٹھیک ہے کل آکر ہی میں تمہارے کان کھینچوں گی

۔۔

مہرناز بیگم بھی ناراضگی سے بولی تھیں۔۔ماما اب میں بڑا ہو گیا ہوں۔۔اور اب تو شادی شدہ بھی ہوں تو کیا آپ میری بیوی کے سامنے ہی میرے کان کھینچیں گی۔۔ارحم شرارت سے بولا تھا۔۔

ارحم میں تمہیں پہلے ہی بتا رہی ہوں وہ لڑکی تمہاری بیوی نہیں ہے اور نہ ہی تم اسکے پاس جاؤ گے۔۔تمہاری بیوی وہ ہو گی جسے میں پسند کروں گی نہ کہ سکندر کی بیٹی۔۔

مہر ناز بیگم کافی غصے سے بولی تھیں۔۔ ماما آپکو کیا لگتا ہے میں اتنا بیوقوف

ہوں۔۔

ارحم افسوس سے بولا تھا۔۔ تم بیوقوف ہی ہو شادی کر سکتے ہو تو کچھ بھی

کر سکتے ہو مہر ناز بیگم اپنے بیٹے کو اچھے سے جانتی تھیں وہ ایسا نہیں ہے بس

اس نے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے ایسا کیا ہے بس۔۔

ماما وہ میرے آئیڈیل کی نہیں ہے لیکن اگر ہوتی تو شاید۔۔ لیکن۔۔

کیا لیکن ہاں بولو! لیکن پیاری بہت ہے ارحم بھی آج

کافی اچھے موڈ میں تھا اسی لیے مہر ناز بیگم کو تنگ کر رہا تھا۔۔ ارحم میں آکر

ہی تمہارے کان کھینچوں گی اس طرح تم بعض نہیں آؤ گے۔۔

جی جی ماما آپ اپنا یہ شوق بھی پورا کر لینا بس اب آپ جلدی سے گھر آجائیں

۔۔ اسکے بعد ارحم اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا فون کاٹ چکا تھا۔۔

رضیہ بی۔ رضیہ بی ارحم لاؤنج کی طرف آتا رضیہ بی کو پکار رہا تھا۔۔

جی ارحم صاحب۔۔رضیہ بی کل ماما آرہی ہیں۔۔تو آپ نہ سارے کام سہی سے کروالیجیے گا۔۔اور کھانا بھی کل انکی پسند کا بننا چاہیے۔۔

جی ارحم صاحب اس بار تو بی جی کافی ٹائم بعد آرہی ہیں۔۔جی اس لیے بول رہا ہوں۔۔

انکے پسند کا کھانا بننا چاہیے اور ماما کا کمرہ

بھی اچھے سے صاف کروادیجئے گا۔۔انکو ڈست سے الرجی ہے۔۔جی ارحم صاحب جیسا آپ کہیں۔۔اور سنیں! جی رضیہ بی جا ہی رہی تھیں کہ ارحم نے دوبارہ پکارا۔۔پریشے نے میڈیسن لے لی تھی نہ

جی ارحم صاحب میں نے خود انکو ساری دوائیاں

کھلائی تھیں۔۔جی ٹھیک ہے۔۔رضیہ بی چلی گئیں

اور ارحم کمرے کی طرف بڑھا۔۔کمرے میں آتے

ارحم نے آہستہ سے دروازہ کھولو تھا۔۔کہ کہیں اسکے بے بی کی نیند نہ کھل جائے۔۔

بے بی کے ساتھ)

اتنا ظلم کون کرتا ہے)۔۔

ارحم چلتا ہوا پری والی۔ سائڈ پہ آکر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔پری کافی گہری نیند سو رہی تھی۔۔ شاید دوائیوں کا اثر تھا۔۔ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا۔۔ جس پہ ابھی تک تھپڑ کے نشان واضح ہو رہے تھے۔۔

ارحم کا ہاتھ سرکتے پری کے چہرے کی طرف گیا۔۔

ابھی ارحم اسکی گال چھونے ہی والا تھا کہ پری نیند میں کسمسائی ارحم کا ہاتھ وہیں رک گیا۔۔پری پھر سے سو چکی تھی۔۔

پریشے۔۔ارحم نے دھیرے سے پری کو آواز لگائی تھی۔۔وہ پھر سے تھوڑا سا ہلی اور دوبارہ سو گئی۔۔

اب کی بار تو ارحم کو غصّہ ہی آگیا تھا۔۔پریشے۔جج جی۔آ۔آپ۔۔ارحم نے اتنی زور سے پُکارا کہ پری پہلی آواز پہ ہی اُٹھ گئی تھی۔۔اور ڈری سہمی

کیفیت میں ارحم کو دیکھنے لگی۔۔جو انتہائی غصے سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا

۔۔اور ابھی کتنا

سونے کا ارادہ ہے میڈم کا۔۔ارحم آئی برو

اچکاتے بولا تھا۔۔

ا۔اٹھ گئی ہوں بب بس۔۔پری نظریں جھکاتے

بولی تھی۔۔اسے ابھی اور نیند آرہی تھی۔۔

نہیں تم ایک کام کرو سو جاؤ تمہارے باپ نے جو

تمہارے ساتھ ملازم بھیجے ہیں نہ وہ کام کردیں گے تم آرام کرو۔۔ارحم

گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

سس۔۔سوری وہ میں میڈیسن کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی سو گئی تھی آئندہ

ایسا نہیں ہوگا۔۔پری شرمندہ ہوتی بولی تھی۔۔

ارحم کو اپنا دل پگھلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

(ہائے پتھر دل کیا جانیں معصومیت کیا ہوتی ہے)۔۔

ارحم پری سے کام نہیں کروانا چاہتا تھا وہ بس

اسے تنگ کر رہا تھا۔۔

چلو اب اچھے بچوں کی طرح اٹھو اور اچھے اچھے کام کرو۔۔

ج ج جی۔۔پری اٹھنے لگی پھر بیٹھ گئی۔۔۔ارحم نے آئی بروا چکائے جیسے پوچھ

رہا ہو اب کیا ہے۔۔

آ۔۔آپ اٹھیں گے تو میں۔۔اٹھوں گی۔۔ہائے کتنی معصومیت سے بولا

گیا تھا۔۔ارحم اٹھتا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جا کھڑا ہوا۔۔

پری جلدی سے اٹھنے لگی بیڈ سے نیچے ٹانگیں اُتارتی ابھی وہ کھڑی ہی ہوئی

تھی چکرا کر دوبارا بیٹھ گئی ارحم مر ر سے دیکھ تو رہا تھا لیکن انجان بنا رہا۔۔

تم جا رہی ہو یا تمہارے باپ کو بلواؤں جو تمہیں

چھوڑ کر آئے۔۔یہ ہر بات باپ پہ کیوں لے جاتے

ہیں۔۔پری نے دل میں سوچا تھا۔۔جیسے تیسے

کرتے پری اٹھ کر چلی ہی گئی تھی۔۔اور اب ارحم

کو کمرہ خالی خالی محسوس ہو رہا تھا۔۔ مطلب جب وہ کمرے میں تھی تو

برداشت نہیں ہو رہا تھا

کہ سو کیوں رہی ہے اور اب کمرے سے چلی گئی

تھی تو خالی کمرہ برداشت نہیں ہو رہا تھا(نہیں مطلب بندہ جائے تو کدھر

جائے)۔۔

ارحم اب سوفے پہ ٹکتا ماتھا مسلنے لگا۔۔پتا نہیں

وہ لڑکی ارحم کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی یا

ارحم اسکی طرف مائل ہو رہا تھا۔۔اب یہ تو وقت بتائے گا۔۔

ارحم پری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اسکا فون بجا۔۔ارحم کو اس وقت

کال کرنے والا شخص زہر لگ رہا تھا۔۔اور اگر سامنے ہوتا تو شاید ارحم اس کو

فائر ہی کر دیتا۔۔

ہاں سلیم بولو!"ارحم کے موڈ کا بیڑا غرک تو ہو ہی گیا تھا تو پھر سلیم کی کال

اٹھانے میں کیا حرج تھا۔۔

"ارحم سر کیسے ہیں آپ۔۔؟

سلیم تم جانتے ہو میں بہت ہینڈسم ہوں اور اب کام کی بات کرو۔۔انتہائی بے زاری سے جواب دیا گیا۔۔

"جی سر وہ پوچھنا تھا کہ کل آپ میٹنگ جوائن کریں گے۔۔؟

ہاں دیکھوں گا اگر ٹائم ملا تو آجاؤں گا۔۔

"سر آپ اکیلے آئیں گے۔۔؟

نہیں اگر تم کہو گے تو بارات لے آؤں گا۔۔ تمہیں بہت شوق ہے نہ میری بیگم بننے کا۔۔ارحم کو سوال کچھ پسند نہیں آیا تھا۔۔اسی لیے اس نے جلتا بھنتا جواب دیا تھا۔۔

ارے نہیں نہیں سر میرا مطلب تھا آپ اکیلے آئیں گے یا حمدان سر بھی آئیں گے۔۔؟"

کیوں حمدان تمہاری پھوپھو کا بیٹا ہے کیا۔؟"ارحم نے سوال میں سے سوال نکالا تھا۔۔

نن۔ نہیں سر ایسی بات نہیں ہے۔۔" سلیم ہڑ بڑایا۔۔

پھر کیسی بات ہے۔۔اب تو ارحم کو غصّہ آرہا تھا۔۔

سر وہ آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔۔؟" سلیم بھی ڈھیٹ بنتے بولا۔۔

"ہمم بولو۔۔

سر آپ غصے میں ہیں کیا ڈھیٹائی کی انتہا ہو چکی تھی۔۔پوچھ ہی بیٹھا سلیم

۔۔

سلیم کیا تم گھر آ سکتے ہو۔۔؟" سلیم پہ اتنی مہربانی۔۔

"جی جی سر ضرور، کوئی کام تھا کیا۔۔؟

ہاں تم گھر آؤ گے تو میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا۔۔کہ میں غصے میں

ہوں یا نہیں۔۔۔

ارے نہیں نہیں سر اسکی ضرورت نہیں ہے میں

سمجھ گیا۔۔ سلیم اپنی ہنسی کنڑول کرتے بولا تھا۔۔

کیا سمجھ گئے۔۔؟" ارحم نے تیوری چڑھاتے پوچھا۔۔

یہی کہ آپ کی بھابی سے لڑائی ہوئی ہے۔۔
سلیم میں کہتا ہوں تم مجھ سے ایک بار ملو پھر میں تمہیں ساری تفصیل بتاتا ہوں۔۔ارحم کو لگ رہا تھا سلیم پاگل ہو گیا ہے۔۔
سر میں تو پہلے ہی شادی کے خلاف ہوں۔۔اچھے خاصے بندے کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔۔ سلیم نے جیسے راز کی بات بتائی تھی۔۔
اوہ مطلب تم شادی نہیں کرو گے۔۔ارحم نے بھی اپنا پتا پھینکا۔۔
ارے نہیں سر میں تو شادی کروں گا۔۔تو پھر تمہارا مطلب ہے کہ مجھے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ارحم کو تو جیسے صدمہ پہنچا۔۔
ارے نہیں نہیں سر میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ سلیم آخر تمہارا مطلب کیا ہے۔؟" کہیں تم پاگل واگل تو نہیں ہو گئے ہو کب سے دماغ کھا رہے ہو میرا۔۔تم میرے آنے تک صبر رکھو میں آتے ہی پہلے تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گا۔۔

ارے نہیں سر اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔میں تو بس آپکے غصے کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔ سلیم معصومیت سے بولا تھا۔۔

وجہ جاننا چاہتے ہو تو سو نو پھر میرے غصے کی وجہ تم ہو جو پچھلے دس منٹ سے میرا دماغ کھا رہے ہو مجھے تو لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو ڈاکٹر کی ضرورت ہے تمہیں، اپنا علاج کروائو، اور بنا علاج

کے میرے سامنے مت آنا ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے۔۔ارحم جلی کٹی سناتے کال کاٹ چکا تھا۔۔ سلیم منہ کھولے موبائل کو دیکھ رہا تھا ۔۔''آج اس نے کافی حد تک ارحم کا دماغ خراب کر دیا تھا۔۔یایوں کہیں ''کہ آج سلیم کا اپنا دماغ خراب ہو گیا تھا۔۔

ارحم غصے سے کال کاٹتا اندر کی طرف بڑھا۔۔رضیہ بی کمرے میں چائے بھجوادیں۔۔ارحم غصے سے بولتا آگے بڑھ چکا تھا۔۔پری جو رضیہ بی کے پاس بیٹھی بڑی دلچسپی سے کھانا پکانا سیکھ رہی تھی اس نے ارحم کی غصے والی آواز سنی۔۔

جی ارحم صاحب بھیج رہی ہوں۔۔ کیا یہ چائے بھی پیتے ہیں۔؟" پری نے

بے تکا سا سوال کیا تھا۔۔

جی جی پری بی بی ارحم صاحب کو چائے بہت پسند ہے۔۔ رضیہ بی خوشی سے

بولی تھیں۔۔۔ دوبارہ پری نے کوئی بات نہیں کی وہ خاموشی سے رضیہ بی کو

چائے بناتا دیکھتی رہی۔۔

یہ لیں پری بی بی۔۔ پری کو پتا ہی نہیں چلا کہ کب رضیہ بی چائے بنا کر پری

کے سامنے آئیں۔۔ ارے

نہیں رضیہ بی مجھے ابھی چائے نہیں پینی میں رات کو پیتی ہوں۔۔ پری کو لگا

"رضیہ بی اسے چائے دے رہی ہیں۔۔

پری بی بی یہ آپ کے لیے نہیں ہے ارحم صاحب کے لیے ہے۔۔ تو پھر

آپ مجھے کیوں دے رہی ہیں۔۔ پری نہ سمجھی سے بولی۔۔

تاکہ آپ ارحم صاحب کو دے آئیں۔۔ میں کیوں دے کر آؤں آپ ہی

جائیں جن بھوت کے پاس۔۔ پری منہ

بگاڑتی بولی تھی۔۔

دیکھ لیں پری بی بی آپکو ہی ڈانٹ پڑے گی میں تو دے آتی ہوں۔۔رضیہ بی باہر کی طرف جاتی بولی تھیں۔۔نن۔نہیں رضیہ بی میں چلی جاتی ہوں آپ مجھے پکڑائیں وہ تو میرے ہاتھ پہ چوٹ لگی تھی نہ تو میں اسی لیے بول رہی تھی۔۔

پری نے ڈانٹ

کا نام سنتے جلدی سے رضیہ بی سے چائے پکڑی اور ارحم کو دینے کے لیے کمرے میں گئی۔۔کمرے کے

باہر آتے پری نے ایک گہرا سانس لیا اور بڑی ہمت اکٹھی کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔

ارحم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔دروازے کی آواز پہ اس نے گردن اٹھا کر

دیکھا۔۔پری آہستہ آہستہ چلتی اندر آرہی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔۔

آ۔آپکی چائے۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔

تم کیوں لائی ہو۔۔ارحم نے آئی برواچکاتے پوچھا۔۔وہ رضیہ بی نے۔۔کہا تھا۔۔اچھا تو رضیہ بی کے کہنے پہ لائی ہو۔۔ارحم کو جیسے اصل بات سمجھ آئی۔۔

ن نہیں۔۔رضیہ بی لارہی تھیں۔۔تو میں نے ان سے کہا کہ میں دے آتی ہوں۔۔پری سوچ سمجھ کر پوری لائن بول دی تھی۔۔اور ارحم نے بھی ایک ایک لفظ تفصیل سے سنا تھا۔۔

چینی ڈالی ہے چائے میں۔۔اب ارحم پری کو کنفیوز کرنے والا تھا۔۔

ن نہیں۔۔ڈ ڈالی ہے۔۔پری نے چائے بنائی ہوتی تو پتا ہوتا کہ چینی ڈالی ہے یا نہیں۔۔

مطلب چائے میں چینی ڈالی ہے۔۔ارحم پری کو
تنگ کر رہا تھا۔۔وہ تو میں بھول گئی ہوں۔۔پری اداس ہوتی بولی تھی۔۔
ایک منٹ میں دیکھ کر بتاتی ہوں۔۔پری نے جلدی سے چائے کا کپ اٹھایا
اور ایک چھوٹی سی چسکی لگائی۔۔اور پھر ارحم
کی طرف دیکھنے لگی۔۔

ارحم نے آئی بروا چکائے جیسے پوچھ رہا ہو چینی
ڈالی ہے یا نہیں۔۔چائے میں چینی نہیں ڈالی معصومیت کی انتہا تھی۔۔
ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔مم میں آپکو چینی والی چائے لا دیتی ہوں
"۔۔

نہیں میں چینی والی چائے نہیں پیتا۔۔کیا آپ چینی والی چائے نہیں پیتے
۔۔پری کو صدمہ لگا۔۔میں تو چینی والی پیتی ہوں۔۔یہ تو پتا نہیں کیسے

میں بغیر چینی والی چائے کا سپ لگا۔۔۔

پری جو نان سٹاپ بول رہی تھی اسکی زبان کو بریک لگی۔۔پری کو اپنی حرکت پہ انتہائی شرمندگی کا احساس ہوا۔۔

بولو رک کیوں گئی۔۔ارحم کو بھی اسکی بات میں دلچسپی محسوس ہوئی تھی

۔۔

نن نہیں۔۔س سوری میں آپکے لیے دوسری چائے لے کر آتی ہوں۔۔

"کیوں اس چائے کو کیا ہوا ہے۔۔؟

وہ میں نے غلطی سے پی لی ہے سوری۔۔پری سچ میں شرمندہ ہو گئی تھی۔۔

تمہاری غلطیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور ہر دفعہ معافی نہیں ملے گی

۔۔ارحم بناوٹی غصے سے بولا تھا۔۔

یہ آخری غلطی تھی اب میں کوئی غلطی نہیں کروں گی۔۔پری سر جھکائے شرمندگی سے بولی تھی۔۔

یہ تمہاری آخری غلطی تھی رکھ دو چائے اور جاؤ کام کرو۔۔

جج جی، پری نے سائڈ ٹیبل پہ چائے رکھی اور جلدی سے کمرے سے باہر آئی شکر کا کلمہ پڑھتے کچن کی طرف گئی۔۔

یہ رضیہ بی کہاں گئی۔۔پری کچن میں آئی تو رضیہ بی نہیں تھی پری منہ میں ہی بڑبڑاتے لاؤنج میں آتی سوفے پہ ٹک گئی۔۔یہ رضیہ بی کہاں چلی گئیں ۔۔پری ادھر اُدھر دیکھتے بڑبڑائی تھی۔۔اب پری اکیلی بیٹھی تھی کیا کرتی اسے اپنے گھر والوں کی یاد آگئی۔۔

پری آنکھوں میں نمی آئی اسکے بابا نے تو اسے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا تھا ۔۔کہ وہ کیسی ہے۔۔

ارے پری بی بی آپ تو ارحم صاحب کو چائے دینے گئی تھیں دے آئی کیا ۔۔رضیہ بی لاؤنج میں داخل ہوتے بولی تھیں۔۔

رضیہ بی آپ کہاں چلی گئی تھیں۔۔پری نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔میں یہیں تھی میں نے کہاں جانا ہے آپکو کیا ہوا ہے آپ تو چائے دینے گئی تھیں۔۔

جی دے آئی ہوں آپ کے ارحم صاحب کو چائے۔۔پری منہ کا نقشہ

بگاڑتے بولی تھی۔۔وہ تو مجھے

سیدھے منہ بولاتے تک نہیں ہیں۔۔ہر ٹائم غصہ

کرتے رہتے ہیں مارتے بھی ہیں۔۔بابا سے ملنے بھی نہیں دیتے نہ ہی نام

لینے دیتے

"ہیں۔۔

رضیہ بی میں کچھ دیر کے لیے آفس جارہا ہوں

آپ دیکھ لیجیۓ گا سارے کام۔۔پری ارحم کی آواز

سنتی ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئی تھی اسے امید نہیں

تھی کہ ارحم اس طرح اچانک آجائے گا۔۔

جی ارحم صاحب۔۔اور تم دفعہ ہو جاؤ کمرے میں۔۔ تمہیں تو میں آفس

سے آکر تمہارے باپ سے

ملواؤں گا۔۔ارحم کافی غصے میں بولا تھا۔۔

ج۔ج۔جی، ایک لفظ نکلا تھا وہ بھی پانچ ٹکڑوں میں۔۔

دفعہ ہو جاؤ اب منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔

پری ڈر کے مارے جلدی سے چلتی بنی۔۔رضیہ بی آئندہ آپ اس سے
کوئی بات نہیں کریں گی۔۔

لیکن ارحم صاحب وہ تو بچی ہے۔۔آپ اس کے ساتھ ایسا مت کریں۔۔

آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے
کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔۔میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے بس آپ
آئندہ اس سے بات نہیں کریں گی۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔رضیہ بی جانتی تھیں اب کوئی
بھی بات کرنا فضول ہے۔۔ارحم اپنی سناتا جا چکا تھا۔اور رضیہ بی اداس
چہرہ لیے کچن کی طرف چلی گئیں۔۔

••••••••

شایان جب سے گھر آیا تھا کمرے میں ہی گھسا ہوا تھا۔۔ شایان کی آنکھوں کے آگے ٹریفک والا منظر لہرا رہا تھا۔۔

اور اس کے لبوں پہ پہ جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

شایان بیٹے کھانا لگ گیا ہے آجائیں۔۔ ملازمہ کھانے پہ بلانے آئی تھیں۔۔

جی میں آرہا ہوں۔۔ شایان اسی

طرح مسکراتا باہر کی طرف کھانے کی ٹیبل پہ آیا۔۔ کیا بات ہے آج تو بڑے خوش لگ رہے ہو۔۔

کچھ نہیں یار بس ایسے ہی۔۔ ایسے ہی کوئی خوش نہیں ہوتا۔۔ ہر خوشی کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔۔

حمدان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔ ارے نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں ہے

۔۔

سوچ لیں بھائی کہیں کوئی لڑکی کا چکر تو نہیں۔۔ ابان اپنی مسکراہٹ چھپاتے بولا تھا۔۔ شایان نے گھور کر دیکھا۔۔ ابان بپ کروا گر بابا نے سن

لیا تو وہ کیا سوچیں گے انکا اتنا سمجھدار بیٹا لڑکی کے چکروں میں کب سے پڑ گیا۔۔ حمدان بھی ڈرانے والے انداز میں بولا تھا۔۔ ارے نہیں بھائی بابا ایسا نہیں سوچیں گے بلکہ ماما بولیں گی کہ میرے بیٹے کا کوئی قصور نہیں ہے اس لڑکی نے ہی ڈورے ڈالے ہوں

گے۔۔

فریحہ بیگم اور سکندر عثمان ابھی کھانے کی ٹیبل پہ نہیں آئے تھے اسی لیے انکو موقع مل گیا تھا شایان کو تنگ کرنے کا۔۔ تم لوگ بھی نہ کیا کچھ سوچتے رہتے ہو کھانا کھاؤ چپ کر کے ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔ شایان مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے بولا تھا۔۔ ابان اور حمدان تو اس بیچارے کے پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔۔ لڑکی نے پہلی جھلک سے شایان کے چہرے کے رنگ بدل دیے تھے۔۔ تو جب وہ شایان کی ہو جائے گی تو شایان کی کیسی حالت ہو گی۔۔

حمدان بھائی لڑکی نے سچ میں جادو کر دیا ہے شایان بھائی یہ بھی بھول گئے ہیں کہ ماما بابا اور بھابھی ابھی کھانے پہ نہیں آئے اور ہم ان کے بغیر کھانا نہیں کھا سکتے۔۔ابان اپنی بتیسی کی نمائش

کرتے بولا تھا۔۔

ہاہاہاہا۔۔ حمدان کا بھی قہقہ گونجا تھا۔۔مجھے تو لگتا ہے کہ تم دونوں پاگل ہو گئے ہو۔۔کچھ بھی بولی جا رہے ہو۔۔شایان کو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔۔

یہ تم لوگ لڑکیوں رہے ہو۔۔ سکندر عثمان کھانے کی ٹیبل پہ آتے بولے تھے اور پیچھے فریحہ بیگم کی بھی ساتھ ہی انٹری ہوئی تھی۔۔ماما بابا آپ لوگ

تیاری پکڑ لیں آپ لوگوں کی بہو آنے والی ہے۔۔ابان ہیرو بنتا بولا تھا۔۔ حمدان نے اپنی ہنسی کنٹرول کی

شایان بیچارہ منہ پہ ہاتھ رکھے بیٹھا تھا اسے اُمید نہیں تھی کہ ابان ماما بابا کے سامنے اپنا منہ کھول دے گا۔۔

کیا مطلب ہے کون شادی کر رہا ہے۔۔

میرم کچن سے باہر آتی بولی تھی۔۔ فریحہ

بیگم نے بھی آئی بر واچکائی۔۔ اب منظر یہ تھا کہ سب ابان کی طرف متوجہ تھے اور اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔ اور ابان شایان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ کو اسے گھورنے میں مصروف تھا۔۔ ابان نے لڑکی پسند کر لی ہے اور شادی کر رہا ہے۔۔

اس سے پہلے کہ ابان منہ کھولتا شایان جلدی سے بولا تھا۔۔ اور ابان بیچارہ منہ کھولے دیکھ رہا تھا۔۔ شایان نے کتنے آرام سے گیم پلٹ دی تھی ابان سوچ

کر رہ گیا تھا۔۔ ابان تم شادی کر رہے ہو اور مجھے بتایا بھی نہیں۔۔ میرم روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔

ارے بھابی میں نہیں شایان۔۔ ابان تم شادی کر رہے ہو اور بھابھی کو بتایا بھی نہیں۔۔

ابان بیچارہ ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ شایان نے اسکی بات کاٹی یہاں ابان

جو شایان کو پھنسانا

چاہ رہا تھا خود ہی پھنس چکا تھا۔۔ یہ کیا شادی شادی لگا رکھا ہے بیٹھ جاؤ چپ

کر کے کسی کی شادی نہیں ہو رہی بس ایک چھوٹا سا مذاق کر رہے

تھے ہم۔۔ حمدان نے بڑے بھائی ہونے کے ناتے بات سنبھالی تھی۔۔

اور اب کہیں جا کے شایان کو سکون کا سانس آیا تھا۔۔ سب ہی کھانے کی

ٹیبل پہ بیٹھے

کھانا کھانے لگ گئے۔۔

حمدان کا فون بجا حمدان نے کھانا چھوڑتے ایک نظر موبائل کو دیکھا جہاں

سلیم کی کال آ رہی تھی۔۔

کون ہے سکندر عثمان نے سوال کیا تھا۔۔ سلیم کی کال ہے بابا حمدان بولتے

کال اٹھا چکا تھا۔۔

ہاں بولو سلیم ! سر وہ کل آپ کو ارحم سر کے ساتھ میٹنگ جوائن کرنی ہے یہی بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔ لیکن ارحم نے کہا تھا کہ اب وہ ہماری کمپنی کے ساتھ کوئی ڈیل نہیں کرے گا۔۔جی لیکن اب ارحم صاحب کا ارادہ بدل گیا ہے۔۔

ہاں چلو ٹھیک ہے میں صبح آجاؤں گا۔۔ حمدان کال کاٹ چکا تھا۔۔

کیا ہوا شایان نے سوال کیا تھا۔۔ارحم نے کل کی میٹنگ جوائن کرنے کے لیے حامی بھر دی ہے۔۔

اور مجھے بھی کل اسلام آباد جانا پڑے گا۔۔ حمدان نے خوشی کا مظاہرہ کرتے بتایا تھا۔۔ آخر یہ بندہ چاہتا کیا ہے کبھی انکار کر دیتا ہے تو کبھی مان جاتا ہے۔۔ بزنس نہ ہو گیا کوئی بچوں کا کھیل ہو گیا۔۔ سکندر عثمان کو غصّہ آرہا تھا ارحم پہ۔۔۔

بابا وہ ابھی اسٹریس میں ہے اسے سمجھ نہیں آرہی کہ اسے کیا کرنا چاہیے ۔۔ حمدان کو ارحم کی فکر تھی اسی لیے وہ اسکی سائڈ لے رہا تھا۔۔ہاں اپنے

اس اسٹریس میں ہماری پری کو کوئی نقصان نہ پہنچادے ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے اسکی جان لوں گا۔۔ابان کو بھی ارحم پہ کافی غصّہ آرہا تھا۔۔میں نے کہانہ ایسا کچھ نہیں ہو گا ارحم ایسا نہیں ہے بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا کھانا کھائیں

آپ لوگ پلیز۔۔۔

فریحہ بیگم کو تو غصّہ آرہا تھا کہ اس کے تینوں

بیٹے کیسے ایک شٹانک بھر کی لڑکی کے پیچھے آپس میں لڑ رہے تھے۔۔سکندر عثمان کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔اپنی ہی بیٹی سے اتنی نفرت کون کرتا ہے بھلا۔۔سب اپنے اپنے کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔۔

....

یہ ایک آفس کا منظر تھا جہاں سارے ایمپلائیز گردنیں جھکائے کھڑے تھے۔۔اور انکی آنکھوں میں خوف واضح نظر آرہا تھا۔۔

یہ یزدان شاہ کا آفس تھا ایک کامیاب بزنس مین۔۔ سیاہ آنکھیں مغرور کھڑی ناک تھری پیس سوٹ میں

ملبوس وہ اسکرولنگ چیئر پہ بیٹھا سب ایمپلائیز کو قہر برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ اس کی وجہ سے کوئی مر رہا ہے یا کوئی تکلیف میں ہے اسے صرف اپنے آپ سے غرض تھی۔۔۔

زاویار۔۔ جج جی سر۔۔ یزدان انتہائی غصے سے دھاڑا تھا۔۔ مجھے وہ فائلز چاہئیں۔۔ لیکن سر یہ بہت مشکل کام ہے ہم پہلے بھی کافی دفعہ پھنس چکے ہیں۔۔ مجھے انکار سننے کی عادت نہیں مجھے کسی بھی حال میں وہ فائلز چاہئیں ۔۔ یزدان ٹیبل

پہ پوری شدت سے ہاتھ مارتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ جس کی وجہ سے زاویار دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔ سینم۔۔ جی سر۔۔ تم کل کی میٹنگ میں جاؤ گی اور کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔۔ ورنہ تم جانتی ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔۔ جی سر کسی کو پتا نہیں چلے گا۔۔

جا سکتے ہو تم لوگ۔۔ایک ایک کر کے سارے ایمپلائیز جا چُکے تھے۔۔

اب یزدان بیٹھا نئی سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔

بس میری جان اس حمدان کو راستے سے ہٹا لوں پھر تم میری۔۔ صرف اور صرف یزدان کی۔۔ یزدان لبوں پہ ایک دِل کش مسکراہٹ لیے موبائل سکرین پہ
دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔۔

•••••••••

ارحم ابھی تک گھر نہیں آیا تھا اور پری بیچاری
کمرے میں ٹہلتی اپنی شامت آنے کا انظار کر رہی تھی۔۔"ہائے اللہ پری یہ تو نے کیا کر دیا اب تو میری خیر نہیں۔۔
کیا ضرورت تھی بابا کا نام لینے کی اگر اب ارحم نے مجھے مار دیا تو۔ تو میں جہان سکندر کے ترکی کیسے جاؤں گی۔۔ نن نہیں وہ مجھے نہیں ماریں

گے میں ان سے معافی مانگ لوں گی۔۔اور آئندہ کبھی ایسی غلطی دوبارہ نہیں کروں گی۔۔

لیکن اگر انہوں نے مجھے زندہ چھوڑ بھی دیا تو میں ترکی کیسے جاؤں گی۔۔کیا ارحم مجھے ترکی لے جائیں گے۔۔پری چلتے چلتے رک گئی۔۔

بابا کے گھر تو لے کر نہیں جاتے ترکی کیسے لے کر جائیں گے۔۔پری منہ بسورتے سوفے پہ بیٹھ چکی تھی۔۔تو پھر کیا میں کبھی ترکی نہیں جاسکوں گی ۔۔

اور وہ لمبی ڈریس والا شوٹ بھی نہیں کروا سکوں گی ہائے۔۔اللہ جی اب میں کیا کروں۔۔پری تو سوچتے ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"کیا سوچ رہی ہو۔۔؟"(کیا یہ ارحم بولا تھا۔۔)؟

میں سوچ رہی ہوں کہ میں ترکی کیسے جاؤں گی۔۔

پری نے بھی دیکھے بغیر جواب دیا تھا۔۔ارحم کمرے میں کب آیا پری کو پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

وہ تو اپنی امجنیشن کی دنیا میں گم تھی۔۔

پہلے میں تمہیں تمہارے باپ سے ملوالاتا ہوں اور اگر تم زندہ بچ گئی تو تمہیں ترکی بھی لے جاؤں گا۔۔۔ارحم بھی اسکی بات سے محظوظ ہوتا بولا تھا۔۔

آ۔۔آپ کب آئے پری بیچاری ارحم کی آواز سنتے جلدی سے کھڑی ہوئی ۔۔بچاری کو پتا ہی نہیں چلا کہ کب ارحم اس کے سر پہ آن کھڑا ہوا۔۔

جب تم ترکی جانے کے خواب دیکھ رہی تھی تو میں نے سوچا تمہیں تمہارے باپ سے ملوانے کے بعد کیوں نہ میں تمہیں ترکی لے جاؤں۔۔

ارحم نے آئی برواچکائی۔۔

مم۔میں تو مذاق کر رہی تھی۔۔ میڈیسن لی تم نے۔۔ نہیں۔۔ کیوں! وہ میں اپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔ کیوں۔۔ کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ اپ اکر مجھے بابا کے گھر لے کر جائیں گے۔۔اور ہم نے

گھورا۔۔نن نہیں میرا مطلب تھا کہ وہ جو میں نے آپ کے سامنے بابا کا نام لیا تھا نا تو اپ نے کہا تھا کہ آپ افس سے آکر مجھے ڈانٹیں گے اور میں کمرے میں جا کر آپ کا انتظار کروں۔۔تو بس میں
آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔ معصومیت کی انتہا تھی۔۔
مطلب تم انتظار کر رہی تھی کہ میں آکر تمہیں
ڈانٹوں۔۔اور ہم نے آئی برو اچکاتے سوال پوچھا۔۔پری نے اسبات میں سر ہلایا۔۔ارحم کو لگا آج وہ پاگل ہو جائے گا۔۔پہلے سلیم اور اب پریشے۔۔
کیا تم پاگل ہو۔؟"ارحم نے جانچتی نظروں سے پوچھا۔۔
نن۔نہیں تو آپ کو کس نے کہا۔۔
پریشے جاؤ رضیہ بی کے پاس جاؤ وہ تمہیں بہت یاد کر رہی ہیں۔۔ جاؤ شاباش ۔۔ارحم نے پری کو بھیجنے میں ہی عافیت سمجھی ورنہ اسے لگ رہا تھا آج وہ پاگل ہو جائے گا۔۔

لیکن آپ نے کہا تھا کہ میں باہر نہیں جاؤں گی۔۔آج تو پری کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔ارحم نے اپنا غصہ کنڑول کیا۔۔

پریشے اگر تم اپنی سلامتی چاہتی ہو تو چپ چاپ نیچے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔ارحم ہی جانتا تھا کہ وہ کیسے اپنا غصہ کنڑول کر رہا ہے۔۔اب بھی اس نے اپنے غصے پہ ضبط کر کے کہا تھا۔۔

جج جا رہی ہوں۔۔

رکو۔۔دوپٹہ لو سر پہ۔۔جی۔۔پری جلدی سے دوپٹہ درست کرتی باہر بھاگی۔۔ارحم کا کیا بھروسہ کسی بھی ٹائم تھپڑ مار دے۔۔

آج تو ارحم کا دن ہی برا تھا۔۔نہیں ارحم کا دن برا نہیں تھا پری اور سلیم پاگل ہو گئے تھے۔۔ارحم جتنا پری سے روڈ بیہیو کرنے کی کوشش کر رہا تھا اتنا وہ لڑکی اسے اپنے قریب کھینچ رہی تھی۔۔

ارحم فریش ہونے جا چکا تھا ورنہ شاید اپنا سر دیوار میں ہی مار دیتا۔۔

••••••••••••••••••

پری نیچے آتی سیدھا ڈائننگ ٹیبل کی طرف گئی
تھی جہاں رضیہ بھی کھانا لگا رہی تھی۔۔آ ہ۔۔
پری اپنی دھن میں جلتی مرر دروازے کے ساتھ
ٹکرائی تھی ارے پری بی بی دھیان سے چلیں۔۔
اگر ابھی آپ کو چوٹ لگ جاتی تو۔۔رضیہ بی پری کو دروازے سے ٹکراتا
دیکھ فکر مندی سے بولی
تھیں۔۔پری رضیہ بی کی سن کہاں رہی تھی۔۔وہ
تو دروازے کو گھورنے میں مصروف تھی۔۔
آخر یہ دروازہ یہاں لگوایا کس نے ہے پری اپنا سر
مسلتے بولی تھی۔۔کیوں پری بی بی صحیح نہیں لگا ارحم صاحب نے لگوایا ہے
۔۔یہ آپ کے ارحم صاحب نے کبھی کوئی صحیح کام کیا بھی ہے یا نہیں۔۔
پری اپنا سر مسلتے چیئر پہ بیٹھتے بولی تھی۔۔

پری بی بی دروازہ بالکل صحیح جگہ پہ لگا ہے آپ کو دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔۔

آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ میں اندھی ہوں۔۔پری نے صدمے کی کیفیت میں پوچھا۔۔ارے نہیں پری

بی بی میرا مطلب وہ نہیں تھا میں تو کہہ رہی

تھی کہ دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔میں ارحم صاحب سے بات کرتی ہوں کہ وہ یہاں سے دروازہ اتروادیں۔۔رضیہ بی ہار مانتی بولی تھیں۔۔

ہاں تو پہلے لگوانا ہی نہیں چاہیے تھا نا۔۔پری نے منہ بسورا۔۔

السلام علیکم رضیہ بی۔۔

وعلیکم السلام ارحم صاحب۔۔ارحم نے کھانے کی ٹیبل پہ اتے رضیہ بی کو سلام کیا تھا۔۔اور پری

جلدی سے کھڑی ہوگئی۔۔تم کیوں کھڑی ہوگئی

ارحم ائی برواچھکاتے بولا تھا بیٹھ جاؤ۔۔وہ رضیہ بی نے آپ سے کچھ کہنا تھا

پری لب کچلتے

بولی۔۔

جی رضیہ بی بولیں ارحم اب رضیہ بی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

جی ارحم صاحب میں نے نہیں وہ پری بی بی نے کچھ کہنا تھا۔۔اب بیچاری رضیہ بی کیا بولتیں پری نے تو ان کو اچھا خاصا پھنسا دیا تھا۔۔

ارحم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔۔رضیہ بی آپ نے دروازے کے بارے میں کچھ کہنا تھا پری رضیہ بی کی طرف دیکھتی بولی۔۔ رضیہ بی کو لگ رہا تھا کہ انہوں نے پری کے سامنے دروازہ اتروانے کی بات کر کے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔۔

کیا مجھے کوئی بتائے گا کہ یہاں پہ کیا ہو رہا ہے۔۔آخر کس دروازے کی بات کی جارہی ہے۔۔۔ارحم کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ پری بول کیا رہی ہے۔۔ کبھی رضیہ بھی تو کبھی پری۔۔

پری نے رضیہ بی کو اشارہ کیا۔۔اب رضیہ بی بیچاری مرتی کیا نہ کرتی بولنا شروع کیا۔۔وہ ارحم صاحب آپ وہ والا دروازہ تڑوادیں۔۔

"کون سا دروازہ تڑوا دوں۔۔؟

وہ والا۔۔۔رضیہ بی نے اشارہ کیا۔۔

لیکن کیوں ارحم کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر وہ دروازہ اتارنا کیوں ہے۔۔

وہ ارحم صاحب پری بی بی نیچے ارہی تھی تو ان

کا سر ٹکرا گیا تو وہ بول رہی ہیں کہ دروازہ تڑوا دیں۔۔رضیہ بھی اپنی ہنسی

کنڑول کرتے بول رہی تھیں۔۔

ارحم سمجھ چکا تھا کہ پری نے نیچے آنے کے بعد رضیہ بی کا دماغ بھی خراب

کر دیا ہے۔۔اسی وجہ

سے وہ ایسی باتیں کر رہی ہیں۔۔

ارحم نے پری کی طرف دیکھا جو معصومیت سے چہرے کے نیچے ہاتھ رکھ

کے کھڑی تھی۔۔ہاں ٹھیک ہے میں دروازہ اتروا دوں گا کھانا کھاؤ بیٹھ

کے۔۔پتہ نہیں کیوں لیکن اس بار ارحم کو غصہ نہیں آیا تھا۔۔

پری بھی خوش ہوتی جلدی سے بیٹھ کے کھانا کھانے لگی۔۔ارحم نے اس کے چہرے پہ خوشی
دیکھی تھی۔۔کیالڑکی تھی وہ ہر چھوٹی سی بات پہ خوش ہو جاتی تھی۔۔۔

•••••••••••

ہر طرف گہما گہمی مچ چکی تھی کیونکہ آج مہر ناز بیگم ارہی تھیں۔۔ سبھی ملازم بہت خوش تھے کہ ان کی بیگم صاحبہ آرہی ہیں اور وہ بھی کافی لمبے عرصے کے بعد۔۔
جب سے احمر کی موت ہوئی تھی وہ حویلی میں نہیں ائی تھی۔۔لیکن اج ارحم نے ضد کر کے ان کو بلوا ہی لیا تھا۔۔
ارحم بھی بہت خوش نظر آرہا تھا اور پریشے تو دیکھ رہی تھی کہ وہ آج تیار کیسے ہو رہا ہے۔۔ارحم

ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا بظاہر تو وہ واچ پہن رہا تھا لیکن اس کی نظر شیشے میں سے نظر آتی پریشے پر تھی جو چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکائے صوفے پہ بیٹھی ارحم کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟ اب ارحم کف لنکس لگاتے بولا تھا۔۔

"آپ شادی پہ جا رہے ہیں۔۔؟

نہیں تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔ ارحم کو پریشے کی بات سے تجسس ہوا۔۔

وہ اپ تیار ہو رہے تھے تو میں نے اسی لیے پوچھا۔۔ میں شادی کے لیے نہیں آفس کے لیے تیار ہو رہا ہوں۔۔

کیا آفس اتنا تیار ہو کے کون جاتا ہے۔۔ پری جانچتی نظروں سے بولی تھی ۔۔ میں ہوتا ہوں تم سے مطلب۔۔

••••••••••••••••

حمدان تیار ہو رہا تھا، اور میرم اداس چہرہ لیے کبھی واچ پکڑا رہی تھی تو کبھی کوٹ۔۔ میرا بے بی اداس کیوں ہے۔۔

آپ نا مجھ سے بات مت کریں۔۔ میرم اسی طرح اداس چہرہ لیے بولی تھی۔۔ پتہ نہیں میری زندگی میں وہ دن کب ائے گا جب میں تم سے بات کروں گا

اور تم پیار سے میرے جواب دو گی۔۔ حمدان مایوسی سے بولا تھا۔۔

آپ نا اپنی چھچھوری باتیں بند کریں۔۔ یہ چھچھوری باتیں تو نہیں ہیں۔۔

یہ چھچھوری باتیں ہی ہیں پلیز آپ مجھ سے ایسی باتیں مت کیا کریں۔۔

تو کیا باہر کی لڑکیوں سے ایسی باتیں کیا کروں میرم نے گھورا اور اداسی سے چہرہ جھکا لیا۔۔ میرم

میں کل شام تک اجاؤں گا تم اداس کیوں ہو رہی ہو۔۔ حمدان سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔

آپ جا ہی کیوں رہے ہیں۔۔ میرم اگر تم ایسے کرو گی تو میرا جانا مشکل ہو جائے گا اور ہماری کمپنی کو بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔۔ حمدان میرم کے ہاتھ پکڑتا بولا تھا۔۔

میرم نے چہرہ اٹھا کر دیکھا اس کا آنسو پھسل کر گال پہ آیا۔۔ جسے ہمدان چن چکا تھا۔۔ میں جاؤں۔۔

میرم نے اسبات میں سر ہلایا اور حمدان سے "
لپٹ گئی۔۔ چلو اب مسکرا کر دکھاؤ۔۔ حمدان میرم کا چہرہ انگلی سے اٹھاتا بولا تھا۔۔

حمدان اتنے پیار سے بولا تھا کہ میرم مسکرا دی۔۔ چلیں جی اب اداس نہیں ہونا ٹھیک ہے نا حمدان میرم کی گال تھپکتے بولا تھا۔۔ حمدان باہر آتے فریحہ بیگم سے ملا۔۔

سکندر عثمان اور شایان آفس جا چکے تھے اور
اب حمدان آفس جانے کے بعد وہاں سے فائلز لے کے

اسلام آباد کے لیے نکلنے والا تھا۔۔

●●●●●●●●●●

رضیہ بی آج آپ کے ارحم صاحب کی ماما آرہی ہیں کیا۔۔جی جی آپ کو نہیں پتہ۔۔

پتہ ہے ویسے پوچھا۔۔
کیسی ہیں وہ۔۔پری نے پھر سے سوال کیا۔۔

پری بی بی مہرناز بیگم بہت اچھی ہیں وہ ارحم صاحب سے بہت پیار کرتی ہیں ۔۔رضیہ بی خوش ہوتی بولی تھیں۔۔اچھا تو پھر وہ آپ کے ارحم صاحب کے پاس کیوں نہیں رہتیں۔۔پری بی بی پہلے وہ یہیں رہتی تھیں۔۔ ہر طرف رونق ہوتی تھی۔۔لیکن جب سے احمر بیٹے کا انتقال ہوا ہے اس گھر سے جیسے خوشیاں کہیں دور جا چھپی ہیں۔۔رضیہ بی اداس ہوتی بولی تھی۔۔

احمر وہی آپ کے ارحم صاحب کے بھائی۔۔جی۔۔

اوران کے بابا وہ کہاں ہیں۔۔وہ تو ارحم صاحب

بہت چھوٹے تھے جب بھی ان کا انتقال ہو گیا۔۔ مہر ناز بی بی نے اپنے دونوں شہزادوں کو اکیلے ہی پالا تھا۔۔ بہت مشکلیں اٹھائی تھیں انہوں نے اور جب ارحم صاحب بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے بابا کا سارا بزنس خود ہی سنبھال لیا تھا۔۔

اور جب بی بی جی کی خوشیوں کے دن ائے توان کا بیٹا ان سے دور ہو گیا۔۔ اس گھر میں تو جیسے قیامت ٹوٹی تھی اس کے بعد اس گھر میں کبھی خوشیاں واپس نہیں آئی۔۔ بی بی جی یہاں سے چلی گئی اور ارحم صاحب ان کو پتہ نہیں کیا ہوا۔۔ وہ دن بدن بدلتے گئے وہ پہلے بالکل بھی ایسے نہیں تھے۔۔

ارحم صاحب احمر بیٹے سے بہت پیار کرتے تھے۔۔ جس دن احمر بیٹے کا انتقال ہوا تھا ارحم صاحب کی بہت بری حالت تھی۔۔ وہ خود ہی نہیں سنبھل پا رہے تھے۔۔ تو وہ مہر ناز بی بی کو کیسے سنبھالتے۔۔

بتاتے بتاتے رضیہ بی کی آنکھوں میں انسوا گئے

تھے۔۔ کیا سچ میں احمر بھائی کو میرے بابا نے مارا

تھا۔۔ سننے میں تو ایسے ہی ایا تھا اب خدا ہی

جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔۔ پری ارحم کو کتنا

برا سمجھ رہی تھی۔۔

لیکن ایسا نہیں تھا اس کے ساتھ بہت بھی برا

ہوا تھا۔۔ اس کا جان سے عزیز بھائی اس سے

چھن گیا تھا۔۔

"! پریشے پریشے۔۔

ج۔ جی۔۔۔ ارحم نے پری کو آواز لگائی تھی۔۔

تم جانتی ہو نا میری ماما ارہی ہیں۔۔ ارحم کافی غصے میں بول رہا تھا۔۔ جج جی

جانتی ہوں۔۔ پری رضیہ بی کی طرف دیکھتی بولی تھی۔۔ تو تم یہ ماسیوں

والی حالت میں ان کے سامنے جاؤ گی۔۔ پری سر جھکائے خاموشی سے

کھڑی رہی۔۔ چینج کرو جا کے ابھی۔۔

جی۔۔۔پتہ نہیں رضیہ بی کی باتیں سنتے پری کا دل اداس ہو گیا تھا۔۔رضیہ

بھی ماما کے فلائیٹ کا

ٹائم ہو گیا ہے۔۔میں انہیں لینے جا رہا ہوں۔۔

جی ارحم صاحب"۔۔"

••••••••

سینم "زاویار" تم دونوں تیار ہو۔۔"

جی سر"۔۔

کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔۔اگر فائلز آسانی سے مل جائیں تو ٹھیک ہے

"۔۔ورنہ تم لوگ جانتے ہو کہ کیا کرنا ہے۔۔؟

جی سر کوئی غلطی نہیں ہو گی۔۔"زاویار اور

سینم ایک اواز میں بولے تھے۔۔یزدان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی

۔۔یہ ایک پروجیکٹ کی فائل

تھی جو پروجیکٹ حمدان اور ارحم کی کمپنی کو ملا تھا۔۔

لیکن "یزدان "اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا.. وہ پروجیکٹ لینے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔اخر اس کا بھی نام تھا بزنس میں۔۔اتنی آسانی سے وہ اتنی بڑی ڈیل حمدان اور ارحم کے

ہاتھ میں نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔نہ جانے اب یزدان کیا کرنے والا تھا ۔۔یہ تو وقت ہی بتائے

گا۔۔

....

گاڑی کی آواز پہ گارڈ نے گیٹ کھولا تھا۔۔ارحم کی گاڑی اندر آئی تھی۔۔ پری جو شیشے کے آگے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔۔اس نے بھی گاڑی کی آواز سنی تھی پری کنفیوز ہو رہی تھی۔۔

"اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور اوڑھتے صوفے پہ جا بیٹھی۔۔

پری بی بی کیسی ہیں آپ۔۔رضیہ بی نے سب

سے پہلے اتے سلام کیا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں رضیہ بی "اپ کیسی ہیں۔۔

بڑی بی بی میں

بالکل ٹھیک ہوں اپ کافی دیر بعد آئی ہیں۔۔

رضیہ بی ماما کو اندر لے کر چلیں۔۔ کیا یہیں

یہ ساری باتیں کریں گی۔۔ ارحم اج اتنے عرصے بعد مسکرایا تھا۔۔ رضیہ بی

نے سوچتے نظر اتاری

تھی۔۔

" چلیں ماما اندر۔۔ ہاں بیٹا

رضیہ بی پریشے کہاں ہے۔۔ وہ تو ابھی کمرے سے باہر ہی نہیں آئی۔۔ اپ

" اس کو بلا دیں۔۔ جی

میں ابھی بلا لاتی ہوں۔۔ ارحم تم آتے ساتھ اس لڑکی کو میرے منہ لگوانا

چاہتے ہو۔۔ ماما اپ ایک دفعہ مل لیں نا پھر آپ کو بہت سارا ریسٹ

بھی کرنا ہے۔۔ارحم فکر مندی سے بولا تھا۔۔مجھے ریسٹ نہیں کرنا۔۔
میں بالکل بھی نہیں تھکی۔۔

پری بی بی"۔۔ج۔جی۔۔پری رضیہ بی کی آواز سنتے اچانک سے کھڑی "
ہوئی تھی کھڑی ہوئی تھی۔۔

پری بی بی آپ نیچے آجائیں بڑی بی بی آگئی ہیں۔۔
رضیہ بی میں کیسے آؤں پری اپنا چہرہ جھکاتی بولی تھی۔۔
رضیہ بی سمجھ گئی تھیں۔۔کہ پری کنفیوز ہو رہی ہے۔۔آپ گھبرا کیوں رہی
ہیں۔۔بڑی بی بی دل کی بہت اچھی ہیں۔۔بس وہ تھوڑا سا روڈ بہیو کریں
گی۔۔
لیکن آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔اخراپ
" ان کی بہو ہیں۔۔ان کے ارحم کی بیوی۔۔
رضیہ بی سمجھانے والے انداز میں بولی تھیں۔۔چلیں ائیں میں آپ کے
ساتھ ہوں نا۔۔

پری رضیہ بی کے ساتھ چل پڑی تھی۔۔رضیہ بی مم۔میں نہیں جاؤں گی ۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔پری ابھی کمرے سے باہر ہی ائی تھی کہ دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔۔پری بی بی آجائیں کچھ نہیں ہوتا ورنہ ارحم صاحب پھر سے اپ کو ڈانٹیں گے۔۔

نن۔۔نہیں مجھے نہیں جانا" پڑی ہاتھ چھڑواتی نفی میں سر ہلاتی بولی تھی۔۔ میرے بابا نے ان کے بیٹے کو مارا ہے نا۔۔تو وہ مم۔۔مجھے بھی مار دیں گی۔۔پری کی آنکھوں سے انسو بہنے لگے تھے۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔پری بی بی آپ روئیں مت اندر چلیں۔۔"میں ارحم صاحب کو بتادوں گی .. رضیہ بی پری کو روتا دیکھ اندر لے آئی تھیں۔۔

کون مر گیا ہے یہاں پہ۔۔

ارحم اندر داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔پری نے ڈر کے مارے رضیہ بی کی طرف دیکھا۔۔رضیہ بی یہ رو کیوں رہی ہے۔۔اور ہم بات تو رضیہ بھی سے کر رہا

تھا لیکن اس کی نظریں پر ہی پہ تھیں۔۔ وہ ارحم صاحب پری بی بی بول رہی ہیں کہ ان کو نیچے نہیں جانا۔۔۔

کیوں۔۔ انتہائی روب سے پوچھا گیا۔۔ پری خاموش کھڑی رہی۔۔ کیوں نہیں جانا تم نے۔۔ وہ میں۔۔ "چھوڑیں پلیز"۔۔ ابھی پری کچھ بول ہی رہی تھی کہ ارحم اس سے پکڑا اور چل پڑا۔۔ منہ بند رکھو اپنا۔۔ "رضیہ بی بی پیچھے ہی چل دی تھیں۔۔

مم مجھے ان کے سامنے نہیں جانا پلیز۔۔ "پری پھر سے روتے ہوئے بولی تھی۔۔ پریشے چپ کر جاؤ؛" ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔۔ ارحم کو تو سمجھ نہیں ارہی تھی کہ وہ اس طرح بیہیو کیوں کر رہی ہے۔۔ آخر پری کی سن کون رہا تھا" وہ تو بیچاری جب سے اس گھر میں آئی تھی حکم ہی مان رہی تھی۔۔؛

آ گئی آپ کی بہو۔۔ سکندر عثمان کی بیٹی ہے؛ نخرے تو دکھائے گی۔۔ ارحم لاؤنج میں اتنا اس کا ہاتھ چھوڑتا بولا تھا۔۔ مہرناز بیگم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔

وہ ٹھٹکی '' لیکن اگلے ہی پل وہ نارمل بیہیو میں

بولیں۔۔ ارحم تم اسے اس طرح کیوں لے کر آئے ہو۔۔

پری بیچاری ڈر کے مارے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔

ارحم کی ماما بری نہیں تھیں۔۔ لیکن پری کو ان سے ڈر لگ رہا تھا۔۔ پتہ نہیں کیوں اس نے جب سے

رضیہ بی کی باتیں سنی تھی وہ تھوڑی سہم گئی

تھی۔۔

ماما سکندر کی بیٹی ہے اسی قابل ہے یہ۔۔ اور ہم

سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

آپ اتنا مت سوچیں '' آج سے پریشے ارحم خان آپ

کے سارے کام کرے گی۔۔

کیوں پریشے۔۔؛ارحم آئی بر واچکاتے بولا تھا۔۔جج
جی "معصومیت کی انتہا تھی۔۔مہرناز بیگم کو
اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔
ایسا کیوں ہوا تھا مہرناز بیگم سمجھ نہیں پائی
" تھیں۔۔

تمہارا کیا باپ مر گیا ہے۔جو اس طرح سے سوگ منا رہی ہو۔۔"ارحم
پری کی بازو کو جھٹکا دیتے بولا تھا۔۔پری نے انتہائی معصومیت سے ہلکا سا چہرہ
اٹھا کے ارحم کی طرف دیکھا۔۔ایک پل کے لیے سیاہ آنکھیں سرمئی
انکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔؛سرمئی آنکھوں میں پانی دیکھ ارحم کو اپنا دل
ڈوبتا محسوس ہوا تھا"۔۔

پری نے چہرہ جھکا لیا۔۔
لیکن ارحم شاید پلکیں جھپکانا بھول گیا تھا۔۔

مہر ناز بیگم نے بھی ایک الگ سا احساس محسوس کیا تھا۔۔ لیکن جو انہوں نے محسوس کیا تھا اس پہ یقین کرنا کافی مشکل تھا۔۔

" ارحم بیٹا یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔۔ مہر ناز بیگم ارحم کو گھورتی بولی تھیں۔۔ بیٹا تم کمرے میں جاؤ! وہ پری کو دیکھتے بہت پیار سے بولی تھیں

۔۔

ماما یہ آپ ہی بول رہی ہیں نا۔۔! کہیں اپ نے اسے اپنی بہو تسلیم تو نہیں کر لیا۔۔؟ ارحم نے جیسے غلط سنا تھا۔۔

ارحم بیٹا مجھے کچھ دیر ارام کرنا ہے تم جاؤ۔۔! ماما اپ ٹھیک تو ہیں ارحم فکر مندی سے بولا تھا ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں بس کچھ دیر ارام کرنا چاہتی ہوں ! ۔۔ لیکن ابھی تو اپ کہہ رہی تھی کہ اپ بالکل بھی نہیں تھکیں۔۔

ہاں پہلے نہیں تھکی تھی لیکن اب تمہاری بک بک سن کے میں تھک چکی ہوں۔۔ تھوڑی دیر ارام کرنا چاہتی ہوں۔۔ مہرناز بیگم شرارت سے بولی تھیں۔۔ارحم نے بے یقینی سے دیکھا تھا۔۔اسے یقین نہیں ایا کہ اس کی ماں نے اسے ایسے بولا ہے۔۔ماما میں فضول میں تو نہیں بولتا، ارحم تو " صدمے میں چلا گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں جارہا ہوں۔۔آج مجھے میٹنگ بھی جوائن کرنی ہے اپ دعا کریے گا کہ ہمیں پروجیکٹ بھی مل جائے۔۔انشاءاللہ۔۔میرے بیٹے کو ہی پروجیکٹ ملے گا مہرناز بیگم دعا دیتی بولی تھیں۔۔ارحم چلا گیا، اوراب مہرناز بیگم بیٹھ چکی تھیں۔۔!رضیہ بی میرے لیے ایک کپ چائے لادیں ۔۔؛جی بڑی بی بی میں ابھی لاتی ہوں" مہرناز بیگم پیچھے کو ٹیک لگاتی انکھیں موں چکی تھیں۔۔پتہ نہیں آج پری کو دیکھ کے ان کو کیا ہوا تھا۔۔

....

ارحم افس پہنچ چکا تھا اور اب ہمدان کا انتظار کر رہا تھا۔۔ سر حمدان اگئے ہیں ۔۔ سلیم اندر اتا بولا تھا۔۔ بھیج دو اندر۔۔ ارحم نے مختصر سا جواب دیا۔۔

السلام علیکم۔۔۔ یار بندہ کم از کم ریسیو کرنے کی آجاتا ہے۔۔ حمدان اندر داخل ہوتا اداس چہرے سے بولا تھا۔۔

کیوں تم میرے پھوپھو کے بیٹے نہیں ہو جو میں تمہیں ریسیو کرنے آتا۔۔

ارحم بغیر دیکھے بولا تھا۔۔۔

پھوپھو کا بیٹا نہیں ہوں بچپن کا دوست تو ہوں نا۔۔

ہو نہیں تھے۔۔! ارحم نے ابھی تک چہرہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔

کیسے ہو تم۔۔؟" حمدان جانتا تھا کہ وہ الٹ جواب دے گا لیکن پھر بھی پوچھ " ہی لیا۔۔

" بالکل ویسا جیسی احمر کی لاش تھی۔۔

فضول بکواس مت کرو۔۔ حمدان کافی غصے میں بولا تھا۔۔ ہو کیا گیا ہے تم
پہلے تو ایسے نہیں تھے۔۔

جب تم قاتل بن سکتے ہو؛ تو میں ایسا کیوں نہیں!! ارحم نے بھی جلتا بھنتا
!جواب دیا تھا۔۔

حمدان نے ایک بے بسی سی نگاہ ارحم پہ ڈالی جو لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔۔
جیسے یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔ کب تک میٹنگ کے لیے نکلنا ہے۔۔؟"
حمدان نے سوال کیا۔۔

ابھی 20 منٹ ہیں تم باہر انتظار کر سکتے ہو۔۔ "سچ میں آج ارحم بے رحمی"
کی انتہا پہ تھا۔۔ حمدان خاموشی سے اٹھتا باہر جا چکا تھا۔۔ ہر دفعہ ارحم کا لہجہ
اس کا دل توڑ دیتا تھا۔۔ لیکن حمدان جانتا تھا" ایک نہ ایک دن سب کچھ
ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ارحم بھی پہلے کی طرح اس سے دوستی کر لے گا۔۔
ایک اسی بات کے سہارے حمدان خود کو تسلی دیے رکھتا تھا۔۔

حمدان کے جانے کے بعد ارحم نے کھٹاک سے لیپ ٹاپ بند کیا" اور دروازے کو گھورنے لگا۔۔غصے میں باہر جانے کا کیا بول دیا سالا براہی مان گیا۔۔ارحم دروازے کو گھورتے بولا تھا" جیسے دروازہ نہیں حمدان ہو۔۔ حمدان میں چاہ کر بھی تم سے نفرت نہیں کر پارہا!! اخر یہ سب ہوا ہی کیوں ارحم اپنا

ماتھا مسلتے بولا تھا۔۔حمدان، حمدان، حمدان، پاگل ہو جاؤں گا میں۔۔ارحم غصے سے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے بولا تھا۔۔

سر میٹنگ کا ٹائم ہو گیا ہے، اجائیں سلیم اندر اتے بولا تھا۔ ہمم آرہا ہوں ۔۔ارحم اٹھا اور افس سے باہر ایا۔۔باہر اتے اس کی نظریں حمدان کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔

سر چلیں!! سلیم بولا تھا۔۔

یہ حمدان کہاں ہے۔۔ارحم نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔ سر وہ گاڑی میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔بس اپ جلدی سے آجائیں۔۔پہلے

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ جاتے تھے۔۔ لیکن اج ارحم پہلے ہی جا چکا تھا۔۔ شاید آج ارحم نے کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا۔۔ حمدان کو ہرٹ ہوا تھا" ارحم بھی خاموشی سے آتا گاڑی کا دروازہ کھولتے بیٹھ چکا تھا

۔۔

راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔ دونوں میں کسی قسم کی بھی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔۔ اوراب وہ دونوں شہوار انڈسٹری کے باہر کھڑے تھے۔۔ ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔ اور خاموشی سے اندر چلے گئے۔۔

••••••••

رضیہ بی۔۔ "جی بڑی بی بی اپ اٹھ گئیں۔۔! جی ابھی اٹھی ہوں۔۔ اپ میرے کمرے میں ائیں مجھے بات کرنی ہے۔۔ جی بڑی بی بی میں ابھی آرہی ہوں۔۔! کمرے میں آتے مہرناز بیگم نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔

رضیہ بی میں اپ سے جو کچھ پوچھوں گی اپ بالکل سچ بتائیں گی۔۔جی بڑی بی بی۔۔!وہ کیا نام ہے اس لڑکی کا!!پریشے"ارحم نے اس سے زبردستی شادی کی ہے۔۔مہرناز بیگم جانچتی نظروں سے بولی تھیں کہ رضیہ بھی کہیں جھوٹ نہ بول دیں۔۔

بڑی بی بی یہ تو میں نہیں جانتی؛لیکن پری بی بی جب آئی تھی تو وہ دلہن کے جوڑے میں تھیں!!اور ارحم صاحب نے کہا تھا کہ پری اور ان کا نکاح پری کے بابا اور بھائی کی موجودگی میں ہوا ہے۔۔مجھے تو سمجھ نہیں ارہی کہ سکندر نے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کیسے دیا۔۔اور مجھے تو وہ لڑکی لگ بھی کافی چھوٹی رہی ہے۔۔

"ارحم کا کیسا بیہیو ہے اس کے ساتھ۔۔؟

رضیہ بی نے پہلے دن سے لے کر اب تک کی پوری داستان سنادی تھی۔۔

اور مہرناز بیگم تو صدمے میں چلی گئی تھیں۔۔

ہاں ان کو پری کو دیکھ کر غصہ ضرور اتا۔۔اگر وہ کوئی چالاک لڑکی ہوتی تو" لیکن وہ تو ایک معصوم سی چھوٹی سی پری تھی۔۔ جس پہ ہر کسی کو پیار آتا۔۔ لیکن ان کے بیٹے نے اچھا نہیں کیا تھا۔۔مہرناز بیگم سوچ کر ہی پریشان ہو رہی تھیں۔۔

....

میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔۔ارحم اور حمدان بیٹھے فائلز اکٹھی کر رہے تھے۔۔ دونوں یہں ابھی تک خاموشی تھی۔۔ پتہ نہیں کیوں ارحم کو غصہ ارہا تھا۔۔ کہ حمدان اس سے بات کیوں نہیں کر رہا۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتے۔۔ لیکن صرف ایک دفعہ بات کر لو پلیز۔۔ حمدان منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔

ایک پل کو ارحم کا دل چاہا کہ سب کچھ بول بھلا کر حمدان کے گلے لگ جائے۔۔ لیکن اس کی انا نے اسے ملنے نہیں دیا۔۔

ہمم بولو لہجہ سرد تھا۔۔!! پریشے کیسی ہے۔۔ حمدان چہرہ جھکائے بولا تھا

۔۔۔

کون پریشے ؟؟ ارحم نے ناسمجھی کا مظاہرہ کیا۔۔ارحم تمہاری بیوی میری

بہن۔۔

زندہ ہے۔۔ تم سے مطلب "ارحم نے اپنی سنادی تھی یہ جانے بغیر کہ
حمدان کے دل کے کتنے ٹکڑے ہو گئے تھے۔۔
اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ پریشے ابھی تک مری کیوں نہیں، تو ٹینشن لو

مت لو بہت جلد اپنے باپ اور بھائیوں کو یاد کرتی کرتی مر جائے گی۔۔آج

ارحم بے حسی کی انتہا پہ تھا۔۔
حمدان نے دوبارہ چہرہ اٹھا کے ارحم کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔وہ خاموشی

سے اٹھا اور چلنے کے لیے قدم بڑھائے حمدان کو آج اپنے قدم کسی بھاری

پتھر کی مانند محسوس ہو رہے تھے۔۔

حمدان جا چکا تھا۔۔ ارحم نے بھی اٹھتے فائلز سمیٹی اور باہر کی طرف بڑھا۔۔ باہر آتے ارحم نے گاڑی میں دیکھا حمدان وہاں نہیں تھا۔۔ نظر دوڑانے پہ اسے حمدان کہیں دور کھڑا نظر آیا۔۔ پتا نہیں کیوں ارحم کے قدم حمدان کی طرف بڑھے۔۔

آ جاؤ گاڑی آگئی ہے۔۔ ارحم نے حمدان کی طرف آتے حمدان کو کہا تھا۔۔ حمدان کو لگا اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔۔ کہ ارحم نے خود سے اس سے بات کی ہے۔۔

تم چلے جاؤ میں نے کیب منگوالی ہے میں چلا جاؤں گا۔۔ حمدان اسی طرح چہرہ جھکائے بولا تھا۔۔ ٹھیک ہے تمہارا کمرہ ریڈی کروادیا ہے پہنچ جانا۔۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں ہوٹل میں ٹھہروں گا۔۔ لہجہ دھیما تھا۔۔ اوکے جیسے تمہاری مرضی ارحم بولتا پلٹا تھا۔۔

ارحم!" حمدان کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔ ارحم نے پلٹ کر دیکھا۔۔ ارحم تم چاہتے ہو نا میں اب کبھی تمہارے سامنے نہ آؤں، تو ٹھیک ہے۔۔ میں

آئندہ کبھی تمہارے سامنے نہیں اؤں گا۔۔ کبھی بھی نہیں! بس تم سے ایک گزارش ہے۔۔ تم میری بہن کو کچھ مت کہنا۔۔اس نے کبھی خوشیاں نہیں دیکھی اگر اسے خوشی نہ دے سکو تو غم بھی مت دینا۔۔ تم ایک بہت اچھا انتخاب تھے میری بہن کے لیے۔۔ تم بدلہ لینا چاہتے ہو نا، تم مجھے مار لو ۔۔ قسم خدا کی اف تک نہیں کروں گا۔۔

ارحم کا دل دھڑکنے کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔۔"حمدان نے چہرہ نہیں " اٹھایا تھا۔۔ لیکن ارحم نے دیکھا تھا اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔ تم چاہتے ہو نا کہ ہم کبھی اس سے ملنے نہ آئیں۔۔ تو ٹھیک ہے ہم کبھی نہیں آئیں گے۔۔ اگر کبھی وہ ملنے کی ضد کرے تو ڈانٹ دینا۔۔ وہ سمجھدار ہے! سمجھ جائے گی۔۔ لیکن پلیز اس سے زیادہ کچھ مت کہنا، وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔۔

میں جاتا ہوں۔۔ حمدان اتنے سے الفاظ بولتا جا چکا تھا۔۔" وہ الفاظ تھے یا خنجر جو ارحم کے دل میں لگے تھے۔۔ارحم میں اتنی ہمت نہ ہوئی تھی کہ وہ اسے روک سکے۔۔

●●●●●●●●●●●

پری بالکنی میں کھڑی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جہاں ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا تھا۔۔پری کو لگ رہا تھا کہ اس کی زندگی ختم ہو گئی ہے۔۔ بس اب اس سے آگے کچھ نہیں ہے۔۔ کیا میں اب کبھی بابا کو نہیں دیکھ پاؤں گی۔۔؟" پری نے خود سے سوال کیا تھا۔۔

ماما دیکھیں اپکی طرح بابا نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔۔پری آسمان کو دیکھتی مسکرائی تھی۔۔ اسی پل کمرے کا دروازہ کھلا۔۔اور ارحم اندر داخل ہوا۔۔

پری سر پہ دوپٹہ لیتی کمرے میں آئی۔۔

وہاں کیا کر رہی تھی۔۔؟" ارحم نے سوال کیا۔۔

ک۔کچھ نہیں! مختصر سا جواب دیا گیا۔۔

کیا تم میرے لیے چائے لا سکتی ہو۔۔؟" پتہ نہیں کیوں ارحم کا دل چاہا کہ و

پری کے ہاتھ سے چائے لے۔۔

پری کچھ نہیں بولی تھی "اور خاموشی سے چائے لینے چلی گئی۔۔ارحم نے

پھینکنے کے انداز میں موبائل رکھا۔۔اور بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹ گیا۔۔اسے

حمدان کی باتیں یاد آرہی تھیں۔۔آج اس نے سچ میں حمدان کا دل توڑ دیا تھا

۔۔حمدان کاش تم میرے بھائی کو نہ مارتے۔۔کاش یہ سب جھوٹ ہوتا۔۔

•••••••••••••

رضیابی!"پری نے نیچے آتے رضیہ بھی کو پکارا تھا۔۔جی پری بی بی۔۔فوراً

سے جواب دیا گیا۔۔

وہ آپ کے ارحم صاحب چائے مانگ رہے ہیں۔۔

جی پری بی بی آپ بیٹھیں۔۔میں ابھی بنا دیتی ہوں۔۔پری بیٹھ کے رضیہ بی

کو دیکھنے لگی۔۔پری بی بی آپ کے لیے بھی بنا دوں چائے۔۔

نہیں مجھے نہیں پینی۔۔ مختصر سا جواب دیا گیا۔۔رضیہ بی!! پری انتہائی معصومیت سے پکارا تھا۔۔جی پری بی بی کوئی بات ہے کیا۔۔،رضیہ بی نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔

رضیابی کیااب کبھی میں اپنے گھر نہیں جاسکوں گی۔۔کیا سچ میں آپ کے ارحم صاحب اب کبھی مجھے بابا سے ملنے نہیں دیں گے۔۔پری روحانسی ہوتی بولی تھی۔۔

رضیہ بی ارحم نہیں آیا ابھی تک۔۔! مہرناز بیگم کچن میں آتی بولی تھیں۔۔ اور پری کے بات وہیں پہ رہ گئی۔۔پری ان کی آواز سنتی ایک دم سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

بڑی بی بی ارحم صاحب آ گئے ہیں۔۔

آپ کس کے لیے چائے بنا رہی ہیں۔۔مہرناز بیگم نے رضیہ بی کو چائے بناتے دیکھ سوال کیا تھا۔۔

جی میں ارحم صاحب کے لیے۔۔ خیریت ارحم کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔

کھانے سے پہلے چائے۔۔ مہر ناز بیگم بات تو رضیہ بھی سے کر رہی تھیں۔۔

لیکن ان کی نظریں پری پہ تھیں جو چہرہ جھکائے کنفیوز سی سر جھکائے کھڑی تھی۔۔

پتہ نہیں بی بی جی وہ سیدھا کمرے میں ہی گئے ہیں۔۔

پری بیٹے بیٹا ذرا ارحم کو میرے کمرے میں بھیجنا۔۔ مہر ناز بیگم نے پری کو پکارا تھا۔۔

جج جی میں۔۔ پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔

ہاں تم" مہر ناز بیگم نے آئی بر و اچکاتے کہا۔۔ جی مم میں ب۔ بلاتی ہوں۔۔

رضیہ بی کو اچھا لگا تھا کہ مہر ناز بیگم نے پری سے پیار سے بات کی تھی۔۔

••••••••••

ارحم اسی طرح اوندھے منہ لیٹا تھا۔۔ کہ اس کا فون بجا ارحم نے بیزاری سے ہاتھ لمبا کرتے فون پکڑا۔۔ سلیم کی کال تھی اسی طرح اوندھے منہ لیٹے ارحم نے کال اٹھائی۔۔

سلیم تم، سر حمدان سر کو گولی لگی ہے۔۔ ابھی ارحم کچھ بولنے ہی والا تھا۔۔ کہ سلیم نے بتایا۔۔ ارحم کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔

سلیم پاگل ہو تم کیا بول رہے ہو۔۔ سر حمدان سر کی گاڑی پہ حملہ ہوا ہے اور انہیں دو گولیاں لگی ہیں۔۔ سلیم نے فکر مندی سے پوری بات بتائی تھی

۔۔

سلیم حمدان کو گولی لگ گئی۔۔ ارحم ایک دم کھڑا ہوتا بولا تھا۔۔ اسی پل پری کمرے میں داخل ہوئی۔۔ کس کو گولی لگی ہے۔۔؟" پری نے بولا۔۔

ہیلو سر" آپ آجائیں جلدی۔۔

سلیم تم ہسپتال لے کر چلو میں ابھی پہنچ رہا

" ہوں۔۔

جی سر۔۔ارحم جلدی سے کہتا کال کاٹ چکا تھا۔۔کس کو گولی لگی ہے۔۔

پری نے گھبراتے دوبارہ پوچھا تھا۔۔

!حمدان کو۔۔

آپ مذاق کر رہے ہیں۔۔پری نے گھبراتے دوبارہ سوال کیا۔۔ارحم نے پری کو اگنور کرتے جلدی سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگا۔۔ پری ابھی تک ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ارحم نے مذاق کیا ہے یا سچ بولا ہے۔۔

ارحم بھاگتا ہوا جارہا تھا۔۔ارحم۔۔ارحم کہاں جارہے ہو بیٹا۔۔رکو۔۔مہرناز بیگم نے ارحم کو اس طرح بھاگتا دیکھ روکا تھا۔۔

ماما حمدان کو گولی لگی ہے۔۔میں اس کے پاس جارہا ہوں۔۔آپ دعا کریں اسے کچھ نہ ہو، ورنہ میں خود کو کبھی معاف نہیں کرپاؤں گا۔۔

یااللہ کیسے گولی لگ گئی۔۔مہرناز بیگم نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔

مم۔ میں کچھ نہیں جانتا بس میں جا رہا ہوں۔۔ ارحم بھاگتا ہوا جا چکا تھا۔۔ اور مہر ناز بیگم بھی کافی حد تک پریشان ہو گئی تھیں۔۔

پریشے "پریشے کو پتہ ہے۔۔ مہر ناز بیگم بولتی کمرے کی طرف بھاگی تھیں

۔۔ پریشے! مہر ناز بیگم کمرے میں داخل ہوتی بولی تھیں۔۔

پری کا دماغ تو سن پڑ چکا تھا۔۔ اس نے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔ حمدان۔۔ ب۔ بھائی۔۔ کک۔۔ کو گولی لگی۔ ی۔۔ ہے۔۔ پری نے لڑکھڑاتی زبان سے ایک لفظ بولا تھا۔۔ اس کا سر چکرایا" اور وہ زمین بوس ہو گئی۔۔

پریشے بیٹا۔۔ "مہر ناز بیگم پریشانی سے اس کا چہر تھپکتے بولی تھیں۔۔ رضیہ بی ۔۔ رضیہ بی جلدی آئیں۔۔ مہر ناز بیگم نے پریشانی میں رضیہ بھی کو پکارا تھا ۔۔ انہیں تو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کریں۔۔

•••••••••

ارحم 15 منٹ میں ہسپتال پہنچ چکا تھا۔۔ سلیم نے اسے لوکیشن سینڈ کر دی تھی۔۔ اور اب ارحم بھاگتا

ہوا اندر کی طرف جا رہا تھا۔۔اسے سلیم ریسپشن پہ ہی مل گیا تھا۔۔سر وہ لوگ اپریشن سٹارٹ نہیں کر رہے۔۔پولی کیس ہے۔۔اور جب تک پولیس نہیں آئے گی وہ اپریشن سٹارٹ نہیں کرنے والے۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ۔۔ارحم غصے سے بولا تھا۔۔نہ جانے پولیس کب آئے جب تک اس کی جان جا سکتی ہے۔۔ارحم انتہائی غصے سے دھاڑا تھا۔ڈاکٹر ۔۔ڈاکٹر۔۔ارحم نے غصے سے ڈاکٹر کو پکارنا شروع کیا تھا۔۔سر آپ پریشان مت ہوں آپ حمدان سر کو دیکھیں میں یہاں پہ سب کچھ سنبھالتا ہوں۔۔

سلیم کی بات سنتے ارحم اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔

•••••••••••••••

ہاہاہاہا۔۔یہ آواز یزدان شاہ کے قہقہوں کی تھی۔۔جو ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھا فائلز ہاتھ میں پکڑ کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔آخر اس بار بھی جیت میری ہی ہوئی ہے حمدان سکندر۔۔

یزدان شاہ نے حمدان کی گاڑی پہ حملہ کروایا تھا۔۔تاکہ وہ حمدان سے فائلز لے سکے۔۔یزدان کے بندوں نے اچھی خاصی فائرنگ کی تھی،اور حمدان کو دو گولیاں لگی تھیں۔۔زاویار۔۔یزدان نے زاویار کو پکارا تھازاویار ک پکارا تھا۔۔جی سر! بیک وقت جواب ایا۔۔پوری میڈیا پہ نیوز چلادو۔ارحم خان نے حمدان سکندر کی گاڑی پہ حملہ کروایا ہے۔۔

ارحم خان اب پتہ چلے گا تمھیں کہ میں کیا چیز ہوں۔۔مجھے ذلیلکروایا تھاناتم نے۔۔اب دیکھو میں کیس تمھاری عزت کا جنازہ نکالتا ہوں۔۔ہاہاہاہا۔۔

یزدان کے قہقہا بلند ہوا تھا۔۔۔

•••••••••

سراس پہ سائن کر دیں تاکہ آپریشن شروع ہو سکے۔۔ سلیم نے سب کچھ مینج کر لیا تھا۔۔اوراب حمدان کا اپریشن سٹارٹ ہونے لگا تھا۔۔ارحم نے کانپتے ہاتھوں سے فارم پکڑا تھا۔۔اس ایک صفحے پہ اس کے جگری یار کی زندگی کا فیصلہ تھا۔۔جس کا ابھی کچھ دیر پہلے ارحم نے دل توڑا تھا۔۔

سر جلدی سائن کر دیں ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔۔ارحم کی گال پہ آنسو پھسلا اس نے لڑ کھڑاتے ہاتھوں سے سائن کر دیے تھے۔۔

سر آپ ٹھیک ہیں، سلیم فکر مندی سے بولا تھا۔۔ ہمم۔۔ سلیم حمدان ٹھیک ہو جائے گا نا۔۔ارحم روہانسی ہوتے ہیں بولا تھا۔۔

جی سر آپ پریشان مت ہوں۔۔ حمدان سر کو کچھ نہیں ہو گا، آپ آئیں "بیٹھیں۔۔

سلیم میں نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔اگر آج حمدان کو کچھ ہو گیا، تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔۔اگر حمدان کو کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤں گا۔۔

سر یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔ کیا کیا ہے اپ نے۔۔اور حمدان سر کو کچھ نہیں ہو گا آپ ٹینشن مت لیں۔۔

سلیم میں نے آج اپنے جگری یار کا دل توڑا ہے۔۔ تم دعا کرو حمدان ٹھیک ہو جائے میں اس سے معافی مانگوں گا۔۔وہ مجھے معاف تو کر دے گا نا۔۔

ارحم کا جسم لرزنا شروع ہو گیا تھا۔۔اواز کپکپائی تھی۔ سر آپ سنبھالیں خود کو۔۔ کچھ نہیں ہو گا حمدان سر کو۔۔۔

سلیم تم نے سکندر انکل کو بتایا۔۔ نہیں سر میں

نہیں بتا سکا۔۔ شایان کو کال ملاؤ۔۔جی سر۔۔

سلیم نے شایان کو کال ملاتے موبائل ارحم کو تھمایا۔۔۔

پہلی بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔

"ہاں سلیم بولو۔۔؟

شایان میں ارحم بات کر رہا ہوں۔۔

ارحم کی آواز سنتے شایان نے موبائل ہٹا کر دیکھا وہ حیران ہوا تھا۔۔۔ ہمم بولو۔۔

شایان حمدان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور ہم ہسپتال میں ہیں۔۔

واٹ۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ ابھی 15 منٹ پہلے میری حمدان سے بات ہوئی تھی۔۔ ضرور تم کوئی

نئی سازش چل رہے ہو۔۔شایان تو بھڑک اٹھا تھا۔۔

یقین کرنا ہے کرو۔۔نہیں کرنا تو میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔۔میرا کام صرف تمہیں بتانا تھا ارحم نے کہتے کال کاٹ دی۔۔

اسی پل ارحم کا فون بجا۔۔ارحم نے دیکھا مہرناز بیگم کی کال تھی۔۔ارحم نے جلدی سے کال ریسیو کرتے فون کان سے لگایا۔۔۔

ارحم بیٹا پریشے کو پتہ نہیں کیا ہوا ہے وہ بے ہوش ہو گئی ہے تمہیں اسے نہیں بتانا چاہیے تھا۔۔مہرناز بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔

ماما میں نے نہیں بتایا اس نے سن لیا تھا۔۔

حمدان کیسا ہے اب۔۔

ماما ابھی اپریشن ہو رہا ہے آپ دعا کریں بس حمدان کو کچھ نہ ہو۔۔ارحم کی آواز میں جیسے برسوں کی تھکن تھی۔۔۔

ارحم تم خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہو گا حمدان کو۔۔مہرناز بیگم سے اپنے بیٹے کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔اور پریشے بیچاری بے ہوش ہو گئی

تھی ۔۔ ہو کیا گیا تھا ۔۔ ابھی تو سب کچھ ٹھیک تھا ۔۔ اور اب اچانک کیا سے کیا ہو گیا تھا ۔۔

....

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس باہر آئی ۔۔ رحم بھاگ کر اس کے پاس گیا ۔۔ "حمدان کیسا ہے؟"

دیکھیں سر ان کا بہت زیادہ خون بہہ گیا ہے ۔۔ اور ہم بہت کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو کچھ نہ ہو ۔۔

لیکن زندگی موت تو اللہ کا اختیار ہے نا ۔۔ ارحم کو لگا یہ الفاظ نہیں کانٹے ہیں ۔۔ جو اس کے دل میں چبھا دیے گئے ہیں ۔۔ سر اپ بلڈ کا ارینج کر دیں کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے ۔۔ جج جی میں کرتا ہوں ۔۔ ارحم کی اواز کپکپائی تھی ۔۔ سلیم بلڈ کا ارینج کرواؤ جلدی ۔۔ اور میں گھر پریشے کو لینے جا رہا ہوں ۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔اور اگر یہاں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لینا
میں جلدی پہنچ جاؤں گا۔۔ارحم جانا تو نہیں چاہتا تھا۔۔لیکن اسے
پری کی بہت فکر ہو رہی تھی۔۔

....

پری کو ہوش آگیا تھا،اور وہ بس روئے جا رہی تھی۔۔مہرناز بیگم کب سے
اسے چپ کروانے لگی
تھیں۔۔لیکن اس نے تو ایک ہی رٹ لگائی تھی۔۔حمدان بھائی کے پاس

جانا ہے۔۔
پلیز آپ رضیہ بی کے ارحم صاحب سے کہیں نہ بس ایک دفعہ بھائی سے
ملنے دیں۔۔پری منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

رضیہ بی کے ارحم صاحب "مہر ناز بیگم حیرانی کے عالم میں بولی تھیں۔۔

رضیہ بی نے بھی حیران ہوتے پریشے کی طرف دیکھا۔۔پری ہمیشہ سے رضیہ بی کے ارحم صاحب بولتی تھی۔۔"لیکن ان کو لگتا تھا شاید وہ ویسے بات کرنے کے لیے بولتی ہے۔۔ لیکن اب وہ خود صدمے میں چلی گئی تھیں۔۔

بیٹا ارحم تمہارا شوہر ہے۔۔ تم اسے ارحم بولا کرو۔۔اس طرح رضیہ ہی کے ارحم صاحب بولنا مناسب نہیں لگتا۔۔ مہر ناز بیگم نے پری کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔ تو پھر اپ میرے ارحم سے کہیں کہ وہ مجھے بھائی سے ملنے دیں پلیز۔۔ ورنہ میں ان سے بات نہیں کروں گی۔۔ معصومیت کی انتہا تھی۔۔ رضیہ بی نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔مجھے نہیں پتہ مجھے میرے بھائی سے ملنا ہے اور مجھے میرے بابا کی یاد آ۔۔۔

پری کی زبان کو بریک لگی۔۔سامنے ارحم کھڑا

تھا۔۔پری نے ڈر کے مارے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔ جیسے ابھی تھپڑ پڑ جائے گا۔۔ مہرناز بیگم نے بھی

پلٹ کر دیکھا۔۔پری نے رونا بند کر دیا تھا۔۔

شاید ارحم کی موجودگی کی وجہ سے اسے ارثم سے ڈر لگتا تھا۔۔

آجاؤ تمہیں لینے آیا ہوں۔۔ حمدان تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائے گا۔۔"

ارحم دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

پری کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔۔وہ اپنی جگہ پہ اسی طرح بیٹھی رہی

۔۔۔

نہیں جانا کیا۔؟"ارحم نے آئی برو اچکاتے پوچھا۔۔ارحم کی آواز پہ پری ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔۔

نج جانا ہے۔۔پری جلدی سے دوپٹہ پکڑتی بیڈ سے

اترنے لگی۔۔بیٹا کپڑے چینج کر کے ذرا حالت درست کر لو۔۔پری اپنی رو رو کے حالت بگاڑ جو چکی تھی۔۔اسی لیے میں مہر ناز بیگم نے اسے اپنی حالت درست کرنے کا کہا۔۔

مم۔میں ٹھیک ہوں۔۔میں ایسے ہی چلی جاتی ہوں۔۔ارحم نے پری کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔اور پری جلدی سے ارحم کے ساتھ چل دی۔۔مہر ناز بیگم کو بھی اچھا لگا تھا، کہ ارحم نے اسے ڈانٹا نہیں اور اپنے ساتھ لے گیا ہے

۔۔

باہر آتے ارحم نے پری کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔اور پری خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔اسے تو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا ۔۔اسے لگ رہا تھا یہ کوئی خواب ہے اور ابھی ٹوٹ جائے گا۔۔

راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔لیکن پری کے آنسو نہیں تھمے تھے۔۔

ارحم نے کافی تیز ڈرائیونگ کی تھی۔۔اس بار تو پری ارحم سے پہلے گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔۔اسے بس جلدی سے اپنے بھائی کو دیکھنا تھا۔۔

پریشے رکو" پری جلدی سے اندر کی طرف جانے لگی تھی۔۔ارحم نے روکا۔۔۔

ج۔جی۔۔

ارحم نے آگے بڑھ کے پری کا ہاتھ پکڑا۔۔اب چلو! پری بھی خاموشی سے چل دی تھی۔۔اندر آکر ارحم نے پری کو ایک سائیڈ پہ بٹھایا۔۔اور خود ڈاکٹر سے بات کرنے لگا۔۔۔

پری کو گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔اور آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ارحم بظاہر بات تو ڈاکٹر سے کر رہا تھا، لیکن نظریں پریشے پہ تھیں۔۔آج ارحم پری کو اپنی بیوی کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔۔ارحم کے دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔۔یا پھر شاید حمدان کی باتیں اثر دکھا رہی تھی

۔۔۔

ارحم جلدی سے ڈاکٹر سے بات کرتا پری کے پاس آیا۔۔پریشے بس اب رونا بند کرو۔۔حمدان ٹھیک ہے ابھی میری ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔۔ارحم

اسے روتا

دیکھ سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔

یہ دروازہ کب کھولیں گے۔۔انتہائی معصومانہ

سوال پوچھا گیا۔۔ارحم کا دل چاہا کہ وہ پری کو اپنی باہوں میں چھپا لے، اور کہیں دور چلا جائے جہاں وہ اور بس پری ہوں۔۔

اسی پل اپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔۔پری ایک

دم سے اٹھ کھڑی ہوئی ارحم نے بھی پلٹ کر دیکھا۔۔پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہیں۔۔لیکن ان کا کافی بلڈ ضائع ہو گیا ہے۔۔ایک گھنٹے تک شاید انہیں ہوش اجائے۔۔

مم۔میں بھائی سے مل لوں۔۔

دیکھیں ابھی جب تک انہیں روم میں شفٹ نہ کر دیا جائے تب تک اپ نہیں مل سکتی۔۔ پری آنکھوں میں آنسو لیے انتہائی معصومیت سے ارحم کی طرف دیکھنے لگی۔۔ شاید اگر ارحم بھی دیکھتا تو معاملہ

بگڑ جاتا۔۔

پریشے آؤ بیٹھو حمدان بالکل ٹھیک ہے۔۔ ابھی تھوڑی دیر بعد مل لینا ارحم نے پری کو بازو سے پکڑتے بینچ پہ بٹھایا۔۔۔

•••••••••

جیسے شایان کو پتہ چلا تھا اتنے سکندر عثمان کو بتا دیا تھا۔۔ سکندر عثمان بھی کافی حد تک پریشان ہو گئے تھے۔۔ فریحہ بیگم اور میرم کو نہیں بتایا تھا۔۔ ورنہ انہوں نے تو رو رو کر برا حال کر لینا

تھا۔

سکندر عثمان اور شایان نے اسی ٹائم فلائٹ بک کروالی تھی۔۔ابھی شایان اور سکندر صاحب کو پہنچنے میں کافی وقت تھا۔۔ارحم بھی ان کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

•••••••••

پری پچھلے ایک گھنٹے سے دروازے کو دیکھی جارہی تھی۔۔اور ارحم پری کو دیکھی جارہا تھا۔۔پیشنٹ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے اپ اکر مل لیں ۔۔لیکن دھیان رہے پیشنٹ سے زیادہ بات نہیں کرنی ابھی وہ نیم بے ہوشی میں ہیں۔۔پری تم جاؤارحم نے پری کو جانے کے لیے کہا تھا۔۔پری نے پہلے
ارحم کی طرف دیکھا اور پھر کمرے کی طرف، پھر چہرہ جھکاتی چھوٹے
چھوٹے قدم اٹھاتی کمرے کی
طرف بڑھی۔۔

پری نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کی نظر حمدان کے وجود پہ پڑی۔۔جو مشینوں میں لپٹا پڑا

تھا پری قدم رک گئے اس میں ہمت نہیں تھی کہ اب وہ مزید اگے بڑھ سکے۔۔ارحم نے پری کو رکتے دیکھا تو جلدی سے اس کے پاس آیا۔۔

"کیا ہوا پریشے؟

آپ بھی ساتھ چلیں۔۔پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔ارحم نے پری کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ پری حمدان کو اس طرح دیکھ کے ڈر گئی ہے۔۔پری جیسے جیسے اگے جا رہی تھی۔۔اسے اپنے قدم کسی پتھر کی مانند محسوس ہو رہے تھے۔۔

"چلو رک کیوں گئی۔۔؟

ب۔بھائی۔۔پری ارحم کے چہرے کی طرف دیکھتے بولی تھی۔۔ارحم کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔آج

ان دونوں بہن بھائی کی حالت کے پیچھے کہیں نہ کہیں اس کا کردار بھی تھا

۔۔

پریشے حمدان بالکل ٹھیک ہے تم آؤ دیکھو اسے۔۔ایک دفعہ پری نے پھر

سے قدم بڑھائے۔۔اور حمدان

کے پاس اکھڑی ہوئی۔۔بھائی یہ اپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔پری روہانسی ہوتی

بولی تھی۔۔پری نے حمدان

کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔

پریشے ابھی بات مت کرو۔۔جب اٹھ جائے گا تو کر لینا۔۔ارحم نے پری کو

دلاسہ دیا تھا۔۔

پری نے بھی اسبات میں سر ہلا دیا۔۔بیٹھ جاؤ تھک جاؤ گی۔۔ارحم کے لہجے

میں پیار بھی تھا۔۔اور

فکر بھی۔۔(کہیں ارحم کو پیار تو نہیں ہو گیا۔۔؟)۔۔

ارحم کا فون بجا سلیم کی کال تھی۔۔ہاں سلیم بولو۔۔

سر وہ شایان اور سکندر سر آ گئے ہیں۔۔ہاں میں ارہا ہوں۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں ؟۔۔پری ارحم کے جانے کا سنتے جلدی سے بولی تھی

۔۔شایان اور تمہارے بابا آئے ہیں

میں ان کو لینے جا رہا ہوں۔۔

بابا آئے ہیں۔۔ مم۔میں بھی آؤں۔۔پری جلدی سے کھڑی ہوتی بولی تھی

۔۔ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔وہ پری کو لے کر بھی نہیں جانا چاہتا تھا،اور انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

سوری !پری نے اداسی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔پریشے باہر بہت سارے لوگ ہیں نا،اسی لیے تم یہیں رکو میں انہیں لے کر اتا ہوں۔۔جی ٹھیک ہے اپ جلدی انا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ !پری اچھے بچوں کی طرح حمدان کے پاس بیٹھ گئی تھی۔۔ارحم جا چکا تھا۔۔اور پری خوش ہو رہی تھی کہ ارحم اسے بابا اور شایان سے ملنے دے رہا ہے۔۔۔

••••••••

السلام علیکم ! ارحم نے باہر آتے سلام کیا تھا۔۔ وعلیکم السلام ! ارحم حمدان کیسا ہے۔۔ شایان نے جلدی سے سوال کیا تھا۔۔

سلیم سکندر انکل کو حمدان کے پاس لے جاؤ۔۔ آج ارحم کی ساری اکڑ ختم ہوگئی تھی۔۔ اج اس نے

سکندر عثمان کو بھی عزت سے بلایا تھا۔۔ اپنوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا کبھی کبھی انسان اتنی بڑی غلطی کر جاتا ہے، کہ اسے اپنے بھی دشمن لگنے لگتے ہیں۔۔۔ ارحم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔ ایک غلط فہمی میں ان کے اندر کتنی دوریاں

پیدا کرتی تھیں۔۔ سکندر صاحب سلیم کے ساتھ جا چکے تھے۔۔

ارحم تم بتا کیوں نہیں رہے ہو، حمدان ٹھیک تو ہے۔۔ شایان فکر مندی سے بولا تھا۔۔

شایان حمدان بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ سب کیا کس نے ہے۔۔ سمجھ تو مجھے بھی نہیں آرہی اخر یہ حرکت کر کون سکتا ہے۔۔

••••••••••

پری کب سے حمدان کے پاس بیٹھی بابا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ تبھی کمرے کا دروازہ کھلا۔۔اور سکندر عثمان اندر داخل ہوئے۔۔پری جلدی سے دوپٹہ درست کرتی کھڑی ہوئی تھی۔۔
بابا جان بھائی کو دیکھیں نا کیا۔۔ "چٹاخ" ابھی پری بول ہی رہی تھی کہ سکندر عثمان نے زوردار
تھپڑ مارا۔۔پری نے بے یقینی سے اپنے باپ کو
دیکھا اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔ کہ بابا نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔۔ سکندر عثمان قہر برساتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

" بابا میں۔۔

چپ میں تمہارا باپ نہیں ہوں، جا کر اپنی ماں سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے۔۔ سکندر عثمان ہسپتال

کالحاظ کرتے کم آواز میں بولے تھے۔۔ لیکن آواز میں غصہ تھا۔۔

دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔ چھن کی اوازائی تھی یہ آواز کسی اور چیز کی نہیں، بلکہ ایک معصوم پری کا دل ٹوٹنے کی تھی۔۔

پری خاموشی سے ایک سائیڈ سے نکلتی دور جا کھڑی ہوئی۔۔ سکندر عثمان حمدان کو دیکھنے لگے تھے۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا، شایان اور ارحم اندر داخل ہوئے۔۔ان دونوں نے ہی پری کو نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ پیچھے کھڑی تھی۔۔

شایان بھی جلدی سے حمدان کے پاس آیا۔۔ارحم نے پہلے حمدان کو دیکھا وہ ابھی تک بے ہوشی کی حالت میں تھا۔۔ پھر ارحم پری کو دیکھنا چاہا۔۔ لیکن پری اس کو اپنی جگہ پہ نظر نہیں آئی تھی۔۔ارحم نے جانچتی نظروں سے پری کو تلاشہ۔۔اسے

زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔۔اسے سامنے ہی پریشے نظر آگئی تھی۔۔

وہ چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔ جیسے یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔یا یہاں کے

لوگوں سے چھپ کر کھڑی

ہو۔۔ارحم چلتا ہوا پری کے پاس آیا۔۔

پری تم یہاں کھڑی ہو۔۔آؤ وہاں حمدان کے پاس۔۔

پری نے ہلکا سا سر اٹھاتے ارحم کو دیکھا۔۔اسے

پتہ ہی نہیں چلا تھا ارحم کب اس کے پاس آیا۔۔پری آگے بڑھی اور آہستہ

سے ارحم کی بازو پکڑی،"ارحم کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔

"ا۔ارحم۔۔

(ہائے ارحم کو پری نے نام سے پکارا تھا اور ارحم کو لگا اس کا نام دنیا کا سب

سے قیمتی نام ہے)۔۔پہلے ہی ارحم کے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں۔۔اور

اب تو دل سینہ چیر کے باہر آنے کو تھا۔۔مم میں نے گھر جانا ہے۔۔پری

مزید ارحم کے قریب ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

پری تم ٹھیک تو ہو۔۔ارحم نے اس کے گال چھوئے

تھے۔۔"

نہیں مجھے گھر جانا ہے۔۔پری ہلکی سی آواز میں منمنائی تھی۔۔۔۔پری شے دیکھو تمہارے بابا آئے ہیں۔۔اور شایان بھی تم ان سے ملو میں تمہیں نہیں ڈانٹوں گا۔۔۔ارحم کو لگ رہا تھا شاید وہ اس کے ڈر کی وجہ سے ایسا بول رہی ہے۔۔

نن۔نہیں۔۔پری کی ڈھیلی سی گرفت میں سختی آئی تھی۔۔مم۔میں نے گھر جاناہ ہے۔۔پلیز۔۔پری کی گال پہ آنسو پھسلا تھا۔۔

میرے بے بی کو کیا ہوا ہے، طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔ارحم نے دوبارہ اس کی گال تھپتھپائی تھی۔۔ارحم کو پریشانی ہو رہی تھی وہ ایسا کیوں بول رہی ہے ۔۔

میں نے کہا نا میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔میں نے گھر جانا ہے اب کی بار تو پری رو ہی پڑی تھی۔۔

رونا بند کرو اور چلو۔۔ارحم پری کا ہاتھ پکڑتے باہر کی طرف چل پڑا تھا۔۔

پہلے ڈاکٹر سے میڈیسن لیں گے پھر گھر چلیں گے۔۔ہوا کیا ہے میرے بے بی کو۔۔

نن۔نہیں مجھے میڈیسن نہیں لینی۔۔مجھے بس گھر جانا ہے۔۔پری نے ابھی تک اسی طرح ارحم کی بازو پکڑی تھی۔۔جیسے ارحم اسے چھوڑ دے گا

۔۔

باہر آتے ہیں ارحم نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

بیٹھو۔۔۔

"!نن۔نہیں میں اپ کے ساتھ ہی جاؤں گی۔۔

پریشے میں تمہارے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔۔تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔۔

پری خاموشی سے بیٹھ گئ

تھی۔۔ارحم نے جلدی سے دوسری سائیڈ پہ اتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی

۔۔

ابھی ارحم بیٹھا ہی تھا، کہ پری نے جلدی سے اسے بازو سے دوبارہ پکڑ لیا

۔۔ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا، جہاں ڈر کے تاثرات صاف واضح تھے۔۔

پریشے تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے، ارحم نے ھانچتی نظروں سے پوچھا تھا

۔۔

"نہیں۔۔

پھر اس طرح اچانک سے گھر کیوں جارہی ہو، کیا تم اپنے بابا سے ملی ہو

،"پری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

ارحم سمجھ گیا تھا، کہ وہ اس وقت بات نہیں کرنا

چاہتی۔۔اسی لیے خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔

باقی راستہ خاموشی سے ہی گزر گیا تھا۔۔۔

گھر پہنچتے پری گاڑی سے اتری اور بڑے بڑے ڈگ بھرتی اندر چلی گئی۔۔

ارحم تو حیران ہو رہا تھا، کہ وہ آج ایساری ایکٹ کیوں کر رہی ہے۔۔نہ ہی وہ

شایان سے ملی اور اتنی جلدی گھر واپس آگئی۔۔

پری سیدھا کمرے میں گئی تھی، ارحم بھی اس کے پیچھے ہی اندر گیا تھا۔۔

مہرناز بیگم بھی کمرے میں جا چکی تھیں۔۔رات کے 10 بج رہے تھے،

سب ملازم بھی جا چکے تھے، کمرے میں داخل ہوتے ارحم کی نظر پری پہ

پڑی تھی، جو منہ تک بلینکٹ اوڑھے سو رہی تھی۔۔(نہیں سونے کی

ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔)

!پریشے میں جانتا ہوں۔۔ تم جاگ رہی ہو، چلو شاباش اٹھو۔۔

نہیں میں سو گئی ہوں۔۔پری نے بلینکٹ کے اندر

"سے ہی کہا تھا۔۔

اووو۔۔تو پریشے سو گئی ہے۔۔ارحم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔پریشے

سوئی ہے، لیکن پری تو جاگ رہی ہے نا، ارحم نے جیسے راز کی بات بتائی تھی

۔۔

نہیں۔۔پری بھی سو گئی ہے، پری نے جلدی سے بتایا تھا۔۔کہ کہیں ارحم

اسے اٹھنے کا ہی نہ بول دے۔۔

اووتو پریشے اور پری دونوں سو رہی ہیں۔۔ارحم کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔۔

جی۔۔"پری نے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔۔

لیکن میرا بے بی تو جاگ رہا ہے نا۔۔؟"ارحم پری کے

"پاس بیٹھتا بولا تھا۔۔

نہیں جی آپ کا بے بی بھی سو گیا ہے۔۔اب کی بار پری تھوڑی اونچی آواز

میں بولی تھی۔۔

تو یہ بول کون رہا ہے۔۔ کہیں کوئی چڑیل تو نہیں آگئی۔۔ارحم نے حیرانی کا

مظاہرہ کرتے کہا تھا۔۔۔

کہاں ہے چڑیل؟"پری ایک دم سے بلینکٹ ستارتے اٹھی تھی یہ جانے

بغیر کہ ارحم اس کے پاس ہی بیٹھا ہے۔۔

یہ رہی میرے سامنے۔۔ارحم نے کندھے اچکاتے کہا تھا۔۔

کیا میں۔۔!پری کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔

ہاں۔۔ تمہارے علاوہ یہاں کوئی اور بھی ہے کیا، ارحم نے کندھے اچکاتے پوچھا۔۔

میں چڑیل تو نہیں ہوں، میں تو پریشے ہوں، پری، آپ کا بے بی۔۔ پری انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی۔۔

اچھا جی تو اب میرا بے بی بتانا پسند کرے گا کہ آج اتنا اداس کیوں ہے، ہوا کیا ہے اج میرے بے بی کو۔۔ ارحم اس کے چہرے سے بال ہٹاتا بولا تھا۔۔

مم۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔۔ میں نے سونا ہے، پری دوبارہ سے لیٹ چکی تھی۔۔

پری اٹھو کھانا کھائے بغیر نہیں سونا مجھے بھوک نہیں ہے، مجھے صرف سونا ہے۔۔ پری اٹھو کھانا بغیر تم نہیں سو سکتی، ارحم اس کا بلینکٹ بولا تھا۔۔

میں بتا تو رہی ہوں مجھے بھوک نہیں ہے، پری منہ بسورتی بولی تھی۔۔

ابھی ایک تھپڑ لگے گا نا تو بھوک لگ جائے گی۔۔ارحم مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔

لگ گئی۔!پریہ ایک دم سے اٹھتے بولی تھی۔۔کیا۔۔؟ارحم نے کندھے اچکائے۔۔

بھوک؛"پری نے جلدی سے بتایا تھا۔۔

لیکن ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تمہیں بھوک نہیں ہے۔۔ارحم اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔

ہاں لیکن اب مجھے بھوک لگ گئی ہے۔۔آئیں ہم کھانا کھاتے ہیں پری جلدی سے نیچے اترتی بولی تھی۔۔

ارحم تو اس کی سپیڈیں دیکھ رہا تھا،کیسے تھپڑ کے نام پہ اٹھی تھی۔۔

" اب آ بھی جائیں۔۔

جوتا تو پہن لو!کہ تھپڑ کے نام پہ وہ بھی بھول گئی ہو۔۔

نن نہیں۔۔پری نے جلدی سے جوتا پہنا چلیں۔۔!چلو۔۔۔

ارحم پری کو کھانا کھلانے کے بعد سلا کر چلا گیا تھا۔۔اسے حمدان کے پاس جانا تھا۔۔

•••••••••••••

ارحم تم کہاں چلے گئے تھے۔۔شایان نے ارحم کو آتا دیکھ سوال کیا تھا۔۔پریشے کی طبیعت خراب ہو گئی تھی بس میں اسے گھر چھوڑنے گیا تھا۔۔"

کیا وہ یہاں آئی تھی؟"کیا ہوا پری کو اور تم نے مجھ سے کیوں نہیں ملوایا۔۔؟

ہاں ہاں وہ ٹھیک ہے بس دل گھبرا رہا تھا اس کا اسی لیے میں نہ اسے گھر چھوڑ آیا ہوں۔۔ تم آ کر مل لینا اسے اچھا لگے گا۔۔ارحم کا لہجہ کافی دھیما تھا۔۔

حمدان کو ہوش آ گیا کیا۔۔؟

ہمم آؤ مل لو۔۔!

ارحم کمرے میں آیا۔۔۔جیسے اس کی نظر حمدان پہ پڑی اس کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔۔اور آنکھوں میں نمی آگئی، چند گھنٹوں میں کیا سے کیا ہو گیا

تھا۔۔۔کیا حالت ہو گئی تھی حمدان کی۔۔۔ارحم سے دیکھا نہیں جا رہا تھا

۔۔۔

وہاں کیوں کھڑے ہو پاس نہیں آؤ گے کیا۔۔! حمدان

انتہائی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔ارحم چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔۔۔

کہا تھا نا میرے ساتھ آ جاؤ۔۔! لیکن نہیں تم سنتے کہاں ہو۔۔ارحم مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔۔

تم مجھے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔۔بس اسی لیے میں تمہارے ساتھ نہیں گیا تھا۔۔۔حمدان سے بولا

نہیں جا رہا تھا، وہ کافی کم آواز میں بول رہا تھا۔۔

کیا مطلب ہے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا تھا، تمہیں دیکھے بغیر میری صبح نہیں ہوتی۔۔ارحم

نے جیسے اسے یاددہانی کرائی تھی۔۔

کیوں میں تمہاری بیگم ہوں جو مجھے دیکھے بغیر تمہاری صبح نہیں ہوتی۔۔۔

یار شادی تو میری تمہاری بہن سے ہو گئی۔۔اب کیا اپنی بہن پہ سوتن بننا

چاہتے ہو۔۔ہاہاہاہا۔۔ارحم قہقہ لگاتے بولا تھا۔۔

ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔حمدان نے گھورتے ہوئے ارحم

کی نکل اتاری تھی۔۔۔

حمدان تمہارا حق بنتا ہے، تم جتنا چاہو غصہ نکال سکتے ہو، لیکن تم جانتے ہو میں تمہارے بغیر نہیں

رہ سکتا۔۔۔

ہاں اسی لیے آفس سے نکال دیا تھا، حمدان نے منہ بسورا۔۔۔

میں نے تمہیں آفس سے نہیں نکالا تھا، بس غصے میں بول دیا تھا۔۔۔اور تم تو سچ میں ہی چلے گئے تھے۔۔۔ارحم نے جیسے حقیقت بتائی تھی۔۔

اچھا ہوتا اگر مر جاتا تو۔۔اب مجھے صحیح ہونے کے بعد دوبارہ سے خودکشی کرنی پڑے گی۔۔۔تاکہ کبھی تمہارے سامنے نہ آسکوں۔۔۔۔حمدان نے ارحم کو حقیقت سے آگاہ کیا تھا۔۔

تم ایک دفعہ صحیح ہو جاؤ تمہیں تو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔۔ارحم نے گھور کر دیکھا تھا۔۔

حمدان اب ایسی بات مت کرنا ورنہ میں دوبارہ سے ناراض ہو جاؤں گا۔۔

ارحم غصے سے بولا تھا۔۔

ہاں 12 مہینوں میں 13 مہینے تم ناراض رہتے ہو اور 14 مہینے میرے منانے میں گزر جاتے ہیں۔۔

ہاں ہاں جانتا ہوں۔۔لیکن اب تمہیں منانا نہیں پڑے

گا کیونکہ میں کبھی ناراض ہی نہیں ہوں گا۔۔ارحم حمدان کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا تھا۔۔ارحم۔۔ حمدان نے ارحم کو پکارا تھا۔۔

ہمم
!بولو۔۔۔

"ارحم میں نے احمر کو نہیں مارا، تم میرا یقین کیوں نہیں کرتے۔۔؟

حمدان مجھ سے غلطی ہوگئی پلیز مجھے معاف کردو۔۔میں نے تم سب کو بہت ہرٹ کیا ہے۔۔۔

سکندر انکل، شایان، آنٹی، پریشے، میں تم سب کا گنہگار ہوں۔۔میں نے جو کسی سے سنا بس اس پہ یقین کرتا چلا گیا۔۔۔میں ایک اچھا مخلص دوست کبھی نہیں بن سکا۔۔تم مجھے معاف کردو۔۔ارحم سچ میں گلٹ فیل کررہا تھا۔۔

تم معافی بعد میں مانگ لینا میں تمہیں معاف کردوں گا۔۔۔ابھی تم مجھے اٹھاؤ میں تھک گیا ہوں،

کب سے اسی طرح لیٹا ہوا ہوں۔۔۔ حمدان شرارت سے بولا تھا۔۔ وہ جانتا تھا ارحم ایسا نہیں ہے۔۔۔ بس ایک غلط فہمی ان کے درمیان آ گئی تھی جو کہ اب ختم ہو گئی۔۔

ارحم نے گھور کر دیکھا، لیٹے رہو چپ کر کے۔۔ گولی لگی ہے، بخار نہیں ہوا جو تمہاری فرمائشیں

پوری ہوں گی۔۔۔

•••••••••••••

بابااا۔۔۔!

پری نے شاید سوتے میں کوئی خواب دیکھ لیا تھا۔۔اسی لیے چیخ مارتی اٹھی تھی۔۔ارحم پری نے ارحم کو تلاشا۔۔ارحم کہیں نہیں تھا۔۔۔پری جلدی سے نیچے اتری دوپٹہ پکڑا اور باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

ارحم آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔پری جلدی سے نیچے جاتے ہوئے بولی تھی۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر ارحم گیا کہاں۔۔۔

ارحم آپ بھی بابا کی طرح چلے گئے۔۔۔اب میرا کیا

ہو گا، پری روہانسی ہو گئی تھی۔۔

آنٹی۔۔۔!آنٹی۔۔۔!کہاں ہیں۔۔۔

رضیہ بی بھی جا چکی ہیں۔۔۔پری اب مہرناز بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی

آنٹی۔آنٹی۔۔!دروازہ

کھولیں۔۔۔پری مسلسل دروازہ بجاتے ہوئے مہرناز بیگم کو پکار رہی تھی

۔۔۔

پریشے بیٹا خیریت کیا ہوا ہے۔۔؟"مہرناز بیگم نے پری کی آواز سن کے

جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔۔آنٹی ارحم بھی مجھے بابا کی طرح چھوڑ کر چلے

گئے۔۔پری نے روتے ہوئے ان کو بتایا تھا۔۔۔

کیا مطلب کہاں چلا گیا ہے ارحم،اور تم تو ہسپتال گئی تھی نا۔۔

جی وہ ہم آگئے تھے لیکن پتہ نہیں میرے ارحم بھی مجھے بابا کی طرح چھوڑ کر

چلے گئے ہیں۔۔

کیا مطلب ہے کہاں چلا گیا ہے۔۔اور تم رونا بند کرو چلو اندر آؤ، مہر ناز بیگم فکر مندی سے بولی تھیں۔۔

مجھے نہیں پتہ وہ میرے ساتھ آئے تھے، لیکن مجھے سلانے کے بعد پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہاں تو بیٹا اتنا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔۔۔

وہ ہسپتال گیا ہو گا۔۔۔

اووہاں شاید وہ حمدان بھیا کے پاس گئے ہوں۔۔۔ چلو سو جاؤ اب کافی رات ہو گئی ہے۔۔۔

"مم۔مجھے ڈر لگ رہا ہے میں آپ کے ساتھ سو جاؤں کیا۔۔؟

ہاں کیوں نہیں۔۔آجاؤ تم میرے ساتھ سو جاؤ۔۔۔

مہر ناز بیگم خوشی سے بولی تھیں۔۔۔پری جلدی سے ان کے بیڈ پہ پاؤں سے لے کر سر تک بلینکٹ اوڑھے لیٹ چکی تھی۔۔۔

مہر ناز بیگم بھی اس کو دیکھتی مسکرادی تھیں۔۔وہ ایک دم بچی لگتی تھی، اور حرکتیں بھی بچوں والی ہی تھیں۔۔

....

ارحم رات بھر حمدان کے پاس ہی رہا تھا۔۔۔اور اب وہ گھر پری کو لینے آیا تھا۔۔۔اسے خود بھی فریش ہونا تھا۔۔۔

ارحم جب گھر میں داخل ہوا تو سب سو رہے تھے۔۔

اسی لیے سیدھا کمرے میں آیا تھا۔۔ لیکن کمرے میں آتے ارحم کو پری نظر نہیں آئی تھی۔۔

پری۔۔پری کہاں ہو۔۔؟' پہلے ارحم نے واش روم میں دیکھا، پھر بالکنی میں، یااللہ صبح صبح یہ لڑکی کہاں چلی گئی۔۔۔ارحم تو اچھا خاصا پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ارحم کا رخ اب مہرناز بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

"!ماما۔۔ماما اٹھیں۔۔

مہرناز بیگم جو نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے اندر آتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔

کیا بات ہے ؟" صبح صبح شور مچا رہے ہو۔۔۔

ماما پریشے کہاں۔۔۔ارحم کی زبان کو بریک لگی۔۔۔

یہ یہاں کیوں سو رہی ہے ارحم کافی حد تک حیران ہو چکا تھا۔۔ "

تمہیں کیا لگے تم تو بیچاری کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے رات کو ۔۔۔بیچاری بچی ڈر گئی تھی۔۔ مہر ناز بیگم قران پاک بند کرتی بولی تھیں

۔۔

ماما میں حمدان کے پاس گیا تھا۔۔۔

حمدان کا خیال ہے بیوی کا خیال نہیں۔۔۔

!پریشے اٹھو۔۔۔

کیا کر رہے ہو،ابھی تو بچی سوئی ہے۔۔۔مت اٹھاؤ سونے دو اسے۔۔ مہر ناز بیگم ارحم کو سائیڈ پہ کرتے بولی تھیں۔۔۔

ماما مجھے اسے ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔ حمدان کے پاس۔۔۔

ہاں تو جب اس کی نیند پوری ہو جائے گی تو لے جانا۔۔۔ مہر ناز بیگم پری پہ بلینکٹ درست کرتے بولی تھیں۔۔۔

ماما ابھی کل تک آپ بول رہی تھیں۔۔ کہ اسے اپنی بہو تسلیم نہیں کریں گی،اور اب۔۔۔ ارحم تو اپنی ماں کے بدلے رویے پہ حیران ہو رہا تھا۔۔۔

ہاں تو وہ بچی ہے ہی اتنی پیاری، ہر کسی کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔۔۔ ارحم بس جو کچھ ہو گیا اسے بھول جاؤ۔۔۔ شاید میرے احمر کی اتنی زندگی تھی

۔۔۔

اللہ نے مجھ سے میرا بیٹا لے کر مجھے بیٹی دے دی ہے۔۔۔ اور میں بہت خوش ہوں۔۔ اور پلیز تم بھی بھول جاؤ۔۔ پری ہی میری بہو ہے۔۔۔

خبردار اگر اب تم نے اسے ڈانٹا تو۔۔۔ ہٹو آگے سے میری بیٹی تمہاری شکل دیکھتے ہی ڈر جاتی ہے۔۔ مہر ناز بیگم نے ارحم کو گھورتے کہا تھا۔۔

جو پری کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ہاں تو اگر اسے سونا ہے تو اپنے کمرے میں سوئے۔۔۔ آپ ہٹیں میں اسے لے جاتا ہوں۔۔۔

ارحم خبردار۔۔۔اگر تم نے اسے جگایا تو۔۔جاؤ یہاں سے جب اٹھے گی نا تو آجائے گی کمرے میں۔۔

ارحم نے ایک نظر پری کو گھورا اور تن فن کرتا

جا چکا تھا۔۔

مہرناز بیگم نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر پری کی طرف۔۔۔

انہوں نے پری کو اپنی بہو تسلیم کر لیا تھا۔۔وہ سب کچھ بھول چکی تھیں۔۔

....

ارحم کمرے میں آتا دھڑام سے بیڈ پہ گر چکا تھا۔۔

یہ صحیح ہے میری ماں نے ہی میری بیوی پہ قبضہ کر لیا ہے۔۔۔ابھی کل تک تو مجھے اس کے قریب

جانے سے منع کر رہی تھیں۔۔۔اور آج خود ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہیں

۔۔ارحم تو تپ ہی گیا تھا۔۔۔

....

تقریبا10 بجے کے قریب پری کمرے میں آئی تھی۔۔ تم یہاں کیوں ائی

ہو،ارحم نے پری کو کمرے میں آتا دیکھ کر گھور کر کہا تھا۔۔۔

کیوں یہ میرا ابھی کمرہ ہے۔۔میں یہاں نہ آؤں تو

کہاں جاؤں۔۔۔

اوتو میڈم کو یاد ہے،کہ یہ میڈم کا کمرہ ہے۔۔ہمم۔۔ارحم نے جیسے کچھ یاد

کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

"ماما کے کمرے میں کیا لینے گئی تھی۔۔؟

وہ مم۔میں سونے گئی تھی۔۔۔

"کیوں تمہارے کمرے میں بھوت آگئے تھے کیا۔۔؟

نن۔ نہیں۔۔ ہاں۔! نہیں وہ مجھے لگا آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔ تو میں آنٹی کے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔ کہ کہیں وہ بھی نہ چلی جائیں۔۔

انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا۔۔

ہاں تو اب واپس کیوں ائی ہو۔۔ جاؤ ان کے پاس ہی رہو۔۔۔ کہیں وہ تمہیں چھوڑ کر نہ چلی جائیں ارحم نظریں گھماتا ہاتھوں کے اشارے سے بولا تھا۔۔۔

پری انہی قدموں دروازے کی طرف بڑھی۔۔

اب کہاں جا رہی ہو۔۔؟" روب دار آواز سے پوچھا گیا۔۔۔

وہ آپ نے ہی تو کہا ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔۔۔ پری نے پلٹتے جواب دیا۔۔ ارحم کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔

پریشے میرے صبر کا امتحان مت لو اور جا کے چینج کرو، ہمیں حمدان کے پاس جانا ہے، پہلے ہی

کافی لیٹ ہو چکے ہیں۔۔۔

مم۔مجھے وہاں نہیں جانا۔۔۔! پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔

کیوں نہیں جانا تم نے۔۔؟" ارحم اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

میں نے نہیں جانا، پری انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی۔۔ پری کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟ تم رات کو بھی حمدان سے ملے بغیر ہی آگئی تھی۔۔۔اور اب بھی نہیں جا رہی ہو۔۔۔ میرے بے بی کو کسی نے

کچھ کہا ہے کیا۔۔ ہمم۔۔ارحم اٹھ کر چلتا ہوا پری کے پاس آیا تھا۔۔۔

ویسے ہی۔۔! مجھے کہیں نہیں جانا، مجھے اچھا نہیں لگتا کہیں جانا۔۔اسی لیے میں نے نہیں جاؤں

گی۔۔۔ارحم سمجھ گیا تھا، کل کچھ تو ہوا تھا، جو وہ ارحم کو بتانا نہیں باہ رہی تھی۔۔ لیکن ہوا کیا تھا یہ ارحم کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔! چلو تم فریش ہو جاؤ پھر ہم ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ارحم پری کی گال تھپکتے بولا تھا۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا کچھ ایسا ضرور ہے جو پری بتانا نہیں چاہتی۔۔۔

●●●●●●●●●●

کھانا لگ چکا تھا۔۔اور مہرناز بیگم بیٹھی کھانے پہ ارحم اور پری کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

السلام علیکم ماما۔۔!السلام علیکم آنٹی۔۔۔!ارحم اور پری نے ایک ساتھ سلام کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔اتنا ٹائم لگا دیا آنے میں چلو جلدی سے بیٹھو کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔

ارحم اور پریشے بیٹھ چکے تھے۔۔

مہرناز بیگم نے جلدی سے پری کو کھانا ڈال کر دیا۔۔ماما میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں۔۔ارحم جیلس ہو رہا تھا۔۔۔

ہمم۔۔!ہاں تو تم بھی کھاؤ میں نے روکا تھوڑی ہے!''مہرناز بیگم پری کے منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔مجھے بھی کھانا ڈال کر دیں۔۔ارحم پری کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

کیوں تم خود ڈال لو، چھوٹے بچے ہو کیا۔۔ میں اپنی بیٹی کو کھانا کھلا رہی ہوں

۔۔۔

مجھے تو ایسے لگ رہا ہے جیسے یہ میری بیوی نہیں آپ کی بیوی ہے۔۔ میں تو یہاں کسی کام کا نہیں

ہوں۔۔۔ ارحم ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔ رضیہ بی بھی کافی خوش ہو رہی تھیں ان کی نوک

"جھوک پہ۔۔

رضیہ بی آپ ہی مجھے کھانا دے دیں بھوکا رکھنا ہے کیا۔۔۔ ارحم کی نظریں ابھی بھی پری کی طرف تھیں۔۔۔ جو بڑے مزے سے مہر ناز بیگم کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔۔۔

جی ارحم صاحب میں ڈال کر دیتی ہوں آپ کو۔۔ رضیہ بی مسکراتی ہوئی بولی تھیں۔۔۔ ارحم صاحب

آپ کا فون آرہا ہے۔۔۔رضیہ بی نے ارحم کو موبائل پکڑاتے ہوئے کہا تھا

۔۔سلیم کی کال تھی۔۔ارحم نے فون کان سے لگایا۔۔۔

ہاں سلیم بولو۔۔! سر آپ نے نیوز دیکھی،" سلیم کافی گھبرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔۔" نہیں کیوں کیا ہوا ہے۔۔ارحم کھانا چھوڑ چکا تھا۔۔مہرناز بیگم نے بھی ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔

سر کسی نے غلط خبر دی ہے، کہ ارحم خان نے حمدان سکندر کی گاڑی پہ حملہ کروایا ہے۔۔۔اور

حمدان سر کو مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

کیا۔۔۔!ارحم ایک دم کھڑا ہو چکا تھا۔۔

یااللہ خیر۔۔!کیا ہوا ارحم مہرناز بیگم بھی پریشانی سے پوچھنے لگی تھیں۔۔۔

پری بھی سہم گئی تھی۔۔

جی سر اور آفس کے باہر میڈیا کانفرنس والے بھی دھرنا لگائے بیٹھے ہیں

"۔۔۔آپ ابھی آفس مت آیئے گا۔۔۔

سلیم کیا بکواس ہے یہ، آخر میں ایسا کیوں کروں

"گا۔۔۔اور یہ خبر میڈیا تک پہنچائی کس نے۔۔ارحم دھاڑا تھا۔۔۔

سر میں صبح سے پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔آخر یہ بات کی کہ اس نے۔۔"سلیم مجھے وہ شخص چاہیے، جہاں سے بھی لاؤ بس اسے میرے سامنے لے کر آؤ۔۔اسے تو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔۔ارحم چلا اٹھا تھا۔۔۔

جی سر میں پتہ کرواتا ہوں سلیم کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ورنہ ارحم کا غصہ سلیم پہ ہی نکل جانا تھا۔۔

ارحم بیٹا ہوا کیا ہے۔۔۔کچھ تو بتاؤ۔۔!مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔

ماما کسی نے نیوز غلط چلائی ہے، کہ حمدان کی گاڑی پہ میں نے حملہ کروایا ہے۔۔۔میں نے اسے

مروانے کی کوشش کی ہے۔۔۔میں ارحم خان اپ کو لگتا ہے، کہ اتنی گری ہوئی حرکت کر سکتا ہوں۔۔آخر میں ایسا کیوں کروں گا۔۔حمدان میرا دوست ہے۔۔ارحم کو تو سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ یہ حرکت کی کس نے

ہے۔۔۔"

ایسا کون کر سکتا ہے۔۔آخر کس کی دشمنی ہے میرے بیٹے سے۔۔ باہر ناز بیگم بھی پریشان ہو گئ

تھیں۔۔"ارحم گاڑی کی چابی اٹھاتا جا چکا تھا۔اللہ میرے بیٹے کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔۔"

مہرناز بیگم نے ارحم کو دعا دی تھی۔۔

اللہ جی میرے ارحم کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا، پری نے بھی مہرناز بیگم کے پیچھے دل میں ارحم کو دعا دی تھی۔۔۔

....

ماما۔۔ماما۔۔ حمدان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔ماما۔۔ میرم نے بھی نیوز دیکھ لی تھی۔۔۔اور اب وہ روتی ہوئی باہر ائی تھی۔۔۔

یا اللہ خیر میرا بچہ فریحہ بیگم ایک دن سے سنتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔ کیا ہوا ہے کیسے ہوا ایکسیڈنٹ اور ہمیں کسی نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔

ماما آپ کو پتہ ہے۔۔ارحم نے حمدان کی گاڑی پہ

حملہ کروایا ہے۔۔۔ میرم نے روتے ہوئے بتایا تھا۔۔

میں تو پہلے ہی کہتی تھی، ارحم صحیح نہیں ہے، وہ میرے بیٹے کو نقصان پہنچا دے گا۔۔ لیکن میری

سنتا کون ہے، فریحہ بیگم نے جلدی سے موبائل پکڑا اور سکندر عثمان کو کال ملانے لگی تھیں۔۔۔

بیل جا رہی تھی لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہے تھے۔۔۔ ماما اب شایان کو کال کر لیں۔۔۔ فریحہ بیگم شایان کو کال ملانے لگی تھیں۔۔۔ دوسری بیل پہ کال اٹھا

لی گئی تھی۔۔۔

شایان بیٹا حمدان کیسا ہے۔۔فریحہ بیگن نے کال کرتے سوال کیا تھا۔۔۔۔

ماما حمدان بالکل ٹھیک ہے۔۔

اور آپ لوگوں کو بتایا کس نے ہے، بھابی کہاں ہیں، شایان نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔

نیوز دیکھی ہے ہم نے۔۔۔ تم لوگ تو کچھ بتاتے نہیں۔۔۔ ماما پلیز اپ روئیں مت بالکل ٹھیک ہے حمدان، بات کرواؤ میری اس سے۔۔ تم لوگ خود سے تو کچھ بتاتے ہی نہیں ہو۔۔ ہماری یہاں پہ جان نکلی جا رہی ہے

۔۔۔

ماما ابھی ڈاکٹر چیک اپ کر رہے ہیں۔۔۔ جیسے ہی فارغ کریں گے میں آپ کی بات کروا دوں گا۔۔۔ شایان بس اب تم لوگ ارحم کے ساتھ کوئی کام نہیں کرو گے۔۔ ساری ڈیلز کینسل کروا دو، اور واپس آؤ۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ کام کرنے کی۔۔۔

ماما ارحم کا کوئی قصور نہیں ہے، اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔۔

شایان سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

ارحم نے ہی کیا ہے سب کچھ۔۔۔اس طرح کوئی الزام نہیں لگاتا، فریحہ بیگم بھی غصے سے بولی تھیں۔۔۔

ماما پلیز آپ بس حمدان کے لیے دعا کریں۔۔۔۔شایان نے بولتے ہی کول کاٹ دی تھی۔۔۔ورنہ فریحہ بیگم نے مزید غصہ کرنا تھا

۔۔۔

ماما حمدان کیسے ہیں۔۔۔کال کٹتے ہی میرم نے سوال کیا تھا۔۔۔

بیٹا بول تو رہا ہے، کہ ٹھیک ہے۔۔ لیکن میرا دل نہیں مان رہا۔۔۔میرم مریحہ بیگم کی بات سنتی مزید رونے لگ گئی تھی۔۔۔

•••••••••

ارحم کی گاڑی ہسپتال کے آگے رکی تھی۔۔۔وہ گاڑی سے نکلتا بھاگتا ہوا اندر جا رہا تھا۔۔۔ارے یہ تو ارحم خان ہے نا، اسی نے حمدان کی گاڑی پہ حملہ کروایا ہے، اور دیکھو کیسے کل سے ان کے ساتھ

ساتھ پھر رہا ہے۔۔۔۔

یہ آواز تھی یا کانٹے، جو ارحم کا جسم زخمی کر گئے تھے۔۔۔

شایان یہ کیا بکواس چل رہی ہے، ارحم اندر آتا شایان پہ دھاڑا تھا۔۔۔

میں بھی کچھ نہیں جانتا، ارحم آخر یہ سب کیا کس نے ہے۔۔۔اسی پل سکندر عثمان باہر آئے تھے۔۔۔ارحم مجھے تو لگ رہا ہے ضرور کسی کی نظر ہے ہم پہ، پہلے تمہارے بابا، پھر احمر، اور اب حمدان، جتنی دفعہ بھی یہ سین ہوا ہے ہر دفعہ گاڑی میں سے پروجیکٹ فائلز غائب ہو جاتی ہیں۔۔۔ سکندر عثمان کافی سوچتے سمجھتے بات کر رہے تھے۔۔

ہاں ارحم اب تو مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔یہ ضرور کوئی نہ کوئی ہے جو یہ سب کروا رہا ہے۔۔شایان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔

ارحم کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔

میں حمدان سے مل لوں۔۔ارحم اپنا ماتھا مسلتا حمدان کی طرف آیا تھا۔۔۔

ارحم یار یہ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ حمدان ارحم کو اندر آتا دیکھ بولا تھا۔۔

میں کچھ نہیں جانتا، آخر یہ سب کر کون رہا ہے۔۔ارحم اب کیا ہو گا، میں کچھ نہیں جانتا یار، مارکیٹ میں میرے شیئرز بھی کافی حد تک گر چکے ہیں ۔۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ارحم پریشانی سے بولا تھا۔۔۔

ارحم یہ شور کیسا ہے۔۔ باہر ڈے شور کی آواز آئی
تھی۔۔ میڈیا والے آئے ہوں گے، اور کام ہی کیا ہوتا ہے ان کو۔۔ارحم
جانتا تھا آج ہر جگہ میڈیا والے اس
کے پیچھے ہی پہنچیں گے۔۔۔

جب تک ہماری طرف سے کوئی کمپلین نہ کی جائے ان کا کوئی حق نہیں بنتا تم سے سوال کرنے کا۔۔۔

حمدان نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔آہہہ۔۔"حمدان کیا کر رہے ہو تم لیٹے رہو، میں دیکھتا ہوں۔۔۔ارحم پلیز تم باہر مت جانا، خوامخواہ میں انہوں نے کوئی نئ مصیبت ڈال دینی ہے۔۔۔حمدان
فکرمندی سے بولا تھا۔۔۔

جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے تو میں چھپ کر کیوں بیٹھوں۔۔اور تم خبردار جو دوبارہ ہلنے کی کوشش کی تو۔۔ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری۔۔۔
ارحم انگلی دکھا کر بولتا باہر جا چکا تھا۔۔۔

....

دیکھیں ہم آپ کو بتا رہے ہیں، کہ ارحم نے حملہ نہیں کروایا۔۔۔یہ ضرور کسی کی سازش ہے، شایان
کب سے کھڑا ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔
لیکن سر اس طرح سے جھوٹی خبر تو کوئی نہیں

دیتا۔۔۔آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔۔ایک لڑکی شایان کے آگے آتے بولی تھی۔۔

دیکھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، ارحم کے خلاف کوئی سازش کی گئی ہے۔۔شایان اپنا غصہ کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔

نہیں سر یہ کوئی سازش نہیں ہے، آخر آپ اس خبر کو چھپا کیوں رہے ہیں۔۔۔لڑکی بھی کافی تھی ڈھیٹ تھی۔۔۔

اگر اس لڑکی کی جگہ کوئی لڑکا ہوتا۔۔تو اب تک شایان اس کا منہ توڑ دیتا۔۔۔دیکھیں ہم اس وقت آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔۔۔آپ

لوگ جا سکتے ہیں۔۔ورنہ ارحم کا تو پتہ نہیں آپ لوگوں پہ کیس ضرور کروا دوں گا۔۔۔شایان انگلی

دکھاتے بولا تھا۔۔۔

دیکھیں سر اگر آپ پہ ارحم سر کو کوئی پریشر ہے تو آپ بالکل بھی پریشان

مت ہوں۔۔ ہم سب دیکھ

لیں گے۔۔۔ آپ بس ایف آئی آر درج کروائیں۔۔ پیچھے سے ایک چھوٹی

ہائٹ والی لڑکی آگے آتی بولی تھی۔۔ شایان کا تو حیرانی سے منہ کھل گیا تھا

۔۔

ایکسکیوزمی میک اپ کی دکان، زبان سنبھال کر بات کرو۔۔۔ شایان اپنی

پاکٹ سے بلیک گلاسز نکال کر لگاتے بولا تھا۔۔۔ وہ تو ان لڑکیوں کو دیکھ کر

حیران ہو رہا تھا، کوئی انتہا سے زیادہ لمبی، کوئی انتہا سے زیادہ چھوٹی، تو کوئی

میک اپ کی دکان۔۔۔

دیکھیں سر اپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ پلیز۔۔۔۔۔"

اس لڑکی کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔۔

سامنے سے ارحم آرہا تھا۔۔۔ بلیک تھری پیس میں ملبوس، جیل سے بال سیٹ کیے، سیاہ آنکھیں، وہ بڑی وجاحت سے چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔ان لڑکیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔۔۔

شایان تمہیں کسی کے بھی سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ ان کو جو بھی پوچھنا ہے مجھ سے پوچھیں۔۔میں ان کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔۔ارحم آگے کو آتا شایان کا کندھا تھپکتے بولا تھا۔۔۔

آپ لوگ چپ کیوں ہو گئے۔۔ پوچھیں جو پوچھنا ہے۔۔۔؟ارحم نے شایان کے گلاسز اتار کے خود لگائے۔۔۔اور دونوں ہاتھ پیچھے کو باندھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

شایان تو ارحم کے ٹشن دیکھ رہا تھا، کیسے تیار ہو کر آیا ہے۔۔ جیسے ولیمہ ہو آج اس کا، شایان بڑبڑایا تھا۔۔۔

سر آپ نے حمدان سر پہ حملہ کیوں کروایا ہے۔۔۔ وہی چھوٹی ہائٹ والی لڑکی ارحم کے قریب آتے بولی تھی۔۔۔

تم لوگ اس میک اپ کی دکان کو چپ کروالو، ورنہ میں اس پہ کیس کروا دوں گا۔۔۔ شایان تو بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔۔ پتہ نہیں کیوں شایان کا اس میک والی لڑکی سے چڑ ہو رہی تھی۔۔۔ ارحم تو ابھی تک خاموش کھڑا تھا

۔۔۔

ارحم سر کیا آپ سچ میں حمدان کو مروانا چاہتے ہیں۔۔۔ ایک لمبی ہائٹ والی لڑکی آگے کو آتے بولی تھی۔۔۔

لڑکی تمہارے گھر میں باپ بھائی نہیں ہے کیا، دور رہ کر بات کرو۔۔

بہنوئی ہے میرا۔۔

اس لڑکی نے گھٹنوں سے پھٹی جینز پہنی تھی، اور شایان کو تو آگ ہی لگ گئی تھی۔۔۔ نکلو تم سب یہاں سے، کسی کو انٹرویو نہیں دینا ہم نے۔۔۔ نہ ہی ہمیں ایف آئی آر کروانی ہے۔۔۔ جاؤ سب۔۔!

شایان ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولا تھا۔۔ اور تم۔۔!

چلو اندر، تمہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے آفس کے لینے نہیں اپنے ولیمے کے لیے تیار ہوئے ہو۔۔۔ شایان گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

بول تو تم ایسے رہے ہو جیسے تمہاری بہن نہیں، تم میری بیوی ہو۔۔۔ ارحم چشمہ اتارتے بولا تھا۔۔۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔۔ شایان ارحم کے ہاتھوں سے چشمہ پکڑتے بولا تھا۔۔۔

میں تمہاری کسی سوال کا جواب دہ نہیں ہوں، ارحم اندر کی طرف بڑھا تھا

۔۔۔

سکندر انکل کہاں ہیں۔۔ ارحم نے سوال کیا۔۔۔

وہ افس گئے ہیں۔۔۔

....

آنٹی آپ میرے ارحم سے کال کر کے پوچھیں نہ وہ کہاں گئے ہیں۔۔ پری فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔

بیٹا وہ آفس گیا ہے۔۔۔اور جیسے ہی فری ہو گا سب سے پہلے ہمیں ہی فون کرے گا۔۔۔ مہر ناز بیگم پری کو اپنے ساتھ لگاتے بولی تھیں۔۔۔

جی آنٹی ٹھیک ہے۔۔۔پری بھی اچھی بچوں کی طرح بولی تھی۔۔۔

پری۔۔؟"مہر ناز بیگم نے پکارا تھا۔۔

جی۔۔۔!

تم مجھے آنٹی مت بولا کرو، ارحم کی طرح ماما بولا کرو، مجھے بہت اچھا لگے گا

۔۔۔

جی ٹھیک ہے ماما، پری نے بھی مہر ناز بیگم کے گرد حسار بنایا تھا۔۔

ماما آپ کو پتہ ہے، جب آپ یہاں آئیتھیں نہ تو مجھے آپ سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔ پری مزید حسار تنگ کرتے بولی تھی۔۔ کیوں میری بیٹی کو ڈر کیوں لگتا تھا۔۔۔

وہ میرے بابا نے آپ کے بیٹے کو مارا تھا نا، اسی لیے، مجھے لگا آپ بھی مجھے ماریں گی۔۔ معصومیت کی انتہا تھی۔۔

ہاں پہلے میں نے سوچا تھا، میں تمہیں ماروں گی،

لیکن جب میں نے تمہیں دیکھا، تو میرا ارادہ بدل گیا۔۔۔ مہرناز بیگم خرارت سے بولی تھیں۔۔

اچھا۔۔۔! پری مایوس سی سے بولی تھی۔۔۔

ارے پری میں تو مذاق کر رہی ہوں، میں بھلا اپنی اتنی پیاری بیٹی کو کیوں ماروں گی۔۔ مہرناز بیگم بڑے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بولی تھیں۔۔۔

پری نے پہلی دفعہ ماں کا لمس محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ مزید مہرناز بیگم سے لپٹ گئی۔۔۔ مہرناز بیگم کا فون بجا تھا۔۔۔ انہوں نے جلدی سے اٹھاتے دیکھا۔۔۔

پری نے بھی چہرہ نکال کر دیکھا۔۔۔ ارحم کی کال ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے بتایا تھا۔۔۔ اور پری ہلکا سا مسکرادی تھی۔۔۔

السلام علیکم ماما۔۔۔! کیسی ہیں آپ۔۔۔! کال اٹھاتے ارحم نے سوال کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔! میں بالکل ٹھیک ہوں، میرا بیٹا کیسا ہے۔۔ میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ اور آپ کی بیٹی۔۔۔ ارحم بیٹی پہ زور دیتے بولا تھا۔۔

ہاں ہاں میری بیٹی بھی ٹھیک ہے لو بات کرو۔۔۔

پری نے جلدی سے فون پکڑا، ارحم جی آپ کی پرابلم سولو ہو گئی کیا، فکر مندی سے پوچھا گیا تھا۔۔۔

ہمم۔ میری پرابلم تو سولو ہو گئی ہے، کیونکہ میرے بے بی نے میرے لیے دعا کی تھی۔۔ ارحم ایک سائیڈ پہ جاتا بولا تھا۔۔۔ ورنہ یہاں شایان سن لیتا۔۔

آپ کو کیسے پتہ کہ میں نے اپ کے لیے دعا کی تھی، پری حیران ہوتی بولی تھی۔۔ پری نے تو دل میں دعا کی تھی۔۔ مہر ناز بیگم کو بھی پتہ نہیں چلنے دیا

تھا۔۔اور یہاں تو ارحم تک کو پتہ چل گیا تھا۔۔ ھر تو مہر ناز بیگم کو بھی پتہ چل گیا ہو گا۔۔ ضرور ماما نے ہی بتایا ہو گا۔۔۔

مجھے پتہ تھا میرا بے بی میرے لیے دعا ضرور کرے گا۔ ارحم اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔

اوو۔۔! اچھا تو یہ بات ہے۔۔ پری خوشی سے بولی تھی۔۔۔

پری، حمدان اور شایان کب سے تمہارا پوچھ رہے ہیں۔۔۔ اگر کہو تو میں تمہیں لینے آجاؤں۔۔

میں نے آپ سے کہا تھا نا مجھے نہیں آنا آپ بار بار پوچھتے ہیں، اور اب میں اپ سے بات نہیں کروں گی۔۔۔ پری نے غصے سے مہر ناز بیگم کو موبائل پکڑا دیا، اور منہ بگاڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

ارحم تم نے میری بیٹی کو ناراض کر دیا ہے۔۔ مہر ناز بیگم غصے سے بولی تھیں

۔۔۔

ماما میں نے صرف حمدان سے ملنے کو کہا تھا، اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے۔۔۔ ارحم پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ آخر وہ ایسا بیہیو کیوں کر رہی ہے۔۔۔

چلیں ماما آپ کی بیٹی کو گھر آکر منالوں گا، ارحم بات ختم کرتے بولا تھا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔! مہرناز بیگم کال کاٹ چکی تھیں۔۔

میری بیٹی اداس ہے، مہرناز بیگم پری کے گال کھینچتے بولی تھیں۔۔۔

میں نا اب میرے ارحم سے ناراض ہوں، اب ان کو مجھے منانا پڑے گا۔۔۔ ورنہ میں بات نہیں کروں گی پری منہ بگاڑتے بولی تھی۔۔۔

ہاں بالکل بھی اب بات مت کرنا، مہرناز بیگم بھی اس کی سائیڈ لیتی بولی تھیں۔۔

....

آج یزدان شاہ کافی خوش نظر آرہا تھا۔۔آج اس نے ارحم کو بھی ذلیل کروادیا تھا۔تیار ہو جاؤ

میری جان اپنے یزدان کی دسترس میں آنے کے لیے۔۔

سر سکندر عثمان نے ارحم کے خلاف ایف آئی آر کٹوانے سے انکار کر دیا ہے۔۔زاویار نے اندر آتے بتایا تھا۔۔۔

کیا۔۔! ایسا کیسے ہو سکتا ہے، یزدان کو حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔پتہ نہیں سر

ارحم تو کل سے حمدان کے ساتھ ہسپتال میں ہے۔۔

کیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔یزدان کو ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔زاویار "یہ تم کیا بول رہے ہو۔۔؟

جی سر میں نے پتہ کروایا ہے، تو یہی سننے کو ملا ہے۔۔

تم مزید انفارمیشن اکٹھی کرو مجھے رات تک چاہیے۔۔۔یزدان کافی غصے سے اپنی سناتے واک آؤٹ کر گیا تھا۔۔

اور زویار دوبارہ سے کام پہ لگ گیا تھا۔۔۔اب اسے ارحم کے خلاف مزید انفارمیشن اکٹھی کرنی تھی۔۔۔

آخر یزدان شاہ چاہتا کیا ہے یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔۔

••••••••

تقریبا شام کے سات بج رہے تھے اور پری کمرے میں ٹہلتی ارحم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔آج اس نے کھانا بھی ارحم کے بغیر ہی کھایا تھا۔۔

میرے ارحم کب آئیں گے۔۔اب تو میں بور ہونے لگی ہوں۔۔پری ٹہلتے ہوئے منمنائی تھی۔۔

ارحم صبح اٹھ بجے سے گیا تھا،اور اب شام کے ساتھ بج رہے تھے۔۔۔

پری سب کچھ بھول گئی تھی۔۔۔اور اس نے ارحم کو بھی قبول کر لیا تھا۔۔

وہ جانتی تھی،اگر اس نے یہاں سے دوبارہ جانے کی کوشش کی تو ارحم پھر سے غصہ کرے گا۔۔۔اور اسے دوبارہ یہاں لے آئے گا۔۔۔

پری کو رضیہ بی کی باتیں یاد تھیں۔۔۔اگر وہ ارحم کی ہر بات مانے گی تو ارحم اسے بہت پیار کرے گا۔۔۔اسے بالکل بھی نہیں ڈانٹے گا۔۔اور اب تک تو بالکل ویسے ہی ہو رہا تھا۔۔جیسا رضیہ بی نے کہا تھا۔۔

پری ارحم کی ہر بات مان رہی تھی۔اور وہ اسے ڈانٹ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔

ویسے بھی وہ یہاں سے جا کے کہاں جاتی۔۔۔اس کے ماں باپ نے تو اسے دھتکار دیا تھا۔۔۔

ارحم نا بالکل جہان سکندر کے جیسے ہیں۔۔پری

چلتے چلتے بیٹھ گئی تھی۔۔ نہیں ارحم جہان سکندر جیسے تو نہیں ہیں۔۔۔ارحم کے پاس تو اتنے سارے پیسے ہیں۔۔جہان سکندر تو غریب تھا۔۔پری نے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکاتے سوچا تھا۔۔۔

اللہ اللہ وہ غریب تو نہیں تھا۔۔۔وہ تو میسنا تھا۔۔۔پری کچھ سوچتے بولی تھی ۔۔۔اصل غریب تو میں ہوں۔۔۔اتنے امیر بندے کا بے بی ہونے کے باوجود ترکی نہیں جا سکتی۔۔۔پری نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔

ارحم نہ بالکل عمر جہانگیر کے جیسے ہیں۔۔پری پھر سے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکاتے بولی تھی۔۔لیکن عمر جہانگیر تو علیزے کی ہر بات مانتا تھا۔۔۔ اسے آئس کریم کھلانے بھی لے کر جاتا تھا۔۔اور ارحم تو آج تک مجھے باہر ہی نہیں لے کر گئے۔۔۔پری نے پھر سے منہ بسورا تھا۔۔

کہیں ارحم سالار سکندر جیسے تو نہیں۔۔؟پری نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔ سلار سکندر نے تو امامہ کو ڈیڑھ کروڑ کی انگوٹھی دی تھی۔۔۔ارحم نے تو کبھی دی ہی نہیں۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔ارحم تو میرے کسی کریکٹر سے بھی نہیں ملتے۔۔۔اب میں کیا کروں۔۔۔مجھے تو جہان سکندر، سالار سکندر،اور عمر جہانگیر جیسا شوہر جایئے تھا۔۔۔اور ارحم تو بالکل بھی ان کے جیسے نہیں ہیں۔۔۔پری تو اپنی چھوٹی سی دنیا میں کتنی خوش تھی نہ۔۔۔کتنے خواب تھے نا اس کے۔۔ کیا کبھی پری کے یہ خواب پورے ہو سکیں گے۔۔۔نہ جانے اور کتنی مشکلیں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

ارحم آگئے۔۔! گاڑی کی آواز آئی تھی۔۔اور پری نے بھاگ کر بالکنی سے

نیچے دیکھا۔۔۔ارحم کی گاڑی

تھی۔۔پری نے جلدی سے دوپٹہ لیا،اور نیچے بھاگی۔۔۔ارحم جو لاؤنج میں

داخل ہو رہا تھا،اس نے پری کو بھاگتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا۔۔

السلام علیکم۔۔۔!پری نے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھتے سلام کیا تھا۔۔۔وہ بھاگتے

بھاگتے تھک گئی تھی۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔!پری تم اس طرح سے بھاگ کر کیوں آئی ہو۔۔اور

جوتا کہاں ہے۔۔؟ارحم فکرمندی سے بولا تھا۔۔۔اگر پاؤں میں کچھ لگ

جاتا تو۔۔۔

وہ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی تھی اپ کتنی لیٹ آئے ہیں۔۔۔آج

پری روٹھے سے انداز میں بولی تھی۔۔۔

جوتا کہاں ہے۔۔ارحم نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔وہ میں پہننا ہی بھول

گئی۔۔۔

اوتو میرا بے بی مجھے اتنا مس کر رہا تھا۔۔ کہ جوتا پہننا ہی بھول گیا۔۔ارحم آئی بر واچکاتے بولا

تھا۔۔۔

ہاں نا آج آپ اتنا لیٹ ائے ہیں۔۔آئیں ماما سے ملتے ہیں۔۔ وہ بھی کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہیں۔۔پری ارحم کا ہاتھ پکڑتے بولی تھی۔۔۔

تمہاری ماما آئی ہیں۔۔؟ارحم کو لگا پری اپنی ماما کی بات کر رہی ہے۔۔میری ماما کہاں سے آئیں۔۔۔میں ہماری ماما کی بات کر رہی ہوں، آپ کی اور میری ماما، پری سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔۔

اوا چھا ارحم ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔

جی جی چلیں ائیں، چلتے ہیں۔۔

ہاں ہاں چلو۔۔ارحم بھی پری کے ساتھ ہی چل دیا

تھا۔۔

ماما، ماما، دیکھیں ارحم آگئے ہیں۔۔پری ارحم کا

ہاتھ کھینچتے ہوئے چل رہی تھی۔۔ جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو۔۔۔اگر ہاتھ

چھوڑا تو گم ہو جائے گا۔۔

تم آج لیٹ کیوں آئے ہو؟" مہرناز بیگم باہر آتے بولی تھیں۔۔اور پری نے

جلدی سے ارحم کا ہاتھ چھوڑ

کے مہرناز بیگم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔جو کہ ارحم سے بالکل بھی برداشت

نہیں ہوا تھا۔۔

شاید میں کسی غلط گھر میں اگیا ہوں، مجھے جانا چاہیے۔۔ارحم پلٹتے ہوئے بولا

تھا۔اسے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا، کہ مہرناز بیگم پری کے ساتھ اتنا

اچھا بیہیو کر رہی ہیں۔۔

نہیں نہیں۔۔!تم بالکل صحیح گھر میں آئے ہو۔۔واپس آؤ۔۔مہر ناز بیگم مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔ماما مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔کہ میں آپ کا

ستیلا بیٹا ہوں۔۔ارحم نے جانتی نظروں سے پوچھا۔۔

اللہ نہ کرے کیسی فضول باتیں کر رہے ہو، تم بھی میرے بیٹے ہو اور پری بھی میری بیٹی ہے۔۔مہر
ناز بیگم دونوں کو گلے لگاتے بولی تھیں۔۔

چلو بیٹا جلدی سے فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔۔

نہیں ماما میں نے کھانا نہیں کھانا، شایان اور حمدان کے ساتھ ہی کھالیا تھا ۔۔۔ارحم پری کے گال کھینچتے بولا تھا۔۔۔

حمدان کیسا ہے اب، مہر ناز بیگم نے حمدان کی خیریت پوچھی تھی۔۔

ٹھیک ہے بس ابھی صحیح سے چلا نہیں جاتا، ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا تھا، جو چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

فریحہ یہاں نہیں آئی، مہرناز بیگم نے فریحہ بیگم کا پوچھا تھا۔۔۔اور پری نے اچانک سے اپنی ماں کے نام پہ چہرہ ادھر ادھر کیا تھا۔۔۔ جیسے کچھ چھپانا چاہ رہی ہو۔۔۔

ارحم نے بھی نوٹ کیا تھا۔۔۔ نہیں ماما سکندر انکل نے خود ہی ان کو آنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ خواہ مخواہ میں ان کی طبیعت خراب ہو جاتی۔۔ آج سکندر انکل بھی چلے جائیں گے، وہاں بھی افس میں بہت سارے کام ہیں اسی لیے۔۔ارحم بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔اور اس کی نظریں مسلسل پری پہ تھیں۔۔۔ جس کا چہرہ کبھی کوئی تاثر دے رہا تھا، تو کبھی کوئی۔۔۔

چلو تم فریش ہو جاؤ میں چائے بنواتی ہوں۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔! ارحم ایک نظر پری کو دیکھتا جا چکا تھا۔۔۔ارحم کمرے میں آتے صوفے پہ ٹک گیا تھا۔۔اسے سمجھ نہیں ارہی تھی کہ پری ایسا بہیو کیوں کر رہی ہے۔۔اور وہ اتنی جلدی ارحم کے ساتھ نارمل کیوں ہو گئی ہے ۔۔۔حالانکہ ارحم نے اس کے ساتھ اتنا برا کیا ہے۔۔۔اس بیچاری کو کتنے تھپڑ مارے۔۔۔پری ناراض ہونے کی بجائے ارحم کے ساتھ ایڈجسٹ ہو رہی تھی۔۔ کہیں پری شایان اور حمدان

سے ناراض تو نہیں۔۔ارحم کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

انہوں نے پری کو زبردستی میرے ساتھ جو بھیجا تھا۔۔ایگزیکٹلی یہی بات ہے۔۔پری کے بیہیویئر کی۔۔۔ارحم کو جیسے سارے معاملے کی سمجھ آگئی تھی۔۔۔

میں نے بھی تو کتنا غلط کیا ہے نا۔۔اس کے ساتھ، میں نے حمدان اور سکندر انکل کے ساتھ بھی بہت برا کیا ہے۔۔۔ارحم پیچھے ٹیک لگا چکا تھا۔۔

اور میرا احمر۔۔۔! کیا اس کے ساتھ برا نہیں ہوا۔۔۔ارحم نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔آخر کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے۔۔

نہ جانے کتنے سوال تھے، جو ارحم کے گرد گھوم رہے تھے۔۔۔کیا سے کیا ہو گیا تھا ان کی زندگیوں میں۔۔

•••••••••

یزدان بیٹے کہاں رہتے ہو سارا دن، ٹھیک سے کھانا تک نہیں کھاتے ہو ۔۔۔سارا سارا دن گھر بھی نہیں اتے ہو۔۔مجھے تو جیسے بھول ہی گئے ہو، یہ یزدان کی آنی تھیں۔۔جو اس کے پاس بیٹھی روٹھے سے انداز میں بول رہی تھیں۔۔

آنی جان ایسی بات نہیں ہے۔۔میں بھلا اپ کو کیوں بھولوں گا۔۔اپ کے سوا میرا ہے ہی کون۔۔یزدان ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹتا ہوا بولا تھا۔۔

یزدان 15 سال کا تھا، جب اس کے ماما بابا کار ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے

تھے۔۔

آنی ان کے افس میں جاب کرتی تھیں۔۔ عریسا بیگم یزدان کی ماما جوانی کو

بہت پسند کرتی تھیں انہوں نے انتقال سے پہلے اپنے یزدان کو ان کے

حوالے

کر دیا تھا۔۔۔ان کے رشتہ دار اس قابل نہیں تھے

کہ عریسا اپنے بیٹے کو ان کے حوالے کرتی۔۔اسی لیے انہوں نے آنی پہ

بھروسہ کیا تھا۔۔۔

بس آنی کچھ کام رہ گئے ہیں، ان کو ختم کرتے ہی میں آپ کے ساتھ بہت

سارا ٹائم گزاروں گا۔۔۔ یزدان

مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

بس کام کرتے رہا کرو کبھی خود پہ دھیان دیا ہے۔۔ کتنے کمزور ہو گئے ہو،

آنی یزدان کے بالوں میں انگلی چلاتے ہوئے بولی تھیں، میری فکر کرنے

کے لیے اپ ہیں نا،اسی لیے میں اپنی فکر نہیں کرتا۔۔۔یزدان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔اور اس کی گال پہ ہلکا ساڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔

ہاں میری تو جیسے ہر بات سنتے ہو،ناٹھیک سے کھاتے ہو،نہ ٹھیک سے سوتے ہو،پتہ نہیں کن کن
کاموں میں مصروف تہتے ہو۔۔۔آج توانی کافی غصے میں لگ رہی تھیں

۔۔۔

آنی آپ مجھ پہ تو ایسے غصہ دکھا رہی ہیں جیسے
خود میڈیسن کھا کر بیٹھی ہیں۔۔یزدان اٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔اور اپ نے اٹھ بجے سونا تھا،ٹائم دیکھیں
پورے نو بج رہے ہیں۔۔یزدان ان کو میڈیسن دیتے بولا تھا۔۔۔اور اب آپ نے سونا ہے خبردار جو کوئی ڈرامہ لگایا تو۔۔۔

سو جائیں چپ کر کے۔۔۔ یزدان وارن کرتے بولا تھا۔۔۔ڈاکٹر نے ڈرامہ دیکھنے سے تو منع نہیں کیا تھا۔۔

آنی نے جیسے پتے کی بات بتائی تھی۔۔۔جی جی ڈاکٹر نے ڈرامہ دیکھنے سے منع نہیں کیا تھا۔۔۔ لیکن ڈاکٹر نے نو بجے سے پہلے سونے کا کہا تھا۔۔۔اور اس ٹائم پورے نو بج چکے ہیں، یزدان آنی پہ بلینکٹ دیتے بولا تھا۔۔۔اور اب

اپ سو جائیں، صبح ڈرامہ دیکھیے گا۔۔۔ یزدان نے اگے بڑھ کر آنی کی پیشانی چومی۔۔۔اور لائٹ اف کرتا اپنے کمرے کی طرف ایا۔۔۔ابھی یزدان بیٹھا ہی تھا، کہ اس کا فون بجا۔۔۔زاویار کی کال تھی۔۔۔ہاں زاویار بولو ۔۔۔! یزدان نے کال اٹھاتے ہی سوال کیا تھا۔۔۔۔ سر میں نے ساری انفارمیشن نکلوالی ہے۔۔۔ ہمم۔ بولو سن رہا ہوں۔۔۔!

سر جب ارحم لاہور گیا تھا، تو اس نے سکندر عثمان کی بیٹی سے نکاح کیا تھا

۔۔۔ اور اس کے بعد وہ اسلام اباد واپس اگیا۔۔۔ اور مجھے ایسا لگتا ہے۔۔۔

کہ ارحم نے حمدان کو معاف کر دیا ہے۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔! ارحم نے سکندر عثمان کی بیٹی سے شادی کر لی۔۔۔ کیا

بکواس ہے یہ۔۔۔ ارحم کیسے سکندر کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔۔۔!!!

ضرور تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔ یزدان کو لگا شاید کوئی غلط فہمی

ہو گئی ہے۔۔

نہیں سر کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔۔۔ میں نے ساری انفارمیشن نکلوائی ہے

۔۔۔ جب ارحم حمدان کے پاس ہسپتال گیا تھا۔۔۔ تو وہ اپنی مسز کو بھی لے

کر گیا تھا۔۔۔ میں اپ کو سی ٹی وی فٹیج بھیجتا ہوں۔۔۔ جلدی بھیجو

۔۔۔! یزدان غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔ اگلے ایک منٹ تک یزدان کو

نوٹیفکیشن مل گیا تھا۔۔۔ اور یزدان سے ہمت نہیں ہو رہی تھی، کہ وہ ویڈیو

دیکھ سکے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں ارہی تھی، کہ ارحم نے سکندر کی بیٹی سے

شادی کیسے کرلی۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہوسکتا یزدان نے جلدی سے ویڈیو

پلے کی۔۔۔ارحم روتی ہوئی

پری کو چپ کروا رہا تھا۔۔۔یزدان کے ہاتھوں سے موبائل

گر گیا۔۔۔"اس کی انکھیں سرخ ہو گئ تھیں۔۔۔۔ارحم میں تمہیں جان

سے ماردوں گا۔۔۔۔یزدان مٹھیاں بھینچ کر بولا تھا۔۔۔۔اس نے مٹھیاں

اتنی زور سے بھینچی کہ اس کی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔آہہہہ

۔۔۔۔۔"یزدان چیخا تھا۔۔۔اس نے ریک پہ پڑی چیزوں کو ہاتھ سے گرا

دیا تھا۔۔۔۔ارحم تم اخر میری ہر خوشی کیوں

چھین لیتے ہو۔۔۔اس نے ٹیبل پر ٹھوکر ماری تھی۔۔۔۔تم نے میری

پریشے کو مجھ سے چھینا۔۔۔تمہاری اتنی اوقات، تمہیں میں اپنے ہاتھوں سے

ماروں گا۔۔۔ارحم خان۔۔۔"یزدان نے فون اٹھاتے زویار کو کال ملائی

تھی۔۔۔۔پہلی

بیل پہ ہی کال اٹھالی گئ تھی۔۔۔جی سر زاویار مجھے

سکندر کی بیٹی چاہیے ۔۔۔ یزدان اپنا غصہ کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔۔

لیکن سر سکندر ۔۔۔ "زاویار میں نے کہا مجھے سکندر کی بیٹی چاہیے ۔۔۔

یزدان، زاویار کی

بات کاٹتے دھاڑا تھا۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا مجھے

صبح تک سکندر کی بیٹی چاہیے ۔۔۔ ورنہ میں تمہاری جان نکال دوں گا

۔۔۔ یزدان اس وقت شدید غصے میں تھا۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا، پوری

دنیا تہس

نہس کر دے ۔۔۔۔ یزدان فون بند کرتے دور صوفے پہ اچھال چکا تھا

۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں ارہی تھی، اخر ہو کیا رہا ہے ۔۔۔ پری تم صرف

میری ہو، صرف اور صرف یزدان شاہ کی ۔۔۔ یزدان کا بس نہیں چل رہا

تھا۔۔۔ کہ وہ ارحم کو جان سے مار دے ۔۔۔

....

یہ کیا اپ ابھی تک فریش ہی نہیں ہوئے۔۔۔پری اندر اتے بولی تھی

۔۔۔ارحم ابھی تک اسی طرح بیٹھا تھا، وہ پری کے بارے میں سوچ رہا تھا

۔۔۔کہاں گم ہیں اپ۔۔۔!ارحم جواب کو جواب نہ دیتا دیکھ پری نے

پوچھا تھا۔۔۔ارحم پری کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔پری بات سنو۔۔۔!"جی

"ادھر اؤ پاس بیٹھو۔۔۔!ارحم اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔

جی پری بیٹھتے پھر سے "جی" بولی تھی۔۔۔کیا میں تم سے ایک بات

پوچھوں۔۔۔اگر تم بتانا چاہو تو۔۔۔!ارحم نے قریب ہوتے پری کا ہاتھ

پکڑا تھا۔۔۔پری پیچھے کو سرکی۔۔۔۔تم پیچھے کیوں ہو گئی۔۔۔ارحم دوبارہ

سے اسے پاس کھینچتے بولا تھا۔۔۔اپ نے یہ پوچھنا تھا، پری نے بڑی بڑی

انکھیں کھولتے پوچھا۔۔۔۔ہاں یہی پوچھنا

تھا۔۔۔ارحم دانت پیستے بولا تھا۔۔۔۔اچھا سچی سچی

بتاؤں۔۔۔!مجھے نا اپ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔اسی لیے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

پری نے ایمانداری سے بتایا تھا۔۔۔کیوں میں کوئی جن ہوں۔۔۔ارحم نے

پری کو گھورا۔۔۔نن۔۔ نہیں اپ جن تو نہیں ہیں۔۔۔وہ بس اپ تھپڑ مار دیتے ہیں نا۔۔۔اسی لیے مجھے اپ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔دیکھے تو ذرا کتنا بڑا ہاتھ ہے اپ کا۔۔

۔اتنا درد ہوتا ہے مجھے۔۔۔پری ہونٹ نکالے شکایت کرتے بولی تھی۔۔۔میں نے اپنے بے بی کو جتنے تھپڑ مارے۔۔۔ان سب کے لیے کان پکڑ کے سوری۔۔۔ارحم کان پکڑتے بولا تھا۔۔۔۔ہاہاہا۔۔پری ہلکا سا ہنسی تھی۔۔۔۔ہنس کیوں رہی ہو۔۔۔۔ میں نے کوئی جوک سنایا ہے کیا۔۔۔ارحم نے ائی برواچکاتے پوچھا۔۔۔ ویسے ہی۔۔پری بولتے ہی جلدی سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ماما ویٹ کر رہی ہیں۔۔۔اپ اجائیں، ورنہ چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔۔پری ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی، تم بیٹھ جاؤ۔۔ارحم دوبارہ سے پری کو بٹھاتے بولا تھا۔۔۔نہیں نہ مجھے چائے پینی

ہے۔۔۔اپ کو پتہ ہے، میں جب سے اپ کے گھر ائی ہوں میں نے
چائے نہیں پی۔۔۔۔پری اداسی سے بولی تھی۔۔۔اوو تو میں ابھی اپنے بے
بی کو چائے پلا دیتا ہوں۔۔۔ارحم پری کی ناک کھینچتے بولا تھا۔۔۔ارحم نے
موبائل پکڑتے کسی کو کال ملائی تھی۔۔۔پری اب ارحم کو دیکھ رہی تھی
۔۔۔جو نہ جانے کسے کال ملا رہا تھا۔۔۔ہیلو ماما۔۔کیا اپ ہمارے لیے چائے
کمرے میں بھجوا سکتی ہیں۔۔۔ارحم نے پری کو دیکھ کے کہا تھا۔۔۔کیوں تم
نیچے
نہیں اسکتے۔۔۔مہرناز بیگم بھی شرارت سے بولی
تھیں۔۔۔ماما یار سمجھا کریں نا۔۔اچھا اچھا بھجوا
رہی ہوں، مہرناز بیگم مسکرا دی تھیں۔۔۔۔جی ذرا
جلدی بھجوا دیں۔۔۔۔میرا بے بی جب سے یہاں ایا ہے اس نے چائے
نہیں پی، اس بار ارحم کے چہرے پہ بھی

مسکراہٹ ائی تھی۔۔۔اچھا اچھا بجھوا رہی ہوں، مہرناز بیگم کافی خوش ہو گئی تھیں۔۔۔انہیں اچھا لگا تھا۔۔۔کہ پری اور ارحم کے درمیان سب ٹھیک ہے۔۔۔یہ کیا کیا اپ نے۔۔۔میں نے ماما کے ساتھ چائے پینی تھی

۔۔۔

پری منہ کا نقشہ بگاڑتے بولی تھی۔۔۔پری کی انکھوں میں پانی اگیا تھا۔۔۔اور ارحم کا کیا جس کا دل جل کے راہ ہو گیا تھا۔۔۔

پری تم میری ایک بات کا جواب دو۔۔۔تم میری بیوی ہو، یا ماما کی۔۔۔ارحم بھی جلے بھنے انداز میں بولا تھا۔۔۔اپ نا بالکل بھی جہان سکندر جیسے نہیں ہیں۔۔۔پری ارحم کی طرف دیکھتے منہ چڑھاتے بولی تھی۔۔۔

کون جہان سکندر۔۔ارحم نے

سیدھے ہوتے پوچھا تھا۔۔۔جو بھی ہے، اپ سے تو اچھا ہی ہے۔۔۔

پری بھی اس دفعہ ایٹیٹیوڈ سے

بولی تھی۔۔۔رہتا کہاں ہے۔۔۔؟اب ارحم کی اواز میں تھوڑا غصہ تھا

۔۔۔"ترکی"۔۔۔مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔تم اس سے کہاں ملی۔۔۔

ارحم اپنا رخ پری کی طرف مڑ چکا تھا۔۔۔میں اس سے کبھی نہیں ملی۔۔۔

پری کے چہرے پہ دوبارہ سے اداسی ائی تھی۔۔۔تو

کیا فون پہ بات کی تھی۔۔۔ارحم کی اواز سے صاف محسوس کیا جا سکتا تھا، کہ

وہ ابھی رو دے گا۔۔۔اف اللہ میں اس سے کیسے بات کر سکتی ہوں۔۔۔

وہ تو ناول

کا کریکٹر ہے نہ۔۔۔پری سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔"کیا"

۔۔۔ارحم کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔پری مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں

ایک دن پاگل ہو جاؤں گا۔۔۔ارحم تو صدمے میں ہی چلا گیا تھا۔۔۔اسے

لگا پری سچ میں کسی کی بات کر رہی ہے۔۔۔اللہ نہ کرے میرے ارحم پاگل

ہوں۔۔۔پری جلدی سے ارحم کا ہاتھ پکڑتے بولی تھی۔۔۔کیا ہوا اپ

جہان سکندر جیسے نہیں ہیں تو۔۔"اپ میرے ارحم تو ہیں نا، پری نے ارحم

کی انکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔ لیکن اسی پل نظریں جھکا لی تھیں۔۔۔اب دوبارہ کوئی ایسی بات مت کرنا، میں نہیں چاہتا کہ تمہاری ننھی سی جان کسی مشکل میں ائے۔۔۔اور اب ان سب باتوں کو چھوڑو، مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔ارحم نے بات ہی بدل دی تھی۔۔۔

ورنہ شاید سچ میں پری کی باتیں سن کر اس کے لیے کنڑول کرنا مشکل ہو جاتا ۔۔۔ لیکن مجھے پہلے چائے پینی ہے۔۔۔پری کو پھر سے چائے یاد اگئی تھی ۔۔۔چائے بھی اجاتی ہے۔۔۔اسی پر کمرے کا دروازہ بجا۔۔۔لو اگئی تمہاری چائے۔۔۔رضیہ بی اجائیں۔۔۔ارحم نے ہی رضیہ بی کو اندر انے کا کہا تھا۔۔۔رضیہ بی اندر داخل ہوئیں تھیں۔۔۔رضیہ بی چائے لانے میں اتنی دیر لگا دی اپ نے۔۔۔"پری کو چائے پینی تھی۔۔۔ارحم شکایت کرتے بولا تھا۔۔۔ جلدی آئی، یا دیر سے آئی چائے تو اگئی ہے نا۔۔۔"اپ نہ بس ہر ٹائم لڑنے کا موقع ڈھونڈتے

رہتے ہیں۔۔۔پری رضیہ بی سے چائے پکڑتی بولی تھی ۔۔۔ارحم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔جی جی ارحم صاحب۔۔۔!پری بی بی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔اتنا غصہ مت کیا کریں۔۔۔ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔۔رضیہ بی نے بھی

پری کی ہی سائیڈلی تھی۔۔۔رضیہ بی اپ کو بھی لگتا ہے کہ میں فضول میں غصہ کرتا ہوں۔۔۔ارحم افسوس سے بولا تھا۔۔۔جی جی ارحم صاحب۔۔۔ اپ اتنا فضول میں غصہ مت کیا کریں۔۔رضیہ بی نے اپنی ہنسی کنڑول کرتے کہا تھا۔۔۔رضیہ بی مجھے اپ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔"ارحم صدمے میں جا چکا تھا۔۔۔رضیہ بی بھی مسکراتی جا چکی تھیں۔۔۔پری اپنی چائے پکڑے پینے کے تیاری میں تھی۔۔۔اپ چائے لیں نا۔۔پری نے چائے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ارحم نے ایک نظر پری کو دیکھا۔۔۔ہاں لے لوں گا۔۔تم اپنی پیو۔۔!ارحم بیزاری سے بولا تھا۔۔۔اج ارحم کا دل ٹوٹ گیا تھا۔۔۔اسے لگ رہا تھا،

پری کے انے کے بعد اس کے گھر میں اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہی ۔۔۔"اممم"۔۔۔پری نے چائے کا سپ لیتے منہ بگاڑا۔۔۔ تمہیں کیا ہوا ۔۔۔ارحم نے ائی برواچکائی۔۔اس میں چینی نہیں ہے۔۔۔پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔ہاں تو رونے والی بات نہیں ہے۔۔۔دوسری پکڑلو ۔۔۔ارحم نے جلدی سے پری کو دوسرا کپ پکڑایا۔۔۔اور پہلا کپ خود پکڑا۔۔۔آپ چینی والی چائے کیوں نہیں پیتے۔۔۔پری نے منہ بسورا ۔۔۔پہلے نہیں پیتا تھا، لیکن اب سے میں چینی والی چائے ہی پیا کروں گا ۔۔۔ارحم اپنی پھیکی چائے کی چسکی لگاتے بولا تھا۔۔۔ہاں یہ صحیح ہے۔۔ میں ناابھی اپ کے لیے چینی لے کراتی ہوں۔۔۔۔پری جلدی سے کھڑی ہوتی بولی تھی۔۔۔ارے نہیں میری چائے تو میٹھی ہوگئی ہے ارحم پری کو واپس بٹھاتے بولا تھا۔۔۔۔وہ جانتا تھا اگر پری اب گئی، تو دوبارہ واپس انا مشکل ہوگا۔۔وہ کیسے۔۔۔!پری نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔میرے بے بی

نے میری چائے میں سے سپ لگایا، تو میری چائے میٹھی ہو گئی۔۔۔ارحم نے

دوبارہ سے چائے کا سیپ لگایا تھا۔۔۔"سوری"۔۔پری
شرمندہ سی ہو گئی تھی۔۔۔سوری کیوں۔۔۔!بول رہی
ہو۔۔۔وہ میں نے اپ کی چائے جھوٹی جو کر دی ہے۔۔۔۔پری نے چہرہ
جھکا لیا تھا۔۔۔ہاں تو اس میں سوریض بولنے والی کیا بات ہے۔۔۔۔
ائندہ کے بعد میں اپنے بے بی سے ہی اپنی چائے میٹھی کرواؤں گا۔۔۔ارحم
نے پری کے گرد حسار بنایا تھا۔۔۔اچھا جی پری بھی خوش ہو گئی تھی۔۔۔
اچھا پری اب میں تم سے بات کروں۔۔۔ارحم چائے کا کپ میز پہ رکھتے
بولا تھا۔۔۔ہمم جی جی بولیں۔۔۔!پری بھی ارحم کی طرف متوجہ ہوئی
تھی۔۔۔پری تم
حمدان سے ملنے کیوں نہیں جاتی۔۔۔ارحم نے پہلا سوال
کیا تھا۔۔۔اور اس کی نظریں پری کے چہرے کی طرف

تھیں۔۔۔ جس کا اس وقت رنگ اڑ چکا تھا۔۔و۔ ویسے ہی پری نے
نظریں چرائیں۔۔۔پری ادھر میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔ارحم نے
پری سے چائے کا کپ لے کر میز پہ رکھ دیا تھا۔۔۔پری اس دن کیا ہوا تھا،
جب تم ہسپتال سے فوراواپس ائی تھی۔۔۔۔ارحم نے دوسرا سوال کیا تھا
۔۔۔اوراب کی بار پری کے ہاتھ لرزنے لگے تھے۔۔۔وہ۔۔ مم۔میں
۔۔۔۔پری اس سے اگے کچھ نہیں بول سکی تھی۔۔۔پری کیا ہوا ہے تم
ٹھیک تو ہو۔۔۔ارحم نے اپنا حصار تنگ کرتے پری کو قریب کھینچا تھا۔۔۔
ارحم آ۔آپ مجھے کبھی چھ۔چھوڑیں گے تو نہیں۔۔۔پری کی اواز لڑکھڑائی
تھی۔۔۔اور انکھوں سے انسو بہنے لگے تھے۔۔۔میں بھلا اپنے بے بی کو
کیوں چھوڑوں گا۔۔۔ہمم۔۔ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔۔ارحم فکر
مندی سے بولا تھا۔۔۔پری کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔ارحم پری کی کپکپاہٹ
محسوس کر سکتا تھا۔۔۔مم۔مجھے بابا اور بھائی ب۔۔۔بالکل۔۔۔بھی اچھے
نن۔۔۔نہیں لگتے۔۔۔میں اب کبھی دوبارہ ان کے۔۔۔۔گھر نہیں جانا

چاہتی۔۔۔ میں ہمیشہ اپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔ پری ارحم کا حسار کھولتے اس کے ہاتھ پکڑ کے بولی تھی۔۔۔ اپ کو پتہ ہے، میں وہاں اکیلی تھی۔۔۔ کوئی مجھ سے بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔ میں جب سے یہاں ائی ہوں نا، مجھے ماما مل گئی ہیں۔۔۔ اپ کی ماما بہت اچھی ہیں۔۔۔

پری جو پچھلے دو دنوں سے خود پہ کنٹرول کر رہی تھی۔۔۔ اج وہ ارحم کی نرمی کے اگے ہار گئی تھی۔۔۔ میں اب کبھی ان لوگوں سے نہیں ملنا چاہتی۔۔۔ وہ انتہائی مطلبی لوگ ہیں۔۔۔ پری خود بھی نہیں جانتی تھی، کہ وہ کیا بول رہی ہے۔۔۔ وہ بس یہ جانتی تھی۔۔۔ کہ جس کو وہ یہ سب بتا رہی ہے،

"وہ اس کا شوہر ہے۔۔۔

"اس کا محافظ ہے۔۔۔

"اس کا مجازی خدا ہے۔۔۔

پری تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔ اور اخر ایسا کیا ہوا ہے، جو تم اس طرح سے بول رہی ہو۔۔۔ تم تو اپنے بھائیوں سے بہت پیار کرتی تھی نا۔۔۔ ارحم بھی

پریشان ہو گیا تھا۔۔۔اخر پری ایسا کیوں بول رہی تھی۔۔۔ نہیں میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔۔۔انہوں نے اپ کے بھائی کو بھی مارا ہے نا۔۔۔ وہ لوگ بہت برے ہیں۔۔۔پری نے اج اپنے بھائیوں کے بارے میں وہ بول دیا تھا۔۔جو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی ۔۔۔اج اس نے اپنا سارا غصہ نکال دیا تھا۔۔۔پری پلیز رونا بند کرو۔۔۔ ارحم مزید الجھ گیا تھا۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی، کہ اخر ہو کیا رہا ہے ۔۔۔ارحم اپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے نا۔۔۔پری نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔۔ نہیں میں اپنے بے بی کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ارحم پری کو اپنے سینے میں چھپاتے بولا تھا۔۔۔ چلو شاباش اب میرا بے بی رونا بند پری کی ناک کھینچتے کہا تھا۔۔۔میری چائے ٹھنڈی ہو کرے۔۔۔ارحم نے رہی ہے۔۔۔پری

سیدھی ہوتی بولی تھی۔۔۔اوہاں۔۔۔!چائے تو ہم بھول ہی گئے۔۔۔ارحم نے بھی بات کارخ بدلا تھا۔۔۔وہ سمجھ گیا

تھا، کوئی تو ایسی بات ہوئی تھی، ہسپتال میں جو پری اتناڈسٹرب ہو گئی تھی

۔۔۔ارحم نے سوچ لیا تھا۔۔۔وہ اب حمدان سے ہی بات کرے گا۔۔۔

پری بھی

چائے پینے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

•••••••••

یا اللہ خیر۔۔! کیا ہوا ہے۔۔ ملازمہ نے اکرانی کو بتایا

تھا۔۔ کہ رات کو یزدان نے اپنے کمرے کی کیا حالت کی ہے۔۔۔اور صبح

ہوتے ہی وہ چلا گیا۔۔۔اور اب انی اچھا

خاصا پریشان ہو گئی تھیں۔۔۔ابھی رات تک تو یزدان ٹھیک تھا۔۔"اور

اب کیا ہوا اسے۔۔۔آنی کو سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔ بشرا۔۔! جی بیگم صاحبہ

۔۔ یزدان کو فون ملاؤ ابھی۔۔۔ بیگم صاحبہ یزدان کا فون بن جا رہا ہے۔۔۔

بشرا نے دو دفعہ بیل دی تھی، لیکن یزدان کا فون مسلسل بند جا رہا تھا۔۔۔ یا

اللہ خیر میرا بچہ ٹھیک ہو۔۔اب آنی مسلسل یزدان کے لیے خیر کی دعا مانگ رہی

تھیں۔۔۔

•••••••••

زاویار میں نے کہا ہے کہ مجھے کسی بھی حال میں سکندر کی بیٹی چاہیے۔۔۔ یزدان صبح صبح اپنے افس میں زاویار پہ غصہ نکال رہا تھا۔۔۔لیکن سر وہ ارحم کی بیوی۔۔زاویارررر۔۔۔۔۔۔یزدان غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔وہ ارحم کی بیوی نہیں ہے۔۔۔سمجھے تم۔۔۔وہ صرف میری پریشے ہے۔۔۔ صرف اور صرف یزدان شاہ کی۔۔۔یزدان بھڑک اٹھا تھا۔۔۔زاویار کے منہ سے ارحم کی بیوی سن کر۔۔۔کچھ بھی کرو مجھے شام تک پریشے چاہیے ۔۔۔اور اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔یزدان غصے سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا۔۔۔یہ یزدان نہیں اس کی محبت کا جنون سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔یزدان کا دل چاہ رہا تھا، کہ وہ ارحم کو جان سے مار

دے۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے،ارحم تمہیں میں چھوڑ دوں گا۔۔ نہیں۔۔!

تمہارا تو میں وہ حال کروں گا۔۔۔ کہ کتوں کو بھی تمہاری لاش نہیں ملے گی ۔۔۔ یزدان نفرت سے بولا تھا۔۔۔ پری میری پہلی محبت ہے۔۔۔اور اتنی اسانی سے میں اپنی محبت کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ تم نے میری محبت پہ نظر رکھی۔۔۔اس کا حساب تمہیں دینا ہو گا۔۔۔ یزدان غصے سے دھاڑتے بولا تھا۔۔۔

••••••••

ماضی۔۔۔۔

یہ اج سے چار سال پہلے کا منظر تھا۔۔۔پریشے سکول کے گیٹ کے سامنے کھڑی کسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ تبھی دور گاڑی میں بیٹھے یزدان شاہ کی نظر پری کی طرف گئی۔۔۔اور یزدان شاہ نظریں نہیں ہٹا سکا۔۔۔اسی پل پری کے سامنے گاڑی اکر رکی۔۔۔اور پری گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔۔۔ لیکن یزدان اگلے دس منٹ تک اس جگہ کو تکتا رہا تھا۔۔۔

یہ پہلا دن تھا، ہر روز یزدان یہاں انے لگا۔۔۔ یزدان نے پری کا بائیو ڈیٹا نکلوایا جس سے اسے پتہ چلا کہ پریشے سکندر عثمان کی بیٹی ہے۔۔۔ یہ سن کر یزدان کو تھوڑا غصہ ایا تھا۔۔ سکندر عثمان کے ساتھ یزدان کی کافی گہری دشمنی تھی۔۔۔ دل بھی ایا تو دشمن کی بیٹی پہ۔۔۔ یزدان گاڑی میں بیٹھا پری کو دیکھتے بڑبڑایا تھا۔۔۔ یزدان شاہ کو جو چیز اچھی لگے وہ حاصل کر ہی لیتا ہے پھر چاہے وہ اس کے دشمن

کی بیٹی کیوں نہ ہو۔۔۔۔" یزدان اسلام اباد کا رہنے والا تھا۔۔۔ وہ کسی کام کے سلسلے میں لاہور گیا تھا۔۔۔ اور آج اس کی اسلام اباد کی فلائٹ تھی ۔۔۔ بہت جلد تم میری دسترس میں ہو گی۔۔۔ یزدان موبائل میں پری کی تصویر کو دیکھتے بولا تھا۔۔۔ جو اس کے بائیو ڈیٹا کے ساتھ نکلوائی گئی تھی ۔۔۔ یزدان نے صوفے پہ بیٹھے سکندر عثمان کو کال ملائی تھی۔۔۔۔ پہلی بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ ارے سکندر صاحب کیسے ہیں اپ۔۔۔! یزدان نے خوشگواری سے سوال کیا تھا۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں، لیکن شاید

تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔ سکندر صاحب کو شاید کچھ ہضم نہیں ہوا تھا، یزان کا اتنے اچھے موڈ میں بات کرنا۔۔۔ ارے نہیں نہیں سکندر صاحبمیں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ میں نے بس اپ کو بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔ کہ میں اج اسلام اباد جا رہا ہوں۔۔۔ یزدان دل کش مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔ ہاں تو میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے۔۔۔ سکندر صاحب بھی مصروف سے انداز میں بولے تھے۔۔

اپ نے زیادہ کچھ نہیں کرنا، بس میری ایک امانت ہے، اپ کے پاس۔۔۔ اپ کو صرف اس کی حفاظت کرنی ہے۔۔۔ اج سچ میں یزدان کافی اچھے موڈ میں بولا تھا۔۔۔ ایسی کون سی تمہاری امانت ہے میرے پاس۔۔۔؟؟

سکندر صاحب نہ سمجھی سے بولے تھے۔۔۔اب کیا یہ بھی مجھے ہی بتانا پڑے گا، یزدان نے طنز کیا تھا۔۔۔یزدان پہیلیاں مت بھجواؤ سیدھی طرح جو بات ہے، وہ کرو۔۔۔سکندر عثمان نے بیزاری سے کہا تھا۔۔میں اپ کی بیٹی کی بات کر رہا ہوں، یزدان کھڑا ہوتے بولا تھا۔۔۔کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔سکندر عثمان کو لگا شاید انہوں نے غلط سن لیا ہے۔۔۔بکواس نہیں، صحیح بول رہا ہوں۔۔۔اپ کی بیٹی پہ دل اگیا ہے۔۔سکندر صاحب "۔۔اور اب وہ صرف یزدان شاہ کی ہے۔۔۔یزدان اطمینان سے بولا تھا۔۔اپنی بکواس بند کرو۔۔، سکندر عثمان غصے سے پھنکارے تھے ۔۔۔اواز نیچی رکھ کے بات کریں۔۔۔یزدان کا لہجہ ابھی بھی دھیما تھا۔۔۔ یزدان کو جو چیز پسند اجائے پھر وہ اسے حاصل کر کے ہی رہتا ہے۔۔۔اسی لیے پہلے وارن کر رہا ہوں۔۔پریشے صرف میری ہے یزدان شاہ کی ہے ۔۔۔اور میں اسے یہاں امانت کے طور پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔۔۔ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔۔۔جب وہ میرے قابل ہو جائے گی، تو میں اسے لے

جاؤں گا۔۔۔اور ہاں اگر اسے ایک انچ بھی ائی۔۔۔ تو اس کے ذمہ دار اپ ہوں گے، یزدان نے پری کو اپنی ملکیت سمجھ کر بات کی تھی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے، تم یہ فضول بکواس کرو گے اور میں تمہیں اپنی بیٹی دے دوں گا ۔۔۔ غلط لگتا ہے، تمہیں ائندہ کے بعد تمہیں میری بیٹی نظر بھی نہیں ائے گی۔۔۔اور خبر دار۔۔۔ ! اگر تم نے اپنی گندی زبان سے میری بیٹی کا نام لیا تو۔۔۔میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔۔۔ سکندر عثمان تو تپ ہی گئے تھے ۔۔۔ یزدان کی بکواس سن کر۔۔۔ارے نہیں سکندر صاحب اب تو وقت بتائے گا، کہ کون جیت تا ہے، اور کون ہارتا ہے۔۔۔ میں نے صرف اپ کو بتانے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔اب اپ جو بھی سمجھیں اپ کی مرضی۔۔ اللہ حافظ۔۔۔ ! سسر جی۔۔۔

یزدان کال کاٹ چکا تھا۔۔۔جب کہ سکندر عثمان کافی حد تک پریشان ہو گئے تھے۔۔۔انہوں نے کبھی بھی پری کو صحیح سے بلایا تک نہیں تھا۔۔ لیکن اج یزدان کی باتیں سن کے ان کو سچ میں غصہ اگیا تھا۔۔۔یا یہ

کہنا زیادہ بہتر ہو گا، کہ بیٹی کے لیے ایسے الفاظ ان سے برداشت نہیں

ہوئے تھے۔۔۔یزدان شاہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔۔یہ سکندر عثمان

سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔اور اب ان کو پریشے کی فکر کھائی جارہی تھی

۔۔۔سکندر عثمان جلدی سے گھر کے لیے نکلے تھے۔۔۔اور گھر اتے ہی

انہوں نے پہلی بار پری کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔۔جی بابا جان اپ نے

بلایا۔۔۔"پری کمرے میں اتی بولی تھی۔۔۔سکندر صاحب اخبار پڑھنے

میں مصروف تھے۔۔۔تم کل سے سکول نہیں جاؤ گی۔۔وہ بظاہر تو اخبار

پڑھنے میں مصروف دکھائی دے رہے تھے، لیکن ان کی نظر پری پر ہی

تھیں۔۔۔جس کے چہرے کا رنگ اس وقت اڑ چکا تھا۔۔۔لیکن کیوں بابا

کچھ ہوا ہے

کیا۔۔۔!پری فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔جب ایک دفعہ بول دیا ہے، تو

مزید سوال مت پوچھو۔۔۔تم تیاری کر لینا ابان کے پاس، وہ تمہارا ان لائن

ایڈمیشن کروا دے

گا۔۔۔اوراب تم جاسکتی ہو۔۔۔! اب کی بار سکندر صاحب نے ایک نظر پری پہ ڈالی تھی۔۔۔ جس کی انکھوں میں اس وقت نمی تھی، اور صاف ظاہر ہورہا تھا، کہ وہ خود پہ کنٹرول کیسے کھڑی ہے، شاید ابھی رودے گی۔۔۔ میں نے کہا تم جاسکتی ہو۔۔۔ سکندر عثمان دوبارہ سے اخبار میں مصروف ہوتے بولے تھے۔۔۔ پری خاموشی سے چلی گئی تھی۔۔۔ اور اب سکندر صاحب دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔۔۔ لیکن شاید پری کے لیے یہی بہتر تھا۔۔۔ پری کمرے میں اکر کافی دیر تک روتی رہی تھی۔۔۔ اور روتے ہوئے ہی سو گئی تھی۔۔۔۔

••••••••

یزدان اپنے افس میں بیٹھا نہ جانے کب سے پری کی تصویر کو تک رہا تھا ۔۔۔ اس کی پری کسی اور کی ہو گئی تھی، اسے یقین نہیں ارہا تھا۔۔۔ اور یزدان نے سوچ لیا تھا، کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔۔۔ یزدان نے اپنا نمبر بھی

بند کیا تھا صبح سے ،اوراج وہ چھ بجے سے آفس آکر بیٹھا تھا۔۔اس نے نمبر ان کرتے سکندر عثمان کو کال ملائی تھی۔۔ بیل جارہی تھی۔۔۔ سکندر عثمان ڈرائیونگ کررہے تھے۔۔۔جب ان کا فون بجا۔۔۔ حمدان ان کے ساتھ ہی افس جاتا تھا۔۔ لیکن اس وقت شایان اور حمدان دونوں ہی اسلام اباد تھے۔۔۔اور سکندر عثمان اکیلے ہی افس جارہے تھے۔۔۔انہوں نے فون دیکھا یزدان کی کال تھی۔۔

یزدان اگر تم نے یہ فضول باتیں ہی کرنے کے لیے فون کیا ہے، تو میں کال کاٹ رہا ہوں۔۔۔ سکندر صاحب کی اواز میں غصہ محسوس کیا جاسکتا تھا۔۔ شوق سے کال کاٹیں، لیکن پہلے میری بات سن لیں،اپ نے پری کا نکاح کروادیا،ارحم کے ساتھ، میں نے کہا تھا ایسی کوئی غلطی مت کریے گا،اور اب انجام کی ذمہ دار اپ خود ہوں گے۔۔۔یزدان بے فکری سے بولا تھا

۔۔۔

یزدان مجھے میری بیٹی کے لیے جو بہتر لگا، میں نے وہ کیا۔۔۔اور اب تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔ سکندر عثمان نے بھی اطمینان سے بات ہی کی تھی

۔۔۔

پریشے صرف میری ہے، یزدان ٹیبل پہ ہاتھ مارتا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ ارحم کو تو میں جان سے مار دوں گا۔۔۔اب کی بار یزدان مزید غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ یزدان وہ میری بیٹی ہے، ور میں اس کی شادی جہاں مرضی کروں، تم کوئی نہیں ہوتے، اس بارے میں بات کرنے والے۔۔۔ سکندر عثمان دو ٹوک بولے تھے۔۔۔اور بولتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ یزدان نے غصے سے موبائل ٹیبل پہ پٹخا۔۔۔

....

ارحم سات بجے افس کے لیے نکل گیا تھا۔۔۔کافی دنوں سے افس میں کام رکا ہوا تھا، اور اج اسے سارے کام نمٹانے تھے۔۔۔اسے حمدان کے پاس

بھی جانا تھا۔۔۔اج حمدان نے بھی ڈسچارج ہو جانا تھا۔۔۔۔پری سو رہی تھی ارحم پری کو سوتا چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

پری نیند میں تھوڑا سا کسمسائی تھی۔۔۔یا پھر یہ کہنا زیادہ بہتر ہے، کہ پری کی نیند پوری ہو گئی تھی۔۔۔"اس نے اہستہ اہستہ انکھیں کھولیں، کیا میں جاگ گئی ہوں، پری نے ادھ کھلی انکھوں سے چھت کو دیکھتے سوچا تھا۔۔۔لیکن ابھی تو مجھے اور سونا ہے، پری نے نیند میں ہی منہ بگاڑا۔۔۔ایسا کرتی ہوں، میں دوبارہ سے سو جاتی ہوں۔۔۔پری نے پھر سے دل میں سوچا تھا۔۔۔ہاں یہ صحیح رہے گا۔۔۔ارحم کے ساتھ ہی اٹھوں گی اب تو۔۔۔پری نے تھوڑا سر تیڑھا کرتے ارحم کو دیکھا۔۔۔ارحم۔۔۔!پری اچھل کے اٹھی تھی۔۔۔ارحم اپنی جگہ پہ نہیں تھا۔۔۔اس کی ساری نیند ہوا ہو گئی۔۔۔ارحم کہاں گئے۔۔۔پری نے جلدی سے گھڑی کی طرف دیکھا، جو اٹھ بجا

رہی تھی.. اٹھ بج گئے۔۔۔پری کی حیرت سے انکھیں کھلیں۔۔۔ارحم افس چلے گئے،اور اپنے بے بی کو اٹھایا بھی نہیں۔۔۔پری اداس ہو گئی تھی ۔۔۔میں ان کا بے بی ہوں ہی نہیں۔۔۔پری نے منہ بسورا۔۔۔جھوٹے کہیں کے۔۔۔تم تو میرا بے بی ہو۔۔۔"پری نے منہ پھلا کر ارحم کی نقل اتاری تھی۔۔۔اس گھر میں بس ماما اور رضیہ بی ہی اچھی ہیں۔۔۔پری بیڈ سے نیچے اترتے بولی تھی۔۔۔اب اس کا رخ نیچے کی طرف تھا۔۔۔مہر ناز بیگم رضیہ بی کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔جب پری

ان کو نیچے اتی نظر ائی۔۔۔بکھرے بال،نائٹ ڈریس میں،پری اسی طرح نیچے آگئی تھی۔۔۔میری بیٹی اٹھ گئی۔۔۔مہر ناز بیگم پیار سے بولی تھیں ۔۔۔ماما اپ کو پتہ ہے،ارحم اج پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔پری مہر ناز بیگم کے پاس بیٹھتی بولی تھی۔۔۔پری بی بی اپ نے جوتا کیوں نہیں پہنا ۔۔۔رضیہ بی نے پری کے پاؤں دیکھتے کہا تھا۔۔۔وہ تو میں بھول ہی گئی ۔۔۔پری ہمیشہ سے جوتا پہننا بھول جاتی تھی۔۔۔اور شاید آج بھی بھول

گئی تھی۔۔۔ماما میں اپ سے کچھ کہہ رہی ہوں، پری روٹھے سے انداز میں مہرناز بیگم کو یاد کرواتی بولی

تھی۔۔۔بیٹا ارحم افس گیا ہے، تم سو رہی تھی، تو اس نے جگانا بہتر نہیں سمجھا تھا۔۔۔اسی لیے وہ چلا گیا، مہرناز بیگم پری کے بال ٹھیک کرتے بولی تھیں۔۔۔لو جی

یہ کیا بات ہوئی میں نے ان کو تیار ہوتے دیکھنا تھا۔۔۔پری نے منہ بنایا ۔۔۔رضیہ بی نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ہاں تو کل دیکھ لینا نا، میں ارحم سے کہوں گی، کہ کل وہ میری بیٹی کو بھی جگا دے۔۔۔ بھئی اس نے اپنے ارحم کو تیار ہوتے دیکھنا ہوتا ہے۔۔۔مہرناز بیگم مسکراتی بولی تھیں۔۔۔ رضیہ بی بھی مسکرادی تھیں۔۔۔رضیہ بی اپ ناشتہ لگادیں، جب تک میری بیٹی فریش ہو جاتی ہے۔۔۔

پھر ہم مل کر ناشتہ کریں گے۔۔۔مہرناز بیگم دوبارہ سے

پری کے بال درست کرتی بولی تھیں۔۔۔جو کہ اس وقت کسی جھاڑیوں کی طرح الجھے ہوئے تھے۔۔۔جی بڑی بی بی میں ابھی ناشتہ لگا دیتی ہوں ۔۔۔رضیہ بی اٹھتی بولی تھیں۔۔۔پری بی بی اپ کیا کھائیں گی۔۔۔رضیہ بی نے پلٹتے دوبارہ پری سے پوچھا تھا۔۔۔جو ماما کھائیں گی، میں بھی وہی کھاؤں گی۔۔۔جی ٹھیک ہے، رضیہ بی مسکراتی جا چکی تھیں۔۔۔

چلو بیٹا اپ جلدی سے فریش ہو جاؤ، پھر ناشتہ کر کے ارحم کی خبر لیتے ہیں ۔۔۔(واہ مہر ناز بیگم نے کیا ائیڈیا دیا تھا، جیسے ارحم تو ان کا سوتیلا بیٹا ہو۔۔)

"ہاں یہ ٹھیک ہے، میں جلدی سے چینج کر کے اتی ہوں۔۔۔پری بھی خوش ہو گئی تھی، کہ اب وہ ارحم سے فائٹ کرے گی۔۔۔اسی لیے جلدی سے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔آہ ہ ہ۔۔۔"بیٹا ارام سے۔۔۔مہر ناز بیگم جلدی سے اٹھی تھیں۔۔۔پری اج پھر سے اسی دروازے سے ٹکرائی تھی، جس سے وہ ایک مرتبہ پہلے بھی ٹکرا چکی تھی۔۔۔میں نے کہا بھی تھا ، کہ اس دروازے کو یہاں سے اتروا دیں۔۔۔لیکن میری سنتا کون ہے

۔۔۔پری منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔بیٹا دھیان سے چلا کرو نہ۔۔۔مہر ناز بیگم فکر مندی سے پاس اتے بولی تھیں۔۔۔

ماما میں بالکل صحیح چل رہی تھی، یہ دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔۔اور یہ اپنا سر مسلتے بولی تھی۔۔۔(لو جی پری نے تو سارا الزام دروازے پہ ہی ڈال دیا تھا۔۔)''ہاں ہاں بیٹا۔۔۔!دروازہ ہی غلط جگہ پہ لگا ہے۔۔۔

میں ارحم سے بول کر دروازہ اتروا دیتی ہوں۔۔۔تاکہ دوبارہ سے میری بیٹی کو چوٹ نہ لگے۔۔۔جب سے مہر ناز بیگم نے پری کو اپنی بیٹی بنایا تھا، وہ تو اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھیں۔۔۔

•••••••••

یزدان کب سے سکر ولنگ چیئر پہ بیٹھا ٹیک لگائے سگرٹ پہ سگرٹ پھونک رہا تھا۔۔۔اسے ایک پل کے لیے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔انکھوں میں سرخی ایسے واضح ہو رہی تھی، جیسے خون رس رہا ہو۔۔۔یزدان نے سچ میں محبت کی تھی، نہیں اس نے پریشے سے

عشق کیا تھا۔۔۔اور اس کا عشق اج کسی اور کا ہو چکا تھا۔۔۔اسے یقین نہیں ہو رہا تھا، یزدان کی محبت میں کوئی کھوٹ تو نہیں تھا۔۔۔پھر اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔۔۔کیا اسے محبت کرنے کی سزا دی گئی تھی۔۔۔یا پریشے اس کی قسمت میں ہی نہیں تھی۔۔۔کیوں، میرے ساتھ ہی ایسا

کیوں ہوا۔۔۔! یزدان میں اب بولنے تک کی ہمت نہیں تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا، سب کچھ برباد ہو گیا ہے، کچھ

نہیں بچا۔۔۔یزدان کے ماں باپ نہیں تھے۔۔۔اس نے پہلی

محبت انی سے کی تھی۔۔۔اور دوسری محبت پریشے سے

کی تھی جو کہ عشق میں بدل گئی۔۔۔اور اج یزدان کو لگ رہا تھا کہ اس کا عشق اس سے چھن گیا۔۔۔اب یزدان کی نسیں درد سے پھٹ رہی تھیں ۔۔۔دروازے کی اواز ائی تھی، زاویار اندر داخل ہوا۔۔۔یزدان نے دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔وہ اسی طرح بیٹھا تھا۔۔۔سر۔۔۔! زاویار نے ڈرتے ڈرتے پکارا تھا۔۔۔کہ کہیں پھر سے اس پہ غصہ نہ نکل جائے۔۔۔بولو

۔۔۔! یزدان نے غصہ نہیں کیا تھا۔۔۔ سراپ کی آنی صبح سے فون کر رہی ہیں۔۔۔ وہ کافی پریشان ہیں۔۔۔ زاویار نے فکر مندی سے بتایا تھا۔۔۔

گاڑی نکالو مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ یزدان اٹھا، موبائل پکڑا، اور سگرٹ کی ڈبی اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کے قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، اج وہ گھر نہیں پہنچ سکے گا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا، اس کے جسم سے جان نکل چکی ہے۔۔۔ گھر پہنچتے ہی یزدان سیدھا آنی کے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔ یزدان بیٹا کہاں تھے تم، "کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی۔۔۔ آنی یزدان

کو اندر اتا دیکھ جلدی سے اس کے پاس جاتے، فکر مندی

سے بولی تھیں۔۔۔ یزدان بیٹے بول کیوں نہیں رہے ہو، ہوا کیا ہے،۔۔

یزدان کو نہ بولتا دیکھ آنی دوبارہ سے فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔ آنی اپ

کو پتہ ہے، اس

ارحم نے میری پری چھین لی مجھ سے۔۔۔انی میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اس نے میری پری کو چھین لیا مجھ سے۔۔۔وہ ایسا ہی ہے، ہمیشہ میری خوشیاں چھین لیتا ہے۔۔۔ لیکن اس دفعہ میں اسے جیتنے نہیں دوں گا ۔۔۔میں اس سے اپنی پری واپس لے کر رہوں گا۔۔۔یزدان کی اواز میں جو درد تھا، آنی محسوس کر چکی تھیں۔۔۔کیا مطلب ہے۔۔! کیسے ارحم نے پری کو چھین لیا۔۔۔یزدان نے آنی کو پری کے بارے میں بتایا تھا، اسی

لیے وہ پری کو جانتی تھیں۔۔۔آنی اس نے پری سے نن۔نکاح کر لیا ہے ۔۔۔بولتے وقت یزدان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔اور پری اس وقت اس کے گھر میں ہے۔۔۔یزدان کے ساتھ سچ میں برا ہوا تھا۔۔۔ایسے کیسے اس نے پری سے شادی کر لی۔۔۔پری تو بہت چھوٹی تھی نا۔۔۔آنی بھی نہ سمجھی سے بولی تھیں۔۔۔یہ تو میں نہیں جانتا، لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں ، کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔"یزدان منہ پہ ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔

یزدان بیٹے ایسا کچھ مت کرنا، جس سے تمہیں یا کسی اور کو کوئی نقصان پہنچے ۔۔۔آنی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔۔نہیں آنی میں اتنی اسانی سے تو اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔۔یزدان مسلسل نفی میں سر ہلاتے بولا تھا۔۔۔اس نے میری پری سے نکاح کیا ہے، میں اس کی جان لے لوں گا۔۔۔یزدان کی انکھیں لال انگارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔

••••••

حمدان کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔اور صبح اس کی لاہور کی فلائٹ تھی۔۔۔ارحم نے بھی آفس میں کام سیٹ کر لیا تھا۔۔۔اور ارحم کا بے بی بھی اپنے ارحم کے ساتھ بہت خوش تھا۔۔۔حمدان میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اج حمدان ڈسچارج ہو گیا تھا۔۔۔اور اب اسے۔ارحم کے گھر جانا تھا۔۔۔اس کے بعد صبح حمدان،اور شایان، کو لاہور کے لیے نکلنا تھا۔۔۔ارحم حمدان کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔جب اس نے حمدان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ہم بولو۔۔۔!حمدان بھی ارحم کی طرف متوجہ ہوا تھا

۔۔۔ حمدان جب تم ہسپتال ائے تھے، اس دن پری دو گھنٹے تمہارے پاس بیٹھی روتی رہی تھی۔۔۔ وہ گھر سے ضد کر کے تم سے ملنے ائی تھی۔۔۔ اور جب شایان اور انکل ائے، تو پتہ نہیں اسے اچانک سے کیا ہوا۔۔۔ وہ گھر جانے کی ضد کرنے لگی، مجھے لگا شاید اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔ اسی لیے وہ گھر جانے کے لیے بول رہی ہے، تو میں اسے گھر لے گیا تھا۔۔۔

ارحم نے بولتے بولتے ایک نظر

حمدان پہ ڈالی۔۔۔ جو پورے وثوق سے ارحم کی بات سن

رہا تھا۔۔۔ اس دن کے بعد میں جب بھی پری سے تم سے ملنے کا بولتا ہوں، تو وہ انکار کر دیتی ہے۔۔۔ اور اس دن تو وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ عجیب عجیب سی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ ارحم فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی، حمدان نے تجسس سے پوچھا۔۔۔ وہ کہہ رہی تھی، کہ تم لوگ اچھے نہیں ہو۔۔۔ کوئی اس سے صحیح سے بات تک نہیں کرتا۔۔۔ اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔" ارحم اپنی سوچ کے برعکس حمدان کو سب کچھ بتا چکا تھا

۔۔۔اور اب حمدان کو بھی ٹینشن ہونے لگی تھی۔۔۔کہ پری ایسا بہیو کیوں کر رہی ہے۔۔۔حمدان میرے خیال سے تم وہ تم لوگوں سے ناراض ہے ۔۔اسی لیے ایسی باتیں کر رہی ہے۔۔۔ارحم نے اندازہ لگایا تھا۔۔۔ہاں شاید۔۔۔!حمدان

نے بھی پھیکا سا جواب دیا تھا۔۔۔تم رات کو آؤ گے تو خود ہی بات کر لینا

۔۔۔اج رات حمدان اور شایان ارحم کے

ساتھ رکنے والے تھے۔۔۔ہاں ہاں تم دیکھنا۔۔۔میں اسے منالوں گا وہ بس تھوڑا سا ناراض ہو گئی ہے۔۔۔حمدان سمجھ گیا تھا ضرور بابا نے اسے کچھ کہا ہو گا۔۔۔اسی لیے وہ بات سنبھالتے بولا تھا۔۔۔

•••••••••

رضیہ بی اپ اج صبح سے کام کر رہی ہیں۔۔۔اور اپ نے

میرے ساتھ کوئی بات بھی نہیں کی۔۔۔پری کچن میں آتی رضیہ بی سے بولی تھی۔۔۔جی پری بی بی اج ارحم صاحب کے سپیشل گیسٹ آرہے ہیں، بس میں انہی کے لیے کھانا بنارہی ہوں۔۔۔رضیہ بھی پری کی طرف متوجہ ہوتی بولی تھیں۔۔۔اچھا کون ارہا ہے۔۔؟پری کو تجسس ہوا۔۔۔پتہ نہیں پری بی بی۔۔!کوئی خاص مہمان آرہے ہیں،رضیہ بی نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔اووا چھا۔۔۔!تو کیا انہوں نے اپ کو نہیں بتایا، کہ کون ارہا ہے ۔۔۔پری نے دوبارہ دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔نہیں پری بی بی انہوں نے مجھے تو نہیں بتایا، شاید بڑی بی بی کو بتایا ہو۔۔۔رضیہ بی دوبارہ مصروف سے انداز میں بولی تھیں۔۔۔اچھا میں ماما کے پاس جارہی ہوں۔۔۔ان کو تو پتہ ہوگا کہ کون ارہا ہے۔۔۔پری واپس مڑتے بولی
تھی۔۔۔

پری مہرناز بیگم کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔مہرناز بیگم نماز پڑھ کے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔پری جا کے صوفے پہ ٹک گئی۔۔۔اوراب وہ

مہر ناز بیگم کی دعا ختم ہونے کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔۔ مہر ناز بیگم دعا مانگتے اٹھیں، میری بیٹی اج بور ہو رہی ہے۔۔۔! وہ پری کے پاس بیٹھتے بولی تھیں۔۔

نہیں ماما میں بالکل بھی بور نہیں ہو رہی۔۔۔! کیا اپ کو پتہ ہے اج ارحم کے سپیشل گیسٹ ارہے ہیں۔۔۔ پری نے سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔ اچھا ارحم کے سپیشل گیسٹ ارہے ہیں۔۔۔ کون ارہا ہے۔۔" تمہیں نہیں بتایا ارحم نے۔۔۔! مہر ناز بیگم انجان بنتے بولی تھیں۔۔۔

نہیں ارحم نے مجھے تو نہیں بتایا۔۔۔ مجھے لگا اپ کو بتایا ہو گا۔۔۔ اسی لیے میں نے اپ سے پوچھا۔۔ پری اداس ہو گئی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں اس کو انے والے مہمانوں ہیں تجسس ہو رہا تھا۔۔ اپ ان سے پوچھیں نہ کون ارہا ہے۔۔۔ پری ان کی گود میں سر رکھتی بولی تھی۔۔۔ ابھی تو ارحم بزی ہو گا ۔۔۔ ہم بعد میں پوچھ لیں گے۔۔۔ مہر ناز بیگم جانتی تھیں۔۔۔ لیکن

انجان بنیں۔۔۔ارحم نے منع کیا تھا، پری کو بتانے سے۔۔۔ارحم پری کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

گاڑی کی اواز ائی تھی، شاید ارحم اگیا تھا۔۔۔پری نے جلدی سے بالکنی سے دیکھا، ارحم کی گاڑی تھی۔۔۔ماما ارحم اگئے ہیں۔۔ پری نے خوش ہوتے بتایا تھا۔۔۔ہاں بیٹا اؤ باہر چلتے ہیں۔۔۔ مہرناز بیگم پری کی خوشی دیکھتے اٹھتے بولی تھیں۔۔۔

جی ائیں۔۔۔!پری اور مہرناز بیگم باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ارحم اور شایان، حمدان کو سہارا دیے لانچ میں داخل ہوئے تھے۔۔۔اسی پل پری اور مہرناز بیگم کی انٹری ہوئی تھی۔۔۔ بھائی۔۔۔!پری مہرناز بیگم کی طرف دیکھتی حیرانی سے بولی تھی۔۔۔جوابا مہرناز بیگم مسکرادی تھیں۔۔۔

پری جلدی سے حمدان کے پاس اتی گلے لگ گئی تھی۔۔۔بھائی کیسے ہیں آپ۔۔۔پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔میں تو بالکل ٹھیک ہوں، اور تم

سے ناراض بھی ہوں۔۔۔ حمدان نے بھی تھوڑی ناراضگی دکھائی تھی۔۔۔

کیوں ناراض ہیں اپ پری نے سوالیہ

نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔

تم مجھ سے ملنے نہیں ائی تھی، اسی لیے میں اب تم سے ناراض ہوں۔۔۔

ہاں لیکن میں اپ کو منالوں گی۔۔۔ پری بھی لاڈ دکھاتے بولی تھی۔۔۔ ہاں لیکن میں نہیں مانوں گا۔۔۔ حمدان کچھ زیادہ ہی نخرے دکھا رہا تھا۔۔۔

آپ مذاق کر رہے ہیں، آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں۔۔۔ وہ بھی پری ارحم خان تھی۔۔ حمدان سکندر کی بہن۔۔۔

پری میں سچ میں ناراض ہوں۔۔۔ اور اب تمہیں مجھے منانا چاہیے۔۔۔

حمدان دوبارہ سے نخرے دکھاتے بولا تھا۔۔۔ ارحم کا کیا جوان دونوں کے پیار سے جل بھن رہا تھا۔۔۔ او بھائی۔۔۔ بس بس۔۔۔! زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ارحم اسی طرح جلے بھنے انداز میں بولا تھا۔۔۔

ہاں ہاں مجھے بھی اپنی بہن سے ملنے دو ہٹو۔۔۔ شایان نے بھی

گفتگو میں حصہ لیا تھا۔۔۔اپ دونوں جل رہے ہیں نا، پری انکھیں چھوٹی کرتی بولی تھی۔۔۔ارے بیٹا حمدان کو بیٹھنے تو دو، یہیں پہ سب باتیں کر لینی ہیں۔۔۔مہر ناز بیگم جو کب سے کھڑی ان کی نوک جھوک دیکھ رہی تھیں انہوں نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔۔۔

آنٹی کیسی ہیں اپ۔۔۔! شایان نے اگے ہوتے سلام کیا تھا۔۔۔بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو مہر ناز بیگم شایان کے سر پہ پیار دیتے بولی تھیں۔۔۔آنٹی میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔

آؤ سب اندر بیٹھو۔۔۔! حمدان نے بھی اگے بڑھتے مہر ناز بیگم سے پیار لیا تھا۔۔۔اور سب بیٹھ چکے تھے۔۔۔پری تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان میں بیٹھی تھی۔۔۔پری کو اس طرح بیٹھا دیکھ ارحم کے دل کو کچھ کچھ ہو رہا تھا۔۔۔کیا پری ارحم کو بھول گئی تھی۔۔۔ارحم نے معصومیت بھرے چہرے سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔جو خود بھی اس وقت اپنے بیٹے کو بھلائے بیٹھی تھیں۔۔۔

سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔پری تو نہ جانے اپنے بھائی سے ہاتھوں سے اشارے کرتی، کیا کیا باتیں کر رہی تھی۔۔۔ارحم بیچارہ ایک سائیڈ پہ خاموشی سے بیٹھا تھا۔۔۔

ارحم تم بھی کوئی بات کر لو۔۔۔حمدان کو شاید ارحم کی شکل پہ تھوڑا ارحم ایا تھا۔۔۔تو اس نے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔تم مجھے خاموشی ہی رہنے دو تو اچھا ہے۔۔۔ارحم تڑختے لہجے میں بولا تھا۔۔۔کیوں تمہیں کیا ہوا۔۔۔؟اب کی بار شایان نے سوال کیا تھا۔۔۔کچھ نہیں دوٹوک جواب دیا گیا۔۔۔مہر ناز بیگم سمجھ گئی تھیں۔۔۔کہ ارحم کا موڈ خراب کیوں ہے۔۔۔ارحم کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟حمدان سے رہا نہیں گیا تھا، تو اس نے دوبارہ سوال کر ڈالا۔۔ ہاں تم سننا چاہتے ہو مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔؛تو سنو۔۔"میرا بس چلے نا تو میں ابھی تمہاری فلائٹ کروادوں۔۔۔"تم مجھے مزید ایک منٹ بھی میری بیوی کے ساتھ برداشت نہیں ہو۔۔۔ارحم تو بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔۔اووو ۔۔!تو یہ بات ہے۔۔۔شایان ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔۔ارحم نے

گھور کر دیکھا۔۔۔ حمدان نے بھی اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔۔اگر واضح کرتا، تو یقیناارحم اس کا قتل کر دیتا۔۔۔پری تو اپنے بھائی کے ساتھ مصروف تھی ۔۔۔وہ ان کی باتیں کیسے سنتی۔۔پری سرے سے ارحم کو اگنور کر رہی تھی ۔۔۔اور اب ارحم

کی بس ہو گئی تھی۔۔۔ تمہیں تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ارحم نے دانت پیستے دل میں سوچا تھا۔۔۔

ہائے یہ لڑکی ارحم کی فیلنگز کب سمجھے گی۔۔ہائے بیچار راارحم، ویسے ارحم بیچارہ تو نہیں تھا، وہ تو جہان سکندر کی طرح میسنا تھا، ایسا پری نے سوچا تھا۔۔)

" بڑی بی بی کھانا لگ گیا ہے، رضیہ بھی لاؤنج میں اتے بولی تھیں۔۔۔رضیہ بی بھی اج بہت خوش تھیں۔۔۔کتنے ٹائم کے بعد سب اس طرح اکٹھے

ہوئے تھے۔۔۔سب کے دلوں سے غلط فہمیاں دور ہو گئی تھیں۔۔۔اللہ سب کو اسی طرح ہمیشہ مسکراتا رکھے۔۔امین۔۔!رضیہ بی نے دل سے دعا کی تھی۔۔۔چلو بچو سب اٹھو کھانا لگ گیا ہے۔۔۔باقی کی باتیں بعد میں کر لینا۔۔۔پہلے کھانا کھالو۔۔۔مہر ناز بیگم سب کو اٹھاتے بولی تھیں۔۔۔چلے بھائی پری نے اٹھتے حمدان کو اٹھایا تھا۔۔۔شایان نے بھی اگے بڑھتے حمدان کو سہارا دیا تھا۔۔۔اس کی یک ٹانگ ٹوٹی ہے دوسری صحیح ہے۔۔۔وہ خود چل سکتا ہے۔۔۔تم چھوڑ دو اسے، ورنہ اس کی دوسری ٹانگ میں توڑ دوں گا۔۔۔ارحم پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔لیکن پری نے تو کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔۔اس لیے باقی سب نے بھی سرے سے اگنور کیا۔۔۔ارحم پیر پٹختا جا کر کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔پری اور شایان حمدان کو ہلکا سا سہارا دیتے لائے،اور چیئر کھینچتے بٹھایا۔۔۔ارحم اپنے ساتھ والی سیٹ پری کے لیے چھوڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔لیکن یہ کیا، پری تو حمدان کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔یہ تم اج کچھ زیادہ ہی نئی نویلی دلہن نہیں بن رہے۔۔۔ارحم دانت پیستے حمدان کو

گھورتے بولا تھا۔۔۔ حمدان نے کندھے اچکائے۔۔۔ اگر تم بھی ایسا ٹریٹمنٹ چاہتے ہو تو میری مانو، ایک ٹانگ تڑوالو۔۔ شایان انکھ مارتے بولا تھا۔۔۔ ارحم نے شایان کو سخت گھوری سے نوازا تھا۔۔۔ اتنے میں مہرناز بیگم نے اتے سربراہی سیٹ سنبھالی تھی۔۔۔ سب کھانا شروع کر چکے تھے ، لیکن ارحم کے حلق سے تو ایک دنکا نیچے نہیں جا رہا تھا۔۔۔ جاتا بھی کیسے پری اپنے ہاتھوں سے حمدان کو جو کھلا رہی تھی۔۔۔ سب کھانا کھا چکے تھے، اور اگر کوئی بھوکا بچا تھا تو وہ ارحم تھا۔۔۔ لیکن بس ارحم کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔۔۔ اخر کتنا برداشت کرتا وہ۔۔۔ اخر وہ بھی انسان تھا۔۔۔ ماما میرے خیال سے اب ہمیں اپنے کمرے میں جانا چاہیے۔۔۔ ارحم پری کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔۔ نہیں ابھی مجھے بھیا سے باتیں کرنی ہیں۔۔۔ پری جو کب سے ارحم کی ہر بات کو ان سنا کر رہی تھی، پتہ نہیں کیسے اس نے ارحم کی یہ بات سن لی تھی۔۔۔ اووو۔۔۔! تو تمہیں سنائی بھی دیتا ہے۔۔۔ ارحم مذاق اڑانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ پری نے نظریں چرائیں۔۔۔

ارحم نے صحیح کہا تھا، وہ کب سے کوئی نہ کوئی بات کر رہا تھا، لیکن پری اس کی ہر بات کو ان سنا

کر رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔اور کمرے میں جانے والی بات پری کو جھٹ سے سنائی

دے گئی تھی۔۔۔ واہ پری واہ۔۔۔! میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی سو جانا چاہیے۔۔۔ صبح جلدی نکلنا ہے شایان کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ شکر ہے تمہیں بھی سونے کا خیال ایا۔۔۔ارحم نے تنز کیا تھا۔۔۔ جوابا حمدان نے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔۔۔ مہرناز بیگمبھی اٹھ گئی تھیں۔۔۔پری کا چہرہ تھوڑا سا مرجا گیا تھا۔۔۔شایان بھی حمدان کا بازو پکڑتے جاچکا تھا۔۔۔پری نے نظریں گھما کر ارحم

کی طرف دیکھا، جو پہلے سے ہی پری کی طرف متوجہ

تھا۔۔۔ابھی بھی تمہیں بیٹھ کر باتیں کرنی ہیں، یا ہم

بھی کمرے میں چلیں۔۔۔ارحم دانت پیستے بولا تھا۔۔۔

سب سونے چلے گئے ہیں، اب اپ اکیلے ہی باتیں کریں، میں جارہی ہوں ۔۔۔پری نے ناک سے مکھی اڑائی تھی ۔۔۔اور ارحم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ۔۔۔آپ بھی آجائیں پری دروازے سے جھانکتی بولی تھی ۔۔۔آرہا ہوں تمہاری خبر بھی تو لینی ہے ۔۔۔کمرے میں اتے پری جلدی سے سوتی بنی تھی ۔۔۔اسے صبح جلدی اٹھ کر حمدان سے باتیں بھی کرنی تھیں ۔۔۔پری نے سوچ لیا تھا، کہ اب وہ کبھی بھی اپنے گھر والوں سے بات نہیں کرے گی ۔۔۔اس کو سکندر عثمان کا تھپڑ یاد تھا ۔۔۔کیسے اس کے بابا نے اسے تھپڑ مار دیا تھا ۔۔۔اس کی غلطی کیا تھی، اور وہ فریحہ بیگم کی باتیں، پری کبھی ان کے گھر نہیں جائے گی ۔۔۔ایسا پری نے سوچا تھا ۔۔۔لیکن جب اس کے بھائی اس کے سامنے ائے تو اس کا سارا غصہ ہوا ہو گیا ۔۔۔وہ جانتی تھی بابا جان لاہور ہیں ۔۔۔اسی لیے وہ بنا کسی ڈر کے اپنے بھائیوں سے ملی تھی پری کو تھپڑ مارا تھا ۔۔۔پری ان سے ڈرنے لگی ۔۔۔سکندر نے جب سے تھی ۔۔۔انہوں نے کہا تھا پری اب کبھی ان کے سامنے نہ جائے، تو پری

نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اب کبھی ان کے سامنے نہیں جائے گی۔۔۔پری اٹھو۔۔۔!میرے سوالوں کا جواب دیے بغیر تم نہیں سو سکتی۔۔۔ارحم کمرے میں ایا تو اس کی سوچ کے برعکس پری بلینکٹ میں گھسی سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔۔۔پری۔۔۔!اب کی بار ارحم غصے سے بولا تھا۔۔اور پری نے بھی اٹھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔۔۔شاباش چلو اٹھو۔۔۔!اپنی جگہ سنبھالتے ارحم دوبرہ سے بولا تھا۔۔۔اٹھ رہی ہوں،پری تھکے سے انداز میں بولی تھی۔۔۔یہاں پہ تو تم بول رہی تھی کہ تم حمدان سے نہیں ملو گی۔۔۔وہ لوگ برے ہیں،وغیرہ وغیرہ۔۔۔اور اب نکل گیا سارا غصہ ۔۔۔ارحم نے ڈائریکٹ کام کی بات کی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا اسکا بے بی تھکا نظریں چرائیں۔۔۔ ہوا ہے،اور اب اس نے سونا ہے۔۔۔جوابا پری نے میرے خیال سے میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ارحم انکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔مجھے پتہ تھا اپ یہ بات ضرور پوچھیں گے۔۔۔پری

اداس ہوتے بولی تھی۔۔۔اچھا تو پھر بتا کیوں نہیں رہی۔۔۔ تم حمدان سے کیوں

ناراض تھی۔۔۔ارحم پری کا چہرہ اوپر کرتے بولا تھا۔۔جو پری نے اداسی سے جھکا لیا تھا۔۔۔ارحم کو تو کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔۔پہلے پری نے کہا کہ وہ حمدان

سے نہیں ملے گی۔۔۔اور جیسے ہی حمدان سامنے ایا پری جھٹ سے اس سے لپٹ گئی تھی۔۔۔پری مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے، کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو،۔۔۔اب تو ارحم کا شک یقین ہیں بدل گیا تھا۔۔۔کوئی تو بات تھی جو پری چھپا رہی تھی۔۔۔پری اب تو میں تمہیں ڈانٹتا بھی نہیں ہوں، اور اگر کوئی پریشانی والی بات ہے، تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔۔اتنا یقین بھی نہیں ہے اپنے ارحم پر۔۔۔ارحم چاہتا تھا کہ جو کوئی بھی بات ہے پری بتا کر اپنا دل ہلکا کر لے۔۔۔پری کی خاموشی ارحم کو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر رہی تھی ۔۔۔میں حمدان بھیا سے ناراض نہیں تھی۔۔۔مجھے بابا سے ڈر لگ رہا تھا

۔۔پری اتنی سی بات بولتے چپ ہوگئی تھی۔۔۔"کیوں۔۔۔!ارحم نے دوبارہ سے سوال کرڈالا۔۔۔کیونکہ اس دن بابا نے مجھے ڈانٹا تھا نہ، تو اسی لیے مجھے بابا سے ڈر لگتا ہے۔۔۔میں اب ان کے گھر بھی نہیں جاؤں گی ۔۔۔پری کی انکھیں نم ہوگئی تھیں۔۔پری تمہارے بابا کی کوئی غلطی نہیں تھی، انہوں نے میری وجہ سے تمہیں ڈانٹا تھا۔۔۔پلیز تم مجھے معاف کردو ،ارحم نے سچ میں بہت بڑی غلطی کردی تھی۔۔۔۔اس نے لوگوں کی باتوں میں آکر اپنے بھائی جیسے دوست پہ شک کیا تھا۔۔۔ کبھی کبھی انسان لوگوں کی باتوں میں ہی اکر بہت بڑی بڑی غلطیاں کر جاتا ہے۔۔۔اور شاید ارحم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔اپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں، ڈانٹا تو بابا نے تھانا۔۔۔پری نے لرزتی بھیگی، گھنیں، پلکیں اٹھاکر ارحم کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔ہاں تو میں نے بھی تو

اپنے بے بی کو ڈانٹا تھانا، اور مارا بھی تھا۔۔۔ارحم کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوہی گیا تھا۔۔۔اور زبردستی اپنے گھر بھی لے کر ائے تھے۔۔۔پری نے

جیسے ارحم کو مزید یاد دہانی کروائی تھی۔۔۔اب کی بار ارحم نظریں نہیں اٹھا سکا تھا۔۔۔اس نے سچ میں غلط کیا تھا، لیکن

سارہ قصور اس کا بھی نہیں تھا۔۔۔اسے سکندر عثمان نے کہا تھا،۔۔

oooooooooooo

ماضی"۔۔۔

میں تمہارے بیٹے کو جان سے مار دوں گا۔۔۔ارحم دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔وہ اس ٹائم سکندر عثمان کے افس میں تھا۔۔۔ارحم یہ تمہارا گھر نہیں ہے، میرا افس ہے ارام سے بات کرو ۔۔۔سکندر عثمان نرمی سے گویا ہوئے تھے۔۔۔اپ کو کیا لگتا ہے، اپ میرے بھائی کو اس طرح مار دیں گے، اور میں سکون سے بیٹھ جاؤں گا۔۔۔ ارحم دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔۔نہیں سکندر صاحب نہیں۔۔۔! سکون

سے تو میں اپ کو بھی نہیں بیٹھنے دوں گا۔۔۔اب اپ دیکھیں میں کرتا کیا

ہوں۔۔۔ارحم بولتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ارحم کیا تم میری بیٹی سے

شادی کرو گے۔۔" سکندر عثمان کھڑے ہوتے بولے تھے۔۔۔ارحم رکا،

اسے لگا اس نے غلط سنا ہے۔۔۔۔اس نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا

تھا۔۔۔آفرا اچھی ہے، ویسے اس بارے میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔۔ارحم

چلتے ہوئے دوبارہ سے سکندر

عثمان کے پاس ایا تھا۔۔۔کیا یہ کوئی نئی گیم ہے۔۔۔ارحم نے میز پہ ہاتھ

رکھ کے سکندر صاحب کی انکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔ارحم یہ کوئی گیم

نہیں ہے۔۔۔اور میں

تمہیں اتنا پاگل لگتا ہوں، کہ میں اپنی بیٹی کے نام پہ گیم کھیلوں گا۔۔۔

سکندر عثمان نے وضاحت دی تھی۔۔۔اگر اپ پاگل نہیں ہیں تو اپنی اکلوتی

بیٹی کی شادی کا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔وہ بھی یہ جانتے ہوئے، کہ میں

اس کا کیا حال کروں گا۔۔۔ارحم مسکراتے ہوئے طنز کر رہا تھا۔۔۔میری ایک مجبوری ہے، جو میں تمہیں نہیں

بتا سکتا۔۔۔اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم میری بیٹی کے ساتھ کچھ برا نہیں کرو گے۔۔۔سکندر عثمان پورے یقین سے بولے تھے۔۔۔اور اگر میں اب اپ کے یقین پہ پورا نہ اتر سکوں تو۔۔۔ارحم نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا تھا۔۔۔ارحم تم صرف ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو، ارحم یہ کسی نے ہمارے خلاف سازش کی ہے، ہمیں تمہاری نظروں میں چھوٹا دکھانے کے لیے۔۔۔اور میں جانتا ہوں ایک دن سچ سامنے آ ہی جائے گا۔۔۔اور میری بیٹی کے لیے تم سے بہتر مجھے کوئی اور نہیں لگا۔۔۔سکندر عثمان نے اطمینان سے بات کی تھی۔۔۔اور ارحم نے بھی تفصیل سے پوری بات سنی تھی۔۔۔اپ کی افرا اچھی ہے، میں سوچ کر بتاؤں گا۔۔۔ارحم بولتا واک آؤٹ کر گیا تھا۔۔۔سکندر عثمان بیٹھ چکے تھے۔۔۔ان کو کسی حد

تک سکون مل گیا تھا۔۔۔انہیں لگ رہا تھا کہ ارحم پری سے شادی کرے گا، گی۔۔۔ اور اس یزدان سے پری کی جان چھوٹ جائے

•••••••••

ارحم نے گھرا کے بہت سوچا تھا، کہ اخر سکندر اپنی کلوٹی بیٹی کا رشتہ کیوں دے رہے ہیں۔۔ لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی۔۔۔اخر کیا مجبوری ہے، سکندر عثمان کی۔۔۔ارحم کو اس بات کا جواب نہیں مل رہا تھا۔۔۔ کہیں یہ سکندر کی کوئی نئ چال تو نہیں ۔۔ارحم نے چلتے چلتے سوچا تھا۔۔۔ سکندر صاحب یہ تو نہیں سوچ رہے، کہ میں ان کی حسین و جمیل بیٹی سے شادی کرکے،اس کے عشق میں مبتلا ہو جاؤں گا۔۔اور سب کچھ بھول جاؤں گا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ارے واہ سکندر صاحب۔۔۔! کیا دماغ لڑایا ہے اپ نے۔۔۔ارحم قہقہ لگاتے بولا تھا۔۔۔اب اپ دیکھیں میں کیسے اپ کی سوچ کو پلٹا مارتا ہوں "۔۔۔

ارحم کو سمجھ اگئی تھی، اخر سکندر کے کیاارادے ہیں۔۔۔ارحم نے اپنی ماما کو کال ملائی تھی۔۔۔پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔السلام علیکم ماما ۔۔۔!ارحم نے بیٹھے ہوئے سلام کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔!آگئی یاد ماں کی، مہرناز بیگم نے جواب میں ناراضگی دکھائی تھی۔۔۔ماما آپ ہمیشہ مجھ سے ناراض رہتی ہیں۔۔۔ارحم شکایت کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔ناراض نہ ہوں تو کیا کروں۔۔۔۔پورادن گزر گیااور تم اب فون کر رہے ہو،۔۔۔سوری ماماآج کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گیا تھا۔۔۔۔ارحم نے ماتھا مسلتے کہا۔۔

تم اخر فارغ کب ہوتے ہو۔۔ کھاناٹائم پہ کھاتے ہونا، مہرناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔۔جی جی ماما میں کھانا بھی ٹائم پہ کھا رہا ہوں، اور اپنا خیال بھی رکھ رہا ہوں۔۔۔اور اب میں شادی بھی کرنے والا ہوں۔۔۔۔ ارح بے فکری سے بولا تھا۔۔۔۔کیا کہا تم نے، مہرناز بیگم نے اخری والی بات پہ کچھ زیادہ ہی فوکس کیا تھا۔۔۔

ماما میں نے کہا کہ میں شادی کر رہا ہوں، سکندر عثمان کی بیٹی سے۔۔۔ارحم ابھی بھی بے فکری سے ہی بولا تھا۔۔۔ارحم تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔۔ مجھے سکندر کی بیٹی ایک منٹ کے لیے برداشت نہیں۔۔۔۔اور تم بول رہے ہو کہ تم اس سے شادی کرو گے،۔مہرناز بیگم غصے سے بولی تھیں۔۔۔ ماما میں صبح نکاح کر رہا ہوں،اور میں اپ سے یہ نہیں کہوں گا کہ اپ اسے اپنی بہو مانیں۔۔۔

میں صرف سکندر عثمان سے بدلہ لینے کے لیے شادی کر رہا ہوں۔۔ارحم نے جیسے پتے کی بات بتائی تھی۔۔۔ہاں جیسے سکندر عثمان تو اپنی اکلوتی بیٹی تمہارے لیے ہی لے کر بیٹھا ہے۔۔۔۔ارحم اخر تمہارے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔۔۔۔مہرناز بیگم کو فکر مندی ہوئی تھی اپنے بیٹے کے لیے۔۔۔۔ ارے ماما بہت کچھ چل رہا ہے۔۔۔۔اپ چھوڑیں، یہ بتائیں اپ کیسی ہیں ،۔۔اور واپس کب ا رہی ہیں ارحم نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔۔مہرناز بیگم

بھی جانتی تھیں، اب ارحم نے فیصلہ کر لیا ہے، اور اب وہ کسی کی نہیں سنے گا
۔۔
حال۔۔۔
ارحم کو سچ میں اپنے کیے پہ شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے سکندر عثمان کا بھرم بھی توڑ دیا تھا۔۔۔ سکندر عثمان نے ارحم پہ بھروسہ کیا تھا۔۔۔ کہ وہ پری کو کوئی تکلیف نہیں دے گا۔۔ "لیکن ارحم نے پری کو بہت تکلیفیں دی تھیں۔۔۔ ارحم نے سب کے ساتھ بہت برا کر دیا تھا۔۔ پری کیا تم میری اس غلطی کو معاف کر سکتی ہو۔۔۔ ارحم نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔۔ اس کی انکھوں میں انسو تھے۔۔ ارحم اب اپ دوبارہ معافی نہیں مانگیں گے۔۔ اور یہ اپ کیا رو رہے ہیں۔۔۔ پری نے جلدی سے
اٹھتے ارحم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ پری میں نے غلطی نہیں میں نے گناہ کیا ہے ۔۔۔ میں نے تم پہ ہاتھ اٹھایا ہے، تم مجھے معاف کر دو گی نا۔۔۔ ارحم التجائیہ انداز میں بولا تھا۔۔۔۔ ارحم اپ سے غلطی ہو گئی تھی۔۔۔ اپ نے جان

بوجھ کے تو کچھ نہیں کیا نہ۔۔۔ چلیں اب جلدی سے اپنا منہ ٹھیک کریں ۔۔۔۔مجھے بغیر رونے والے ارحم زیادہ پیارے لگتے ہیں۔۔۔۔پری ارحم کی انکھوں پہ ہاتھ پھیرتی بولی تھی۔۔۔جن میں اس وقت پانی جمع ہو چکا تھا ۔۔۔۔مجھے تو اج پتہ چلا میرا بے بی اتنا سمجھدار ہے۔۔۔اور اچھا بھی،ارحم پری کی ناک کھینچتے بولا تھا۔۔

جی لیکن آپ اچھے نہیں ہیں۔۔۔پری اپنے لیے اچھا لفظ سنتے ہی نخرے سے بولی تھی۔۔۔کیوں اب میں نے کیا کیا ہے۔۔۔؟ارحم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے بولا تھا۔۔۔۔آج صبح افس جانے سے پہلے اپ نے مجھے نہیں اٹھایا تھا نا،میں نے اپ کو تیار ہوتے دیکھنا تھا۔۔۔پری کے چہرے پہ اداسی صاف واضح تھی۔۔۔۔اوو تو میرے بے بی نے مجھے تیار ہوتے دیکھنا تھا،اب میں ہر روز اپنے بے بی کو اٹھایا کروں گا۔۔۔تا کہ میرا بے بی مجھے تیار ہوتے دیکھ سکے۔۔۔۔ارحم نے پری کا ہاتھ پکڑتے اسے قریب کھینچا تھا ۔۔اپ کو پتہ ہے،ابھی شایان بھیا کیا بول رہے تھے۔۔۔پری بڑے راز

دارانہ انداز میں ارحم کے کندھے پہ سر رکھتی تعصف سے بولی تھی۔۔۔۔
کیا کہہ رہے تھے،ارحم کو بھی تجسس ہوا۔۔۔"وہ کہہ رہے تھے، کہ اپ
افس میں جانے کے لیے ولیمے والے دولہے کی طرح تیار ہوتے ہیں۔۔۔۔
پری منہ پہ ہاتھ رکھتی بولی تھی، جیسے ابھی ہنس دے گی۔۔
کیا۔۔"ارحم کا حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔۔جی،اور وہ بول رہے تھے، کہ
لڑکیاں اپ کو گھورتی بھی ہیں۔۔۔پری نے ارحم کی نالج میں مزید اضافہ کیا
تھا۔۔۔اور کیا کیا کہا تھا، سالے صاحب نے۔۔۔ارحم نے صدمے کے
عالم میں پوچھا تھا۔۔۔
اور بھیا نے کہا تھا، کہ اب میں اپ کو اتنا تیار نہ ہونے دوں۔۔۔پری نے
ارحم کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے کہا تھا۔۔۔اس وقت ارحم کو شایان پہ
شدید غصہ ارہا تھا۔۔۔اگر شایان اس وقت ارحم کے سامنے ہوتا، تو اب
تک ارحم اس کا قتل کر دیتا۔۔۔۔ لیکن اس وقت تو ارحم کی سانسیں چلنے
سے انکاری تھیں۔۔۔اس کا بے بی اتنے قریب جو تھا۔۔۔۔پری اب تم سو

جاؤ۔۔۔"صبح اٹھنا بھی تو ہے نا۔۔۔ارحم نے پری کو سلانے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔لیکن ابھی مجھے اور باتیں کرنی ہیں،پری نے سر اٹھاتے کہا تھا ۔۔۔پری سو جاؤ ورنہ میں تمہیں صبح نہیں اٹھاؤں گا۔۔۔ارحم پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

پری نے معصومیت سے چہرہ اٹھا کے ارحم کو دیکھا،اپ نہ بالکل بھی جہان سکندر کے جیسے نہیں ہیں۔۔۔پری نے اداسی سے کہا تھا۔۔۔کیوں تمہارے جہان سکندر میں ایسا کیا ہے،جو مجھ میں نہیں۔۔۔ارحم نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔۔۔اچھا میں اپ کو بتاتی ہوں،پری سیدھی ہوتی اب ارحم کے سامنے بیٹھ چکی تھی،جہان سکندر ایک غریب ادمی ہے۔۔۔وہ ترکی میں رہتا ہے،اور ایک برگر کنگ کا اونر بھی ہے۔۔۔پری نے فنگر ٹپس پہ بتایا تھا۔۔

اب تم کیا چاہتی ہو،کہ میں برگر کنگ بنالوں۔۔۔یا اپنا سارا پیسہ غریبوں میں تقسیم کر کے،خود غریب ہو کے بیٹھ جاؤں۔۔۔ارحم تنظیہ

لہجے میں بولا تھا۔۔۔ نہیں نہیں، اپ جیسے بھی ہیں ایسے ہی ٹھیک ہیں ۔۔۔پری دوبارہ سے ارحم کے کندھے پر سر رکھتی بولی تھی ۔۔۔ہاں لیکن تمہیں تو جہان سکندر چاہیے نا۔۔۔ارحم ابھی بھی طنز کر رہا تھا۔۔۔جی اپ میرے لیے جہان سکندر ڈھونڈ دیں گے نا، پری شرارت سے بولی تھی۔۔ ہاں ہاں میں ضرور ڈھونڈوں گا۔۔۔بس ایک بار مجھے یہ "مہان سکندر" مل جائے، اسے تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔۔۔ارحم دانت پیستے بولا تھا۔۔۔مہان سکندر نہیں" جہان سکندر" ۔۔۔پری سر پہ ہاتھ مارتے بولی تھی، جیسے ارحم کی عقل پہ ہاتھ مار رہی ہو۔۔۔جو بھی ہے، تم سو جاؤ چپ کر کے، ورنہ اب میں تمہاری پٹائی کروں گا۔۔۔ارحم ڈانٹنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔اچھا جی" سو رہی ہوں۔۔۔پری بھی شریف بنتی بولی تھی ۔۔۔تو سیدھی ہو کر لیٹو نا۔۔۔ارحم اس کا سر اٹھاتے بولا تھا۔۔۔ نہیں ایسے ہی ٹھیک ہے۔۔ "اور اپ بھی چپ کر کے سو جائیں۔۔۔پری ارحم کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔ جیسے کب سے ارحم ہی باتیں کر رہا ہو

۔۔۔پری نے تو کوئی بات ہی نہ کی ہو۔۔۔ارحم بھی دوبارہ نہیں بولا تھا، ورنہ پری کی دوبارہ سے نان سٹاپ باتیں شروع ہو جانی تھیں۔۔۔۔اج سب کتنی خوش تھے،دوبارہ سے سب ایک ہو گئے تھے،اج ان سب کے دلوں سے نفرت ختم ہو گئ تھی،اج پری نے اپنے بھائیوں سے دنیا جہان کی باتیں کی تھیں،یہ جانے بغیر کہ ابھی تو اس پہ بہت کڑے دن بھی انے ہیں

۔۔۔

اج کی رات سب سکون سے سوئے تھے۔۔۔کوئی نہیں جانتا تھا،کہ کل کیا ہو گا کل ان کی زندگیوں میں کون سا طوفان انے والا تھا۔۔۔۔بہت سی نئ مشکلیں ان کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں۔۔۔۔بہت سی نئ آزمائشیں ،اور بہت سی نئ مشکلیں،اخر کیا ہونے والا۔تھا۔۔۔یہ تو کل کا دن ہی بتائے گا۔۔۔

OOOOOOOOOOOOOOO

میرم تو اج صبح صبح ہی اٹھ گئ تھی۔۔۔اج اس کا حمدان جو آرہا تھا۔۔۔ماما میں نے حمدان کے لیے اج ان کی پسند کا سارا کھانا بنایا ہے۔۔۔میرم جلدیوں میں کام کرتی بولی تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا، حمدان تین دن بعد نہیں تین مہینے بعد ارہا ہے۔۔۔بس بیٹا خود کو تھکانہ لینا، فریحہ بیگم اسے جلدیوں میں کام کرتا دیکھ رہی تھی۔۔۔جو بھاگتی ہوئی کبھی سلاد کاٹ رہی تھی، تو کبھی ہانڈی میں چمچا ہلا رہی تھی۔۔۔

oooooooooooooo

پری کیا تم تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہ سکتی ہو، ارحم تیار ہو رہا تھا، اور پری کب سے اس کا سر کھا رہی
تھی۔۔۔ہاں تو اپ تھوڑا کم تیار ہوں نا، صحیح کہا تھا، شایان بھیا نے کہ اپ ولیمے والے دولہے کی طرح تیار ہوتے ہیں۔۔۔پری ارحم کے سامنے کھڑی اسے گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔پری افس کے لیے ایسے ہی تیار ہوتے ہیں۔۔۔اور یہ تمہارے بھیا کو تو اج میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

ارحم اب شایان کو کوس رہا تھا۔۔۔ جس نے نہ جانے پری کو کیا کیا خبریں سنائی تھیں۔۔۔اپ میرے ہوتے ہوئے میرے بھیا کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔"لو جی پری بھی ہٹلر بن گئی"۔۔۔او تو تم کیا کرلو گی۔۔۔۔ارحم اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولا تھا۔۔۔میں بہت کچھ کر سکتی ہوں، پری ایٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔۔ابھی فی الحال آپ پرفیوم تھوڑا کم لگائیں۔۔۔ پری نے اگے بڑھتے ارحم کے ہاتھ سے پرفیوم پکڑا تھا۔۔۔جو حکم سرکار۔۔"ارحم بھی ہار مان

چکا تھا، ورنہ پری افس جانے سے پہلے ہی ارحم کی ساری بیٹری لو کر دیتی ۔۔۔اب میرے بے بی کا حکم ہو تو باہر چلیں، ارحم مکھن لگاتے بولا تھا۔۔۔ جی جی چلیں۔۔۔" باہر اکے پری نے اپنے دونوں بھائیوں سے بہت ساری باتیں کی تھیں۔۔۔اور ان کے جانے کے بعد پری تھوڑا اداس بھی ہو گئی تھی۔۔۔ارحم بھی افس جا چکا تھا۔۔۔

زاویار اج کام ہو جانا چاہیے۔۔۔یزدان سکرولنگ چیئر کو موو کرتے بولا تھا

۔۔۔جی سر کام ہو جائے گا۔۔۔زاویار فائلز پکڑتے بولا تھا۔۔۔۔زاویار میری پری کو ایک آنچ بھی نہیں انی چاہیے، ورنہ تم جانتے ہو تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔یزدان ٹیبل پہ کوہنیاں رکھتے بولا تھا۔۔۔۔جی جی سر میڈم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔۔گڈ چلو اب کام پہ لگ جاؤ، یزدان شاطرانہ مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔۔زاویار جا چکا تھا۔۔۔۔اج میری جان میرے پاس ہو گی، میری دسترس میں، یزدان سکرولنگ کرتے ٹیک لگا چکا تھا۔۔۔۔ارحم خان اب تمہیں میں بتاؤں گا بدلا کیسے لیتے ہیں۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔"یزدان کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔۔۔

••••••••

ارحم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔اس کا سارا فوکس ڈرائیونگ پہ تھا۔۔۔اسکے لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔وہ پری کی باتوں کو یاد کرتا مسکرا رہا تھا۔۔۔تبھی تین بلیک گاڑیاں ایک قطار میں اس کے سامنے ائیں، ارحم

نے جلدی سے سپیڈ کم کی، ورنہ کوئی حادثہ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ پھر ارحم نے دیکھا اس کی سائیڈوں پہ بھی دو بلیک گاڑیاں تھیں، ارحم کچھ پزل ہوا۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی، اسے لگا شاید ویسے ٹریفک کی وجہ سے رش ہے۔۔۔ اسی لیے اس نے بھی گاڑی کی سپیڈ سلو کر دی تھی۔۔۔ تبھی ارحم کی لیفٹ سائیڈ والی گاڑی میں سے ایک شخص نے اچانک سے فائرنگ شروع کی۔۔۔ اس اچانک افتاد پر ارحم سنبھل نہیں پایا، اور اس کی گاڑی ایک برج سے ٹکرائی۔۔۔ ارحم کا سر سٹیرنگ میں لگا تھا، ارحم نے اپنی بازو میں ہول ہوتا محسوس کیا تھا۔۔ ہر طرف فائرنگ کی آوازیں تھیں، جو اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔ ارحم نے بڑی مشکل سے سیدھے ہوتے اپنی بازو دیکھی، جو کہ اس وقت سن پڑ چکی تھی۔۔۔ اس کی وائٹ شرٹ جو کہ اس وقت خون سے لت پت تھی، "احمر"۔۔۔ اپنی شرٹ دیکھتے ارحم کے دماغ میں احمر کی چیخیں گونجی تھیں۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔۔

بھائی آپ ماما کا بہت خیال رکھیں گے۔۔۔اور اپنا بھی۔۔۔احمر تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میرے بھائی تم ٹھیک ہو۔۔۔اٹھو، آہ ہ ہ۔۔۔درد سے احمر کی کراہ نکلی تھی۔۔۔جو آج بھی ارحم کے بعد کانوں میں گونجتی تھیں۔۔۔

ہی از نو مور۔۔"ڈاکٹر باہر آتے بولا تھا۔۔۔یہ وہ الفاظ تھے جو ایک ماں کا دل بند کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔۔۔نہیں میرا احمر نہیں مر سکتا، ارحم وہ نہیں مر

سکتا، میرا بیٹا نہیں مر سکتا، مہرناز بیگم چیخیں تھی۔۔۔اسے بولو وہ اٹھ

جائے، ورنہ میرا دل بند ہو جائے

گا، مہرناز بیگم روتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔یہ وہ قیامت تھی جو آج سے تین سال پہلے ارحم اور اس کی ماں پہ ٹوٹی تھی۔۔۔ارحم کے ہاتھ میں احمر کی شرٹ تھی، جو کہ اس وقت سفید نہیں سرخ رنگ کی لگ رہی تھی ۔۔۔ارحم کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے، وہ تو خود کو نہیں سنبھال پا رہا تھا

۔۔۔اپنی ماں کو کیسے سنبھالتا۔۔۔ارحم کو لگ رہا تھا اس کی دنیا ختم ہو گئی، سب ختم ہو گیا، اس کا جان سے عزیز بھائی اج اسے چھوڑ گیا تھا۔۔۔مہرناز بیگم کی بھی حالت ارحم سے کم نہیں تھی۔۔۔ان کا جوان بیٹا اج انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔

حال۔۔۔۔۔۔

سلیم ارحم کو ہسپتال لے گیا تھا۔۔۔سلیم میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی، کہ وہ مہرناز بیگم کو فون کر سکے۔۔۔سلیم کے اپنے کپڑے بھی ارحم کے خون سے رنگ چکے تھے۔۔۔سلیم کو تو خود سمجھ نہیں ارہی تھی، کہ وہ اخر کیا کرے۔۔۔سلیم نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور شایان کو کال ملائی۔۔۔

●●●●●●●●●●●

ماما، ماما، حمدان اگئے ہیں۔۔۔ میرم بھاگتی ہوئی کچن سے باہر ائی تھی۔۔۔ اس نے حمدان کی گاڑی کی آواز سنی تھی۔۔۔ہاں ہاں بیٹا آرام سے، مہر ناز بیگم بھی جلدی سے باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ حمدان"۔۔ میرم بھاگتی ہوئی حمدان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔۔ کیسے ہیں اپ، اپ کو پتہ ہے بابا نے ہمیں اسلام اباد نہیں انے دیا تھا۔۔۔ میرم نے شکایت کی تھی۔۔۔۔ میں اپ کو بہت مس کررہی تھی، میرم تو رونے ہی لگ گئی تھی۔۔۔۔ میرم ڈارلنگ کچھ خیال کرو کہیں بھی شروع ہو جاتی ہو۔۔۔ حمدان انکھ مارتے بولا تھا۔۔۔۔ میرم بیچاری شرمندہ سی ہوتی پیچھے
ہوئی تھی۔۔۔ بڑے بے شرم ہیں آپ، میرم منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔.
فریحہ بیگم نے جلدی سے اگے بڑھ کر حمدان کو گلے لگایا۔۔۔ان کی انکھوں میں بھی انسوا گئے تھے۔۔۔ میرا بیٹا کیسا ہے۔۔۔ فریحہ بیگم حمدان کو پیار کرتے بولی تھیں۔۔۔

ماما میں بالکل ٹھیک ہوں، دیکھیں اپ کے سامنے کھڑا ہوں۔۔۔۔بس کریں اپ لوگ۔۔۔"مل تو ایسے رہے ہیں، جیسے کشمیر فتح کروا کے ایا ہے ۔۔۔اور تم چلو اندر۔۔۔"شایان جو بیچارہ کب سے اگنور ہو رہا تھا، اندر کی طرف جاتے بولا۔۔۔۔اپ بھی چلیں اندر، میں اپ کی خبر لیتی ہوں۔۔۔

میرم بھی غصہ ظاہر کرتی بولی تھی۔۔۔

شایان کا فون بجا، کس کا فون ہے۔۔۔"حمدان نے شکی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔تمہاری ہونے والی بھابھی کا فون نہیں ہے۔۔۔گھور و مت۔۔۔۔ شایان بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔میرم اور فریحہ بیگم بھی حمدان کے ساتھ ہی ٹک گئی تھیں۔۔۔

ہاں بولو سلیم شایان نے کال اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔

شایان سر وہ۔۔۔سلیم میں ہمت نہیں تھی کہ وہ شایان کو کیسے بتائے۔۔۔

کیا ہوا سلیم تم ٹھیک تو ہو کیا بات ہے شایان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

حمدان بھی شایان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

سر ارحم سر کی گاڑی پر حملہ کروایا گیا ہے۔۔اور وہ ہاسپٹل میں ہے۔۔

سلیم کیا بول رہے ہو تم۔۔ارحم کیسا ہے شایان کھڑا ہو گیا تھا۔۔ حمدان بھی ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

سر ان کی بہت بری حالت ہے پلیز اپ یہاں واپس اجائیں۔۔۔ سلیم کی اواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔ شایان کیا ہوا ہے ارحم کو، حمدان بھی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ارحم کی گاڑی پہ فائرنگ ہوئی ہے،اور وہ کریٹیکل کنڈیشن میں ہے ۔۔۔ حمدان مجھے جانا ہو گا، شایان خود رونے والا ہو گیا تھا۔۔۔ شایان میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔۔

حمدان نہیں۔۔۔ "اپ دوبارہ نہیں جائیں گے۔۔۔ میرم جلدی سے حمدان کی بازو پکڑتی بولی تھی۔۔۔ہاں حمدان تم ابھی ٹھیک نہیں ہو، تم بعد میں اجانا۔۔۔ شایان بھی اسے سمجھاتے بولا تھا۔۔۔کوئی کہیں نہیں جائے گا، شایان تم بھی چپ کر کے بیٹھ جاؤ، خبردار اگر اب کسی نے اس گھر میں "ارحم کا نام لیا تو۔۔۔۔ فریحہ بیگم غصے سے بولی تھیں۔۔۔

ایسے کیسے ماما؟" وہ ہمارا دوست ہے۔۔اور ہماری بہن کا شوہر بھی۔۔۔ ہم ایسے اسے مشکل وقت میں نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔۔شایان افسوس سے بولا تھا۔۔اس ارحم نے کیا حال کیا ہے میرے بیٹے کا،اب تم لوگ دوبارہ اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گے۔۔

ماما ارحم نے کچھ نہیں کیا، وہ تو خود ہمارے ساتھ تھا۔۔۔شایان سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔"

حمدان مجھے نکلنا ہو گا"۔شایان نے جلدی سے نکلنے کی کی تھی۔۔۔ورنہ فریحہ بیگم دوبارہ سے شروع ہو جاتیں۔۔۔۔شایان مجھے فون پہ بتاتے رہنا ۔۔حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔

ہاں" ہاں بتاتا رہوں گا۔۔۔شایان جا چکا تھا۔۔اور فریحہ بیگم بھی غصے سے پیر پٹختی اندر چلی گئی تھیں۔۔۔۔شایان نے گاڑی میں بیٹھتے سلیم کو کال ملائی تھی۔۔۔۔ہیلو سلیم میں یہاں سے نکل گیا ہوں، جتنی جلدی ہو سکا میں پہنچ جاؤں گا،اور تم نے آنٹی کو انفارم کیا۔۔۔؟ شایان خود

ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔ نہیں شایان سر مجھے سمجھ نہیں آرہی، کہ میں بڑی بی بی کو کیسے بتاؤں۔۔۔ سلیم کی آواز بھی لڑکھڑا رہی تھی۔۔

سلیم تمہیں کسی طرح آنٹی کو بتانا ہوگا۔۔۔ وہ ارحم کی ماما ہیں۔۔انہیں پتہ ہونا چاہیے۔۔۔۔ "سر میرے اندر اتنی ہمت نہیں ہے، اپ خود ہی بتادیں۔۔۔اچھا میں کچھ کرتا ہوں ,ارحم کیسا ہے۔۔۔۔؟ سر ڈاکٹر بتا رہے ہیں، کہ ان کا بہت زیادہ خون بہہ گیا ہے۔۔ان کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔ سلیم بھی اج ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ سلیم تم ہمت کرو کچھ نہیں ہوگا ارحم کو۔۔۔۔ میں جلدی پہنچ جاؤں گا، سلیم کی حالت سے شایان کا دل بھی بند ہونے کو تھا۔۔۔

ارحم کی حالت زیادہ خراب تھی، شایان نے ڈرائیونگ میں مزید تیزی کر دی تھی۔۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اڑ کے ارحم کے پاس پہنچ جائے۔۔۔

••••••••••••••

یا اللہ خیر۔۔۔" مہر ناز بیگم اور پری لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے

۔۔۔جب باہر سے فائرنگ کی اواز آئی۔۔۔پری بھی جلدی سے مہر ناز بیگم

کے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ماما یہ آواز کہاں سے ائی ہے۔۔۔پری نے

ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔اتنے میں رضیہ بی بھی باہر اگئی تھیں۔۔۔۔پتہ

نہیں بیٹا اللہ خیر کرے۔۔۔ابھی مہر ناز بیگم بول ہی رہی تھیں۔۔۔دو

آدمی دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے۔۔۔ان کے ہاتھ میں گن تھی۔۔۔

ماما۔۔۔" پری چیخی تھی۔۔۔کک۔کون ہو تم لوگ۔۔۔؟اور اس طرح

اندر کیسے گھس

آئے ہو۔۔۔" مہر ناز بیگم پری کا ہاتھ پکڑتے بولی تھیں۔۔۔او بی بی ہم

تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔بس تم اس لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو

۔۔۔ایک آدمی مہر ناز بیگم کے سر پہ گن تانے بولا تھا۔۔۔دور رہو میری

بیٹی سے۔۔۔۔تم ہو کون۔۔۔؟اور اندر کیسے آئے۔۔۔مہر ناز بیگم پری کو

اپنے پیچھے چھپاتی بولی تھیں۔۔۔رضیہ بی بھی جلدی سے پری کے اگے

کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ کتنی عزیز ہو گئی تھی ان کو یہ چھوٹی سی لڑکی۔۔۔ تم سے پوچھ کون رہا ہے۔۔ "ہم تو اسے لیے کر ہی جائیں گے۔۔۔ ایک ادمی نے اگے ہوتے پری کو بازو سے کھینچا تھا۔۔۔ چھ۔ چھوڑو۔ مم۔ مجھے۔۔ ماما "چھوڑو میری بیٹی کو "تم ہو کون۔۔۔ "مہرناز بیگم اگے بڑھنے لگی تھیں کہ دوسرے ادمی نے انہیں دھکہ دے کر پیچھے گرادیا۔۔۔ رضیہ بی بھی اگے انے ہی لگی تھیں، کہ اس ادمی نے ان پہ گن تانی۔۔۔ اگر اب تم دونوں میں سے کوئی اپنی جگہ سے ہلا، تو میں اس لڑکی کی جان لے لوں گا۔۔۔ اب اس آدمی نے گن کا رخ پری کی طرف کیا تھا۔۔۔ پری مزید ڈر گئی تھی۔۔۔ پلیز، چھوڑ دے مجھے۔۔۔ ماما مجھے بچائیں۔۔۔ وہ آدمی پری کو گھسیٹتے ہوئے لے گیا تھا۔۔۔ اور دوسرا آدمی ابھی بھی مہرناز بیگم اور رضیہ بی کے سر پہ گن تانے کھڑا تھا۔۔۔ تم لوگوں کو جو لینا ہے لے لو، لیکن خدا کا واسطہ ہے میری بچی کو چھوڑ دو۔۔۔ مہرناز بیگم ہاتھ جوڑتے بولی تھیں۔۔۔ "ہاہاہا۔۔۔ "ہمارے پاس سب کچھ ہے، بس ہمیں یہ

لڑکی چاہیے تھی۔۔۔۔وہ آدمی بولتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔مہر ناز بیگم بھی اس کے پیچھے ہی لپکی تھیں۔۔۔لیکن ان کے اگے جانے سے پہلے وہ آدمی دروازے کو باہر سے لوک کرتا جا چکا تھا۔۔۔

○○○○○○○○○○○

کمرے میں دبی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔کمرے کا دروازہ کھلا، جس کی وجہ سے پری کے چہرے پہ روشنی پڑی،اور پری مزید جھنپ سی گئی ۔۔۔دو قدم اس کی طرف بڑھ رہے تھے،اور پری کی مزید ڈر سے جان نکل رہی تھی۔۔۔کک۔کون ہو تم۔۔۔بمشکل دو الفاظ ادا ہوئے تھے ۔۔۔ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے،میری جان۔۔۔"میں ہوں تمہارا یزدان۔۔۔یزدان پری کے قریب بیٹھتے بولا تھا۔۔۔پری ڈر سے پیچھے کو سرکی۔۔۔لیکن پیچھے دیوار تھی۔۔کک۔کون ہو۔تم میں ت۔ تمہیں

نہیں جانتی۔۔۔پری کا جسم لرزنے لگا تھا۔۔۔"اس کی اواز کپکپانے لگی تھی۔۔۔"کہاناڈرومت۔۔۔"میں ہوں تمہارا یزدان اس نے پری کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔جو پری نے جھٹ سے چھڑوادیا تھا۔۔۔چھ۔چھوڑو مجھے۔مم۔میں تمہیں نن۔نہیں جانتی ہوں۔۔مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔پری روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔کون سا گھر۔۔۔"یزدان نے جان بوجھ کر ایسا بولا تھا۔۔۔میری ماما کا گھر، میرے ارحم کا گھر۔۔۔لیکن ارحم تو مر گیا۔۔۔یزدان کو تو بہت غصہ ارہا تھا، جب پری نے ارحم کا نام لیا، لیکن وہ کنٹرول کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔وہ اپنی پری پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔میرے ارحم آفس گئے ہیں" صبح۔۔۔اور ابھی وہ آنے والے ہوں گے۔۔۔پلیز" مجھے جانے دو۔۔۔میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔۔۔ارحم سچ میں مر گیا ہے۔۔۔اور اج سے یہ تمہارا گھر ہے۔۔۔ ہممم۔۔۔یزدان نے پری کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔۔"نہیں۔۔۔"پری یزدان کو دھکا دیتے بولی تھی۔۔۔

لیکن یزدان اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں تھا۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو، میرے ارحم کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم ہٹو "میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔۔ پری نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جو کہ یزدان ناکام کر چکا تھا۔۔۔ پری بری طرح دیوار سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔ آہ ہ ہ۔۔ چھ۔ چھوڑو۔ مم۔ مجھے پری نے اپنی بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی، جو کہ اس وقت یزدان کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔ پہلی اور اخری دفعہ بولوں گا، ارحم زندہ ہو، یا مر گیا ہو، تم اب اس شخص کا نام نہیں لو گی۔۔۔۔ اور اگر اب تم نے اس کا نام لیا، تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ یزدان پری کی بازو پہ مزید سختی دکھاتے بولا تھا۔۔۔ پری تو دوبارہ بولنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔۔۔۔ میں نے کچھ نن۔ نہیں کیا پ۔ پلیز۔ مم۔ مجھے جانے دو۔۔۔ پری نے اپنی بازو چھڑوانی چاہی تھی۔۔۔۔ کہا نہ، دوبارہ تم جانے کا نام نہیں لو گی۔۔۔ اور دوبارہ تم اونچی اواز میں بات بھی نہیں کرو گی۔۔۔ پ۔ پلیز جانے دیں۔۔۔ پری نے یزدان کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔ اب دوبارہ یہ حرکت مت کرنا،

ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا۔۔۔پری میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا، پھر تم مجھ سے کیوں ڈر رہی ہو۔۔۔اس کا لہجہ کافی حد تک دھیما تھا

۔۔۔مم۔مجھے میرے گھر جانا ہے، و۔وہ میرے ا۔ارحم "بس۔۔۔"

یزدان غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ارحم، ارحم، ارحم، مر گیا ہے ارحم۔۔۔"اور اگر نہیں مرا، تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے تمہارے سامنے ماروں گا۔۔۔ دیکھ لینا تم بھی۔۔" یزدان اتنی اونچی اواز میں

ڈھاڑا تھا، کہ پری کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اور مجھے امید ہے کہ تم اب اس کا نام نہیں لو گی۔۔۔ج۔جی ٹھیک ہے، مم۔میں اب ا۔ارحم کا نام۔نن۔۔نہیں لوں گی۔۔۔لیکن مم۔۔۔مجھے آپ۔مم۔۔میرے گھر تو جانے دیں۔۔۔(ہائے کتنی معصوم تھی نا پری)۔۔۔ایک پل کو تو یزدان کا دل پگھل گیا تھا۔۔۔پری کچھ زیادہ ہی ڈر گئی تھی۔۔۔فی الحال ابھی تم اٹھو، اور اچھا سا تیار ہو جاؤ، میری پری اب دوبارہ نہیں روئے گی ۔۔۔اور تم یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔؟اٹھو یہاں سے، جہاں مرضی بیٹھو"

یہ تمہارا کمرہ ہے۔۔۔اور اب میں تمہیں روتا ہوا نہ دیکھوں۔۔۔اس طرف ابھی بھی خاموشی تھی پری یزدان کی آواز سے کافی زیادہ ڈر گئی تھی ۔۔۔وہ خاموشی سے بیڈ کی ایک سائیڈ پہ ٹک گئی۔۔۔اس کا جسم لرز رہا تھا ۔۔۔نہ وہ بھاگ سکتی تھی،اور نہ ہی بول سکتی تھی۔۔۔میں ابھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔اور تم نے بالکل بھی نہیں رونا۔۔۔یزدان وارن کرتے بولا تھا۔۔۔یہاں ابھی بھی خاموشی تھی۔۔۔وہ جا چکا تھا،اور پری ابھی بھی کسی ٹرانس کی کیفیت میں بیٹھی تھی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ ارحم کے پاس تھی۔۔۔پری کو ارحم کی یاد آئی تھی۔۔۔بے بی "پری کو لگا اسے ارحم نے پکارا ہے۔۔۔"ارحم "پری نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ارحم آپ کہاں ہیں۔۔۔آپ کا بے بی بہت بڑی مشکل میں ہے۔۔۔آپ اپنے بے بی کو یہاں سے لے جائیں۔۔۔وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی۔۔۔ماما آپ کہاں ہیں۔۔۔بابا کہاں ہیں سب، کوئی میرے پاس کیوں

نہیں آرہا۔۔۔پری مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔اسے اپنے گھر والے یاد آرہے تھے۔۔۔

•••••••••••••

سلیم نے حیات بابا کو ارحم کے ایکسیڈنٹ کا بتانے کے لیے کال کی تھی ۔۔۔ لیکن حیات بابا نے جو خبر دی تھی, سلیم کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔۔۔حیات بابا یہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔اپ کون لوگ تھے وہ ۔۔۔اور پری بی بی کو کہاں لے کر گئے ہیں۔۔۔ہم ارحم سر کو کیا جواب دیں گے۔۔۔ سلیم باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔اسے اس کی بھابی بھی اتنی عزیز تھی، جتنا کہ ارحم سر سلیم "

سلیم۔۔ کہاں جارہے ہو۔۔۔ سامنے سے شایان بھاگتا ہوا آرہا تھا۔۔۔اس نے سلیم کو اس طرح بھاگتا دیکھ اس کے سامنے آتے سوال کیا تھا۔۔۔

شایان سر کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔اچھا ہوا اپ اگئے۔۔۔ سلیم بڑے بڑے سانس لیتے بولا تھا۔۔۔ سلیم ہوا کیا ہے، کچھ بتاؤ بھی۔۔۔ارحم تو

ٹھیک ہے نہ۔۔۔ شایان کی پریشانی میں مزید اضافہ اگیا تھا۔۔۔ شایان سر۔۔! حیات بابا نے بتایا ہے، کہ گھر میں دو آدمی آئے تھے، ور وہ پری بی بی کو لے گئے ہیں۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔ کہاں لے گئے ہیں وہ پری کو۔۔۔ شایان دھاڑا تھا۔۔۔ سر میں کچھ نہیں جانتا، میں خود صبح سے ارحم سر کے پاس ہوں۔۔۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے سلیم، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ شایان اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ وہ اپنے بھائی جیسے دوست کے پاس جائے، یا اپنی بہن کو ڈھونڈے۔۔۔ شایان ارحم کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔ لیکن ڈاکٹرز نے ابھی ملنے سے انکار کر دیا تھا ۔۔۔ ارحم کی بہت زیادہ بری حالت تھی۔۔۔ اس کا کافی خون بہہ گیا تھا ۔۔۔ شایان بھی ہمت ہار گیا تھا۔۔۔ ارحم کی حالت اور پری کی گمشدگی، اس نے لرزتے ہاتھوں سے بابا کو کال ملائی تھی۔۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھا لی گئی تھی۔۔۔ ہاں شایان بیٹا۔۔! تم پہنچ گئے، ارحم کیسا ہے، سکندر صاحب کو حمدان نے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔ اور وہ بھی کافی پریشان ہو گئے تھے

۔۔۔ بابا یہاں پہ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ شایان تھکے سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ شایان بیٹا کیا ہوا ہے، تم ٹھیک ہو، ارحم ٹھیک ہے۔۔۔ سکندر عثمان جو کہ اس وقت بیٹھے تھے، شایان کی بات سنتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ بابا ارحم کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اور پری کڈنیپ ہو گئی ہے۔۔۔ بابا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔ میں کیا کروں، میں پری کو ڈھونڈوں، یا ارحم کے پاس رہوں۔۔۔ سکندر عثمان جواب تک صرف ارحم کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔۔۔ پری کا سنتے ان کو ایک سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ پریشے کی کڈنیپ ہو گئی۔۔۔؟ سکندر صاحب نے حیرانی سے پوچھا تھا۔۔۔ جیسے انہوں نے غلط سنا ہو۔۔۔ جی بابا میں یہاں اکیلا نہیں سنبھال سکتا۔۔ پلیز بابا اپ اور حمدان اجائیں۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔۔ شایان بیٹا تم پریشان نہیں ہو میں اور حمدان جلدی پہنچ جائیں گے۔۔۔ تم ارحم کے پاس رہو۔۔۔ سکندر عثمان بات کرتے کرتے باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔ لیکن بابا پری کہاں ہے اس وقت میں نہیں جانتا

۔۔۔شایان پھر سے بولا تھا۔۔۔میں پری کو دیکھ لیتا ہوں، تم ارحم کے پاس رہو۔۔۔سکندر عثمان نے بولتے کال کاٹ دی تھی۔۔۔یزدان تم نے اچھا نہیں کیا۔۔! سکندر عثمان سمجھ گئے تھے۔۔۔کہ پری یزدان کے پاس ہی ہے۔۔۔سکندر صاحب کو لگا تھا، کہ انہوں نے پری کی شادی کر دی ہے ۔۔اب یزدان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔پری ارحم کے ساتھ محفوظ ہے، لیکن یہاں تو کچھ اور ہی ہو گیا تھا۔۔۔سکندر عثمان سمجھ گئے تھے، ارحم کی گاڑی پہ فائرنگ بھی یزدان نہیں کروائی تھی۔۔۔یزدان تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔سکندر عثمان گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔ان کو جلد از جلد حمدان کے ساتھ اسلام اباد کے لیے نکلنا تھا۔۔۔

•••••••••

شایان نے سلیم کو گھر بھیجا تھا۔۔۔تا کہ وہ مہر ناز بیگم کو لے آئے ۔۔۔ سلیم جب وہاں پہنچا، تو مہر ناز بیگم کی حالت دیکھ کر اس سے بات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔وہ تو پری کے لیے اتنا رو رہی تھیں۔۔۔تو ارحم کا سن کر ان پہ کیا گزرے گی۔۔۔۔رضیہ بی آپ ذرا بات سنیے گا۔۔۔سلیم نے رضیہ بی کو بلایا تھا۔۔۔تا کہ وہ ایک سائیڈ پہ ان سے بات کر سکے۔۔۔۔

سلیم "سلیم، کہاں تھے تم لوگ۔۔اور ارحم کہاں ہے۔۔۔وہ کیوں نہیں آیا۔۔۔وہ لوگ میری بیٹی کو لے گئے ہیں۔۔۔ارحم سے کہو ابھی اور اسی وقت وہ پری کو لے کر آئے۔۔۔۔اب تک وہ بے خبر کیسے بیٹھا ہے۔مہر ناز بیگم چیخی تھیں۔۔۔پتہ نہیں میری بیٹی کس حال میں ہو گی۔۔۔۔بڑی بی بی آپ میرے ساتھ ہسپتال چلیں۔۔۔سلیم سر جھکائے بولا تھا۔۔۔رضیہ بی نے سر اٹھاتے سلیم کی طرف دیکھا۔۔۔جیسے کچھ پوچھ رہی ہو۔۔

ہاسپٹل کیوں۔۔"مہر ناز بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔جبکہ ان کے دل میں بہت سی خیالوں نے جنم لے لیا تھا۔۔۔وہ سلیم کو نہ بولتا دیکھ وہ پھر

سے بولی تھیں۔۔۔ ہسپتال کیوں؟ کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔اور ارحم کہاں ہے۔۔۔آپ آجائیں باہر میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ سلیم بولتا ہوا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔تاکہ مہر ناز بیگم کوئی اور سوال نہ کریں۔۔۔اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔نہ ہی اس سے مہر ناز بیگم کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔رضیہ بی یہ کیا بول کر گیا ہے۔۔۔کون ہے ہسپتال میں۔۔۔وہ رضیہ بی کی طرف پلٹتی بولی تھیں۔۔۔آپ چلیں تو صحیح انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔مہر ناز بیگم سارے راستے سلیم سے پوچھتی رہی تھیں۔۔۔لیکن سلیم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔وہ بتاتا بھی کیا ۔۔۔سلیم کی خاموشی مہر ناز پہ ان کو کھائے جا رہی تھی۔۔۔ہسپتال میں پہنچتے ان کو شایان نظر آیا تھا۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آگئیں ۔۔شایان تم تو لاہور چلے گئے تھے۔۔۔یہاں کیسے۔۔؟اور کیا ہوا ہے، مجھے کوئی بتا کیوں نہیں رہا۔۔۔وہ روتے ہوئے اب شایان سے سوال کر رہی تھیں۔۔۔شایان جو پہلے ہی پریشان تھا،اب اس کی پریشانی میں مزید

اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ کیسے بتاتا وہ ان کو، کہ اندر ان کا بیٹا زندگی اور موت سے لڑ رہا ہے۔۔۔ آنٹی ارحم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔ شایان ہمت کرتے بولا تھا۔۔۔ یہ الفاظ بولتے ہوئے شایان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ کیا ہوا ہے ارحم کو، مہرناز بیگم اپنے ہوش گنواتی بولی تھیں۔۔۔ آنٹی اپ سنبھالیں خود کو۔۔۔ ارحم بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ شایان اور رضیہ بی نے اگے بڑھتے مہرناز بیگم کو سہارا دیا تھا۔۔۔ وہ کسی بے جان وجود کی طرح بیٹھ گئی تھیں۔۔۔ ان کو لگ رہا تھا، ان کا دل دھڑکنا بند ہو گیا ہے۔۔۔ دنیا تھم گئی تھی۔۔۔ ان کو لگ رہا تھا، اگر انہوں نے انکھیں بند کی تو سب ختم ہو جائے گا۔۔۔ ان کا بیٹا اندر زندگی موت سے لڑ رہا تھا۔۔۔ اور درد ان کو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ رضیہ بی کی حالت بھی ان سے مختلف نہ تھی

۔۔۔

•••••••••••••

پری گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔جب یزدان کمرے میں داخل

ہوا۔۔پری نے چہرہ نہیں

اٹھایا تھا، وہ جانتی تھی، کون ہے۔۔۔میں نے تمہیں منع کیا تھا رونے

سے، یزدان نے آگے ہوتے اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی، پری پیچھے کو

سرکی تھی۔۔

جناب اتنا غصہ تو بنتا ہے۔۔۔یزدان ہاتھ باندھتے مسکرایا تھا۔۔

میرے بابا کو پتہ چل گیا، تو۔و۔وہ تمہیں چھوڑیں گے نن۔نہیں۔۔۔

تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم اس وقت میرے پاس ہو۔۔۔یزدان مسکراتے

ہوئے بولا تھا۔۔۔

نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو، میرے بابا نہیں جانتے۔۔اگر انہیں پتہ چلا

تو وہ تمہیں مار دیں گے۔۔۔پری مزید روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اوا چھا۔۔۔! یزدان نے جیسے پری کا مذاق اڑایا تھا۔۔ چلو ایک کام کرتے ہیں، میں بابا کو فون کر کے خود بتاتا ہوں، کہ میری پری میرے پاس ہے۔۔ پھر دیکھیں گے سکندر مجھے مار سکے گا یا نہیں۔۔ یزدان نے موبائل نکالا، اور کال ملانے لگا۔۔۔

تین سیکنڈ میں کال اٹھالی گئی تھی۔۔ جیسے

سکندر عثمان اسی کی کال کے انتظار میں بیٹھے ہوں۔۔۔ ارے سکندر صاحب کیسے ہیں آپ۔۔ یزدان پری کی طرف دیکھتے بولا تھا۔۔

یزدان تم اس حد تک گر جاؤ گے۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ سکندر عثمان دھاڑے تھے۔۔۔ پری شکی نظروں سے یزدان کے ہاتھ میں موبائل دیکھ رہی تھی۔۔ کہیں سچ میں کال پہ اس کے بابا تو نہیں تھے۔۔ ہاہاہا۔۔! سکندر صاحب مجھے تو لگا تھا آپ غصہ کریں گے۔۔ لیکن آپ تو بہت خوش ہو رہے ہیں۔۔۔ یزداد جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ یزدان آخر تم چاہتے کیا ہو۔۔؟" سکندر عثمان ہار مانتے بولے تھے۔۔

تمہاری بیٹی سے نکاح۔۔؟

پری نے حیرانی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔

یزدان۔۔ سکندر عثمان دھاڑے تھے۔۔اب دوبارہ اپنی گندی زبان سے

میری بیٹی کا نام بھی مت لینا۔۔

آواز نیچی۔۔۔پری میرے پاس ہے۔۔یزدان نے جیسے دھمکی دی تھی

۔۔۔

یزدان اگر میری بیٹی کو ایک آنچ بھی آئی، تو میں

تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ سکندر عثمان کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اسی

وقت یزدان کی جان لے لیں۔۔

پری کے چہرے پہ ایک رنگ ارہا تھا، اور ایک رنگ جارہا تھا۔۔۔ارے

سکندر صاحب یہ لیں، اپ اپنی بیٹی سے بات کریں۔۔۔اسے یقین نہیں ہو

رہا۔۔ کہ اس کے باپ نے اسے میرے حوالے کیا ہے۔۔۔

یزدان کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ تم میری بیٹی کو بھٹکا رہے ہو۔۔۔" وہ انتہائی غصے سے چیخے تھے۔۔ حمدان بھی ان کے ساتھ ہی تھا، وہ بھی اب پوری توجہ سے یزدان کی بات سن رہا تھا۔۔۔

پری کا فق سے رنگ اڑا۔۔۔ کیا اس کے بابا نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا۔۔۔ نن۔ نہیں میرے بابا ایسا۔ نن۔ نہیں کر سکتے۔۔۔ پری نے اپنی سوچ کو انکاری کی تھی۔۔

لو بات کروا اپنے بابا سے۔۔۔ یزدان پری کی طرف موبائل بڑھاتے بولا تھا

۔۔

پریشے بیٹا۔۔۔! ابھی کندر صاحب بول ہی رہے تھے

کہ، یزدان نے والیوم بند کر دیا۔۔

بابا۔ بابا۔۔! پری اپنے بابا کی آواز سنتی جلدی سے

موبائل کی طرف بڑھی تھی۔۔ جو کہ یزدان نے کچھ حد تک پیچھے کر لیا تھا

۔۔۔ بابا مجھے یہاں سے لے جائیں پلیز۔۔ بابا۔۔ پری روتے ہوئے بولی

تھی۔۔ پری بیٹے تم ٹھیک تو ہو۔۔ سکندر صاحب بول تو رہے

تھے، لیکن والیوم بند کی وجہ سے پری کچھ سن نہیں پائی تھی۔۔

یزدان نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ اور پری بت بنی موبائل کی طرف دیکھ

رہی تھی۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا، کہ اس کا باپ اس کے ساتھ ایسا بھی

کر سکتا ہے۔۔۔ سچ میں اس کے باپ نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا

۔۔

!اسی لیے تو وہ بول نہیں رہے تھے۔۔ دیکھ لیا تم نے۔۔۔

اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا نہ۔۔۔ یزدان پری کا چہرہ اوپر اٹھاتے بولا تھا

۔۔ لیکن پری تو کوئی مجسمہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ کسی پتلے کی مانند۔۔ جسے

کبھی کسی کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا ہے، اور کبھی کسی کے ہاتھوں میں۔۔

کیا ہوا۔۔ تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔ یزدان اس کے پاس بیٹھ چکا تھا۔۔

میں تمہاری سچویشن سمجھ سکتا ہوں۔۔ تمہارے بابا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے

تھا۔۔ وہ پری کا ہمدرد بنتے بولا تھا۔۔

پری نے آنکھیں جھپکیں۔۔۔ایک آنسو اس کی گال پہ پھسلا۔۔۔پری نے

پھر سے آنکھیں جھپکیں۔۔۔اور

اس کے دل کے سو ٹکڑے ہو گئے۔۔۔پری نے دوبارہ آنکھیں نہیں جھپکی

تھیں۔۔اسے لگا اگر اس نے دوبارہ آنکھیں بند کیں، تو اسے سانس نہیں

آئے گا۔۔ وہ پتھر ریت کی طرح بکھر جائیں گے۔۔ آج پری کا

دل ٹوٹا تھا۔۔۔اور دل کی جگہ پہ نفرت پیدا ہوئی تھی۔اور یہ نفرت کسی

"اور کے لیے نہیں بلکہ اس کے اپنے باپ کے لیے تھی۔۔

وہ ہمیشہ سے ایسے ہی تھے۔۔۔پری بے ساختہ بولی۔۔اس نے انکھیں
"نہیں جھپکی تھیں۔۔یزدان نے نہ سمجھی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔
کیااس کا تیر نشانے پہ لگا تھا۔۔؟کیااس نے سکندر عثمان کو پری کی
نظروں میں گرادیا تھا۔۔
انہوں نے کبھی مجھے اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں تھا۔۔۔وہ پھر سے بولی تھی
۔۔۔اس نے چہرہ اٹھا کے یزدان کی طرف دیکھا تھا۔۔جو پہلے سے ہی اس
کی طرف متوجہ تھا۔۔۔
میرے بابا نے ایسا کیوں کیا۔۔؟پری ٹوٹے لہجے میں بولی تھی۔۔کیا
انہوں نے آپ سے پیسے لیے ہیں۔۔۔لیکن ان کے پاس تو بہت پیسے ہیں
۔۔اس نے خو ہی اپنی بات کا جواب دیا تھا۔۔پھر انہوں نے میری قیمت
کیوں لگائی۔۔اس نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی طرف دیکھا۔۔
شاید وہ تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے تھے۔۔"یزدان بے ہس بنتا
بولا تھا،یہ جانے بغیر کے پری کے

"دل پہ کیا گزرے گی۔۔۔۔

پری جو کب سے ٹوٹے ٹکڑوں کو اکٹھا کر رہی تھی۔۔یزدان کے جواب پہ اس کے ہاتھ کھلے گئے،اور سارے جمع کیے ہوئے ٹکڑے بکھر گئے۔۔۔

اسکا سر چکرایہ۔۔اس نے خود کو سنبھالنا چاہا، لیکن اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا۔۔۔اوراس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔وہ کسی بے جان وجود کی طرح پیچھے کو جا گری۔۔

پری۔۔"پری۔۔یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا، کہ یزدان دھیان ہی نہیں دے پایا۔۔۔یزدان نے اگے بڑھتے پہلے اس کی نبس چیک کی، جس کی رفتار کافی کم تھی۔۔اور پھر پری کا چہرہ دیکھا۔۔برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

پری۔۔!تم ٹھیک ہو۔۔یزدان مسلسل اس کا چہرہ تھپکتے بولا تھا۔۔۔وہ کیا، ایک تنکڑے ہی تو بچے تھے۔۔جو آج یزدان نے ریت کر دیے تھے۔۔

میری پری ٹھیک نہیں ہے، مجھے ڈاکٹر کو بلانا ہو گا۔۔ ! یزدان باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔ میری پری کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ پری اس کی پہلی محبت تھی۔۔

اور یزدان اسے کھونا نہیں چاہتا

تھا۔۔ اسے پانے کے لیے یزدان نے کتنے گناہ کیے تھے۔۔۔ اور اب وہ

سمجھ رہا تھا کہ اس کے سارے

گناہوں کے آگے سکون ہے۔۔ کیونکہ اس کی پری اس کے پاس ہے۔۔۔

"اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔۔۔ آگے سکون ہے یا جہنم۔۔۔

•••••••••••

سکندر صاحب اور حمدان دونوں ہی ہسپتال پہنچ گئے تھے۔۔ ارحم کا آپریشن تو ہو گیا تھا، لیکن ابھی آنے والے چوبیس گھنٹے اس کے لیے کافی خطرناک تھے۔۔۔ سکندر صاحب نے شایان اور حمدان کو بتا دیا تھا، یزدان کے بارے میں۔۔۔ اور حمدان تو غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔ جبکہ شایان کو تو

پری کی ٹینشن کھائے جا رہی تھی۔۔۔ کہ کہیں یزدان اسے کوئی نقصان نہ

پہنچادے۔۔

بابا اب ہم کیا کریں گے۔۔۔ اگر اس نے پری کو کوئی نقصان پہنچادیا تو۔۔

حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔

نہیں وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ سکندر عثمان پریشان تو تھے،

" لیکن محسوس نہیں ہونے دے رہے تھے۔۔۔

تو پھر بابا ہم اس طرح پری کو اس کے پاس تو نہیں رہنے دے سکتے نا۔۔ ہم

ارحم کو کیا جواب دیں گے۔۔ حمدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔ شایان کو پری

کی

طرف سے تسلی نہیں ہو رہی تھی۔۔

بابا میں اس شخص کی جان لے لوں گا۔۔۔ حمدان جذباتی ہوتا اٹھا تھا۔۔۔

حمدان ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا۔۔۔ ہم جلد بازی نہیں دکھا سکتے۔۔ اس

طرح ہم پری کے لیے مشکل کھڑی کردیں گے۔۔ سکندر عثمان حمدان کو بٹھاتے بولے تھے۔۔ انہیں

سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیا ہوگا۔۔

•••••••••••••••

زمل، زمل۔۔ "حمزہ صاحب لاؤنج میں داخل ہوتے زمل بیگم کو پکار رہے تھے۔۔۔

جی حمزہ کیا ہوا، اپ کافی پریشان لگ رہے ہیں۔۔ زمل بیگم کچن سے باہر آتی بولی تھیں۔۔

زمل ارحم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔ اور ہمیں جانا چاہیے۔۔۔

یا اللہ خیر۔۔! کیسے "زمل بیگم بھی پریشان ہوتی بولی تھیں۔۔ سلیم بتا رہا تھا کہ ارحم کی گاڑی پہ فائرنگ ہوئی تھی۔۔ پتہ نہیں بھابھی کا کیا حال ہوگا۔۔۔ ہمیں جلدی نکلنا چاہیے۔۔ حمزہ صاحب فکرمندی سے بولے تھے۔۔۔

جی میں ہیزل کو بتاتی ہوں۔۔۔زمل بیگم جلدی سے ہیزل کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔ حمزہ صاحب ارحم کے چچا تھے،ان کے تعلقات کافی کمزور تھے، جس کی وجہ سے ان کا اتنا ملنا جلنا نہیں تھا۔۔اور جب ارحم کے والد کی ڈیتھ ہوئی تھی،تو اس کے بعد تو بالکل بھی حمزہ صاحب سے ملنا جلنا بند ہو چکا تھا۔۔

••••••••••

یزدان ڈاکٹر کو لایا تھا،پری سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔
ڈاکٹر اسے کب تک ہوش آئے گا۔۔یزدان نے جزباتی سے انداز میں پوچھا تھا۔۔اس کو ایک پل کے لیے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔
دیکھیں انہیں پہلے بھی ایک دفعہ پینک اٹیک ہو چکا ہے۔۔اور اب ان کا اتنا سٹریس لینا ان کی جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔۔اخر ان کو ٹینشن کس بات کی ہے۔۔۔ابھی تو یہ بچی ہیں۔۔ڈاکٹر نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی

طرف دیکھا تھا۔۔ جبکہ یزدان لاجواب تھا۔۔اس کے پاس کوئی جواب

نہیں

تھا۔۔

آپ کو انہیں سٹریس سے بچانا ہو گا۔۔۔اگر ان کی

زندگی چاہتے ہیں تو۔۔۔ڈاکٹر اپنی چیزیں سمیٹتے بولا تھا۔۔ڈاکٹر سمجھ گیا تھا

،اسی لیے اس نے دوبارہ نہیں پوچھا۔۔ جبکہ یزدان کا دماغ وہیں پہ

رک گیا تھا، جہاں پہ ڈاکٹر نے کہا تھا، کہ پری کو پہلے بھی پینک اٹیک ہوا تھا

۔۔

آئیں میں اپ کو چھوڑ دوں۔۔ یزدان باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

جاتے جاتے بھی ڈاکٹر نے سختی سے ہدایت کی تھیں کہ پری کو کوئی

سٹریس نہیں آنا چاہیے ،اور یزدان کافی حد تک پریشان ہو گیا تھا۔۔اسے

ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔اس نے پری کے سامنے کافی بڑا جھوٹ بول دیا

تھا۔۔اس نے اپنی محبت حاصل کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا تھا۔۔

وہ نہیں جانتا

تھا کہ جھوٹ کی بنیاد پہ قائم ہوئی دیوار کبھی وفا نہیں کرتی۔۔

یزدان ڈاکٹر کو باہر چھوڑنے کے بعد دوبارہ اندر نہیں گیا تھا۔۔اسے افسوس تھا،اس کی پری اس کی وجہ سے اس حال میں تھی۔۔اس نے پری کو اسکے باپ کے خلاف کر دیا تھا۔۔

یزدان سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی ہے،بہت لاڈلی ہو گی،اسی لیے اس سے یہ سب برداشت نہیں ہوا۔۔لیکن وہ یہ کہاں جانتا تھا کہ اس باپ کی اکلوتی بیٹی نے نہ ہی کبھی باپ

کا لمس محسوس کیا،اور نہ ہی کبھی ماں کا۔۔۔کاش یزدان کو پتا ہوتا۔۔

....

رات کے دس بج رہے تھے، اور مہر ناز بیگم اسی طرح کسی زندہ لاش کی طرح بیٹھی تھیں۔۔ بڑی بی بی اپ کچھ کھا لیں رضیہ بی کب سے ان کو مخاطب کر رہی تھیں، لیکن وہ تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہی تھیں۔۔۔

بڑی بی بی اپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ رضیہ نے پھر سے ایک ناکام سی کوشش کی تھی۔۔ لیکن اس بار بھی مہر ناز بیگم کچھ نہیں بولی تھیں ۔۔۔ رضیہ بی نے ایک بے بسی، سی نظر سے مہر ناز بیگم کو دیکھا، جو اس وقت دنیا بھلائے بیٹھی تھیں۔۔

رضیہ بی کا رخ اب حمدان کی طرف تھا، جو سکندر عثمان کے پاس بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔

حمدان بیٹا آپ ہی بڑی بی بی سے کہیں کہ وہ کچھ کھا لیں، ورنہ ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔

وہ حمدان کے پاس آتی فکر مندی سے بولی تھیں۔۔ حمدان رضیہ بی کی بات سنتے جلدی سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی بے بسی سے حمدان کی

طرف دیکھا تھا۔۔۔ حمدان خاموشی سے رضیہ بی کے ساتھ مہر ناز بیگم کے

پاس ایا۔۔

آنٹی۔۔۔"حمدان نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے مہر ناز بیگم کے ہاتھ پکڑتے ان کو پکارا تھا۔۔ جواباً مہر ناز بیگم نے ہلکا سا چہرہ اٹھا کر حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔

اس طرح بھوکا رہنے سے تو کچھ نہیں ہو گا نا۔۔۔

آپ کھانا کھالیں۔۔"انشاءاللہ ارحم بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔ حمدان کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔۔۔

حمدان میں احمر کو نہیں بلا سکی، وہ میرا چھوٹا بیٹا تھا۔۔۔ جب میں نے اسے کھویا تھا، تو مجھے لگا تھا میری دنیا ختم ہو گئی۔۔ لیکن پھر مجھے ارحم کا خیال ایا،

اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میرے ارحم کو کون سنبھالے گا۔۔۔اور ارحم کو دیکھ دیکھ کے دن بدن میں احمر کے غم کو بھولتی گئی۔۔۔ایسا نہیں کہ میں اپنے احمر کو بھول گئی ہوں۔۔۔مجھے وہ اج بھی یاد آتا ہے۔۔ لیکن میرا ایک بیٹا ارحم بھی

ہے۔۔اگرارحم کو کچھ ہو گیا، تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔۔۔

اب وہ بے آواز رونے لگی تھیں۔۔۔دن بھر کی خاموشی کے بعد وہ اب بولی تھیں، ان سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ ہمت کرتی بول رہی تھیں۔۔۔کچھ نہیں ہو گا ارحم کو۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے، اور انشاءاللہ صبح تک اسے ہوش آجائے گا۔۔

حمدان جیسے ان کو یقین دلاتے کہا تھا۔۔اور پلیز آپ کھانا کھالیں۔۔

نہیں۔۔"جب تک میرا بیٹا ٹھیک نہیں ہو گا، میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔۔

وہ ضدی انداز میں بولی

تھیں۔۔ میں بھی تو اپ کا بیٹا ہی ہوں۔۔۔ میرے کہنے پہ کھا لیں۔۔۔
حمدان نے ان کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔۔ جہاں پہ دن بھر کی تھکاوٹ تھی۔۔۔
حمدان ان کی حالت سمجھ سکتا تھا۔۔
حمدان بیٹا تم بھی میرے بیٹے ہو۔۔ لیکن جب تک ارحم خود اٹھ کر مجھے نہیں کہے گا، جب تک میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔۔ وہ ابھی بھی ضد کر رہی تھیں۔۔
حمدان پری کہاں ہے۔۔۔؟ مہرناز بیگم نے جیسے
کچھ یاد اتے پوچھا تھا۔۔ حمدان کچھ نہیں بولا تھا۔۔ لیکن ہاں گڑبڑا ضرور گیا تھا۔۔ اسے مہرناز بیگم سے پری کا پوچھنے کی توقع نہیں تھی۔۔
اب رضیہ بی بھی حمدان کا بولنے کا انتظار کر
رہی تھیں۔۔ میں پوچھ رہی ہوں پری کہاں ہے۔۔۔؟
مہرناز بیگم نے حمدان کو جواب نہ دیتے دیکھ دوبارہ سوال کیا تھا۔۔ آنٹی پری یزدان کے پاس ہے۔۔ حمدان بڑی ہمت کرتے بولا تھا۔۔۔

کیا۔۔"مہر ناز بیگم کو جیسے جھٹکا لگا۔۔

آنٹی پلیز اب پریشان مت ہوں، وہ پری کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔ ہم اسے لے آئیں گے۔۔ حمدان یقین دلاتے بولا تھا۔۔

میری بیٹی اس گھٹیا شخص کے پاس ہے، اور تم لوگ یہاں کتنے آرام سے بیٹھے ہو۔۔ مہر ناز بیگم غصے سے کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان بھی ان کو دیکھتے جلدی سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔ کہ آخر ہوا کیا ہے۔۔"

آنٹی ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے، ورنہ وہ پری کو کوئی نقصان پہنچا دے گا۔۔۔ حمدان بھی کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ دور بیٹھے سکندر صاحب بھی اب ان کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہو، میرا ارحم ہی پری کو لے کر آئے گا۔۔۔ چلے جاؤ تم یہاں سے، وہ ایک بار پھر سے رونے لگی تھیں۔۔

نہ جانے میری بیٹی کس حال میں ہو گی۔۔مہر ناز بیگم روتے ہوئے پھر سے بیٹھ گئی تھی۔۔

حمدان نے ایک بے بسی سی نگاہ اپنے باپ پہ ڈالی۔۔جوابا انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔حمدان بھی سر جھکاتا کسی ملزم کی طرح وہاں سے واپس پلٹا۔۔

رضیہ بی نے بیٹھتے مہر ناز بیگم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔وہ اب بھی بے آواز رو رہی تھیں۔۔

رضیہ بی "میرا ارحم تو آفس گیا تھا نا، یہ کیا ہو گیا اس کے ساتھ۔۔مہر ناز بیگم بغیر چہرہ اٹھائے بولی تھیں۔۔آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

بڑی بی بی ارحم صاحب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔آپ پریشان مت ہوں۔۔رضیہ بی خود کو ٹوٹتا ہوا محسوس کر رہی تھیں۔۔تو مہر ناز بیگم تو پھر ارحم کی ماں تھیں۔۔۔

رضیہ بی میرا احمر مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔ میں

پل پل مرتی ہوں۔۔۔ کوئی میرے دل کا حال نہیں جانتا۔۔ میں آج تک

احمر کو نہیں بھلا پائی۔۔ لیکن میرا ارحم اگر میرے ارحم کو کچھ ہو گیا تو میں مر

جاؤں گی وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی تھیں۔۔ بڑی بی بی آپ پریشان مت

ہوں، ارحم صاحب کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔۔

رضیہ بی دلاسہ دینے کے سوا کچھ کر بھی نہیں

سکتی تھیں۔۔ وہ ماں تھیں۔۔ اب اتنا تو بنتا تھا۔۔

حمدان کے پاس ڈاکٹر آیا۔۔۔ مہر ناز بیگم بھی اس طرف متوجہ ہوئی "

تھیں۔۔

"ارحم سر کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔۔

مہر ناز بیگم جلدی سے کھڑی ہو گئیں۔۔

وہ کافی حد تک بہتر ہیں، لیکن ابھی اپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔

مہر ناز بیگم نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا، جو حمدان سے بات کر رہا تھا۔۔

ڈاکٹر۔۔۔! وہ جلدی سے اس کے پاس آئیں۔۔۔ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے

۔۔۔انہوں نے سوال کیا تھا۔۔

وہ ٹھیک ہیں۔۔"اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

آپ اب بس ان کے لیے دعا کریں۔۔ڈاکٹر مہرناز بیگم کی طرف پلٹا تھا۔۔

کیا میں ارحم سے مل سکتی ہوں۔۔وہ جذباتی ہوتی
بولی تھیں۔۔

نہیں جب تک نہیں ہوش نہیں آتا اپ کو انتظار کرنا ہوگا۔۔ڈاکٹر نے کچھ

لکھتے لکھتے جواب دیا تھا۔۔مہرناز بیگم کے چہرے پہ خوشی آگئی تھی۔۔اور

آپ نے میرے ساتھ آئیں۔۔کچھ فارمیلٹیز ہیں، وہ پوری کرنی ہیں۔۔

ڈاکٹر نے سکندر عثمان اور حمدان سے کہا تھا۔۔

جی چلیں" وہ دونوں ڈاکٹر کے ساتھ جا چکے تھے۔۔رضیہ بی آپ نے سنا

۔۔! میرا ارحم بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے

۔۔۔

مہر ناز بیگم ہلکا سا مسکرائی تھیں۔۔

جی جی۔۔! بڑی بی بی!! میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا۔۔ارحم صاحب بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔اور دیکھیں ماشاءاللہ سے وہ ٹھیک ہیں ۔۔اب رضیہ بھی مسکرادی تھیں۔۔ان دونوں کے چہرے پہ رونک آگئی تھی۔۔

مہر ناز بیگم اللہ کا شکر ادا کرتی بیٹھ چکی تھیں۔۔اللہ نے ان کی دعائیں سن لی تھیں۔۔

•••••••••••••••••

اللہ نے ان کی دعائیں سن لی تھیں۔۔۔یزدان صوفے سے ٹیک لگائے پچھلے دو گھنٹوں سے پری کا چہرہ تک رہا تھا۔۔وہ کتنی خوبصورت تھی نا۔۔

"

یزدان کی پہلی محبت "ءیزدان کی پریشے،!!یزدان پچھلے دو گھنٹوں سے یہاں بیٹھا،پری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

کہ اخر پری کو پہلے پینک اٹیک کیسے ہوا۔۔پری نے ایسی کون سی ٹینشن لی تھی، وہ تو سکندر عثمان کی اکلوتی بیٹی ہے،اور پھر سب کی لاڈلی بھی ہو گی۔۔۔ پھر اسے کیا ٹینشن ہو گی بھلا۔۔

یزدان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔مجھے معاف

!کردو میری جان۔۔۔

میں آئندہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔۔۔ تم بس یہ میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دینا۔۔اور بس کبھی میرے سامنے ارحم کا نام مت لینا۔۔مجھے ہرگز برداشت نہیں، کہ میری پری کسی اور کے بارے میں سوچے بھی۔۔

سکندر جانتا تھا، مجھے جو چیز پسند آئے، وہ میں حاصل کر کے رہتا ہوں۔۔اور یہ بھی جانتا تھا۔۔کہ میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔۔لیکن پھر بھی سکندر عثمان نے اس شخص سے !!ارحم سے تمہارا نکاح کروادیا۔۔بہت بڑی غلطی کر دی اس نے۔۔

!پری صرف میری ہے، صرف اور صرف میری۔۔۔"یزدان شاہ کی۔۔۔

" ارحمم۔۔"پری ایک دم چیختی اٹھی تھی۔۔۔۔ارحم

وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔۔۔ارحم" کہاں ہیں آپ

۔۔۔اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔اور یہاں بیٹھا یزدان، جس کی

آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔۔۔اس نے غصے سے اپنے مٹھیاں

بھینچیں۔۔وہ اپنا غصہ کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔۔ارحم کا نام سن کے اس کے

تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔

ارحم کہاں ہیں آپ"پریشے کا سر چکرا رہا تھا۔۔۔لیکن اس وقت اسے اس

کا ارحم چاہیے تھا۔۔۔پری

جلدی سے نیچے اترنے لگی تھی۔۔۔

پریشے۔۔"یزدان اس قدر اونچا دھاڑا تھا، کہ پری وہیں رک گئی، اس "

کے جسم پہ کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔۔۔اس نے دیکھا ہی نہیں تھا، کہ یزدان

بھی یہی موجود تھا۔۔

یزدان اٹھا، اور اس کے قدم پری کی طرف بڑھے۔۔۔پری تو اس کی آواز سے سہم گئی تھی۔۔۔

!پری تم اپنے لیے مزید مشکلیں مت کھڑی کرو۔۔۔

یزدان پری کے قریب آتے بولا تھا۔۔پری پیچھے کو سرکی۔۔

ائندہ یہ حرکت مت کرنا۔۔۔یزدان کو اس کی حرکت کچھ پسند نہیں آئی تھی۔۔اس نے لال آنکھوں سے اسے گھورتے کہا تھا۔۔۔

مجھے میرے ارحم کے پاس جانا ہے۔۔پری یزدان کی آنکھوں سے نظریں "ہٹاتی بولی تھی۔۔اسے یزدان سے خوف آرہا تھا۔۔۔

میں نے منع کیا تھا نا، کہ اب تم ارحم کا نام نہیں لو گی۔۔۔ہمم۔۔۔پری میں بار بار غلطیاں معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔اس کی آواز میں غصہ تھا۔۔یزدان نے بولتے بولتے پری کو بازو سے پکڑ کے قریب کیا تھا۔۔

ت۔ تم مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔ پری نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی

۔۔۔ لیکن یزدان کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔

اوو۔۔ تو مجھے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔۔ یزدان ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔۔ تو ٹھیک ہے پھر ہم صبح نکاح کر لیں گے۔۔۔ پھر تو اجازت ہو گی نا۔ یزدان نے انگلی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھایا تھا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔ پری نے پورے زور سے اپنی بازو چھڑوائی تھی

۔۔

بکواس نہیں کر رہا، صحیح بول رہا ہوں۔۔۔ جب

نکاح ہو جائے گا، تو ہاتھ لگانے کی اجازت بھی ہو گی۔۔ یزدان مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔

گھٹیا انسان! میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔ پری

غصے سے اٹھتی اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔۔۔یزدان ہلکا سا مسکرایا۔۔

ایک جان کیا، تمہارے لیے تو سو جانیں بھی قربان۔۔۔تم بس حکم کرو

۔۔۔یزدان اسے کندھوں سے پکڑتے بولا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے، گھٹیا انسان "تم بہت برے ہو۔۔۔پری نے ایک جھٹکے سے

خود کو چھڑوایا،اور جلدی سے نیچے اتری۔۔۔مجھے اپنے گھر جانا ہے، ابھی

پری چہرہ جھکاتے روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

پری میں نے تم سے کہا تھا نا، کہ اب یہی تمہارا گھر ہے۔۔۔اب تم یہیں

رہو گی۔۔۔تم واپس نہیں جا

سکتی۔۔۔اور اب دوبارہ یہاں سے جانے کی بات مت کرنا۔۔یزدان کافی

پیار سے بولا تھا۔۔۔

یہ میرا گھر نہیں ہے۔۔۔مجھے میرے ارحم کے گھر جانا ہے۔۔۔وہی میرا

گھر ہے۔۔۔"وہ چیخی تھی۔۔

پریشے۔۔"آہہ۔۔۔

یزدان نے پری کو اتنی زور سے جھٹکا دیا تھا، کہ پری کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔

میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں، بار بار تمہاری غلطی معاف نہیں ہو گی۔۔۔

جان نکال دوں گا میں تمہاری، اب اگر تم نے ارحم کا نام لیا تو۔۔۔ یزدان

نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کو پھینکا تھا۔۔

لیکن اس بار پری بہادر بنتی اٹھی تھی۔۔ میں تم سے نہیں ڈرتی۔۔۔ تم نے

جو کرنا ہے کرلو۔۔ پری خود نہیں سمجھ پائی، کہ اس میں اتنی ہمت کہاں سے

آئی۔۔۔ میں تمہیں یہاں سے جا کر دکھاؤں گی۔۔۔

وہ بھی یزدان کے مقابل غصے سے دھاڑی تھی۔۔۔

آہہہ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔!

یزدان نے دوبارہ سے پری کو بازو سے جکڑا تھا۔۔ کافی لمبی زبان ہے

تمہاری ہوں۔۔۔ یزدان نے گرفت

مزید سخت کی تھی۔۔

آہہہ "چھ۔ چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے۔۔ پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔

اوو۔۔۔تو اس بہادر شیرنی کو درد بھی ہوتا ہے۔۔اس نے گرفت تھوڑی ڈھیلی کی تھی۔۔

پری میں اخری بار بول رہا ہوں، اگر اب تم نے ارحم کا نام لیا، تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔یزدان پری کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے بولا تھا

۔۔۔

آہہہ۔۔وہ پری کو دھکا دیتے، لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے جا چکا تھا۔۔ پری خود کو سنبھالتی اٹھی تھی۔۔

یزدان نے کھڑاک سے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔اور پری بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔آخر یہ شخص چاہتا کیا تھا۔۔۔پری کو کچھ سمجھ
نہیں آرہی تھی۔۔۔وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔وہ ایک بار پھر خود کو انتہائی بے بس لڑکی سمجھ رہی تھی۔۔۔

پری ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی، وہ بہادر بن رہی تھی۔۔ لیکن یزدان کی دھاڑ کے اگے، وہ ڈر جاتی تھی۔۔۔

یہ کیا کر دیا بابا آپ نے۔۔۔ "کیا میں سچ میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔

بے اختیار پری کی آنکھ سے آنسو گرا۔۔۔ ایک، پھر دو، پھر تین، اور پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔۔۔

پری سوچتے ہوئے ایک دیوار کے ساتھ جا لگی۔۔۔ م لیکن میں تو اپ کی بیٹی تھی نا۔۔ مجھے یاد ہے۔۔ پری نے بے دردی سے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے تھے۔۔ یہ سب۔۔ "یہ سب ماما کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ وہ خود غرض تھیں۔۔

پری زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ انہوں نے میرے بابا کو دھوکہ دیا تھا۔۔۔! میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ انہیں کی وجہ سے بابا مجھے اپنی بیٹی نہیں مانتے۔۔۔ بہت بری ہیں وہ۔۔ "پری نے سسکیاں لیتے اپنا سر

گھٹنوں میں چھپالیا تھا۔۔۔م اخر بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔وہ رونے لگی تھی۔۔۔اور رونے کے سوا اور کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

آنسو۔۔آنسو۔۔اور پھر آنسو۔۔۔

•••••••••

دور کہیں سے اذانوں کی آواز آئی تھی۔۔۔مہر ناز بیگم جو بینچ پہ ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھیں۔۔وہ اذانوں کی آواز پہ سیدھی ہوئی۔۔۔

رضیہ بی" بھی ان کے پاس ہی بیٹھی تھیں۔۔

لیکن شاید وہ سو رہی تھیں۔۔مہر ناز بیگم نے ایک نظر کمرے کے دروازے پہ دوڑائی۔۔۔جہاں اس وقت ان کا بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔۔بے ساختہ انہوں نے ہچکی لی۔۔۔اور نم آنکھوں سے وہ پرے روم کی طرف بڑھیں۔۔

انہوں نے وضو کیا۔۔۔! باہر آتے جائے نماز بچھائی، اور نماز ادا کی۔۔۔ وہ پانچ وقت نماز کی پابند تھیں۔۔۔ لیکن کل انہوں نے چار نمازیں قضا کر دی

تھیں۔۔۔بے اختیار ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے۔۔

اے میرے پروردگار" میں بہت گنہگار ہوں۔۔ان کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔ میرے بیٹے نے بھی جانے انجانے میں بہت سے گناہ کر دیے ہیں۔۔

ان کی آنکھوں سے آنسو گرا تھا۔۔۔اپنے حضور کے صدقے میرے بیٹے " کو معاف کر دے۔۔۔

اے میرے پروردگار" میری بیٹی کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔۔ وہ جہاں کہیں بھی ہو، صحیح سلامت ہو، وہ میرے بیٹے کی امانت ہے۔۔ اسے آنچ بھی نہ آنے دینا۔۔۔" اے میرے پروردگار" میری بیٹی کی عزت کی حفاظت کرنا۔۔ بے شک تو بڑا رحیم ورحم کرنے والا ہے۔۔۔

اب ان کے انسو زور و قطار سے بہنے لگے تھے۔۔ یااللہ میرے بیٹے کو میری زندگی بھی لگادیں۔۔

انہوں نے اپنا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں چھپالیا تھا۔۔

صبح کے اس پہر جہاں سب لوگ سو رہے تھے۔۔۔ وہاں یہ عورت اپنے بیٹے اور بیٹی کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔۔۔ جانے انجانے میں انسان بہت سی ایسی غلطیاں کر جاتا ہے، جن کے بعد پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں بچتا۔۔۔

ان کی زندگیوں میں بھی شاید کچھ ایسا ہی چل رہا تھا۔۔۔

••••••••••••••••••

تقریبا صبح کے اٹھ بج چکے تھے سورج اہستہ اہستہ اپنی رنگینیاں گھول رہا تھا، پرندے چہک رہے تھے، اور صبح صبح ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی آرہے تھے، جس سے پرندے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

بہت سے لوگ آج کے دن خوش بھی تھے ،اور بہت سے لوگ ایسے بھی تھے ، جن کو بہت سی آزمائشوں سے گزرنا تھا۔۔۔

بہت سی مشکلیں جوان کاانتظار کررہی تھیں۔۔انہی لوگوں میں ایک پریشے بھی تھی، ''پریشے سکندر '' کیا پہچان تھی اس کی ۔۔اسے تواس کا باپ اپنی بیٹی بھی نہیں مانتا تھا۔۔۔اوراس کی
ماں کہاں تھی، وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔

پری اسی ڈائریکشن میں بیٹھی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں کوئی پتھر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔جن
میں صدیوں کی تھکن ہو، جیسے ان آنکھوں نے کبھی خوشیاں نہ دیکھی ہوں ،اوراگردیکھنے کی خواہش کی ہو، تواس سے وہ خوشیاں چھین لی گئی ہوں۔۔۔

پری نے ''موو'' کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

لیکن اسے اپنا وجود نہ ہونے کے برابر لگ رہا تھا۔۔۔اسے لگا وہ ایک پتھر کا مجسمہ ہے۔۔"ہاں وہ مجسمہ ہی تو تھی"۔۔۔جسے کبھی کسی کے ہاتھوں میں تھمایا جاتا،اور کبھی کسی کے ہاتھوں میں

تھمایا جاتا۔۔

کھڑکی سے آتی مدھم روشنی،جو کہ آہستہ آہستہ "اپنا رنگ بدلتی دن کو اور خوشگوار بنا رہی تھی۔۔

اور یہی روشنی پری کی آنکھیں چندھیانے "کا باعث بھی بن رہی تھی۔۔۔

پری نے جھنجھلاتے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔اس سے روشنی سے اریٹیشن ہو رہی تھی۔۔پوری رات

ایک ہی ڈائریکشن میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کی بازو میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔پری نے بے اختیار اپنی بازو پہ ہاتھ رکھا ۔۔۔اسے اپنا بدن ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔وہ منمنائی تھی"۔۔بابا۔۔

مجھے سچ میں درد ہو رہا ہے۔۔۔ارحم کہاں ہیں اپ۔۔۔!آپ کے بے بی کو درد ہو رہا ہے۔۔وہ روہانسی ہوتی سب کو پکار رہی تھی۔۔۔لیکن یہاں پہ اس کا تھا کون۔۔۔

سب نے اپنے اصلی چہرے دکھا دیے تھے۔۔۔پری آج تک جن کو اپنا سمجھتی آئی تھی،وہ اس کے نہیں

تھے۔۔۔بابا تو بہت خوش ہوں گے نا۔۔"پری دوبارہ سے گھٹنوں پہ سر ٹکاتے بولی تھی۔۔۔ارحم اپ کہاں ہیں۔۔۔
کیا اپ کو میری یاد نہیں آرہی۔۔۔آپ ابھی تک آئے ہی نہیں"میں کل سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔۔

اور میں بہت زیادہ تھک بھی گئی ہوں۔۔پری نے کمرے کے دروازے کی طرف نظریں دوڑاتے سوچا تھا۔۔اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔

اس نے پورے کمرے میں نظریں دوڑائیں،اور ہمت کرتے اٹھی۔۔پری نے اپنادوپٹہ لیا"۔اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دروازہ لوک نہیں تھا۔۔پری نے دبے

قدموں سے کمرے کی دہلیز عبور کی۔۔۔یہ گھر بہت بڑا تھا۔۔۔

پری نے ایک نظر جائزہ لیا۔۔۔ نظریں دوڑانے پر پری

کوایک دروازہ نظر آیا۔۔۔جو شاید باہر جانے کے لیے ہی تھا۔۔پری دبے قدموں سے اس دروازے کی طرف آئی۔۔۔اس سے صحیح سے چلاتک نہیں جارہا تھا۔۔۔ لیکن کسی بھی طرح وہ یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔۔

پری دروازے کی طرف بڑھتے مسلسل دعائیں کر رہی تھی، کہ دروازہ لوک نہ ہو۔۔شاید قبولیت کی گھڑی تھی، دروازہ لاک نہیں تھا۔۔پری کی "آنکھیں چمکیں۔۔۔پری نے دروازہ کھولا اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا، کہ کدھر کو جانا ہے۔۔۔یہ گھر بہت بڑا تھا۔۔پری نے پزل ہوتے نظریں دوڑائیں، ہر طرف سبزہ تھا، رنگ برنگے مختلف پھول، پودے، وہ شاید لون میں آگئ تھی۔۔۔دور کہیں پری کو گاڑی نظر " آئی۔۔۔جو کہ شاید یزدان کی تھی۔۔۔

اگر گاڑی یہاں کھڑی ہے تو دروازہ بھی یہی کہیں ہو گا"۔۔پری کی آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔اور وہ جلدی سے اگے بڑھی۔۔۔اسے ڈر بھی تھا، کہ کوئی آنہ جائے۔۔۔

•••••••••••••

یزدان سوفے سے ٹیک لگائے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔اس کے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھی۔۔۔جس کا وقفہ ب وقفہ وہ کش لگا رہا تھا۔۔۔

اس کے لبوں پہ دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔اور مسکراتے ہوئے وہ کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔

اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔۔ جس میں گھر میں لگے کیمروں کے ذریعے، وہ اپنی پری کو دیکھ رہا تھا۔۔ دیکھ ہی نہیں رہا تھا، بلکہ وہ اس کی ایک ایک ادا کو حفظ بھی کر رہا تھا۔۔۔

اف کتنی معصوم ہے میری پری۔۔۔ یزدان بڑبڑاتے ہوئے اٹھا تھا۔۔۔

" اس کے قدم باہر کی طرف تھے۔۔ شاید وہ پری کے پاس جا رہا تھا۔۔۔

....

پری دروازے کے قریب آگئی تھی، لیکن اب یہ دروازہ لوک تھا۔۔ پری کے چہرے پہ اداسی، اور انکھوں میں نمی آئی۔۔۔ پری نے انتہائی بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ پری کی نظریں دیوار کی طرف گئیں۔۔۔ جو قدرا اونچی تھی۔۔"

پری دیوار کی طرف پلٹنے لگی تھی، کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔"

پری کے قدم رک گئے۔۔۔"اس میں پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت تک نہیں

ہوئی تھی۔۔۔

پریشے۔۔"اس کے کانوں میں یزدان کی بھاری آواز "

گونجی تھی۔۔۔اب تو وہ مزید سہم گئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ کانپنے لگے

تھے۔۔۔"اور ماتھے پہ پسینے کی"ننھی ننھی بوندیں"بھی نمودار ہو گئی تھیں

۔۔۔

"پریشے۔۔"

پریشے کو پلٹتا نہ دیکھ یزدان نے دوبارہ پکارا تھا۔۔

اب کی بار اواز میں تھوڑا غصہ تھا۔۔

! جج۔۔جی

پری جلدی سے پلٹتے بولی تھی۔۔۔کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔یزدان نے ہاتھ

باندھتے سوال کیا تھا۔۔۔

مم۔میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔۔انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا

۔۔۔

کیا تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی۔۔۔یزدان
اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بولا تھا۔۔۔
پپ۔پلیز۔مم۔مجھے جانے دو۔۔پری منت بھرے لہجے میں بولی تھی

"۔۔۔

مطلب تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔۔۔یزدان جیسے کچھ سوچتے

بولا تھا۔۔

میں کچھ نہیں کر رہی۔۔۔تت۔تم بس مجھے گھر جانے دو،میرے ارحم کے

پاس۔۔۔وہ بری طرح روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔
میں نے تم سے کہا تھا نا تم کہیں نہیں جاؤ گی یہی ہے تمہارا گھر اور چلو اندر،

یزدان غصے سے بولا تھا۔۔۔
یہ میرا گھر نہیں ہے۔۔میرے ارحم کا گھر میرا ہے،

پری چیخی تھی۔۔۔"چٹاخ"یزدان نے پوری قوت سے تھپڑ مارا تھا۔۔۔

اور پری پوزیشن برقرار نہ رکھتے زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔

یزدان کو برا تو لگا تھا، لیکن اب وہ مزید نرمی نہیں برتنا چاہتا تھا۔۔۔یزدان نے اسے دوبارہ بازو سے پکڑ کے اٹھایا۔۔۔

آہہہ۔۔چھ۔چھوڑو مجھے۔۔۔!پری نے اپنی بازو چھڑوانے کی ایک ناکام سی کوشش کی تھی۔۔۔

یزدان کی گرفت انتہائی سخت تھی۔۔۔جس میں وہ معصوم سی جان پس کر رہ گئی تھی۔۔۔

اپنی زبان بند رکھو۔۔!یزدان بولتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔پلیز مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔میرے بابا نے تم سے جو پیسے لیے تھے، وہ ارحم تمہیں واپس کر دیں گے۔۔۔

جانے دو پلیز۔۔۔!پری منت بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔اور یزدان کی گرفت کی وجہ سے اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔۔یزدان نے

کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔وہ اسی طرح اندر کی طرف بڑھ رہا تھا، اور معصوم پری بھی اس کے سات کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

اندر آتے یزدان نے اس کی بازو چھوڑ دی تھی۔۔۔وہ دوبارہ سے دروازے کی طرف لپکی، لیکن اس سے پہلے یزدان دروازہ لاک کر چکا تھا

"۔۔

مم۔مجھے جانے دو۔۔"پری کی زبان پہ مسلسل ایک ہی لفظ تھا، مجھے جانے دو"۔۔

تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے نرمی سے پیش آیا جائے۔۔یزدان اس کی بازو کو جھنجوڑتے بولا تھا۔۔ہاں تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم مجھ سے بات کرو۔۔۔تم مجھے بس میرے گھر جانے دو۔۔۔

بلکہ تت۔تم چھوڑو مم۔۔میں خود ہی چلی جاؤں گی۔۔۔

پری نے اپنے بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔ میں کل سے تم سے پیار سے بات کر رہا ہوں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم بد تمیزی پہ اتر آؤ۔۔۔

یزدان بے دردی سے پری کو واپس کھینچتے بولا تھا۔۔۔

اگر میں اتنی بد تمیز ہوں تو تم مجھے جانے کیوں نہیں دیتے۔۔ وہ پھر سے چیخی تھی۔۔۔ "قسم خدا کی اگر تم میری محبت نہ ہوتی، تو میں تمہیں بتاتا، کہ زبان کیسے بند کرواتے ہیں۔۔۔ یزدان ابھی

بول ہی رہا تھا، کہ پری نے اسے ٹوکا۔۔۔

تم ایک گھٹیا انسان ہو۔۔۔۔ آج پری نے بھی بہادری کے سارے ریکارڈ توڑ دیے تھے۔۔۔۔ یزدان کی غصے

سے انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔ لیکن اس وقت وہ اپنا غصہ قابو رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا، کہ اس کی پری کو کوئی نقصان پہنچے۔۔

بولو رک کیوں گئی۔۔! پری کو خاموش ہوتا دیکھ یزدان دوبارہ سے بولا تھا

۔۔ پریشے میں نہیں چاہتا کہ تم پہ کوئی سختی کروں۔۔۔ اسی لیے چپ چاپ

جو کہتا ہوں، اس پہ عمل کرو۔۔۔ یزدان نرم لہجے میں بولا تھا، لیکن آواز میں غصہ محسوس کیا جا سکتا تھا۔۔۔

تم چاہتے ہو میں یہاں رہوں، ہنہ۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔ پری اس کے سامنے آتی بولی تھی۔۔ تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔ پری نے انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔ تم جیسے مرد نہ جانے کتنی لڑکیوں کو یہاں لا کر اپنی ہوس پوری کرتے۔۔۔ "چٹاخ۔۔! اس قدر تھپڑ کی آواز گونجی تھی، کہ اگر کوئی شخص

باہر کھڑا ہوتا، تو آسانی سے سن سکتا تھا۔۔۔ پری اوندھے منہ نیچے گری تھی "۔۔۔ اس کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔۔۔

پریشے یزدان کی پہلی محبت تھی۔۔۔ اس کے علاوہ یزدان نے کبھی کسی لڑکی کی طرف انکھ تک اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔ اس نے پریشے سچی محبت کی تھی۔۔ اس کی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔۔۔ یزدان شاہ لڑکی ذات سے چڑ کھانے والا شخص، واقعی اس نے پریشے سے سچی محبت کی تھی۔۔

اور پری اس کی محبت کا مذاق اڑا رہی تھی۔۔۔ وہ اسے ہوسی بول رہی تھی ۔۔۔ ہاں یزدان کا طریقہ غلط تھا، اسے پری کو اس کے گھر سے رخصت کر کے لانا چاہیے تھا۔۔۔ اور وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ پری کو عزت سے اس کے گھر سے رخصت کر کے لائے۔۔۔ لیکن سکندر عثمان نے بھی تو اس کے ساتھ غلط کیا تھا نا۔۔۔ اگر سکندر عثمان پریشے کا نکاح ارحم کے ساتھ نہ کرتا تو پریشے آج اتنا اوورری ایکٹ نہ کرتی۔۔۔

ایسا یزدان نے

سوچا تھا، اور اسے اب سکندر عثمان پہ شدید غصہ آرہا تھا۔۔۔ یقیناً اگر سکندر عثمان پری کا باپ نہ ہوتا تو یزدان اب تک اسے ختم کر چکا ہوتا۔۔۔ پری کی ساری ہمت ہوا ہو گئی تھی۔۔ وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں تھی۔۔۔ اس کا وجود ہلنے سے انکاری تھا۔۔ یزدان قہر برساتی نظروں سے دیکھتا پلٹا، وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا ے ھا۔۔۔

اور اس بار وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔ پری

کانپتے وجود کے ساتھ اٹھی تھی۔۔اس نے بے دردی سے اپنے چہرے پہ " ہاتھ رگڑا۔۔۔اس کے ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

بابا آپ دنیا کے ڈب سے برے بابا ہیں۔۔میں نفرت کرتی ہوں آپ سے ۔۔"پری نے بے اختیار ہچکی لی تھی۔۔۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔وہ اب گھٹنوں میں سر دیے بیٹھ چکی تھی۔۔

آج اسے اپنی قسمت پہ رونا آرہا تھا۔۔۔"قسمت۔۔کون سی قسمت"۔۔۔ قسمت تو وہ ہوتی ہے جو خدا لکھتا ہے۔۔۔لیکن پری کی قسمت تو اس کے باپ نے لکھی تھی۔۔۔

آنسو۔۔آنسو۔۔آنسو۔۔۔مزید آنسو۔۔۔کیا اب آنسو ہی پری کا مقدر تھے۔۔۔وہ اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔

بھائی آپ لوگ بھی مجھے بچانے نہیں آئیں گے، آپ سب بھی بابا کے ساتھ کے ہی ہیں۔۔ کسی کو میری پرواہ نہیں ہے۔۔ وہ ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

•••••••••••••••

دس بج چکے تھے، ارحم کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب، زمل بیگم، اور ہیزل بھی آ چکے تھے۔۔۔ مہرناز بیگم ان سے ملتے ایک بار پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ بھابی ارحم بالکل ٹھیک ہے، اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔۔۔ آپ پریشان مت ہوں۔۔۔ زمل بیگم ان کو تسلی دیتے بولی تھیں۔۔۔ حمزہ صاحب بھی ارحم کی کنڈیشن کا سنتے، کافی حد تک پریشان ہو چکے تھے۔۔۔ ان کا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا وہ ارحم اور احمر کو ہی اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔۔۔

مہر ناز بیگم کے تو آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔۔ہیزل بھی ان کے سینے سے سر لگائے رو رہی تھی۔۔۔ارحم اس کا بھائی تھا،اور کوئی بہن اپنے بھائی کو اس حال میں کہاں دیکھ سکتی ہے۔۔۔

ہیزل کی بھی اس وقت کچھ یہی کیفیت تھی۔۔"شایان اور سکندر صاحب آفس گئے تھے۔۔اور حمزہ صاحب حمدان سے ارحم کی کنڈیشن کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

ارحم صاحب کو ہوش آگیا ہے،آپ مل سکتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر نے باہر آتے بتایا تھا۔۔۔مہر ناز بیگم جو ہیزل کا سر کندھے سے لگائے بیٹھی تھیں،ڈاکٹر کی آواز پہ جلدی سے اٹھیں۔۔۔

مم۔۔میرے ارحم کو ہوش آگیا ہے۔۔۔ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ہیزل نے جلدی سے آگے ہوتے مہر ناز بیگم کو گلے لگایا تھا۔۔۔

جی چچی جان۔۔ !ارحم بھائی کو ہوش آگیا ہے۔۔۔آئیں ناہم بھائی سے ملیں

۔۔۔ہیں نزل ان کے آنسو صاف کرتی بولی تھی۔۔۔

مہرناز بیگم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا، جو نم

آنکھوں سے مسکرا رہا تھا۔۔اس نے آگے بڑھتے مہرناز بیگم کو گلے لگایا

۔۔۔اب کیوں رو رہی ہیں آپ،اب تو اسے ہوش بھی اگیا ہے۔۔۔

حمدان پریشے۔۔"میں ارحم کو کیا جواب دوں گی۔۔کہ میں پری کا خیال "

نہیں رکھ سکی۔۔۔کچھ پل کے لیے تو حمدان بھی چپ ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا یہ سب میں سنبھال لوں گا،آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

ہے۔۔آپ چلیں !!حمدان مہرناز بیگم کو لیتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

پہلا قدم رکھتے کے مہرناز بیگم رک گئی تھی۔۔۔ارحم کو اتنی بڑی بڑی

مشینوں میں جکڑا دیکھ اب ان سے اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی

۔۔۔ارحم نے ادھ کھلی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔آنٹی چلیں

۔۔۔!حمدان کی آواز پہ جیسے وہ ہوش کی دنیا میں آئی تھیں۔۔۔ان کے

قدم دوبارہ سے چل پڑے ارحم کے قریب آتے بے ساختہ انہوں نے ارحم کی پیشانی چومی۔۔۔ حمدان بھی ارحم کو دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔

تم نے تو ہماری جان نکال دی تھی۔۔۔ حمدان نے جیسے شکوا کیا۔۔

ہاں میں تو شوق سے یہاں لیٹا ہوں نا۔۔۔ارحم نے
گھورتے ہوئے کافی مدم لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے،اب زیادہ مت بولو۔۔ابھی تم صحیح سے ٹھیک نہیں ہوئے ہو۔۔ حمدان مصنوعی غصہ دکھاتے بولا تھا۔۔۔اتنے میں حمزہ صاحب، زملی بیگم ،اور ہیزل بھی اندر داخل ہوئے تھے۔۔ مہرناز بیگم تو خدا کا شکرادا کر رہی تھیں، کہ ان کا بیٹا صحیح سلامت ہے۔۔ لیکن اس وقت وہ خاموش، خاموش تھیں۔۔ان کو سمجھ نہیں آرہا تھا، اگرابھی ارحم نے پری کا پوچھ لیا تو وہ کیا جواب دیں گی۔۔۔

ارحم بھائی کیسے ہیں آپ، ہیزل خوشی سے سب

سے پہلے اگے ہوتی ارحم سے ملی تھی۔۔ میں ٹھیک ہی ہوں۔۔ارحم نے اداسی سے جواب دیا تھا۔۔میری گڑیا کیسی ہے۔۔؟ارحم نے جواب تو ہیزل کو دیا تھا، لیکن اس کی نظریں تو کسی اور کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ حمدان بھی محسوس کر چکا تھا۔۔۔کہ ارحم پری کو تلاش رہا ہے۔۔۔ارحم تمہیں ڈاکٹر نے زیادہ بولنے سے منع کیا ہے۔۔ حمدان نے اگے آتے ارحم کا دھیان بٹانا چاہا تھا۔۔

پری کہاں ہے۔۔۔؟ارحم نے اس کی بات کو اگنور کرتے اپنا سوال پوچھا ۔۔جو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔۔۔

حمدان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ارحم نے گھور کر دیکھا۔۔ارحم کے اس طرح دیکھنے پر حمدان نے نظریں چرائیں۔۔۔پہلے ارحم کو لگا حمدان جان بوجھ کر نہیں بول رہا۔۔۔ لیکن اس طرح حمدان کا نظریں چرانا، ارحم کا خطرے کا الارم دے گیا تھا۔ حمدان میں پوچھ رہا ہوں پری کہاں ہے۔۔ ارحم نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

اب ہیزل بھی مکمل طور پر پریشان ہو گئی تھی۔۔۔اسے بھی یہاں آ کر ہی ارحم کی شادی،اور پری کی گمشدگی کا پتہ چلا تھا۔۔۔

ارحم نے ہیزل کا چہرہ دیکھا۔۔۔ہیزل کیا تم باہر سے پریشے کو بلا سکتی ہو۔۔؟ارحم نے حمدان کو اگنور کرتے کہا تھا۔۔۔

وہ باہر پریشے بھابھی نہیں ہیں بھائی۔۔۔ہیزل نے بات کا آغاز کر دیا تھا ۔۔۔ارحم نے نہ سمجھی سے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔لیکن حمدان اس کی طرف دیکھ کہاں رہا تھا،وہ اب نظروں کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی جھکا چکا تھا ۔۔۔کوئی میری بات کا جواب دے گا،یا میں خود اٹھ کر دیکھوں۔۔ارحم پری یزدان کے پاس ہے حمدان ہچکچاتے بولا تھا۔۔۔کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔

ارحم ایک جھٹکے سے اٹھتے بولا تھا۔۔۔ارحم پلیز تم لیٹ جاؤ۔۔تم ابھی ٹھیک نہیں ہو۔۔!حمدان نے فکرمندی سے اسے کندھے سے پکڑتے لٹانا چاہا تھا "۔۔میری پریشے اس کمینے یزدان کے پاس ہے،اور تم کہہ رہے ہو کہ میں

لیٹ جاؤں۔۔۔ارحم نے قہر برساتی نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا

۔۔۔ارحم یزدان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔۔ابھی ہم۔۔!

چھوڑو مجھے ارحم دھاڑا تھا۔۔۔ہیزل بھی ڈر سے دو قدم پیچھے کو سر کی تھی

۔۔۔مہرناز بیگم اور زمل بیگم شور سنتی جلدی سے اندر آئیں۔۔۔ماما" ماما"

پری کہاں ہے۔۔۔۔ارحم نے مہرناز بیگم کو اندر آتا دیکھ "اب کی بار ان سے

پوچھا تھا۔۔۔اور دل میں دعا بھی کی تھی، کہ حمدان کی بات جھوٹ ہو

۔۔!مہرناز بیگم نے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ماما آپ بول کیوں نہیں

رہی۔۔۔وہ ایک بار پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔۔ارحم تم لیٹ جاؤ۔۔!پریشے"

بات کا جواب نہیں ہے۔۔۔۔ارحم اس کی بات کوٹوکتے حمدان یہ میری

بولا تھا۔۔۔ارحم نے اپنے دونوں ہاتھ کھینچے تھے، جس کی وجہ سے ڈرپ کی

سوئیاں نکل گئی تھیں۔۔۔ارحم ہم پری کو لے کر آئیں گے،،ابھی لے کر

آئیں گے،،پلیز تم لیٹ جاؤ۔۔۔تم ٹھیک نہیں ہو۔۔"مہرناز بیگم نے بھی

اگے بڑھتے ارحم کو روکنا چاہا تھا۔۔۔ماما کچھ نہیں ہو گا مجھے۔۔"میں مر

نہیں جاؤں گا۔۔۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا، میری پری اس یزدان کے پاس

ہے، اور اپ سب یہاں کتنے آرام سے بیٹھے ہیں۔۔۔ وہ پھر سے دھاڑا تھا

۔۔۔ ارحم پری بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ہم ابھی اسے نہیں لا سکتے۔۔۔ یزدان

نے دھمکی دی ہے، کہ اگر کوئی وہاں گیا، تو وہ یزدان پری کو کوئی نقصان

نقصان پہنچا دے گا۔۔۔ "تم لوگ اس یزدان کی دھمکی سے ڈر گئے ہو

۔۔۔ ارحم افسوس سے بولا تھا۔۔ !ارحم تمہیں کیا لگتا ہے، ہم نے کوشش

مجھے۔۔۔ ارحم نے حمدان نہیں کی۔۔۔ ہم نے یزدان کو۔۔ !! تم چھوڑو

کی بات کاٹتے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن بری طرح واپس گرا تھا

۔۔۔ اس کی پسلیوں میں گولی لگی تھی۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اس سے اٹھا

نہیں گیا۔۔۔ مہر ناز بیگم نے بھاگتے ہوئے ارحم کو پکڑا تھا۔۔۔ حمدان ڈاکٹر

کو بلانے بھاگا تھا۔۔۔ اب زمل بیگم، اور مہر ناز بیگم ارحم کے پاس تھیں

۔۔۔ ماما مجھے میری پری چاہیے۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ آپ لوگ

میری پری کا خیال تک نہیں رکھ سکے۔۔۔۔ ارحم درد سے کراہ رہا تھا۔۔۔

اسے اس کی پری کی پرواہ تھی۔۔۔ میں خود اپنی پری کو لے آؤں گا۔۔۔

اپ چھوڑیں مجھے۔۔ "میں خود ہی اپنی پر کو لے آؤں گا، ارحم پھر سے اٹھتے

بولا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم ،اور زمل بیگم مسلسل اسے روکنے کی کوشش کر رہی

تھیں۔۔۔ لیکن اس بار وہ ہمت کرتا اٹھ چکا تھا۔۔۔ارحم خدا کا واسطہ ہے،

تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ تم مت جاؤ" حمدان اسے لے آئے گا

۔۔۔ ماما اگر حمدان نے پری کو لانا ہوتا تو، اب تک لا چکا ہوتا۔۔۔ آپ

میری فکر مت کریں۔۔۔ میری پری کو میری ضرورت ہے۔۔۔۔ارحم

اپنی شرٹ پہنتا بولا تھا۔۔۔۔ جو شایان گھر سے لایا تھا۔۔۔۔ارحم بیٹا تم

ابھی ٹھیک نہیں ہو۔۔۔اب کی بار زمل بیگم نے بھی کوشش کی تھی۔۔۔

آپ لوگوں کو صرف میری تکلیف نظر آ رہی ہے۔۔۔ کسی کو میری پری کی

تکلیف نظر نہیں آ رہی۔۔۔۔ وہ کس حال میں ہے۔۔۔ کہاں ہے" ارحم

اب اپنے ہاتھ سے ڈریسنگ اتار رہا تھا۔۔۔ مہرناز بیگم نے ایک بے بسی سی

نظر ارحم پہ ڈالی۔۔۔ کیا ارحم سچ میں پری سے اتنی محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

ماما میں جارہا ہوں۔۔۔" اور میں پری کو لے کر آؤں گا۔۔بس اب دعا کریں کہ وہ ٹھیک ہو، ورنہ یزدان اج زندہ نہیں بچے گا۔۔۔اسی پل حمدان ڈاکٹر کو لیے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ لیکن یہاں کے حالات دیکھتے اس کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔ارحم اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ڈاکٹر نے ارحم کو روکنا چاہا، جو بس کمرے سے باہر جانے ہی والا تھا۔۔۔ سر آپ ایسے نہیں جاسکتے۔۔۔۔ابھی آپ مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ڈاکٹر بھی بول ہی رہا تھا، کہ ارحم باہر کی طرف بڑھا۔۔۔اس سے چلا نہیں جارہا تھا ۔۔۔ لیکن وہ اپنی پری کے لیے چل رہا تھا۔۔۔ حمدان بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔اور ڈاکٹر انتہائی افسوس سے مہرناز بیگم کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو سر پکڑ کے بیٹھ چکی تھیں۔۔۔زمل بیگم بھی ان کے پاس بیٹھ گئی تھیں۔۔۔ چچی جان ارحم بھائی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔آپ دیکھنا وہ پریشے بھابھی کو لے کر ہی آئیں گے۔۔۔ہیزل دوسری سائیڈ پہ بیٹھتی مہرناز بیگم کے کندھے پہ سر رکھ چکی تھی۔۔۔۔! یار ارحم ہم چلے جائیں گے۔۔۔ لیکن

پہلے تم ٹھیک تو ہو جاؤ۔۔۔ حمدان مسلسل ارحم کے پیچھے بھاگتے ہوئے بولا تھا۔۔۔اور ارحم جو اس حالت میں بھی اتنی تیز رفتار میں چل رہا تھا۔۔۔۔ حمدان مجھے مزید ایک منٹ برداشت نہیں، میری بیوی اس گھٹیا شخص کے پاس رہے، نہ جانے وہ پوری رات کی سال میں ہو گی۔۔۔ارحم گاڑی تک پہنچ چکا تھا۔۔۔رکو میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔۔ حمدان جلدی سے اگے بڑھا تھا۔۔۔ارحم نے بھی دوسری سیٹ سنبھال لی تھی۔۔۔ارحم کیا ہم یزدان کے آفس جائیں گے۔۔۔ حمدان نے بیٹھتے سوال کیا تھا۔۔۔ نہیں !! ہم اس کے گھر جائیں گے۔۔۔ ہمیں پری وہاں ہی ملے گی۔۔۔ارحم ٹیک لگاتا بیٹھ چکا تھا۔۔۔اب اسے درد کا احساس بھی ہو رہا تھا۔۔۔ارحم تم ٹھیک نہیں ہو، مجھے تمہاری فکر ہو رہی ہے۔۔۔ حمدان نے دوبارہ سے فکر مندی سے ظاہر کی تھی۔۔۔ حمدان تم میری فکر مت کرو، میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم بس تیز ڈرائیونگ کرو، مجھے جلد از جلد پری کو لانا ہے ۔۔۔ارحم بے چینی سے بولا تھا۔۔۔اور یہ یزدان آج زندہ نہیں بچے گا

پتہ چلا تھا، اس کی پری یزدان کے پاس ہے، اسے ۔۔۔ ارحم کو جب سے ایک پل سکون نہیں آرہا تھا۔۔۔

•••••••••

یزدان کافی دیر بعد دوبارہ سے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اس نے دروازہ کھولا ۔۔۔ پری کی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز اس کے سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔ اس کا دل تک کانپ اٹھا تھا۔۔۔ اس کی پری اس کی وجہ سے رو رہی تھی ۔۔۔ اس نے جلدی سے اگے بڑھتے پری کو تلاشا، وہ ایک کونے میں بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے ہلکی ہلکی سیسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔ "پری "۔۔یزدان نے اسے ہاتھ سے پکڑنا چاہا تھا۔۔ لیکن پری ڈر کے مارے پیچھے کو سرکی۔۔۔ مم۔ میں نے اب کک۔ کچھ نہیں کیا پ۔ پلیز مم۔ مجھے مت مارنا۔۔ پری نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔ یزدان تو دھنگ رہ گیا تھا۔۔۔ پری اس سے ڈر رہی تھی ۔۔۔ وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا، کہ اس کی پری اس سے ڈرے۔۔۔ لیکن یہ کیا وہ تو یزدان سے ڈر رہی تھی

۔۔۔"ہاں وہ اس سے ڈر رہی تھی، اس نے بھی تو پری کو دو دفعہ تھپڑ مارا تھا نہیں مارا تھا، تم ضد کر رہی تھی، "۔۔۔پری میں نے تمہیں جان بوجھ کر اس لیے مارا تھا۔۔۔یزدان نے اس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔۔ جو آنسوؤں کی وجہ سے چہرے پہ چپک چکے تھے۔۔۔۔پری نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔تم مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔۔وہ مزید پیچھے کو سرکی۔۔۔۔یزدان نے ایک سرد آہ بھری، اچھا ٹھیک ہے تم اب اٹھو حالت درست کرو اپنی، اور کھانا کھاؤ۔۔۔۔یزدان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا، یزدان کا اس طرح سے اسے چھونا پری کو مناسب نہیں لگ رہا۔۔۔مم۔مجھے نہیں اٹھنا، نہ ہی مجھے کچھ کھانا ہے۔۔۔۔پری ضدی سے انداز میں بولی تھی۔۔۔۔ کیوں کچھ نہیں کھانا، اس طرح سے تو بیمار پڑ جاؤ گی۔۔۔۔چلو اٹھو شاباش ورنہ پھر میں دوبارہ غصے سے بات کروں گا۔۔۔۔یزدان دوبارہ سے بولنے کے بعد اس کا اٹھنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔۔لیکن وہ اس بار بھی نہیں اٹھی تھی۔۔۔۔کیا تم ناراض ہو گئی ہو۔۔۔؟اب بول بھی نہیں رہی۔۔۔۔

وہ گھٹنے کے بل بیٹھ چکا تھا۔۔۔پری نے چہرہ پھیر لیا۔۔۔اووو۔۔تو مطلب ناراض ہو۔۔۔یزدان نے کچھ سوچتے کہا تھا۔۔۔تو بتاؤ پھر اب کیسے مانو گی ۔۔۔یزدان نے یہ تین الفاظ انتہائی "خوبصورتی" سے بولے تھے۔۔۔۔ تم مجھے۔مم۔میرے گھر جانے دو میں۔۔خود مان جاؤں۔۔۔گی۔۔۔۔ پری نے پھر سے گھر جانے کی بات کردی تھی۔۔۔۔پری تم واپس جانے کے سوا جو کہو گی میں کروں گا۔۔۔لیکن بس واپس جانے والی بات اب نہیں ہو گی۔۔۔یہ گھر تمہارا ہے،اور تم صرف یزدان کی ہو۔۔۔وہ انتہائی نرم لہجے میں بولا تھا وہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔اس کی پری اب اس سے مزید ڈرے۔۔۔۔تو ٹھیک ہے پھر، تم بھی یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔!پری دوبارہ سے گھٹنوں میں سر دیتی ٹوٹے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔ٹھیک ہے پھر تم بھی چلو میرے ساتھ۔۔۔یزدان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

کہاں۔۔۔؟ "

پری نے بے اختیار گھٹنوں سے سر نکالتے پوچھا تھا۔۔۔"میرے گھر

۔۔۔! مختصر سا جواب دیا گیا۔۔۔تو یہ کس کا گھر ہے، یہ تمہارا گھر ہے

۔۔۔"لیکن مجھے یہ گھر بالکل بھی نہیں پسند، میرے ارحم کا گھر زیادہ پیارا

ہے۔۔۔پری بے اختیار ہچکی لیتی بولی تھی۔۔۔کیا تم جانتی ہو تمہارا ارحم

اس وقت کہاں ہے۔۔۔یزدان کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔

جج۔جی وہ گھر میں ہیں۔۔۔

امم۔تمہیں کس نے کہا کہ وہ گھر ہے۔۔۔۔دوسرا سوال کیا گیا تھا۔۔۔

ت۔تو پھر وہ آفس ہوں گے۔۔۔۔امم!! نہیں ارحم آفس میں بھی نہیں

ہے۔۔۔وہ بے پرواہی سے بولا تھا۔۔۔ت۔تو پھر کہاں ہے۔۔۔۔پری

نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔اب یہ تو میں تمہیں ایک شرط پہ بتاؤں گا

۔۔۔کک۔کیسی شرط، پری اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔تم کھانا کھاؤ

"۔۔میں تمہیں ارحم کا بتادوں گا۔۔۔۔"میں تمہارے گھر سے کچھ نہیں

کھاؤں گی۔۔۔"تم مجھے میرے گھر جانے دو۔۔۔میں وہاں جا کر ہی کھانا

کھاؤں گی، اپنے ارحم کے ساتھ۔۔۔! ٹھیک ہے۔۔۔" تمہاری مرضی یزدان باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ تم مجھے میرے گھر کیوں نہیں جانے دے رہے۔۔۔ پری اسے جاتا دیکھ پھر سے چیخی تھی۔۔۔ پری میں کتنی بار تمہیں بتاؤں کہ اب تم یہاں سے نہیں جا سکتی۔۔۔ آخر تم ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتی۔۔۔ میں نے تم سے کہا ہے نا میرے ارحم تمہارے پیسے خود ہسپتال میں ہے واپس کر دیں گے، تم مجھے جانے دو۔۔۔ ارحم بیچارا ۔۔۔ وہ مجھے پیسے کیسے واپس کرے گا۔۔۔؟ یزدان نے خدشہ ظاہر کیا ۔۔۔ کیا مطلب ہے ارحم ہسپتال میں ہیں، یہ کیا بول رہے ہو تم۔۔۔ پری بچانی سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ ابھی تو زندہ ہے، لیکن اگر اب دوبارہ تم نے ارحم کا نام لیا، تو اسے اس دنیا سے رخصت کرنے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔ وہ آفس گئے تھے۔۔۔ اور تم یہ سب مجھے یہاں رکھنے کے لیے بول رہے ہو نا۔۔۔

پری کو سچ میں لگا تھا وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔اگر تمہیں میری بات پہ یقین نہیں ہے تو تم خود دیکھ لو۔۔۔یزدان نے موبائل کی سکرین پری کے سامنے کی تھی۔۔۔"پری کی حیرت سے انکھیں پھیلیں۔۔۔یہ ارحم نہیں ہے۔۔۔ت۔تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔پری یزدان کے ہاتھ سے موبائل پکڑنا چاہا، جو کہ وہ قدر دور کر چکا تھا۔۔۔یزدان نے کندھے اچکائے۔۔۔!ک۔کیا کیا ہے تم نے ارحم کے ساتھ۔۔"پری کی زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔۔۔پری اب رونے لگی تھی ۔۔۔میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میری جان"۔۔۔اور یہ تم رو کیوں رہی ہو ۔۔۔یزدان نے بیٹھتے اس کا چہرہ صاف کرنا چاہا، لیکن پری نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔!پری اگے بڑھتی اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔۔۔"

جان تو لے چکی ہو جان من "اب کیا چاہتی ہو۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ہٹو تم پری یزدان کو دھکا دیتے اٹھی تھی،اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی یزدان دروازے پہ ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔۔

پری زدمت کرو، میں نہیں چاہتا کہ میں تمہاری ضد کے اگے ارحم کو کوئی نقصان پہنچادوں۔۔۔۔یزدان نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔ چھوڑدو تم مجھے میرے ارحم کے پاس جانا ہے۔۔۔پری کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا ۔۔۔ ٹھیک ہے اگر تم جانا چاہتی ہو تو تم جا سکتی ہو۔۔۔میں تمہیں نہیں روکوں گا۔۔۔یزدان نے دروازے سے ہاتھ اٹھا دیا تھا۔۔۔پری جلدی سے دروازہ کھولنے لگی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی۔۔۔

!یزدان نے پسٹل نکالی۔۔

اس میں چھ گولیاں ہیں۔۔۔پری نے بے اختیار پلٹتے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔لیکن ارحم کے لیے ایک ہی کافی ہے۔۔۔یزدان نے پری کا چہرہ

دیکھتے کہا تھا۔۔۔جہاں اس وقت ایک رنگ آرہا تھا، ایک رنگ جارہا تھا

۔۔۔کیوں۔۔۔!اک۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔وہ پوری طرح سے یزدان

کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔مطلب صاف ہے اگر تم نے یہاں سے

ایک قدم بھی باہر نکالا تو میں ارحم کی جان لے لوں گا۔۔۔۔یہ میرے لیے

کوئی مشکل کام نہیں ہے۔۔۔۔ت۔تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔۔

پری روہانسی ہوتے بولی تھی۔۔۔تم جو بھی سمجھو یزدان نے شاہ نے

اچکائے۔۔۔۔مم۔میں جارہی ہوں۔۔۔!ٹھیک ہے جاؤ۔۔!یزدان نے

بولنے کے دوران اپنا موبائل پکڑااور کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔۔پری

نے سوالیہ نظروں سے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں زویار۔۔۔!کال ریسیو ہوتے یزدان نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔پری

بھی یزدان کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔زاویار پچھلی دفعہ ارثم بچ گیا تھا، اتنا

بولتے یزدان نے پری کا چہرہ دیکھا، پری اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔پھر وہ

دوبارہ بولا۔۔۔لیکن اس دفعہ نہیں بچنا چاہیے۔۔۔یہ کیا بول رہے ہو تم

۔۔۔پاگل ہو۔۔!پری ایک جھٹکے سے یزدان کی طرف لپکی تھی۔۔۔میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن تم نے مجھے مجبور کیا ہے۔۔۔پری نے یزدان کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔۔جو کہ با آسانی یزدان نے بھی پکڑا دیا تھا۔۔۔۔ہیلو۔۔ہیلو۔۔!پری نے فون کان سے لگایا تھا، لیکن شاید کال ڈسکنیکٹ ہو گئی تھی۔۔۔یہ بند ہو گیا ہے۔۔۔پری کی انکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔پلیز تم اسے بولو وہ ارحم کو کچھ نہ کریں۔۔۔پلیز پری نے روتے ہوئے موبائل یزدان کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔لیکن اب تک تو وہ جا چکا ہو گا۔۔۔کوئی فائدہ نہیں ہے وہ جا چکا ہے بولتے یزدان نے پری سے موبائل پکڑ لیا۔۔۔نن۔نہیں پلیز۔۔تم ایسا نہیں کرو۔۔۔میں تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔"پریشے اب کچھ نہیں ہو سکتا، ویسے بھی تم یہاں سے جا رہی ہو۔۔۔میں نے تم سے پہلے کہا تھا، اگر تم نے دوبارہ ارحم کا نام لیا، یا جانے کی بات کی، تو ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔۔یزدان افسوس سے بولا تھا، اور مقابل کی جان ہی تو نکال گیا تھا۔۔۔نہیں میں یہاں سے

نہیں جاؤں گی۔۔۔ تم پلیز ارحم کو کچھ نہیں کرو۔۔۔ پری یزدان کے قدموں میں گر چکی تھی۔۔۔ پری اٹھو۔۔۔! یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔ یزدان نے اسے اٹھانا چاہا تھا۔۔۔ پلیز اسے کہو ارثم کو کچھ نہ کرے۔۔ مم۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔ پری بری طرح سے رونے لگی تھی ۔۔۔ سوچ لو اگر تم بدل گئی تو۔۔۔ یزدان نے جیسے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔ پلیز اسے کہو۔۔۔ وہ واپس آجائے نن۔ نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ ۔۔۔ ارثم کو کچھ نہ کرے۔۔۔ پری بری طرح رونے لگی تھی۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔! پلیز تم رونا بند کرو۔۔۔ کچھ نہیں کہے گا وہ ارحم کو۔۔۔ نہیں تم ابھی اس سے فون کر کے کہو، وہ چلا گیا ہے۔۔ وہ ارحم کو مار دے گا ۔۔۔ پری نے اپنی ہتھیلی سے اپنا چہرہ رگڑا تھا۔۔۔ یزدان نے دوبارہ زاویار کو کال ملائی۔۔۔ ہاں زاویار۔۔۔! ارحم کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ یہ وہ الفاظ تھے، جو پری کو سکون پہنچا گئے تھے۔۔۔ پری کی جان میں جان آئی

تھی۔۔۔اب ٹھیک ہے۔۔۔؟ یزدان نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

چلو پری اب کھانا کھائے گی۔۔۔مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔پری اتنی کم آواز میں منمنائی تھی، کہ یزدان نے بھی بمشکل سنا تھا۔۔۔اگر تم نے یہاں رہنا ہے، تو تمہیں میری ہر بات ماننی ہو گی۔۔۔یزدان نے ایک اور حکم صادر کیا تھا۔۔۔پری نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔

چلیں۔۔۔"یزان نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔پری سر جھکائے چل" پڑی تھی۔۔۔کیا واقعی اس نے اس کو حقیقت تسلیم کر لیا تھا۔۔۔ہو کیا گیا تھا اس کے ساتھ۔۔۔اس کی زندگی تو ایک کھلونا بن کے رہ گئی تھی۔۔۔ جس کا دل چاہتا تھا، وہ اسے استعمال کرتا تھا۔۔۔

••••••••••

ارحم نے ڈیش بورڈ سے گن نکالی تھی۔۔۔ارحم ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا ۔۔۔تم اس طرح۔۔حمدان میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے، اور کیا نہیں

۔۔۔ارحم نے اس کی بات ٹوکی تھی ۔۔۔ تمہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ وہ دونوں گاڑی سے باہر نکلے تھے۔۔۔اس وقت وہ شاہ ویلا کے باہر کھڑے تھے۔۔۔

سفید رنگ سے رنگی گئی دیواریں۔۔اس بنگلے کی خوبصورتی میں مزید چار چاند لگا رہی تھیں۔۔۔اس بنگلے کو بہت نفاست سے بنایا گیا تھا۔۔۔دیکھنے والا حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔۔۔ یہ لوگ ڈائریکٹ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ گارڈ نے ان کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی، لیکن ارحم نے ان کے سر پہ گن تان دی تھی ۔۔۔ارحم یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔ ہم یہاں اس کام کے لیے نہیں آئے۔۔۔ حمدان نے اسے بازو سے کھینچا تھا ۔۔۔ارحم اس کی بات کو اگنور کرتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ سر پلیز آپ اندر مت جائیں۔۔۔ یزدان صاحب گھر پہ نہیں ہیں۔۔۔ سر میری نوکری چلی جائے گی۔۔۔ گارڈ منتیں کرتا ہوا مسلسل ان کے پیچھے بھاگتے بول رہا

تھا۔۔۔اب کی بار حمدان نے بھی گارڈ کو اگنور کیا تھا۔۔۔اور اندر کی طرف بڑھا اسے صرف اپنی بہن سے غرض تھی۔۔۔۔

یزدان، یزدان، ارحم نے اندر داخل ہوتے یزدان کو پکارنا شروع کیا تھا ۔۔۔یزدان کہاں ہوں تم۔۔۔نکلو باہر۔۔۔!اس طرح چھپ کر کیوں بیٹھے ہو۔۔۔اب کی بار حمدان دھاڑا تھا۔۔۔یزدان کی آنی شور سنتی باہر آئی تھیں ۔۔۔ملازمہ بھی شور سنتے باہر نکلی تھیں۔۔۔بیٹا یزدان تو گھر نہیں ہے ۔۔۔!اور آپ لوگ اندر کیسے آئے۔۔۔ارحم اور حمدان نے بیک وقت پلٹتے دیکھا تھا۔۔۔کہاں ہے یزدان" نکالیں اسے باہر۔۔۔آج میں اسے جان سے مار دوں گا۔۔۔ارحم ان کی طرف آتا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ارحم کا غصہ آج سات آسمانوں کو چھو رہا تھا۔۔۔اور حمدان تو ایک جگہ پہ فریز ہو چکا تھا۔۔۔اور آنی بھی اسے کافی حیرانی کے عالم میں دیکھ رہی تھیں۔۔۔ارحم نے پہلے حمدان کو دیکھا۔۔۔جو اس وقت کسی ٹرانس کی کیفیت میں بالکل خاموش کھڑا تھا۔۔۔اور پھر ارحم نے نظریں یزدان کی آنی کی طرف

حمدان کی طرف ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔ حمدان۔۔" گھمائیں۔۔۔جو جوابا ارحم نے غصے سے حمدان کو پکارا تھا۔۔۔ حمدان ہوش کی دنیا میں آیا۔۔۔ کہاں گم ہو۔۔! یہاں ہم پریشے کو لینے آئے ہیں۔۔۔اور تم۔۔۔

آنی نے بے چینی سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر حمدان کی طرف نظریں گھمائیں۔۔۔جو ابھی بھی انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ یزدان کہاں ہے ۔۔؟ حمدان نے بغیر کسی لقب کے ان سے سوال کیا تھا۔۔۔ وہ گھر پہ نہیں ہے۔۔۔انہوں نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔ارحم کو تو غصہ آرہا تھا، کہ وہ اتنے آرام سے کیوں بات کر رہا ہے۔۔۔۔اپ کے بیٹے نے میری بیوی کو کڈنیپ کیا ہے۔۔۔۔ میری پریشے کو۔۔"ارحم کا صبر جواب دے گیا تھا ۔۔۔ آخر وہ بول ہی پڑا۔۔۔اور تم اتنے آرام سے بات کر رہے ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔۔۔اب ارحم حمدان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ یہاں پہ آنی پہ یزدان کی آنی بھی موجود تھیں۔۔۔ لیکن اس وقت وہ تو "میری پریشے "لفظ پہ ہی رک گئی تھی۔۔۔ارحم تم چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان نے

اسے بازو سے پکڑا تھا۔۔۔کیا مطلب ہے۔۔۔چلو یہاں سے، تم پاگل ہو! کر رہی ہیں نا، یہ سب جانتی ہیں، کہ یزدان اور یہ جو معصوم بننے کی ایکٹنگ کہاں ہے۔۔۔یہ بھی اس یزدان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔۔۔ارحم انہیں گھورتے بولا تھا۔۔۔

میں سچ میں نہیں جانتی یزدان کہاں ہے۔۔۔اور وہ تمہاری بیوی کو کیوں کڈنیپ کرے گا۔۔۔ان کا لہجہ کافی دھیما تھا۔۔۔ان کے لہجے میں ڈر بھی محسوس کیا جا سکتا تھا۔۔۔یہ تو آپ اس سے پوچھیں تو زیادہ بہتر ہے، اور آپ بتا رہی ہیں یزدان کا یا میں۔۔۔! "ارحم" اس سے پہلے کہ ارحم مزید کچھ بولتا حمدان نے اسے ٹوکا۔۔۔تم چلو یہاں سے، وہ سچ میں نہیں جانتیں یزدان کہاں ہے، اور تم چلو ہم یزدان کے آفس چلتے ہیں۔۔۔حمدان مجھے سمجھ نہیں آ رہی تم ایسا ری ایکٹ کیوں کر رہے ہو۔۔۔ارحم نہ سمجھی سے بولا تھا۔۔۔کل سے پری اس شخص کے پاس ہے۔۔۔اگر اس نے میری پری کو کوئی نقصان پہنچایا تو میں اس گھٹیا انسان کی جان لے لوں گا

۔۔۔ارحم نے بات تو حمدان سے کی تھی، لیکن قہر برساتی نظریں آنی کی طرف تھیں۔۔۔ارحم تم چلو یہاں سے، حمدان نے اسے وہاں سے لے جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔۔۔ارحم مسلسل رکنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن یزدان اسے کھینچتا چلا جا رہا تھا۔۔۔وہ لوگ جا چکے تھے۔۔۔

آنی کو اپنا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔بیگم صاحبہ آپ ٹھیک ہیں، ملازمہ نے جلدی سے آگے ہوتے ان کو پکڑا تھا۔۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں، مجھے کمرے میں جانا ہے۔۔۔تم کام کرو اپنا۔۔۔وہ کافی دھیمے لہجے میں بولتی کمرے میں جا چکی تھیں۔۔۔کمرے میں آتے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔۔۔انہوں نے ایک گہری سانس لی۔۔۔ان کو لگا تھا ان کے پاس سوچنے کی صلاحیت نہیں بچی۔۔۔

وہ میری پری ہے۔۔۔میری پریشے ہے وہ" مطلب یزدان میری پری سے محبت کرتا ہے۔۔۔وہ میری پری کی بات کرتا تھا۔۔۔اسے میری بیٹی

سے محبت ہے۔۔۔وہ بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔۔۔

یزدان نے پری کو کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔۔وہ کس حال میں ہو گی کیا۔۔۔ میری بیٹی میری پریشے۔۔۔"وہ مجھے پہچان تو لے گی نہ۔۔۔"نا جانے کتنے " سوال جوان کے ارد گرد گھوم رہے تھے

یزدان بیٹا۔۔۔"میں۔۔میں یزدان کو کال کرتی ہوں۔۔۔انہوں نے " اگے بڑھتے لرزتے ہاتھوں سے موبائل پکڑا۔۔۔انہیں ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا، کہ ان کی بیٹی یزدان کے پاس ہے۔۔۔۔یزدان کو کال ملاتے انہوں نے فون کان سے لگایا۔۔۔ان کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔۔ ان کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔ان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، کہ وہ اب یزدان سے بات کا آغاز کیسے کریں گی۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔!آنی کیسی ہیں آپ۔۔۔کال ریسیو کرتے یزدان نے سلام کیا تھا۔۔۔۔یزدان بیٹا تم کہاں ہو۔۔۔؟انہوں نے سلام کا جواب

دیے بغیر اپنا سوال دہرایا۔۔۔آنی میں فارم ہاؤس پہ ہوں۔۔۔آپ ٹھیک تو ہیں، فکر مندی سے پوچھا گیا۔۔۔یزدان پری تمہارے پاس ہے۔۔؟انہوں نے اس بار پھر یزدان کے سوال کو اگنور کرتے اپنا سوال کیا تھا۔۔لیکن اس بار مقابل خاموش رہا تھا۔۔تمہاری خاموشی سے مجھے جواب مل گیا ہے۔۔اب ان کے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔آنی آپ رو رہی ہیں۔۔نہیں میں رو نہیں رہی بیٹا، یہ غلط ہے، تم اس طرح اس بچی کو لے آئے۔۔۔کیا حالت ہو گی اس کی۔۔انہوں نے جلدی سے اپنی آواز نارمل کی تھی۔۔وہ یزدان پہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

آنی اس کے باپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔۔۔میں نے اسے کہا تھا، پری شے صرف میری ہے۔۔لیکن اس شخص نے میری پہلی محبت، میری پری کا نکاح اس ارحم سے کروا دیا۔۔

بیٹا اگر اس نے غلط کیا تو تم نے بھی کون سا صحیح کیا ہے۔۔۔انہوں نے ناراضگی ظاہر کی۔۔۔۔

آنی میں اپنی پری کا نام کسی غیر مرد کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ وضاحت دی گئی تھی یا حقیقت بتائی گئی تھی۔۔۔ نہیں یہ کوئی وضاحت نہیں تھی۔۔۔یہ حقیقت تھی'' کوئی بھی شخص اپنی محبت کا نام کسی غیر شخص کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔اور یزدان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔۔

یزدان غیر تم ہو، ارحم نہیں۔۔۔۔آنی میں جانتا ہوں۔۔۔اور میں نے اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔! وہ میری پہلی محبت ہے، آپ جانتی ہیں ۔۔۔یزدان سچ بول رہا تھا۔۔۔اس نے واقعی پری سے سچی محبت کی تھی ۔۔۔اور اس کی محبت کا نکاح کسی اور سے ہو گیا تھا۔۔۔بس یہ چیز اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

یزدان کیا تم اسے گھر لا سکتے ہو۔۔۔آخر دل کی بات زبان پہ آ ہی گئی تھی۔۔۔۔جی آنی۔۔۔! لیکن ابھی تو وہ کھانا تک نہیں کھا رہی۔۔۔یزدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔کیا مطلب ہے اس نے کل سے کھانا نہیں کھایا۔۔۔۔انہوں نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔۔نہیں آنی۔۔۔"انی پلیز آپ یہاں آجائیں۔۔! آپ اسے بتائیں، میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔آنی آپ اسے کہیں گی نا۔۔۔کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔۔وہ مجھ سے نہ ڈرے میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔۔۔۔یزدان نے بچوں کی طرح ضد کی تھی۔۔۔آنی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔آنی آپ بول کیوں نہیں رہیں۔۔۔آپ اسے کہیں گی نا۔۔۔ان کو خاموش دیکھ یزدان دوبارہ سے بولا تھا۔۔۔

ہاں بیٹا۔۔! میں کہوں گی وہ کافی دھیمے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔۔آنی کیا آپ میری بات کا یقین نہیں کر رہیں۔۔۔آنی کے اس طرح روکھے سے جواب پہ یزدان کو لگا، کہ انہوں نے یزدان کا یقین نہیں کیا۔۔۔۔

نہیں بیٹا مجھے اپنے بیٹے کو پورا یقین ہے۔۔۔"تو پھر آپ پری سے بات "
کریں گی نا۔۔۔

کیا وہ میری بات مان لے گی"۔۔۔آنی نے یزدان کے سوال کا جواب "
دیے بغیر اپنا سوال کیا۔۔۔آپ بات تو کریں، وہ مان جائے گی۔۔۔وہ بہت
اچھی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔! میں کوشش کروں گی۔۔۔آنی مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے
۔۔۔کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ نہیں بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔آنی
نے اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔جو آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔اب تو مجھے
پکا یقین ہے، کہ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔میں ابھی گھر آ رہا ہوں۔۔۔
یزدان فکر مندی سے بولا تھا۔۔۔۔

نہیں نہیں یزدان تم گھر مت آؤ۔۔۔! میں بالکل ٹھیک ہوں، بس تھوڑی
سی تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے، ابھی تھوڑا سا آرام کروں گی، تو بہتر
محسوس کروں گی۔۔۔تم پری کے پاس رہو۔۔۔"ایک طرف سے ان کو

پری کی بھی فکر تھی۔۔۔ آنی آپ سچ بول رہی ہیں نا۔۔۔؟ ہاں بیٹا میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔ چلو تم بھی اب کسی طرح پری کو کھانا کھلاؤ، میں بھی تھوڑا آرام کر لوں۔۔۔۔ انہوں نے بات ختم کرنی چاہی تھی، ورنہ یزدان کو پکا یقین ہو جانا تھا وہ رو رہی ہیں۔۔۔

جی ٹھیک ہے آنی۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔! اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔ چند الوداعی القابات بولتے ان گفتگو کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔

کس طرح ان دونوں نے پری کی زندگی کے بارے میں ڈسکشن کی تھی۔۔۔ جیسے وہ کوئی جیتی جاگتی، انسان نہیں، کوئی کھلونا، یا پتلا ہو۔۔۔ جسے جو چاہے استعمال کرے، اور جو چاہے اس کی زندگی لکھے۔۔۔

....

یزدان کے آفس آ کر پتا چلا تھا، کہ یزدان آفس نہیں آیا۔۔۔ ارحم نے غصے میں یزدان کے آفس کا اچھا خاصا نقصان کر دیا تھا۔۔۔ ارحم بس کرو چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان کب سے اسے کنڑول کرنے کی کوشش کر رہا تھا

۔۔۔ لیکن ارحم کا غصہ آج سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔ حمدان میرا بس چلے تو میں اس آفس کو آگ لگا دوں۔۔۔ ارحم کے ہاتھ میں گن تھی، اور سارے امپلائز ڈر کے مارے ایک سائیڈ پہ کھڑے تھے۔۔۔ کہ کہیں ارحم گولی ہی نہ چلا دے۔۔۔ ارحم ہمیں پولیس اسٹیشن جانا چاہیے۔۔۔ اس طرح کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ حمدان نے دوبارہ سے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ ارحم نے ایک قہر برساتی نظر امپلائیز پہ ڈالی، جو کافی حد تک ڈرے سہمے کھڑے تھے۔۔۔ ارحم نے حمدان کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ تو حمدان کو تھوڑا سکون ہوا۔۔۔ ورنہ پتہ نہیں آج ارحم یہاں پہ کیا کچھ کر دیتا

۔۔۔

حمدان وہ عورت جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی، کہ یزدان کہاں ہے۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر نہیں بتایا۔۔۔ اب ارحم کی باتوں کا رخ یزدان کی آنی کی طرف تھا۔۔۔ "ارحم وہ جھوٹ کیوں بولیں گی۔۔۔" حمدان نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔ تم ان کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہے ہو

۔۔۔ارحم نے خون خار نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔میں ان کی سائیڈ نہیں لے رہا، میں بس بتا رہا ہوں۔۔۔"حمدان نے وضاحت دی

۔۔۔۔

تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔بس ایک دفعہ یہ گھٹیا شخص مل جائے، زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔۔۔ارحم گاڑی میں بیٹھتا بولا تھا ۔۔۔اب ان کا رخ پولیس اسٹیشن کی طرف تھا۔۔۔۔

••••••••

مہرناز بیگم، زمل بیگم، اور ہیزل، کو حمزہ صاحب گھر لے آئے تھے۔۔۔مہر ناز بیگم تو جائے نماز پہ بیٹھی اپنے بیٹے اور بیٹی کے لیے خیریت کی دعائیں کر رہی تھیں۔۔۔شایان اور سکندر عثمان ہسپتال پہنچے، تو ان کو پتہ چلا ارحم اور باقی سب یہاں سے جا چکے ہیں۔۔۔

شایان ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔اور سکندر عثمان کب سے یزدان کو کال ملا رہا تھے۔۔۔لیکن یزدان کال اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

اور ادھر یزدان بڑے سکون سے راکنگ چیئر پہ بیٹھا، موبائل سامنے رکھے، سگریٹ کے بڑے بڑے کش لگا رہا تھا۔۔۔اب تمہیں پتہ چلے گا سکندر، کہ جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ تم نے میری پری کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن میں نے تمہاری کوشش ناکام کر دی۔۔۔میں نے تم سے تمہاری بیٹی چھین لی۔۔۔اب پری صرف میری ہے۔۔۔میں اسے کبھی نہیں جانے دوں گا۔۔۔"

سکندر عثمان تھک ہار کے حمدان کو کال ملانے لگے۔۔۔وہاں سے بھی یزدان کے نا ملنے کی خبر ملی تھی۔۔۔اب ان کا رخ پولیس اسٹیشن کی طرف تھا۔۔۔پولیس اسٹیشن آکر انہوں نے یزدان کے خلاف۔ایف۔آئی۔آر۔کٹوائی تھی۔۔۔اور ارحم کا غصہ تھا، کہ کنٹرول ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ارحم سر آپ بالکل بھی پریشان مت ہوں۔۔۔ہم بہت جلد آپکی مسز کو ڈھونڈ لیں گے۔۔۔انسپکٹر صاحب نے ارحم کا کندھا تھپکتے کہا تھا۔۔۔ارحم نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

پورے شہر میں پولیس کی ناقہ بندی لگ چکی تھی۔۔۔پولیس پوری ذمہ داری سے اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ارحم، شایان، حمدان، اور سکندر عثمان، بھی پولیس کے ساتھ ہی تھے۔۔۔رات گئے دن چڑھ گیا تھا۔۔۔اور یزدان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔اور اب اگر اب پتہ چل بھی جائے، تو کیا پری واپس آجائے گی۔۔۔

ارحم کی حالت بھی اب کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس کے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیال آرہے تھے۔۔۔حمدان کب سے اس کی منتیں کر رہا تھا، کہ وہ ایک بار گھر جا کر چینج کر لے میڈیسن لے لے۔۔۔لیکن ارحم کی ایک ہی ضد تھی، جب تک اس کی پری نہیں ملے گی، وہ کچھ نہیں کرے گا ۔۔۔وہ گھر بھی نہیں جائے گا۔۔۔

ارحم کا اپنا یہ حال تھا۔۔۔تو اس کی پری کا کیا حال ہو گا۔۔۔اس سے آگے ارحم سوچ بھی نہیں پا رہا تھا۔۔۔اور یہاں مہر ناز بیگم جن کی پوری رات آنسوؤں، اور دعاؤں میں گزر گئی تھی۔۔۔ہیزل بھی اپنے بھائی کے لیے

روئے جارہی تھی۔۔۔آخر کس منحوس کی نظر لگ گئی تھی، انکی خوشیوں کو۔۔۔

••••••••

تاریکی میں ڈوبا کمرہ، خاموشی کا سماں، "یہ وہی کمرہ تھا۔۔۔جہاں پچھلی دو راتوں سے اس معصوم کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔لیکن اس وقت کوئی سسکی نہیں تھی۔۔۔کوئی آواز نہیں تھی، پری اب رو نہیں رہی تھی۔۔۔نہ ہی وہ اب گھر جانے کی ضد کر رہی تھی۔۔۔کیا اس نے ہر چیز کو قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔۔۔"ہاں کر لیا تھا قبول، کیونکہ پری کی قسمت تو اس کے باپ نے لکھی تھی نا۔۔۔"اور اچھی لڑکیاں تو ہمیشہ باپ کی بات مانتی ہیں۔۔۔اور پری بھی عائشہ گل کی طرح اچھی لڑکی تھی۔۔۔وہ گھٹنوں پہ سر گرائے، آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔۔اس نے رات کو یزدان کی کہنے پہ کھانا بھی کھالیا تھا۔۔۔اس نے کہہ تو دیا تھا، کہ وہ یہاں سے نہیں جائے گی۔۔۔لیکن کیا وہ اپنے ارثم کے بغیر رہ سکے گی۔۔۔"

نہیں میں ارحم کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔۔"میں نے تو ان سے محبت کی آنکھیں کھولتے چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔ارحم آپ تو مجھے لینے ہے۔۔۔پری نے بھی نہیں آئے۔۔۔ کیا آپ مجھے ڈھونڈ نہیں رہے۔۔۔یا آپ بھی بابا کے ساتھ ملے ہیں۔۔۔آپ نے بھی ان کی طرح دھوکہ دیا ہے مجھے۔۔۔ سب دھوکے باز ہیں۔۔۔ماما، بابا، بھیا، اور آپ بھی۔۔۔پری نے اپنی ہتھیلی سے چہرہ رگڑا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں اٹھا کر کھڑکیوں سے آتی روشنی کی طرف دیکھا۔۔۔آج ایک اور دن چڑھ گیا تھا۔۔۔اور اس کا ارحم ابھی تک اس کے پاس نہیں آیا تھا۔۔۔

رات سے تھمے آنسو جن کو زبردستی کنارہ دیا گیا تھا۔

۔وہ اب کنارہ توڑ چکے تھے۔۔۔پہلے ایک، پھر دو، اور پھر تین۔۔۔آنسو ایک قطار سے بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔حمدان بھیا آپ ہی آجائیں، مجھے آپ کی یاد آ رہی ہے۔۔۔شایان بھیا، کہاں ہیں آپ سب۔۔۔کیا آپ لوگ نہیں جانتے، کہ میں کہاں۔۔۔۔

آج پری کا دل چاہ رہا تھا، وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔اپنی اس قسمت پر جو اس کے باپ نے لکھی۔۔۔ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔ پری نے تیر کی تیزی سے اپنا چہرہ صاف کیا۔۔۔ کمرے کی لائٹس آف تھیں۔۔۔ لیکن کھڑکیوں سے آتی روشنی میں یزدان اس کا چہرہ دیکھ چکا تھا ۔۔۔ تم پھر سے رو رہی ہو۔۔۔ یزدان نے اس کے پاس آتے، سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔ کیا اب میں رو بھی نہیں سکتی۔۔۔ پری نے بھیگی پلکیں اٹھا کر یزدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ یزدان تو اس کی آنکھوں میں کھو ہی گیا تھا۔۔۔ پری نے پلکیں جھکالی تھیں۔۔۔ پریشے میں سچ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ تم میری پہلی محبت ہو۔۔۔۔ میں نے آج سے تین سال پہلے تمہیں دیکھا تھا۔۔۔اور سچے دل سے نیت کی تھی، کہ تم صرف یزدان کی ہو۔۔۔ "صرف اور صرف یزدان شاہ کی" یزدان نے پری نے کوئی جواب بغور اس کا چہرہ دیکھتے، اپنے دل کی بات کہی تھی۔۔۔ نہیں دیا۔۔۔ وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔۔۔ کیا تم اب بھی بات نہیں کرو گی

۔۔۔یزدان نے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں حیا تھی۔۔وہ اپنی محبت کی عزت کرنا جانتا تھا۔۔۔

پری اس وقت خود پہ کنٹرول کیے بیٹھی تھی۔۔۔اسے اس وقت، اس سامنے والے شخص سے نفرت ہو رہی تھی۔۔اور سب سے زیادہ نفرت اپنے باپ سے ہو رہی تھی۔۔۔ جس نے اسے اس شخص کے حوالے کیا تھا۔۔۔یزدان نے آئی برو اچکائی۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو، کیا سوچ رہی ہو ۔۔؟

کیا تم مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ سکتے ہو۔۔پری چیخنے والے انداز میں بولی تھی۔۔یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔اگر تم نے نہیں جانا تو مجھے کوئی اور جگہ بتا دو، میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔پری اٹھتے بولی تھی۔۔

یزدان نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔پری تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔ تم حد سے بڑھ رہی ہو۔۔وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے بولتا کھڑا ہو چکا تھا۔۔ حد سے میں نہیں تم بڑھ رہے ہو۔۔۔تم

نے مجھے "بلیک میل "کر کے یہاں رکھ تو لیا ہے۔۔۔ لیکن تم مجھ پہ اس طرح حکم نہیں چلا سکتے۔۔۔ پری انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔۔ یزدان کا غصہ اب جواب دے گیا تھا۔۔۔

یزدان نے اس کی انگلی پکڑ کے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

آہھہہ "۔۔۔ چھوڑو مجھے، پاگل انسان۔۔۔ پری کی تکلیف سے چیخ نکلی " تھی۔۔۔ اب دوبارہ زبان چلانے سے پہلے س دفعہ سوچ لینا۔۔۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔ یزدان اس کے چہرے کے قریب آتے دھاڑا تھا۔۔۔ (لو جی جو ہمت اکٹھی کی تھی وہ بھی جواب دے گئی)، اس معصوم نے کہاں کبھی کسی کی اتنی اونچی آواز سنی تھی۔۔۔ پری کے بابا اسے بلاتے نہیں تھے۔۔۔ لیکن انہوں نے کبھی اس طرح ڈانٹا بھی نہیں تھا ۔۔۔ پری کے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ اس نے دوبارہ بازو

چھڑوانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔مقابل بھی کتنا ظالم تھا نا،اسے اس معصوم کے آنسوؤں پہ بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔" وہ بمشکل بولی تھی۔۔۔اب دوبارہ یہ حرکت کرو گی "۔۔۔؟ یزدان گرفت ڈھیلی کرتے بولا تھا۔۔۔تم مجھے ایک ہی دفعہ مار کیوں نہیں دیتے۔۔۔پری نے روہانسی ہوتے سوال کیا تھا۔۔یہی تو مسئلہ ہے یار۔۔۔مار نہیں سکتا نا۔۔ابھی تو تم سے نکاح بھی کرنا ہے ۔۔۔کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔

میں تم جیسے انسان سے مر کر بھی کوئی رشتہ نہ رکھوں۔۔۔اور تم نکاح کی بات کر رہے ہو۔۔۔تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔"پریشے۔۔"۔یزدان نے اسے ٹوکا تھا۔۔۔

بہت پر نکل آئے ہیں تمہارے بہت زیادہ اڑ رہی ہو۔۔۔اب دیکھو میں تمہارے پر کیسے کاٹتا ہوں۔۔۔یزدان نے اسے قہر برد ابرساتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

تیار رہنا کل نکاح کے لیے "۔۔ارحم سے طلاق بعد میں کروالیں گے "
۔۔۔میں چار مہینے تمہاری عدت تک انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔وہ معنی خیز بولا تھا۔۔۔میں مر تو سکتی ہوں، لیکن ارحم سے "طلاق "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔پری نے بھی دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔۔

تمہیں کہا کس نے ہے کہ تم طلاق مانگو۔۔۔طلاق تمہیں ارحم خود ہی دے دے گا۔۔۔تم بس نکاح کرو۔۔۔۔میں نے کہا نا میں مر جاؤں گی لیکن تم جیسے گھٹیا شخص سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔۔اب کی بار پری بھی پوری قوت سے دھاڑی تھی۔۔۔۔بے شک مر جانا، لیکن نکاح کے بعد۔۔۔اور یہ جو تم نے "گھٹیا شخص "کا لفظ استعمال کیا ہے نا۔۔۔۔اب میں تمہیں اس پر پورا اتر کر دکھاؤں گا۔۔۔۔یزدان نے پھر سے اسے بازو سے دبوچا تھا۔۔۔۔اس سے زیادہ گھٹیا پن اور کیا دکھاؤ گے، گھٹیا انسان ۔۔۔پری دوبارہ سے چیخی تھی۔۔۔آج تمہاری آزادی کا آخری دن ہے ۔۔۔جو بولنا ہے بول لو۔۔۔کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔۔کیونکہ کل تم میری

دسترس میں ہو گی۔۔۔ پھر صرف میرا حکم چلے گا۔۔۔ پھر دیکھوں گا تمہاری یہ زبان کیسے چلتی ہے۔۔۔۔

تمہاری یہ خواہش کبھی میری پوری نہیں ہو گی۔۔۔۔ پری نفرت سے بولی تھی۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ یہ تو وقت بتائے گا۔۔۔ پریشے بی بی۔۔۔ ! خیر " کل کی باتیں چھوڑو تم ابھی اچھا سا تیار ہو جاؤ۔۔۔ پھر کھانا بھی کھانا ہے۔۔۔۔ یزدان نے جیسے بات ختم کرنا چاہی تھی۔۔۔۔ نہ ہی مجھے تیار ہونا ہے۔۔۔ اور نہ ہی تم جیسے گھٹیا انسان کے ساتھ کھانا کھانا ہے۔۔۔ پری نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔۔۔ جوابا یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ اب تم میرا ہاتھ چھوڑ رہے ہو۔۔۔ پری کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی یزدان اس کی بازو چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔ اب تم یہاں سے جا رہے ہو یا نہیں۔۔۔ پری اپنا دوپٹہ صحیح کرتے بولی تھی۔۔۔ ابھی تو جا رہا ہوں، لیکن ابھی تھوڑی دیر تک دوبارہ آؤں گا۔۔۔ جب تک اپنا غصہ ٹھنڈا کر لینا۔۔۔ ورنہ زبردستی کھانا

کھلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔ یزدان لبوں پہ دلکش مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔

اگر زہر دو گے تو کھالوں گی۔۔۔ پری نے پھر سے دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔ اتنی بھی جلدی کیا ہے۔۔۔۔ پہلے نکاح کرلو۔۔۔ اس کے بعد بے شک زہر کھالینا۔۔۔ بلکہ میں خود تمہیں زہر دے دوں گا۔۔۔ ڈھٹائی کی انتہا تھی، یا محبت میں بندہ کھسک گیا تھا۔۔۔ "جواباً پری نے قہر برساتی نظروں سے گھورا تھا۔۔۔۔

اگر ابھی سے ایسے دیکھو گی، تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔۔۔۔ یزدان نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔۔

پری کا دل چاہ رہا تھا، کہ وہ مقابل کا سر پھاڑ دے۔۔۔ یا خودکشی کرلے۔۔۔ "اچھا میں جا رہا ہوں۔۔۔! تم نارمل ہونے کی کوشش کرو۔۔۔ یزدان اس کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ او وہاں۔۔۔! یزدان کو کچھ یاد آیا تھا۔۔۔ وہ واپس پلٹا۔۔۔! کل میری آنی آجائیں

گی۔۔۔ تم اکیلے بور ہو جاتی ہو گی نا۔۔۔ تو ان سے باتیں کر لینا۔۔۔۔وہ بہت اچھی ہیں۔۔۔۔اور وہ اب سے تمہاری بھی آنی ہیں۔۔۔وہ وثوق سے بولا تھا۔۔۔مجھے نہ ہی تمہاری آنی میں کوئی انٹرسٹ ہے۔۔۔۔اور نہ ہی ان کی باتوں میں۔۔۔تو بہتر ہے، وہ میرے پاس نہ ہی آئیں۔۔۔ورنہ انجام کی ذمہ دار تو بہت ہو گے۔۔۔پری نے بھی یزدان والا ڈائیلاگ استعمال کیا تھا ۔۔۔آخری اس میں اتنی ہمت آئی کیسے۔۔۔پری خود حیران تھی۔۔۔۔

تم پیدائشی بدتمیز ہو، یا میرے سامنے تمہاری زبان کچھ زیادہ چلتی ہے ۔۔۔یزدان پھر سے اس کے سر پہ ان پہنچا تھا۔۔۔پری دو قدم پیچھے ہونے ہی والی تھی کہ، یزدان نے اس کا ہاتھ پکڑتے کمر پہ پن کیا۔۔۔پری نے نفرت سے اپنا چہرے کا رخ پھیرا تھا۔۔۔"چھوڑو۔ مم۔ مجھے گھٹیا انسان ۔۔۔۔پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔

اگر میں تمہارے پر کاٹ سکتا ہوں، تو مجھے تمہاری زبان کاٹنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔یزدان اس کے منہ پہ دھاڑا تھا۔۔۔اگر تم نے

میری آنی کے ساتھ کسی قسم کی بھی بدتمیزی کی، یاان سے زبان چلائی، تو کاٹ دوں گا تمہاری یہ زبان۔۔۔ یزدان نے اپنے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچا تھا۔۔۔اور میں جانتا ہوں، یہ سب تم ارحم کی وجہ سے کر رہی ہو نا۔۔۔ سب سے پہلے میں اس ارحم کا پتا صاف کروں گا۔۔۔نہ ہوگا ارحم، اور نہ چلے گی تمہاری زبان۔۔۔ یزدان نے دوبارہ سے دھمکی دی تھی۔۔۔ تیار رہنا۔۔! بہت جلد تمہیں ارحم کی موت کی خبر ملے گی۔۔۔ یزدان نے اسے ایک جھٹکے سے بیڈ پہ دھکیلا تھا۔۔۔اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا تھا ۔۔۔ کھڑاک سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح پری کی قسمت کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔۔۔ ہر روز ایک نئ اذیت، ایک نئ آزمائش، ایک نیا غم۔۔۔ پری جہاں گری تھی، اسی جگہ اوندھے منہ ڈھہ گئ تھی۔۔۔

میں کیوں ارحم کے لیے اتنا مر رہی ہوں۔۔۔ وہ تو مجھے لینے بھی نہیں آئے ۔۔۔انہوں نے بھی مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔ وہ بھی مطلبی انسان ہیں۔۔۔

سب کی طرح وہ بھی، سب جیسے نکلے ۔۔۔ میں نے تو انہیں سب سے الگ سمجھا تھا۔۔۔ لیکن اگر وہ مجھ سے پیار کرتے، تو اب تک وہ میرے پاس آجاتے۔۔۔۔ مجھے اس درندے سے بچانے۔۔۔۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا، کہ ان کو پتہ نہ ہو، کہ میں کہاں ہوں۔۔۔۔ کہیں وہ بابا کے ساتھ ملے تو نہیں ہوئے۔۔۔ پری کے دل میں نہ جانے کیسے کیسے خیال آرہے تھے۔۔۔

یہی حقیقت ہے پریشے بی بی۔۔۔! قبول کرلو۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں کی یہی حیثیت ہوتی ہے۔۔۔ پری نے اپنی آواز اپنے کانوں میں بجتے محسوس کی تھی۔۔۔ اس کے لبوں پہ تنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جس میں دنیا جہان کے شکوے تھے۔۔۔

مجھ جیسی لڑکیاں۔۔۔؟ کیسی لڑکیاں۔۔۔؟ "

مطلب، کیسی لڑکی ہوں میں۔۔ "پری نے بیٹھتے ہوئے خود سے سوال" کیا تھا۔۔۔ کیا میرے سوال کا جواب مجھے ہی دینا ہے۔۔۔؟ ہاں مجھے ہی دینا ہے۔۔۔

میں نے کبھی کسی دوسری لڑکیوں کی طرح غیر لڑکوں سے دوستیاں "
نہیں کی۔۔۔میں ایک باوقار، باکردار لڑکی ہوں۔۔۔پھر میرے ساتھ
ایسا کیوں ہوا۔۔؟پری نے اپنے سوال کا جواب دیتے، مقابل سے سوال
کیا تھا۔۔۔لیکن مقابل پہ تھا کون، جس سے پری نے سوال کیا تھا۔۔۔یہی
تومین بات تھی، کہ کوئی پری کی سننے والا نہیں تھا۔۔۔اس سوال کا جواب
بھی پری کو خود ہی دینا تھا۔۔۔

ہاں تو پریشے سکندر۔۔"تم ایک باکردار، باوقار اور اچھی لڑکی ہو۔۔۔ "
لیکن تم میں ایک کمی ہے۔۔۔" کمی" کیسی کمی۔۔؟اس کے لبوں نے
حرکت کی تھی۔۔۔

میرے ماں باپ ہوتے ہوئے بھی میرے نہیں ہیں۔۔۔پری کو اپنی آواز
کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ایک دفعہ پھر سے کرچ کی آواز آئی
تھی۔۔۔چھوٹے چھوٹے ذرے بکھر گئے تھے۔۔۔دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔
اور دل کی جگہ نفرت پیدا ہوئی تھی۔۔۔آنسو نے بھی کنارا توڑ دیا تھا۔۔۔

پری نے بے اختیار چہرہ اٹھایا۔۔۔اس کے کانوں میں قہقہوں کی آوازیں گونجی تھیں۔۔۔

پری نے دیکھا سامنے شیلف پہ پڑی کتابیں، ہنس رہی تھیں۔۔۔بے یقینی سے پری کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔پری نے چہرہ گھمایا۔۔۔دیوار پہ ٹنگے فریم، بھی قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔پری نے پھر سے نظریں گھمائیں۔۔۔گلدان میں پڑے پھول بھی قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔صوفے، پھر ٹی وی۔۔۔اور پھر ایک ایک کر کے کمرے کی ہر چیز، پری کی قسمت پہ ہنس رہی تھی۔۔۔

پری نے بے اختیار اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔! خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔۔۔میں "۔۔میں ختم ہو رہی ہوں۔۔۔میرا سر پھٹ رہا ہے۔۔۔خدا کا واسطہ چپ کر جاؤ۔۔۔پری چیخ رہی تھی۔۔۔لیکن اس کی آواز تو کہیں دب چکی تھی۔۔۔کسی بھاری پتھر کے نیچے۔۔۔۔!

ایک دم سے قہقہوں کی آواز رک گئی تھی۔۔۔کمرے میں پھر سے سناٹا "چھا گیا تھا۔۔۔پری نے آنکھیں کھولیں، اس کے ہاتھ کانوں سے نیچے

سر کے۔۔۔پری نے نظریں گھمائیں۔۔۔ریک پہ پڑی کتابیں، جن کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔۔۔صوفہ، میز، دیوار پہ لگے فریم، سب خاموش ہو چکے تھے۔۔۔۔"

جن کے ماں باپ نہیں ہوتے ان کا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔پری نے بے اختیار ہچکی لی۔۔۔مم۔میرے ماما، بابا ہیں۔۔۔لیکن وہ میرے نہیں ہیں۔۔۔وہ اب گھٹنوں میں سر دیے بے آواز رونے لگی تھی۔۔۔ایک نئی اذیت، ایک نیا پچھتاوا، ایک نئے غم کے ساتھ۔۔۔

•••••••••

دن گزرے شام ہونے کو آئی تھی۔۔۔لیکن یزدان کا کچھ پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔اب تو یزدان کے گھر کے باہر بھی پولیس کی ناکہ بندی لگ چکی تھی۔۔۔اور اب ارحم کی حالت بھی انتہا کی خراب تھی۔۔۔"لیکن اسے دو پل سکون نہیں مل رہا تھا۔۔"

ارحم یار، تم ایک دفعہ گھر تو چلو۔۔۔! تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ حمدان نے پھر سے ایک ناکام سی کوشش کی تھی۔۔۔ یہ لوگ اس وقت اسلام "آباد" کے ون وے روڈ پہ بیٹھے تھے۔۔۔ دسمبر کی سردی میں سرد ہوا کے جھونکے۔۔۔ ان کے جسم کو کراس کرتے گزر رہے تھے۔۔۔

حمدان اگر اب تم نے گھر کا نام لیا، تو یزدان سے پہلے میں تمہیں اس دنیا سے رخصت کروں گا۔۔۔ صبح سے تقریباً پچاس مرتبہ حمدان نے ارحم سے کھری کھری سن لی تھیں۔۔۔ پھر بھی ہر دس منٹ بعد اسے گھر جانے کا بول دیتا تھا۔۔۔ پولیس ہر آنے جانے والے گاڑی کی چیکنگ کر رہے تھے۔۔۔

شایان چلتا ہوا ارحم کے پاس آیا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں شال تھی۔۔۔ جو اس نے ارحم کی طرف بڑھائی۔۔۔ ارحم تم یہ شال لے لو تمہارے زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے۔۔۔

شایان کیا تم مجھے زہر دے سکتے ہو۔۔۔ارحم کھڑا ہوتا غصے سے دھاڑا تھا ۔۔۔اس کی کمر میں ٹھنڈ کی وجہ سے،ایک درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔

حمدان نے آگے بڑھتے اسے سہارا دیا۔۔۔شایان بھی آگے بڑھا تھا۔۔۔

ارحم نے سنبھلتے پھر سے بولنا شروع کیا تھا۔۔۔اب سبھی ارحم کی طرف متوجہ تھے۔۔۔

شایان کیا تم مجھے اس شال کی جگہ پریشے لا کر دے سکتے ہو،ارحم کی آواز میں درد تھا جو اسکے جگری یاروں نے باآسانی محسوس کر لیا تھا۔۔۔حمدان اور شایان نے بے بسی سے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔جہاں مدتوں کی تھکاوٹ، برسوں کا انتظار تھا۔۔۔

ارحم کوئی جواب نہ پاتے دوبارہ سے بولا تھا۔۔۔بولو۔۔۔!کیا تم لوگ میری پریشے کو لا کر دے سکتے ہو۔۔۔اب کی بار ارحم کی آواز میں تھوڑا غصہ تھا۔۔۔ارحم انشاءاللہ۔۔۔!بہت جلد یزدان کا پتہ چل جائے گا۔۔۔

حمدان نے ارحم سے نظریں چرائی تھیں۔۔۔

جھوٹ بول رہے ہو تم لوگ۔۔! جھوٹ بولتے ہو۔۔۔اگر تم لوگوں نے اسے ڈھونڈنا ہوتا، تو اب تک ڈھونڈ چکے ہوتے۔۔۔ارحم کو ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے وہ سب سے بے بس انسان ہے۔۔۔

اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ارحم مایوسی سے پیچھے ہوتے چیئر پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔۔۔اب شاید اس میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔

ارحم اچانک سے کھڑا ہوتا ہوا۔۔۔شاید اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔۔"نماز" نماز۔۔۔پڑھنی ہے مجھے۔۔۔ارحم گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔شایان نے حمدان کو بھی ارحم کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔۔۔حمدان بھی جلدی سے ارحم کے مقابل آیا ارحم تم بیٹھو میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔۔۔ارحم خاموشی سے دوسری سائیڈ کو ہوتا بیٹھ چکا تھا۔۔۔

یہاں قریب کہیں بھی کوئی مسجد نہیں تھی۔۔ حمدان جلدی چلو۔۔! ارحم بے اختیار بولا تھا۔۔۔ حمدان نے اسبات میں سر ہلاتے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔۔۔ ارحم کو عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسے ایک پل سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔ "ملتا بھی کیسے ارحم نے کسی کو تکلیف دے کر خود سکون محسوس کیا تھا۔۔" اور اب اس سکون کی بھر پائی بھی تو ادا کرنی تھی۔۔۔ جو بھی تھا گناہ تو ارحم نے بھی کیا تھا۔۔۔ اس نے بھی ایک بے گناہ معصوم لڑکی پہ ظلم ڈھائے تھے۔۔۔ بعد میں محبت تو ہو گئی تھی۔۔۔ لیکن پہلے کا مکافات بھی تو ہونا ہے نا۔۔۔

گاڑی رکتے ہی ارحم کے جسم میں سنسناہٹ شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔ وہ خاموش بیٹھا تھا۔۔۔ یا شاید اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ ارحم حمدان نے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔ ہمم۔۔ ارحم نے چونکتے دیکھا تھا۔۔۔ ہم مسجد پہنچ گئے ہیں۔۔۔ حمدان نے جیسے کچھ یاد کروایا تھا۔۔۔ ہاں جانتا

ہوں۔۔۔وہ کافی دھیمی آواز میں بولا تھا۔۔۔حمدان کو ارحم کی کیفیت کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

سارے رستے بھی اس نے ارحم کو اس طرح گم سم ہی دیکھا تھا۔۔۔ارحم کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ حمدان نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا تھا۔۔ہ۔ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ارحم دھیمے لہجے سے بولتا گاڑی سے نیچے اترا۔۔۔اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔حمدان بھی اترتے اس کے پیچھے ہی بڑھا تھا۔۔۔

مسجد میں داخل ہوتے ارحم نے ابھی پہلا قدم ہی رکھا تھا کہ وہ ٹھٹھکا،اس نے محسوس کیا تھا، کہ اس کے دل کی بے چینی کچھ کم ہوئی ہے۔۔۔ایسا لگا تھا، جیسے ایک قدم اور بڑھائے گا، تو اسے ہر گم ہر آزمائش سے آزادی مل جائے گی۔۔۔

ارحم چلو۔۔۔! حمدان نے اس کے برابر آتے اسے کھڑا دیکھ مخاطب کیا تھا ۔۔۔ہاں چلو۔۔ارحم نے دوسرا قدم رکھا، تو ایسا محسوس ہوا جیسے دل سے ایک اور اینٹ اٹھالی گئی ہو۔۔۔تیسرا قدم،اور پھر چوتھا قدم،ارحم

دھیرے دھیرے اندر بڑھنے لگا۔۔۔اور اسے لگا اس کے دل سے وزن کم ہو رہا ہے۔۔۔ارحم نے ایک سائیڈ ہوتے وضو والی جگہ دیکھی۔۔۔اور ایک نظر حمدان کو دیکھتا آگے بڑھا۔۔۔

ان دونوں نے پر سکون سے انداز میں وضو کیا تھا۔۔۔پھر یہ دونوں نماز ادا کرنے کے لیے اندر بڑھے۔۔۔ نماز ادا کرنے کے بعد اب ارحم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔۔ارحم کے دل میں سب سے پہلا خیال آیا تھا ،کہ دعا کیسے مانگتے ہیں۔۔۔؟"دعا کیسے مانگتے ہیں"۔۔۔میں نے تو کبھی دعا مانگی ہی نہیں۔۔۔میرے پاس تو سب کچھ ہے۔۔۔

نہیں میرے پاس میری پریشے نہیں ہے۔۔۔مجھے میری پری چاہیے۔۔۔ نہ جانے ارحم کے دماغ میں کیا کیا چل رہے تھے۔۔۔ارحم کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی، کہ وہ دعا کیسے مانگے۔۔۔ارحم نے جلدی سے دعا ختم کرتے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔جو پہلے سے ہی ارحم کی طرف متوجہ تھا

۔۔۔۔

ارحم نے آنکھوں سے چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ حمدان بھی مسکراتا ہوا اٹھا تھا ۔۔۔اسے یقین ہو گیا تھا، کہ ارحم کسی حد تک مطمئن ہو چکا ہے۔۔۔اس کے دل کا بوجھ کسی حد تک ہلکا ہو چکا ہے۔۔۔وہ دونوں ایک ساتھ مسجد سے باہر نکلے تھے۔۔۔ارحم ہمیں ایک دفعہ گھر جانا چاہیے۔۔۔تم ایک دفعہ آنٹی سے مل لو وہ کافی پریشان ہیں تمہارے لیے۔۔۔۔ حمدان نے اسے مطمئن دیکھ کر دوبارہ سے وہی سوال کیا تھا۔۔۔ارحم خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔اس کا مطلب تھا، کہ وہ گھر جانے کے لیے تیار ہے ۔۔۔حمدان نے شکر کا سانس لیتے ڈرائیونگ سیڈ سنبھالی،اوراب ان کا رخ گھر کی طرف تھا۔۔۔

....

پری ایک دم سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اسے عجیب سی گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔عجیب سی بے چینی،پری سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔پری نے

بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔اس کا چہرہ شدید تپ رہا تھا۔۔ بابا ۔۔"ارحم، کہاں ہیں سب۔۔۔

کک۔کوئی ہے؟مم۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔پری نے لرزتے وجود کے ساتھ باہر کے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔پری نے اپنے دل والے مقام پہ ہاتھ رکھا۔۔اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔دروازہ بھی بند تھا۔۔پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔دروازہ کھولو اس نے دھیمے سے دروازے پہ دستک دی تھی۔۔۔پلیز کھولو۔۔۔!اس کی پہلی دستک پہ ہی دروازہ کھل گیا تھا۔۔جیسے باہر والا شخص تو اسی کے انتظار میں بیٹھا ہو ۔۔۔پری تم ٹھیک ہو۔۔یزدان اس کی حالت دیکھتے جلدی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

مم۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔مجھے کھانا کھانا ہے،اور پانی بھی پینا ہے۔۔۔ پری نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اچھا تم بیٹھو میں ابھی کھانا لے

کر آتا ہوں۔۔۔یزدان بھی اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔۔۔اس نے پری کو پیچھے صوفے سے ٹیک لگاتے بٹھایا۔۔۔اور خود جلدی سے کھانا لینے کے لیے بھاگا۔۔۔پری نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔اس کا سر چکرا رہا تھا ۔۔۔اور اسے لگ رہا تھا، یہ کچھ نہ کھانے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔اس لیے اس نے یزدان سے کھانا مانگا تھا۔۔۔

یزدان تقریبا دو منٹ میں کھانا لے آیا تھا۔۔۔پری کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔ یزدان نے دوبارہ سے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔ہاں۔ہاں پانی۔۔!پری کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔۔یزدان نے جلدی سے اس کی طرف پانی بڑھایا ۔۔۔پری نے پانی کا گلاس پکڑا۔۔۔ایک سانس میں ہی سانس میں پانی کا گلاس خالی کر گئی تھی۔۔۔

یزدان نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔جو اس وقت بے تاثر تھا۔۔۔مم۔میں کھانا کھا لوں۔۔۔پری نے کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ہاں تم کھانا کھاؤ۔۔۔پری نے جلدی سے اگے ہوتے کھانے کی پلیٹ پکڑی،اور جلدی

سے کھانا کھانے لگی۔۔۔ یزدان نے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا، جیسے وہ صدیوں سے بھوکی لڑکی زبردستی کھانا کھا رہی ہے۔۔۔ پری نے منہ میں بائٹ ڈالتے ایک نظر یہ یزان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پری نے ہچکچاہٹ سے ہلکا سا رخ پلٹا۔۔۔ یزدان نے اس کی ہچکچاہٹ سمجھتے جلدی سے اٹھنے کی کی۔۔۔ اچھا تم کھاؤ میں آتا ہوں ۔۔۔ یزدان باہر جا چکا تھا۔۔۔ پری نے گہرا سانس لیا، اور کھانے کی طرف دیکھا۔۔۔ آخر میں نے اس شخص سے کھانا مانگا ہی کیوں۔۔۔ وہ منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

ہاں تو مجھے اتنی بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ ارحم بھی نہیں آئے۔۔۔ اور کتنا انتظار کرتی میں۔۔۔ پری کی آنکھوں میں اس قدر جمع ہو چکے تھے، اسے سامنے والا منظر بھی دھندلا نظر آ رہا تھا۔۔۔

یزدان نے باہر آتے آنی کو کال ملائی تھی۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔ السلام علیکم آنی۔۔۔! وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔! کیسے ہو ٹھیک ہو

۔۔؟آنی نے سلام کا جواب دیتے خیریت معلوم کی تھی۔۔۔جی آنی میں ٹھیک ہوں۔۔ کیا آپ یہاں آسکتی ہیں۔۔۔یزدان نے سیدھا کام کی بات کی تھی۔۔۔ہاں بیٹا۔۔!کیوں کیا ہوا ہے پری تو ٹھیک ہے نا۔۔۔سب ٹھیک تو ہے،آنی نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔آنی پتہ نہیں،پری کو کیا ہوا ہے۔۔۔وہ خود اٹھی ہے،اور اس نے خود کھانا بھی مانگا ہے۔۔۔پتہ نہیں کیوں آنی مجھے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔پلیز آپ آجائیں۔۔۔گے یزدان نے تفصیل سے پوری بات بتائی تھی۔۔۔اچھا میں آرہی ہوں۔۔۔آنی کے دل میں ایک عجیب سا احساس محسوس ہوا تھا۔۔۔ان کو اپنی بیٹی کے لیے بے چینی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اپنی بیٹی سے ملنے کا احساس۔۔۔

جی آنی پلیز جلدی،کہتے یزدان کال کاٹ چکا تھا۔۔۔آنی نے جلدی سے اٹھتے چادر لی اور باہر کی طرف بڑھیں۔۔۔وہ آج اپنی بیٹی سے ملنے والی تھیں۔۔۔آج وہ پندرہ سال بعد اپنی پری کو دیکھنے والی تھیں۔۔۔ان کی

آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اور لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔ اتنی خوشی کے لمحات تھے نا یہ۔۔۔وہ ان لمحات کو سوچتے مسکرا رہی تھیں ۔۔۔یہ جانے بغیر کہ نا جانے آگے کیا ہو گا۔۔۔

••••••••••

ارح حمدان کے کہنے پہ گھر آ گیا تھا۔۔۔مہر ناز بیگم تو اسے گلے لگائے روئے جا رہی تھیں۔۔۔ارحم جو خود بمشکل سنبھلا تھا،اب مہر ناز بیگم کے آنسو دیکھتے اس کا ضبط بھی ٹوٹ رہا تھا۔۔۔زمل بیگم،اور ہیزل، بھی بے بسی سے ان دونوں ماں بیٹا کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اب آپ اس طرح روئیں تو مت۔۔۔بہت جلد پری مل جائے گی۔۔۔

اور ارحم تم ایک مضبوط انسان ہو، کم از کم مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔

حمدان افسوس سے بولا تھا۔۔۔

حمدان کیا تم پریشے کے سگے بھائی ہو۔۔۔اور ہم تپ کر بولا تھا۔۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔! حمدان ہڑ بڑا گیا تھا۔۔۔تمہیں اپنی بہن کی ذرا پرواہ

نہیں ہے۔۔۔ کیسے انسان ہو تم۔۔۔اب کی بار ارحم بھی افسوس سے بولا تھا۔۔۔ حمدان نے بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ پھر اس نے مہر ناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔ارحم مجھے پری کی پرواہ ہے،اور مجھے تمہاری بھی پرواہ ہے۔۔۔ حمدان نے وضاحت دی تھی۔۔۔

اپنی بکواس بندی ہی رکھو تو اچھا ہے۔۔۔ارحم غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔

بکواس میں نہیں، تم کر رہے ہو۔۔۔ حمدان بھی تپ اٹھا تھا،ارحم کی بات سنتے۔۔۔اس کے بھی تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔

تم لوگ لڑنا بند کرو گے۔۔۔ مہر ناز بیگم ان دونوں کو ہی گھورتے بولی تھیں ۔۔۔ آنٹی آپ کا بیٹا نہ مکمل طور پہ پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ ویسے تو حمدان کو غصہ نہیں آتا تھا۔۔۔ لیکن اس بار اس نے مصنوعی غصہ دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ایک طرف اسے خوشی بھی تھی، کہ ارحم اس کی بہن کی اتنی پرواہ کر رہا ہے۔۔۔ حمدان تم ابھی۔۔۔ارحم کچھ بول ہی رہا تھا، کہ مہر ناز بیگم نے اسے ٹوکا۔۔۔ارحم حمدان بالکل صحیح بول رہا ہے۔ تم اپنا

خیال رکھو گے، تو پری کو ڈھونڈو گے نہ۔۔۔پہلے ایک دفعہ اپنی حالت پہ تو غور کرو۔۔۔مہر ناز بیگم صحیح بول رہی تھیں۔۔۔جب تک ارحم خود ٹھیک نہیں ہو گا، وہ پری کو کیسے ڈھونڈے گا۔۔۔مجھے نا یہاں سے چلے ہی جانا چاہیے۔۔۔ارحم نے اٹھتے موبائل پکڑا، اور پیر پٹکتا ہوا باہر کی طرف بڑھا

۔۔۔۔

مہر ناز بیگم نے بے بسی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔آنٹی آپ پریشان مت ہوں۔۔۔میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔۔حمدان بھی اس کے پیچھے ہی بڑھا۔۔۔

ارحم باہر لون کی طرف گیا تھا۔۔۔شاید اسے کھلی فضا کی ضرورت تھی ۔۔۔حمدان بھی اس کے مقابل آن کھڑا ہوا۔۔۔ارحم کا چہرہ جھکا تھا۔۔۔ ارحم اگر تم خود اس طرح۔۔۔حمدان بولتے بولتے رکا۔۔۔ارحم۔۔؟ حمدان نے اسے کندھے سے پکڑا۔۔۔ارحم تم رو رہے ہو۔۔۔حمدان نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔۔جو اس وقت ارحم کے آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا

۔۔۔ نہیں۔۔! تم یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔ارحم نے چہرہ چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

ارحم یار تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ تم ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ تم اتنے بہادر انسان ہو،اور تم ہی ہمت ہار رہے ہو۔۔۔۔ ہمت کرو یار، ہمیں پریشے مل جائے گی۔۔۔ حمدان تڑپ ہی تو اٹھا تھا اپنے یار کے آنسو دیکھ کر۔۔۔ حمدان ۔۔"ارحم نے حمدان کو پکارا تھا۔۔۔اس کی آواز میں درد تھا۔۔۔ حمدان نے سوالیہ نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ حمدان میں نے بہت گناہ کیے ہیں۔۔۔اور مجھے انہی گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔۔۔۔ کیا اللہ تعالی نے میری پری مجھ سے چھین لی ہے۔۔۔ کیا میرے گناہوں کی سزا اس کے حصے میں آگئی ہے۔۔۔ارحم نے بے اختیار ہچکی لی تھی۔۔۔

ارحم کیا بول رہے ہو تم۔۔۔ کچھ نہیں کیا تم نے، حمدان نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔ نہیں میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ میں پری کا مجرم ہوں۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔ میں نے تم سب کے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔۔۔ میں اچھا انسان نہیں ہوں۔۔۔ میں نے اسے زبردستی شادی کی ۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے، وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔۔۔ میں نے اس سے معافی مانگی تھی، لیکن وہ یزدان۔۔۔ !ارحم کچھ بولتے بولتے رکا۔۔۔ حمدان سمجھ گیا تھا۔۔۔ ارحم کیا بولنا چاہ رہے ہے۔۔۔ ارحم ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

تم اچھا اچھا سوچو۔۔۔ !پری ایسا کبھی نہیں کرے گی۔۔۔ اور دیکھنا انشاءاللہ وہ بہت جلد واپس آجائے گی ہمارے پاس۔۔۔ اور تم چلو چینج کرو اپنی حالت درست کرو پھر ہمیں بھی نکلنا ہے۔۔۔ حمدان نے بعد کا موضوع بدلنا چاہا تھا۔۔۔ اور ہم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔

حمدان تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں تمہیں جانے انجانے میں بہت غلط بول چکا ہوں۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ حمدان نے بے بسی سے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ حمدان تمہیں پتہ ہے، آج جب میں مسجد میں گیا، تو میرے دل سے جیسے کچھ بوجھ کم ہو گیا۔۔۔ میری بے چینی کافی حد تک کم ہو گئی۔۔۔ اور مجھے ایسی تسلی ملی۔۔۔ جیسے پری مجھے مل جائے گی۔۔۔ اور بہت جلد مل جائے گی۔۔۔۔

مجھے دعا نہیں مانگنی آرہی تھی، اور مجھے ایسا لگ رہا تھا، جیسے دعا مانگے بغیر ہی میری دعا اوپر تک پہنچ چکی ہے۔۔۔ میرا رب میرے دل کا حال جان چکا ہے۔۔۔ ارحم اسی طرح چہرہ جھکائے بول رہا تھا۔۔۔ اور وقت باوقت اس کے چہرے پہ آنسو بھی پھسل کر نیچے گر رہے تھے۔۔۔۔ ارحم میں نے کہا نا آپ بس کرو۔۔۔ اور چلو۔۔۔! حمدان بات بدلنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔۔ لیکن ہو کیا گیا تھا اس کو۔۔۔

ارحم نے بے بسی سے حمدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔کہ سچ میں تم نے مجھے معاف کر دیا ہے۔۔۔ تمہیں مجھے معاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔کتنا غلط کیا میں نے تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔سکندر انکل، شایان، اور تمہارے ساتھ، کیا کچھ نہیں کیا میں نے، تم لوگوں کے۔ساتھ۔۔۔۔ارحم سچ میں گلٹ محسوس کر رہا تھا۔۔۔اس نے لوگوں کی باتوں پہ یقین کیا تھا۔۔۔اس نے اپنوں کی بات کو کوئی ترجیح نہیں دی تھی۔۔۔اسے جس نے جو کہا تھا، اس نے یقین کر لیا تھا۔۔۔ لیکن اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔اور شاید اسی غلطی کی سزا اسے دی جا رہی تھی۔۔۔اس کی پری کو اس سے دور کر دیا گیا تھا۔۔۔ لیکن اللہ تو بڑا مہربان ہے نا، وہ اس کی دعائیں سن لے گا

۔۔۔

ارحم اگر اب تم نے مزید ایک لفظ بولا، تو میں تمہاری جان نکال لوں گا۔۔۔ چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان نے پھر سے مصنوعی غصہ دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

حمدان تمہیں پتہ ہے تم غصہ نہیں دکھا سکتے۔۔۔تو تم کوشش بھی مت کیا کرو۔۔۔اب کی بار ارحم نے حمدان کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ارحم اب تم چل رہے ہو یا نہیں۔۔۔ ہمم چلو۔۔۔

حمدان نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔پتہ نہیں ارحم کو ہو کیا گیا تھا۔۔۔ کیسی عجیب عجیب باتیں کر رہا تھا۔۔۔

جانے انجانے میں انسان بہت سی ایسی غلطیاں کر جاتا ہے۔۔۔جن کے آگے صرف پچھتاوا بچتا ہے ان سب کی زندگیوں میں بھی کچھ ایسا ہی چل رہا تھا۔۔۔بہت سی بدگمانیاں، بہت سی جھوٹی خبریں۔۔۔ جنہوں نے ان کے گرد دائرہ بنایا ہوا تھا۔۔۔اور بہت سے لوگ اس دائرے سے متاثر ہو رہے تھے۔۔۔

•••••••••

تقریبا ایک گھنٹے تک آنی فارم ہاؤس پہنچ گئی تھیں۔۔۔اور اب ان میں پری کے پاس جانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ان کو عجیب سی بے چینی محسوس ہو

رہی تھی۔۔۔ کیا جانے پری کا کیا ری ایکشن ہو گا۔۔۔ کیا وہ اپنی ماں کو پہچان بھی سکے گی۔۔۔

آنی اب آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔ یزدان کب سے ان کو بول رہا تھا، کہ وہ پری کے پاس جائیں۔۔۔ لیکن وہ کوئی جواب ہی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔ یا شاید ان میں پری کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ ان کی تو کوئی غلطی نہیں تھی۔۔۔ انہوں نے تو اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی تھی۔۔۔ تو پھر وہ کیوں ڈر رہی تھیں۔۔۔ آخر انہیں ڈر کس چیز کا تھا۔۔۔ کہ کہیں پری ان کو پہچاننے سے انکار نہ کر دے۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ میری بیٹی ہے۔۔۔ وہ مجھے پہچان لے گی۔۔۔

....

پری پھر سے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔۔ اس کے سر کی درد ابھی تک پہلے کی طرح ہی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا، شاید کھانا نہ کھانے کی وجہ سے اس کی حالت اس طرح ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن کھانا کھانے کے بعد بھی درد

میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔اور اب پری کو ہلکا ہلکا سردی کا احساس بھی ہو رہا تھا۔۔۔پری کے قریب ہی بلینکٹ پڑا تھا۔۔۔لیکن اس وقت وہ کچھ بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔وہ کچھ کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔اس سے صرف تنہائی چاہیے تھی۔۔۔صرف اور صرف تنہائی۔۔۔

کمرے کے دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔۔۔پری نے چہرہ نہیں اٹھایا تھا، وہ جانتی تھی، کہ کون ہے۔۔۔پھر پری نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی، پری نے ابھی بھی چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔چند قدم جو کہ پری کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔لیکن یہ قدم وہ تو نہیں تھے، جو پہلے اس کمرے میں آتے تھے۔۔۔پری نے پھر بھی چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔قدموں کی آواز رک گئی تھی۔۔۔شاید مقابل سر پہ آن پہنچا تھا۔۔۔میں نے تم سے کہا تھا، کہ مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دو۔۔۔تم بار بار کیوں آ جاتے ہو۔۔۔پری کافی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔شاید وہ ہار گئی تھی۔۔۔اور قسمت جیت گئی تھی۔۔۔اس نے قسمت کا لکھا سب کچھ قبول کر لیا تھا۔۔۔

پریشے۔۔"ایک جانی پہچانی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔وہ " ٹھٹکی۔۔۔!"۔۔یہ وہی آواز تھی، جو آج سے پندرہ سال پہلے وہ روز سنتی تھی۔۔۔اس کے دماغ میں ایک ساتھ سینکڑوں خیالوں کی بارش ہوئی تھی ۔۔۔۔دوبارہ کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔۔شاید پری کو کوئی وہم ہوا تھا۔۔۔ پری نے بے اختیار گھٹنوں سے سر نکالتے مقابل کی طرف نظریں گھمائیں ۔۔۔۔وہ آواز پری کا وہم نہیں تھا۔۔۔"حقیقت تھی"۔۔۔وہ حقیقت بھی نہیں تھی۔۔۔۔پری کسی ٹرانس کی کیفیت میں مقابل کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔جیسے ابھی ہوا کا جھونکا آئے گا، اور اس وجود کو اڑا لے جائے گا۔۔۔۔ اور پھر۔۔"اور پھر۔۔۔بس ایک دفعہ پھر، کھلی آنکھوں کے سامنے " خواب ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ذرے ہوا میں اڑ جائیں گے۔۔۔ایک دفعہ پھر سے دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔اور دل کے ٹکڑے ریت کی طرح پانی میں بہہ جائیں گے۔۔۔کمرے کی ہر چیز پری کی قسمت پہ ہنسنے لگے گی۔۔۔۔
کیا یہ رخسار بیگم تھیں۔۔۔؟پری نے خود سے سوال کیا۔۔۔ "

ہاں۔۔ نہیں۔۔ ہاں"۔۔۔ "

پری نے پہچاننے میں کوئی غلطی تو نہیں کر دی تھی۔۔۔ نہیں غلطی تو نہیں کی تھی۔۔۔ پندرہ سال اتنا لمبا وقفہ بھی نہیں تھا، کہ پری پہچان بھی نہ سکے ۔۔۔ پوچھنے میں کیسا حرج۔۔۔۔

اآپ رخسار۔ر۔ بیگم ہیں۔۔۔ پری کے الفاظ نہ چاہتے ہوئے بھی ٹوٹ گئے تھے۔۔۔۔ اور دل نے شدت سے دعا کی تھی، کہ خدارا یہ رخسار بیگم نہ ہوں۔۔۔۔ ورنہ آج پریشے سکندر نے ماں جیسی ہستی کے ساتھ کوئی گستاخی کر گزرنا تھا۔۔۔۔

ہاں میری بچی۔۔۔! تم نے مجھے پہچان لیا۔۔۔۔ رخسار بیگم کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔۔۔

میری بچی"۔۔۔ یہ الفاظ پری کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔" " پہچان لیا"۔۔۔ کتنی آسانی سے اس عورت نے یہ چار الفاظ بولے تھے

۔۔۔۔

کیوں آئی ہیں آپ یہاں پہ۔۔۔آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی ۔۔۔پری دھیرے دھیرے پاؤں سرکاتے نیچے اترتے بولی تھی۔۔۔ایسا کیوں بول رہی ہو میں تمہاری ماں ہوں۔۔۔رخسار بیگم کی روح تک کانپ گئی تھی۔۔۔پریشے کے الفاظ سنتے۔۔۔"ماں کون سی ماں"۔۔۔وہی جو اپنی غرض کے لیے مجھے چھوڑ گئی تھی۔۔۔خود دار ماں، جس نے اپنا فیوچر دیکھا تھا۔۔۔بیٹی کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔اسی خود دار ماں کی بات کر رہی ہیں آپ۔۔۔پری کا وجود تک لرزنے لگا تھا۔۔۔اس کی آواز کپکپانے لگی تھی۔۔۔پری بس کر دو میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔رخسار بیگم تڑپ ہی تو اٹھی تھیں،پری کی باتیں سن کر۔۔۔

آج بھی آپ کو اپنی پرواہ ہے۔۔۔میرے دل کا کیا جو ایک دن میں دس دفعہ بند ہوتا ہے۔۔۔صرف آپ کی وجہ سے۔۔۔آج بھی آپ اپنی پرواہ کر رہی ہیں۔۔۔انتہائی خود غرض عورت ہیں آپ۔۔۔پری اب کی بار انتہائی زور سے چیخی تھی۔۔۔پری خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔۔۔رخسار

بیگم نے ہاتھ جوڑے تھے ان کو پری کی بیہیویئر کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی

۔۔۔

کیوں چپ کروں آخر میں ہی کیوں چپ کروں میں۔۔۔آپ سے
حقیقت برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔اور جو پندرہ سال سے میں برداشت
کر رہی ہوں۔۔۔وہ"۔۔اس کا کیا۔۔؟اب پری نے سوال کیا تھا۔۔۔
لیکن شاید اس سوال کا جواب بھی پری کو خود ہی دینا تھا۔۔۔
کیا برداشت کر رہی ہو پندرہ سال سے۔۔۔؟
رخسار بیگم نہ سمجھی سے بولی تھیں۔۔۔ان کو سچ میں سمجھ نہیں آ رہی تھی،
کہ پری کیا کیا بولے جا رہی ہے۔۔۔
آپ کی وجہ سے میرے باپ نے آج تک مجھے اپنی بیٹی نہیں مانا۔۔۔
میرے سگے باپ نے مجھے کبھی بیٹی کا درجہ نہیں دیا۔۔۔صرف آپ کی وجہ
سے۔۔۔پری چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔۔وہ خود نہیں جانتی تھی، کہ اسے
ہوا کیا ہے۔۔۔

رخسار بیگم کو پری کی بات سنتے جھٹکا لگا تھا۔۔۔ یہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔ انہوں نے بے اختیار اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ وہی جو آپ سن رہی ہیں ۔۔۔ آپ تو بہت خوش ہوں گی نا۔۔۔ دیکھیں میری حالت ۔۔۔ دیکھیں آپ میں کہاں سے کہاں آگئی ہوں۔۔۔

" شور کی آوازیں سنتے اسی پل کمرے میں یزدان داخل ہوا تھا۔۔۔ "

میرے اپنے باپ نے مجھے اس گھٹیا شخص کے حوالے کر دیا۔۔۔ آپ لوگوں کی خود غرضی، آپ لوگوں کی انا مجھے کھا گئی ۔۔۔ دیکھیں میں کہاں کھڑی ہوں آج ۔۔۔ برباد کر دیا اپ لوگوں نے مجھے ۔۔۔ پری ابھی چیخنے والے انداز میں بول رہی تھی ۔۔۔۔

پریشے اپنی بکواس بند کرو، یہ کس لہجے میں تم آنی سے بات کر رہی ہو ۔۔۔ یزدان اندر کی طرف بڑھتا غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔

رخسار بیگم نے چونکتے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔۔ جو پریشے سے مخاطب تھا۔۔۔ یزدان بیٹا تم، رخسار بیگم ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھیں کہ پری نے

ان کی بات کاٹی۔۔۔یہ عورت یہاں کیوں آئی ہے۔۔۔؟یہ انتہائی خود غرض ہیں۔۔۔ان کی وجہ سے آج میں اس حال میں ہوں۔۔۔ان کو کہو یہ یہاں سے چلی جائیں۔۔۔ نفرت ہو رہی ہے، مجھے ان سے۔۔۔۔

پری مسلسل بولتے جا رہی تھی۔۔۔یہ۔یہ تمہاری آنی ہے کیا۔۔۔۔تم اسے کہو کہ یہ یہاں سے چلی جائیں۔۔۔۔

پریشے "۔۔۔چٹاخ "۔۔۔یزدان نے اتنی قوت سے تھپڑ مارا تھا، کہ " رخسار بیگم کو اپنے کان بجتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔پری زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔یزدان کیا کر رہے ہو تم، پاگل ہو گئے ہو۔۔۔آنی نے آگے بڑھتے پری کو اٹھانا چاہا تھا۔۔۔ لیکن پری ان کا ہاتھ جھٹک چکی تھی۔۔۔۔ انہوں نے اگے بڑھتے یزدان کو بازو سے جھنجوڑا تھا۔۔۔آنی میں اس کی جان نکال دوں گا۔۔۔اگر اب اس نے آپ سے کوئی بد تمیزی کی تو۔۔۔

یزدان نے خونخوار نظروں سے پری کو گھورا تھا۔۔۔

یہ عورت انتہائی خود غرض عورت ہے۔۔۔ تم نے جو کرنا ہے کر لو۔۔۔ پری ڈر تو رہی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی ہمت کرتے بولی۔۔۔۔اس عورت کی وجہ سے آج میں اس حال میں ہوں۔۔۔پری بھی برابر پہ دھاڑی تھی

۔۔۔

پریشے میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا"۔۔۔ یزدان آگے بڑھنے ہی والا تھا، کہ آنی نے اسے روکا۔۔۔ آنی چھوڑیں مجھے میں آج اس کی جان لے لوں گا۔۔۔۔ یزدان میں نہیں وہ۔۔۔۔ابھی الفاظ ان کے منہ میں ہی تھے ، کہ وہ یزدان کی بازو میں جھول گئی تھیں۔۔۔

آنی آنی۔۔۔ کیا ہوا آپ کو۔۔۔۔ یزدان نے ان کا چہرہ تھپکا۔۔۔ جو ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔ آنی اٹھیں یزدان نے قہر برساتی نظروں سے پری کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔ جو پہلے سے ہی یزدان کی طرف متوجہ تھی۔۔۔ اگر میری آنی کو کچھ ہوا۔۔۔ تو یقین جانو اسی جگہ تمہاری قبر بنواؤں گا۔۔۔۔ یزدان نے آنی کو اٹھایا، اور باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔ پری جہاں کھڑی تھی، وہیں

بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔آخر کتنی بار اس دل نے ٹوٹنا تھا۔۔۔ایک ہی تو دل ہے ، کتنے ٹکڑے ہونے ہیں اس کے۔۔۔پری نے بے بسی سے چہرہ اٹھایا، وہ اپنے رب سے مخاطب تھی۔۔۔اور کتنی آزمائشیں ہیں۔۔۔بس کر دیں ۔۔۔میں مزید برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔۔میں نے کبھی نہیں چاہا تھا، کہ وہ اس طرح میرے سامنے آئیں۔۔۔وہ کیوں آئیں۔۔۔اگر انہوں نے آنا ہی تھا، تو گئی کیوں تھیں۔۔۔ایک دفعہ پھر سے آنسوں کا آغاز شروع ہو چکا تھا۔۔۔آخر ان آنکھوں نے اور کتنے آنسو بہانے تھے۔۔۔

میں جانتی ہوں میں نے آج اچھا نہیں کیا۔۔۔لیکن اس کے سوا میں کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔پری نے بے اختیار ہچکی لی۔۔۔اسے برا لگ رہا تھا، کہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ ایسے بات کیوں کی۔۔۔لیکن اس کے دل کا کیا اس کو برا نہیں لگتا۔۔۔

....

ابھی ابھی شایان نے کال کر کے بتایا تھا، کہ یزدان کی لوکیشن مل گئی ہے ۔۔۔ وہ اپنے فارم ہاؤس پہ ہے ۔۔۔ اور ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اڑ کے وہاں پہنچ جائے ۔۔۔ حمدان تم جلدی ڈرائیونگ نہیں کر سکتے ۔۔۔ بلکہ تم اٹھو میں ڈرائیونگ کرتا ہوں ۔۔۔ ارحم جلدی جلدی بولتا اس طرف بڑا تھا ۔۔۔ اسکے تو پاؤں زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے ۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کے اپنے پری کے پاس پہنچ جائے ۔۔۔ کیسی ہو گی اس کی پری ۔۔۔ کتنا مس کیا ہو گا، اس نے اپنے ارحم کو ۔۔۔ کیسے گزارے ہوں گے اس نے یہ تین دن ۔۔۔ اس کی آنکھوں سے خوشی محسوس کی جا رہی تھی ۔۔۔ کہ وہ اپنی پری سے ملنے کے لیے کتنا بے تاب ہے ۔۔۔

ارحم صبر سے کام لو ۔۔۔ ہم جا ہی رہے ہیں ۔۔۔ جہاں اتنا صبر کر لیا ۔۔۔ وہاں تم اتنا بھی کر ہی سکتے ہو ۔۔۔ حمدان اسے گھورتے بولا تھا ۔۔۔

حمدان تو آج اس کی جلدیاں دیکھ رہا تھا۔۔۔ کتنی جلدی ہو رہی تھی نا، اسے اپنی پری سے ملنے کی۔۔۔

ارحم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔۔ جو شاید اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔

حمدان تمہیں پتہ ہے ؟۔۔۔ جب انسان انتظار کرتا ہے، تو اس وقت انسان کتنا صبر کرتا ہے۔۔۔ لیکن جب اس کا انتظار ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ اسے لگتا ہے، کہ اب اس کا انتظار ختم ہو گیا ہے۔۔۔ اسے اسکی منزل مل گئی ہے ۔۔۔ تو پھر اس سے مزید صبر نہیں ہوتا۔۔۔۔ پھر وہ اپنی منزل تک پہنچ جانا چاہتا ہے۔۔۔ کسی بھی رکاوٹ کے بغیر۔۔۔۔ ارحم سنجیدگی سے بولا تھا ۔۔۔

ارحم میں کچھ سوچ رہا ہوں۔۔۔۔ حمدان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی ۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو تم۔۔۔؟۔۔۔ ارحم نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔ انداز ابھی بھی سنجیدہ تھا۔۔۔

یہی۔۔۔کہ تم کافی میچور ہو گئے ہو۔۔اب کی بار حمدان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ورنہ اس کا قہقہہ چھوٹ جاتا۔۔۔

کیا مطلب ہے۔۔تمہاری اس بات کا۔۔۔میں پہلے میچور نہیں تھا۔۔۔

ارحم نے اسے گھورا۔۔۔نہیں، نہیں"۔۔۔تم پہلے بھی میچیور تھے۔۔۔

لیکن اب کچھ زیادہ ہو گئے ہو۔۔۔اب ہم حمدان پیچھے کو سرکہ تھا۔۔۔ورنہ شاید ارحم نے ایک آدھ مکا رسید کر ہی دینا تھا۔۔۔

میں ایک دفعہ اپنی پریشے کو گھر لے آؤں، تم سے تو پھر حساب برابر کروں گا۔۔۔ارحم نے اسے سخت گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

سوچ لو، بہن بھی میری ہے۔۔۔۔حمدان کالر سیدھا کرتے بولا تھا۔۔۔ہاں لیکن بات میری مانے گی۔۔۔۔ارحم اترانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

اب یہ تو وقت بتائے گا، حمدان نے ڈرائیونگ پہ فوکس کیا۔۔۔۔وہ ارحم کا دھیان بٹانا چاہتا تھا۔۔۔اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔۔۔

یہ جو تم دونوں بھائی میٹھی میٹھی باتیں کر کے میری پری کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہو نا۔۔۔اس دفعہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ارحم مکمل اس کی طرف فوکس کرتے بولا تھا۔۔۔ حمدان نے ونڈو سائیڈ کی طرف دیکھا۔۔۔ورنہ اس کی مسکراہٹ ارحم نے باآسانی دیکھ لینی تھی۔۔۔

ارحم پری ہماری بہن ہے اور وہ ہمیشہ ہماری سائیڈ پہ ہی رہے گی۔۔۔تو تمہیں زیادہ اوور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

آہھہ "۔۔۔ارحم نے حمدان کی کمر میں ایک مکہ رسید کیا تھا۔۔۔ جس " کی وجہ سے حمدان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔۔ارحم پاگل ہو گئے ہو تم، بچے کی جان لو گے کیا۔؟۔۔۔اتنا بھارا ہاتھ ہے تمہارا۔۔۔۔ حمدان ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔۔میں تمہاری جان نکال دوں گا،اگر تم مجھے میری بیوی کے قریب بھی نظر آئے تو۔۔۔۔ارحم اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے بولا تھا۔۔۔

اور پلیز تم جلدی ڈرائیونگ کرو۔۔۔ میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔

اور اس یزدان کی تو آج میں جان لے لوں گا۔۔۔۔اب ارحم کا رخ یزدان کی طرف تھا۔۔۔

ارحم تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ تم قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔۔۔ حمدان نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔۔ حمدان میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا، میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔۔۔ تم مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔ارحم بھی دوٹوک بولا تھا۔۔۔ تم بس دعا کرو کہ میری پریشے ٹھیک ہو۔۔۔ارحم کا فوکس اب باہر گاڑیوں پہ تھا۔۔۔

حمدان نے رشک بھری نظروں سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ارحم پریشے کے لیے بیسٹ آپشن تھا۔۔۔اور سکندر عثمان نے بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا۔۔۔ آج حمدان کو اپنے باپ کے فیصلے پہ فخر محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ کیا ارحم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ پریشے کی اتنی فکر کرتا۔۔۔ نہیں !۔۔۔ کبھی نہیں ۔۔۔وہ ارحم خان ہی تھا۔۔۔پریشے سکندر کا ارحم خان۔۔۔۔

ارحم کیا تم سچ میں میری بہن سے اتنا پیار کرتے ہو۔۔۔؟۔۔ حمدان نے سرسری سی بات پوچھی تھی۔۔۔ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ حمدان نے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ میرے خیال سے میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔۔۔ حمدان نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں بتادوں گا۔۔۔اور تم آسانی سے نظر لگادو گے ہمیں۔۔۔ارحم نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔۔۔ حمدان ہونکوں کی طرح ارحم کو دیکھ رہا تھا

۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے، کہ میں تمہاری خوشیوں کو نظر لگاتا ہوں۔۔۔ حمدان صدمے کی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔ارحم نے ایک نظر حمدان کو دیکھا ۔۔۔۔ جیسے کچھ جانچ رہا ہو۔۔!۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔؟۔۔ حمدان ڈرائیونگ سے فوکس ہٹاتے بولا تھا۔۔۔

تم مجھے آج کچھ مشکوک لگ رہی ہو۔۔۔ارحم اپنی بیئرڈ پہ ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔لگ "رہی" ہوں نہیں۔۔۔لگ رہا ہوں۔۔۔میں لڑکا ہوں۔۔۔

اوووا چھا۔۔۔!۔۔وہ تم عورتوں کی طرح سوال جواب کر رہے تھے نہ، اسی لیے مجھے لگا، شاید تم عورت ہو۔۔۔یا پھر عورتوں والی فیسیلٹیز تم میں اگئی ہیں۔۔۔کیا یہ ارحم نے حمدان کی انسلٹ کی تھی۔۔۔حمدان کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں۔۔۔ارحم میں تمہیں عورت لگتا ہوں۔۔۔اب مکمل طور پہ حمدان صدمے میں جا چکا تھا۔۔۔

نہیں تم مجھے عورت نہیں لگتے، وہ بس تم عورتوں کی طرح بات کر رہے تھے،اسی لیے مجھے لگا کہ شاید تم میں بھی عورتوں والی فیسلٹیز آگئی ہیں۔۔۔ارحم نے شانے اچکاتے کہا تھا۔۔۔تمہیں تو میں گھر جا کے بتاؤں گا۔۔۔حمدان نے بھی برابر کی گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

یہ ایک گھنٹے کا راستہ تھا، جو کہ وہ باتوں میں گزار چکے تھے۔۔۔ وہاں " پہنچتے ارحم فوراً سے شایان کی طرف گیا تھا۔۔۔"۔۔۔

شایان یزدان کا پتہ چل گیا ہے۔۔۔ ہمیں جلدی جانا ہو گا۔۔۔ ارحم کی تو خوشی نہیں ختم ہو رہی تھی۔۔۔ ہاں، ہاں پتہ چل گیا ہے۔۔۔۔ صبر کرو ابھی پولیس مزید انویسٹیگیشن کر لے، پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔ شایان نے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ حمدان تو ایک سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تو ابھی تک عورت والی بات پہ ہی صدمے میں تھا۔۔۔ وہ صدمے میں ہی تو چلا گیا تھا۔۔۔

کیا ضرورت تھی اتنا پرسنل ہونے کی،۔۔ خواہ مخواہ میں اپنی عزت افزائی کروالی۔۔۔ حمدان نے دل میں سوچتے، منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔؟۔ شایان نے آگے آتے حمدان سے سوال کیا۔۔۔ شایان یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔ یہ نہ ہو کہ میرا سارا غصہ تم پہ نکل جائے۔۔۔ حمدان آنکھیں دکھاتے بولا تھا۔۔۔ ارحم نے اس کو اگنور مارا۔۔۔ شایان

بیچارہ ایک سائیڈ پہ جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔ پتہ نہیں حمدان کو کیا ہوا تھا۔۔۔ جو وہ اتنی جلی کٹی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

سکندر عثمان بھی کافی حد تک خوش نظر آ رہے تھے۔۔۔ یزدان کی لوکیشن مل گئی تھی۔۔۔ اور یہ لوگ کچھ دیر میں نکلنے والے تھے۔۔۔ اور ان کو پورا یقین تھا، کہ پری بھی وہاں ہی ہو گی۔۔۔۔ ارحم کا تو بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ اڑ کے پہنچ جائے۔۔۔ اور یہاں یہ تینوں باپ بیٹا۔۔۔ اپنے ارحم جیسے داماد پہ فخر محسوس کر رہے تھے۔۔۔

....

رخسار بیگم ڈپریشن کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھیں۔۔۔۔ ڈاکٹر نے سخت ہدایات کی تھیں، کہ ان کو ڈپریشن سے دور رکھا جائے۔۔۔ انہوں نے کسی چیز کی ٹینشن لی تھی۔۔۔ اور یزدان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر پری کی باتوں کی انہوں نے اتنی ٹینشن کیوں لی۔۔۔۔

ان کو مزید ٹینشن سے دور رکھا جائے۔۔۔ ورنہ ان کا جانی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر نے اپنا سامان پیک کرتے سخت ہدایات دی تھیں ۔۔۔ ڈاکٹر جا چکی تھی۔۔۔ یزدان نے آگے بڑھتے ڈرار میں سے "پسٹل " ۔۔ نکالی اور کمرے سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں غصہ، اور رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔ اس کو پریشے پہ شدید غصہ ارہا تھا۔۔۔ پریشے کی وجہ سے اس کی آنی اس حال میں تھیں۔۔۔ رخسار بیگم اتنی بھی بے ہوشی میں نہیں تھیں۔۔۔ کہ ان کو پتہ نہ چلتا یزدان کہاں گیا ہے۔۔۔ انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

....

یزدان پریشے کے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔ کمرے کا دروازہ اس دفعہ لوک نہیں تھا۔۔۔ اور پریشے نے بھی بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ یزدان تیر کی تیزی سے اندر بڑھا تھا۔۔۔ پریشے بیٹھی آنسو بہا رہی تھی

۔۔۔جب یزدان اس کے سر پہ آن پہنچا۔۔۔اس نے پریشے کے سر پہ گن تانی تھی۔۔۔

پری نے ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہونا چاہا، لیکن پیچھے سائیڈ ٹیبلز تھیں

۔۔۔میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔تمہاری اتنی ہمت تم نے میری آنی سے بدتمیزی کی۔۔۔میں تمہاری جان نکال دوں گا۔۔۔یزدان اس کے سر پہ گن تانے نفرت سے بولا تھا۔۔۔مم۔م۔میں نے۔کک۔کیا کیا ہے۔۔۔ڈر کے مارے پری کی آواز کسی بھاری پتھر کے نیچے دب چکی تھی

۔۔۔آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نا، کہ تم آنی سے کسی قسم کی بدتمیزی نہیں کرو گی

۔۔۔لیکن نہیں تم سنتی کہاں ہو۔۔۔اب تمہیں میں بتاؤں گا کہ بدتمیزی کیا ہوتی ہے۔۔۔یزدان اسے قہر برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔اور اس کے سر پہ گن تانے کھڑا تھا۔۔۔اٹھو یہاں سے۔۔۔یزدان نے اسے گھسیٹتے اٹھایا تھا۔۔۔چھ۔چھوڑو۔مم۔مجھے میں نے کچھ نہیں کیا

۔۔۔پری نے گھبراتے اسے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔میں نے کہا اٹھو یہاں سے۔۔۔۔یزدان گن مزید قریب کرتے،اس کے منہ پہ دھاڑا تھا۔۔۔۔

ج۔جی۔۔۔گن کے ڈر سے پری ایک سیکنڈ میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اسے سچ میں ڈر لگ رہا تھا۔۔۔اگر اس انسان نے گولی چلادی تو۔۔۔اس سے آگے پری سوچ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

یہ دیکھ رہی ہو تم۔۔۔؟۔اس میں چھ گولیاں ہیں۔۔۔میں نے تمہیں اس دن بھی بتایا تھا۔۔۔لیکن شاید تم بھول گئی تھی۔۔۔اسی لیے دوبارہ سن لو۔۔۔آخری موقع دے رہا ہوں۔۔۔اگر اب تم نے کوئی غلطی کی،تو پہلے یہ گولیاں ارحم کا جسم چھلنی کریں گی۔۔۔۔اور اس کے بعد تمہارا۔۔۔ یزدان غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔اسی پل رخسار بیگم کمرے میں داخل ہوئیں

۔۔۔

یزدان یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔ پیچھے کرو اسے۔۔۔ انہوں نے آگے بڑھتے یزدان کو پیچھے کرنا چاہا تھا۔۔۔ جو پریشے کو دبوچے کھڑا تھا۔۔۔ آنی آپ یہاں کیوں آئی ہیں۔۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ اسی قابل ہے یہ دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔ یزدان ابھی بول ہی رہا تھا، کہ پری نے اس کی بات ٹوکی

۔۔۔

دو ٹکے کی میں نہیں۔" ۔۔ دو ٹکے کہ تم ہو، گھٹیا انسان۔۔۔ اور یہ جو تمہاری آنی ہے نا۔۔۔

پریشے۔۔" ۔۔ یزدان نے گن کا رخ پری کی طرف کیا تھا۔۔۔ جیسے ابھی گولی چلا دے گا۔۔۔ یزدان پاگل ہو تم۔۔۔ پیچھے کرو اسے۔۔۔ رخسار بیگم

نے گھبراتے یزدان کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔آنی میں آج اس کی جان لے لوں گا۔۔۔

لے لو جان۔۔۔ایسی زندگی سے تو موت اچھی ہے۔۔۔اب کی بار پری " ڈری نہیں تھی۔۔۔اس نے بھی دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔پریشے اپنی زبان بند کرلو، ورنہ آج سچ میں تم میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گی۔۔۔یزدان نے ایک بار پھر سے وارننگ دی تھی۔۔۔

تم دھمکیاں دینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔گھٹیا انسان"۔۔پری نے ایک اور تیر چلایا تھا۔۔۔

پریشے۔۔"یزدان گولی چلانے ہی والا تھا۔۔۔رخسار بیگم کی آواز اس " کے کانوں میں گونجی۔۔۔

نہیں یزدان وہ میری بیٹی ہے، تم اسے نہیں مار سکتے۔۔۔یزدان کے ہاتھ رک گئے۔۔۔اس نے آنی کی طرف دیکھا۔۔۔جو آنکھوں میں آنسو لیے ہاتھ جوڑے کھڑی تھیں۔۔۔ایک پل کے لیے تو یزدان کچھ سمجھ نہیں پایا

تھا۔ کک۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔ یزدان نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

یزدان کو گولی چلاتا دیکھ پری سہم کے پیچھے کو کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ سچ میں ڈر گئی تھی۔۔۔ یزدان وہ میری بیٹی ہے۔۔۔ پریشے "۔۔۔ پریشے سکندر۔۔ "میں ہی اس کی ماں ہوں۔۔۔ وہ چہرہ جھکاتے بولی تھیں۔۔۔ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ آج وہ خود اپنی زبان پہ حقیقت لے آئی تھیں۔۔۔ آج انہوں نے خود یزدان کو حقیقت بتادی تھی

۔۔۔

میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔ اگر میں آپ کی بیٹی ہوتی، تو آپ مجھے کبھی نہ چھوڑتیں۔۔۔ پریشے نفرت سے بولی تھی۔۔۔ اس کے لہجے میں صرف اور صرف نفرت تھی۔۔۔۔

یزدان نے چہرہ اٹھاکے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ جو ڈر اور بہادری کی ملی جلی کیفیت میں رخسار بیگم کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

اس کے ہاتھوں سے پسٹل نیچے گر چکی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔۔وہ مزید یہاں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔یزدان چہرہ جھکاتے کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔۔آنی کے قدم بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے تھے۔۔۔وہ بہت جنونی تھا۔۔۔وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔پری نے ان کو جاتا دیکھ سکھ کا سانس لیا۔۔۔اور ایک جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔ان تین دنوں میں کیا سے کیا کچھ ہو گیا تھا۔۔۔وہ کہاں سے کہاں اگئی تھی۔۔۔۔پری سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔اسے کچھ سوچنا ہی نہیں تھا، بس۔۔۔

اگر یزدان گولی چلا دیتا تو۔۔۔پری ایک دفعہ پھر سے ڈر گئی تھی۔۔۔اس میں ہمت تو تھی، لیکن وہ ہمت پھر سے کہیں دور جا چھپی تھی۔۔۔۔

....

یزدان اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔۔۔رخسار بیگم بھی اس کے پیچھے ہی گئی تھیں۔۔۔یزدان میری بات سنو۔۔!۔۔یزدان پہلے تو میری بات تو

سن لو۔۔۔ وہ مسلسل یزدان کو پکار رہی تھیں۔۔۔ لیکن یزدان ان کی ہر آواز کو ان سنا کرتا، کمرے کے اندر جا چکا تھا۔۔۔ وہ ابھی دروازہ لوک ہی کرنے والا تھا، کہ آنی نے اس کے دروازے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ تمہیں میری بات بھی سننی ہو گی۔۔۔ یزدان نے کوئی بھی جواب دیے بغیر۔ ،دروازے سے ہاتھ اٹھا دیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ اندر آ سکیں ۔۔۔ اندر آتے انہوں نے یزدان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

آپ ایسے بھی بول سکتی ہیں !۔۔ میں سن رہا ہوں۔۔۔ یزدان نے بیٹھنے سے انکاری کی تھی۔۔۔ کیا تم اب اپنی آنی کی بات بھی نہیں سنو گے۔۔۔ کیا تم اپنی آنی سے نفرت کرنے لگے ہو۔۔۔ رخسار بیگم روہانسی ہوتی بولی تھیں۔۔۔ اللہ نہ کرے آنی میں کیوں آپ سے نفرت کروں گا۔۔۔ آپ ہی تو میری کل کائنات ہیں۔۔۔ اپ کے سوا میرا ہے ہی کون۔۔۔ یزدان تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔ یہ سچ تھا، آنی ہی تو اس کا سب کچھ تھیں۔۔۔ انہوں نے تو اسے بچپن سے سنبھالا تھا۔۔۔ اور وہ ان کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔ ان

سے کیسے نفرت کر سکتا تھا۔۔۔ وہ وسکی ماں کے برابر تھیں۔۔۔ وہ ان کی ہر بات پہ یقین کرتا تھا۔۔۔۔

تو پھر تم ایک دفعہ میری بات سن لو۔۔۔ آنی میں آپ کی ہر بات سن لوں گا۔۔۔ لیکن پلیز آپ یہ کہ دیں کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔۔۔ پریشے آپ کی بیٹی نہیں ہے۔۔۔۔ پتہ نہیں کیوں یزدان کو کہیں کہیں خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔ نہیں یزدان وہ میری ہی بیٹی ہے۔۔۔ یزدان نے آنکھیں اٹھا کے آنی کی طرف دیکھا۔۔۔ آج اسے بھی اپنی آنکھیں پتھر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ بالکل وہی پتھر، جو اس نے پری کی روح پہ رکھے تھے۔۔۔

آنی نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ تم بیٹھو میں تمہیں سب بتاتی ہوں۔۔۔ یزدان موشی سے بیٹھ چکا تھا۔۔۔ اور آنی نے پہلے دن سے لے کے آخری دن تک اس کو پوری کہانی سنا دی تھی۔۔۔

میری بیٹی آج مجھ سے نفرت کر رہی ہے۔۔۔اور اس کی نفرت جائز ہے ۔۔۔میں بھی تو اسے چھوڑ آئی تھی نا۔۔۔ لیکن مجھے کہاں پتہ تھا، کہ سکندر صاحب اس قدر سنگ دل نکلیں گے۔۔۔وہ اپنی ہی بیٹی کو، بیٹی نہیں مانیں گے وہ ایسے تو نہیں تھے۔۔۔ یہ سب اس فریحہ بیگم نے کیا ہے۔۔۔رخسار بیگم انتہائی غمگیں لہجے میں بولی تھیں۔۔۔آج برسوں بعد وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر چکی تھیں۔۔۔بہت ساری باتیں جو آج تک انہوں نے اپنے دل میں دفن کر کے رکھی تھی۔۔۔آج وہ یزدان کو بتا چکی تھیں۔۔۔ان کے دل کا بوجھ کم ہو چکا تھا۔۔۔

آنی میں اسے کیسے چھوڑوں، وہ میری پہلی محبت ہے۔۔۔میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔آپ کچھ بھی کہہ لیں۔۔۔ لیکن اپ اسے چھوڑنے کی بات مت کریں۔۔۔یزدان منت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کی آواز تک لرز رہی تھی۔۔۔

یزدان یکطرفہ محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ کیا تم نے اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھا، وہ تم سے ڈر رہی ہے وہ سہم گئی ہے۔۔۔ تم یہ مت سوچو کہ میں اپنی بیٹی کی بھلائی چاہ رہی ہوں۔۔۔ یا میں صرف اس کا سوچ رہی ہوں ۔۔۔

میں تمہارا بھی سوچ رہی ہوں۔۔۔ تم میرے بیٹے ہو۔۔۔۔ تم ایک دفعہ ٹھنڈے دل سے سوچو۔۔۔ پلیز۔۔!۔۔اس بچی کے ساتھ کوئی زیادتی مت کرنا۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکی ہے۔۔۔اور مجھے یقین نہیں آرہا کہ میری ایک چھوٹی سی غلطی نے، میری بیٹی کو کہاں کھڑا کر دیا ہے۔۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی کو نہیں چھوڑ کے آنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ آج میرے پاس ہوتی۔۔۔ وہ مجھ سے نفرت نہ کرتی ۔۔۔ آج اس کے الفاظ میری روح تک کو ہلا گئے ہیں۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ کیا میں کبھی اپنی بیٹی کے دل سے اپنے لیے پیدا ہوئی نفرت

ختم کر پاؤں گی۔۔۔ یزدان نے ایک بے بسی سی نظر آنی کی طرف ڈالی

۔۔۔۔

کاش آپ مجھے یہ سب نہ بتاتیں۔۔۔ میں پری سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ وہ میری پہلی محبت ہے۔۔۔ یزدان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔ رخسار بیگم سے یزدان کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی بے بس تھیں۔۔۔ مجبور تھیں۔۔۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔اس کی بھلائی کے لیے چھوڑا تھا۔۔۔ انہوں نے پری کے مستقبل کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔ رخسار بیگم کے پاس کچھ نہیں تھا، اپنی بیٹی کو دینے کے لیے۔۔۔ وہ اس کی اچھی پرورش نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ وہ اسی لیے پری کو سکندر عثمان کے پاس چھوڑ کے آئی تھیں۔۔۔ تاکہ وہ اس کی اچھی پرورش کر سکے۔۔۔ اور وہ پری کا باپ تھا۔۔ وہ کر سکتا تھا۔۔۔ لیکن رخسار بیگم کو سکندر عثمان سے یہ امید نہیں

تھی۔۔۔اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔۔۔اگر ان کو پتہ ہوتا، تو وہ اپنی بیٹی کو کبھی وہاں نہ چھوڑتی۔۔۔

•••••••••

ارحم، حمدان، شایان، اور سکندر عثمان، یہ تینوں پولیس کے ساتھ یزدان کے فارم ہاؤس پہ پہنچ چکے تھے۔۔۔پولیس کی ٹیم نے چاروں طرف سے فارم ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا تھا۔۔۔ارحم تو آگے آگے چل رہا تھا۔۔۔۔جیسے سب سے پہلے یہی اندر جائے گا۔۔۔

"ابے اووو۔۔۔!۔۔ہمارے ساتھ ساتھ چل۔۔۔تجھے کیا آج پر لگ گئے ہیں۔۔۔حمدان نے ارحم کو رکنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔جو تیز تیز چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ارحم نے پلٹتے حمدان کو گھورا۔۔۔مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے جیلس ہو رہے ہو۔۔۔ارحم نے اپنا پہلا تیر چلایا۔۔۔میں تم سے جیلس نہیں ہو رہا۔۔۔میں تمہیں بس آرام سے چلنے کا بول رہا ہوں

۔۔۔تمہاری سپیڈیں دیکھ کر تو ایسے لگ رہا ہے، جیسے تم برات لے کر آئے ہو۔۔۔۔

حمدان نے بھی اپنی طرف سے ایک تیر چلایا تھا۔۔۔حمدان کی بات سنتے ارحم نے بلش کیا تھا۔۔۔شایان تو ارحم کی شکل دیکھ کر ہنس رہا تھا۔۔۔سکندر عثمان بھی ان تینوں کی نوک جھوک دیکھ رہے تھے۔۔۔بیٹا ہمیں آرام سے کام لینا ہو گا۔۔۔انہوں نے بھی آگے بڑھتے ارحم کا کندھا تھپکا تھا۔۔۔ارحم نے بھی اس بات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

یزدان کے فارم ہاؤس کے باہر پولیس کی ناکہ بندی آئے، اور یزدان کو پتہ نہ چلے۔۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔یزدان جان چکا تھا، کہ اس کے گھر کے باہر پولیس آگئی ہے۔۔۔اور وہ بالکل بھی نہیں ڈر رہا تھا۔۔۔اسے مقابلہ کرنا تھا۔۔۔ارحم سے، سکندر عثمان سے، حمدان سکندر سے، جنہوں نے اس سے اس کی محبت چھیننے کی کوشش کی تھی۔۔۔

یزدان باہر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا، کہ رخسار بیگم نے اس کو پکارا۔۔۔

یزدان بیٹا رک جاؤ۔۔!۔۔ایک دفعہ پھر سوچ لو، پلیز۔۔ایسا مت کرو۔۔۔وہ التجایا انداز میں بولی تھیں۔۔۔وہ کب سے یزدان کی منتیں کر رہی تھیں۔۔۔کہ وہ پریشے کو جانے دے، پریشے اس سے محبت نہیں کرتی۔۔۔اور زبردستی شادی کرنا بالکل بھی اچھی بات نہیں ہے۔۔۔ایک طرف تو یزدان کو لگا تھا، کہ وہ صرف اپنی بیٹی کا سوچ رہی ہیں۔۔۔لیکن ایک طرف اس کے دل میں بھی تھا، کہ پری نہیں مانے گی۔۔۔۔وہ اس سے کبھی شادی نہیں کرے گی۔۔۔وہ تو اس سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔

"!آنی پھر کیا کروں۔۔چھوڑ دوں اپنی محبت کو۔۔۔جانے دوں اسے۔۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔میں کتنی بار آپ کو بتاؤں۔۔۔یزدان ایک دفعہ پھر بے بس ہوتا آنی کے سامنے رک چکا تھا۔۔۔آنی نے بھی انتہائی بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔یزدان بیٹا میں نہیں چاہتی، کہ

تم کوئی ایسا غلط فیصلہ کرو۔۔۔جو تمہاری اور پری کی زندگی خراب کر دے ۔۔۔آنی نے دوبارہ سے یزدان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

آنی آپ ایک دفعہ مجھے باہر تو جانے دیں۔۔۔میں۔۔!"میں روک لوں گا پری کو۔۔۔پری ان کے ساتھ نہیں جائے گی۔۔۔آپ دیکھنا۔۔وہ میرے ساتھ ہی رہے گی۔۔۔وہ۔۔"۔۔وہ مجھ سے محبت کرے گی ۔۔۔یزدان پھر سے باہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔۔نہیں یزدان وہ تمہیں لے جائیں گے۔۔۔وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔۔۔خدا کا واسطہ مت جاؤ ۔۔۔مم۔مجھ پہ رحم کھالو۔۔۔۔مم۔میں تمہارے بغیر نہیں رہ پاؤں گی ۔۔۔۔پلیز۔۔"۔۔وہ رونے لگی تھیں۔۔۔یزدان کہاں برداشت کر سکتا تھا، کہ اس کی وجہ سے اس کی انی کو تکلیف ہو۔۔۔۔وہ آنی جس نے یزدان پہ کبھی آنچ تک نہ آنے دی۔۔۔وہ آج ان کا بھرم کیسے توڑ سکتا تھا۔۔۔

یزدان سے ان کے آنسو نہیں دیکھے گئے تھے۔۔۔وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا ۔۔۔کیا چاہتی ہیں آپ۔۔۔؟۔۔چھوڑ دوں پریشے کو۔۔۔اس کے بھائی

کو لے جانے دوں۔۔۔ میں اپنی پری کو اس ارحم کے ہاتھوں میں دے دوں۔۔۔

یہی چاہتی ہیں آپ۔۔!"کہ میں اپنی محبت کو چھوڑ دوں۔۔۔ یزدان بھی آج بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔۔۔ بالکل ویسے۔۔۔ جیسے اس نے پری کو بے بسی کی انتہا پہ کھڑا کیا تھا۔۔۔۔

ہاں بیٹا میں تمہاری آنی ہوں۔۔۔اور تمہیں میرے حکم کی تکمیل کرنی پڑے گی۔۔۔۔ تم جانے دو پری کو۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ کبھی خوش نہیں رہے گی۔۔۔۔اس کی زندگی برباد مت کرو۔۔۔ رخسار بیگم نظریں چراتی بولی تھیں۔۔۔

"۔۔۔ کردی بے وفائی، دے دیا دھوکہ، آپ بھی میری نہ ہو سکیں۔۔۔" آپ بھی آج اپنی بیٹی کی پرواہ کر رہی ہیں۔۔۔ آپ کو بھی میری پرواہ نہیں ہے۔۔۔" یزدان نے طنز کیا تھا۔۔۔۔

یزدان ایسامت بولو۔۔۔!"میں بے بس ہوں میں کچھ نہیں کر سکتی ۔۔۔۔میں نے کبھی اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کیا۔۔۔بس آج میں اسے خوش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے میری بات مان لو ۔۔۔۔رخسار بیگم نے ہاتھ جوڑے تھے یزدان کے آگے۔۔۔۔۔

آنی یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔"۔۔۔آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں۔۔۔ میں آپ کی بات سے انکار کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔یزدان کی آواز ٹوٹی تھی ۔۔۔اس کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔۔۔مم۔میں پری کو جانے دوں گا۔۔۔ یہ الفاظ یزدان نے بول تو دیے تھے۔۔۔لیکن وہ اپنا دل اپنے ہاتھوں سے کاٹ چکا تھا۔۔۔وہ اپنی محبت کو کسی اور کے ہاتھوں میں دینے کی حامی بھر چکا تھا۔۔۔۔

اپنی محبت کسی اور کو دینا اپنا دل چیرنے کے برابر ہے۔۔۔اپنی محبت کو " کھونے سے بڑا دکھ کوئی نہیں ہوتا۔۔۔"۔۔

کیا یہ دکھ اب یزدان کے حصے میں بھی آنے والا تھا۔۔۔ہاں آنے والا تھا ۔۔۔جو لوگ دوسروں کو تکلیف دے کے خود کو سکون میں محسوس کرتے ہیں،ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔۔۔ان کو بھی حساب دینا ہوتا ہے ۔۔۔۔ہر چیز کا"۔۔۔ہر دکھ کا"۔۔۔ہر غم کا۔۔۔اور اب، یزدان بھی حساب دینے والا تھا۔۔۔ہر چیز کا پری کو دی گئی ہر تکلیف کا۔۔۔

••••••••

یزدان شاہ پولیس تمہیں چاروں طرف سے گھیر چکی ہے۔۔۔بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔اب تمہیں منظر عام پہ آنا ہو گا۔۔۔

یزدان کے کانوں میں یہ چند الفاظ گونجے تھے۔۔۔رخسار بیگم نے تڑپ کے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔یزدان لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھا تھا ۔۔۔نہیں یزدان تم مت جاؤ۔۔!۔۔۔میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی ۔۔۔

آپ کی بیٹی کے لیے اتنا تو کرنا ہو گا نا۔۔۔اب اتنی جدائی تو آپ کو برداشت کرنی پڑے گی۔۔۔یزدان کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔اس کا چہرہ جھک چکا تھا۔۔۔

آج اس نے اپنی آنی کی بات مان لی تھی۔۔۔اس نے اپنی محبت کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔اس نے اپنی پریشے کو چھوڑ دیا تھا۔۔۔

کون کہتا ہے گناہوں کے آگے سکون ہے۔۔۔کون کہتا ہے، کسی کو تکلیف دے کے، آپ جو سکون محسوس کرتے ہو، وہ دلی سکون ہے۔۔۔نہیں وہ دلی سکون نہیں ہے۔۔۔کوئی یزدان سے پوچھے۔۔۔کوئی ارحم سے پوچھے

۔۔!۔۔۔

یزدان شاہ، ارحم خان، یہ دو نام تھے۔۔۔ان دونوں نے پری سے سچی محبت کی تھی۔۔۔

(یزدان شاہ...)"پریشے سکندر اس کی پہلی محبت تھی۔۔۔۔"

(ارءم خان۔۔۔)"ارحم نے پری سے بعد میں محبت کی تھی۔۔۔لیکن" کیا یزدان ہار گیا تھا۔۔۔؟۔۔۔کیا ارحم جیت گیا تھا۔۔۔نہیں ابھی تو بہت

سے فیصلے ہونے تھے۔۔۔ابھی تو یہ ایک گہری کھائی میں کھڑے تھے۔۔۔ ابھی ان کو یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔اور دیکھنا تھا، کہ کس کی جیت ہوتی ہے

۔۔۔۔

♡♡♡♡

یہ آواز پری بھی سن چکی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔۔۔ وہ ڈری سہمی بیٹھی تھی۔۔۔۔اسے اس مشکل وقت میں اپنوں کی ضرورت تھی۔۔۔ لیکن اپنا تھا کون۔۔؟۔۔وہ رونے کے سوا کر ہی کیا سکتی تھی۔۔۔

•••••••••••

پولیس دروازہ توڑتی اندر داخل ہو چکی تھی۔۔۔۔اس دفعہ بھی ارحم پولیس سے آگے تھا۔۔۔واقعی اسے بہت جلدی تھی، اپنی پری سے ملنے کی۔۔۔

ان کو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی یزدان سامنے سے ہی آرہا تھا۔۔۔آنی بھی اس کے پیچھے ہی تھیں۔۔۔ارحم تیر کی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔وہ یزدان کا گریبان پکڑ چکا تھا۔۔۔۔

گھٹیا انسان میری پری کہاں ہے۔۔۔۔میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پری کو اس طرح یہاں لانے کی۔۔۔ارحم دھاڑ رہا تھا۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ وہ یزدان کی جان نکال دے۔۔۔۔پولیس نے آگے بڑھتے ارحم کو روکنا چاہا تھا۔۔۔یزدان نے جوابا نہ ہی کوئی ہاتھ چلایا تھا۔۔۔اور نہ ہی کوئی جواب دیا تھا۔۔۔

سکندر عثمان، اور شایان اس وقت صدمے کی حالت میں تھے۔۔۔ان کے سامنے رخسار بیگم تھی۔۔۔حمدان کچھ خاصہ حیران نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسے پہلے ہی پتہ چل گیا تھا، کہ رخسار بیگم ہی یزدان کی آنی ہیں۔۔۔رخسار بیگم نے بھی ایک نظر سکندر عثمان پہ ڈالی تھی۔۔۔۔جس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔۔شایان نے پلٹتے اپنے بابا کو دیکھا۔۔۔جو ایک جگہ پہ کسی

پتلے کی طرح کھڑے تھے۔۔۔انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ رخسار بیگم ہی یزدان کی آنی ہوں گی۔۔۔

ارحم چھوڑ واسے۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔حمدان نے اگے بڑھتے، ارحم کو روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔حمدان میں کہتا ہوں چھوڑ دو مجھے، آج میں اس گھٹیا شخص کی جان لے لوں گا۔۔۔کہاں ہے میری پریشے ۔۔۔۔؟۔۔۔بولو!۔۔

ارحم نے ایک اور مقا رسید کیا تھا اس کے منہ پہ۔۔۔۔یزدان کے ہونٹوں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔رخسار بیگم تڑپ ہی تو اٹھی تھیں،اپنے یزدان کو اس حال میں دیکھ کر۔۔۔

بیٹا چھوڑ دو اسے۔۔۔پریشے۔و۔وہاں کمرے میں ہے۔۔۔انہوں نے جلدی سے آگے آتے یزدان کو چھڑوانا چاہا تھا۔۔۔ارحم نے کمرے کی طرف دیکھا۔۔۔اور یزدان کو پیچھے کو جھٹکتا کمرے کی طرف بھاگا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔

وہ ڈری سہمی کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی۔۔۔اس کا وجود لرز رہا تھا۔۔وہ پریشے تھی۔۔۔ارحم کی پریشے۔۔۔اس جا بے بی۔۔۔"۔۔۔

پریشے۔۔"۔۔ارحم نے پریشے کو پکارا،اس کی آنکھوں میں بھی آنسو "

تھے۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا،اس کی پری اس کے سامنے ہے۔۔۔ !"

پری کو لگا اس کا وہم ہے۔۔۔!"

پریشے نے بے اختیار سر اٹھا کے دیکھا۔۔۔!"

ارحم آپ آگئے۔۔۔"۔۔

آپ کہاں تھے۔۔۔ !"

پری ایک دم سے اٹھی اور ارحم سے لپٹ گئی۔۔۔پری کا وہم نہیں تھا۔۔۔اسکا ارحم سچ میں آگیا تھا۔۔۔

ارحم کہاں تھے آپ۔۔۔ !"

"!آپ کو ایک دفعہ بھی میرا خیال نہیں آیا۔۔۔

"! آپ کتنی دیر بعد آئے ہیں۔۔۔

"! کتنا انتظار کیا میں نے آپ کا۔۔۔

آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا۔۔۔ کہ آپ کا بے بی کس حال میں ہو گا ۔۔۔پری ایک ہی بار میں سارے شکوے کر گئی تھی۔۔۔

ارحم تو دنیا جہاں بھلائے صرف اسے محسوس کر رہا تھا۔۔۔پری میرا بے بی بس جتنا رونا تھا، رو لیا۔۔۔اب میں آ گیا ہوں نا۔۔۔اپنے بے بی کے پاس ۔۔۔!۔۔ارحم نے اسے اپنے تحفظ کا احساس دلاتے کہا تھا۔۔۔پری بھی خود کو محفوظ محسوس کرتی مزید اس میں سمائی۔۔۔ کس حد تک ڈری ہوئی تھی اس کی پریشے۔۔۔ارحم کا دل چاہ رہا تھا، کہ وہ یزدان کی جان نکال دے

۔۔۔

اہم اہم۔۔!۔۔شایان نے اندر آتے گلا کھنگارتے ارحم کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ (｡◕‿◕｡) →

شایان ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا، اور حمدان بھی اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔۔۔پری نے ہلکا سا سر نکالتے اپنے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا

۔۔۔

ارحم آپ ان کو کیوں لے کر آئے ہیں۔۔۔ یہ بہت برے لوگ ہیں۔۔۔ آپ کو ان کو نہیں لانا چاہیے تھا۔۔۔ پری پیچھے کو ہوتی۔۔۔ارحم سے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔

حمدان اور شایان نے بیک وقت پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ان کو پری سے کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔۔۔ پری یہ کیا بول رہی ہو تم، ہم ہیں تمہارے بھائی۔۔۔ میں حمدان، یہ شایان۔۔۔ حمدان جلدی سے پری کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

لیکن پری دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ نن۔ نہیں آپ لوگ میرے بھائی نہیں ہیں۔۔۔ مم۔ میں نہیں ہوں آپ لوگوں کی بہن۔۔۔

کک۔ کیوں آئے ہیں، آپ لوگ یہاں پہ۔۔۔ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ اپنے بابا کے پاس اپ لوگ چلے جائیں۔۔۔ میں آپ لوگوں کی کچھ نہیں لگتی۔۔۔ پری ضدی انداز میں بولی تھی۔۔۔

حمدان نے بے بسی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔ ارحم بھی شوکڈ کیفیت میں کھڑا تھا۔۔۔ یہ کیا بول رہی تھی پری۔۔۔!۔۔۔

پری یہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔ شایان پری کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ وہی جو اپ لوگ سن رہے ہیں۔۔۔ مم۔ میں کچھ نہیں لگتی۔۔۔ آپ لوگوں کی ۔۔۔ اور آپ میرے ارحم کے ساتھ کیوں آئے ہیں۔۔۔ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ پری کے آنسو زور و قطار سے بہنے لگے تھے۔۔۔

پری تم ایسا کیوں بول رہی ہو۔۔۔؟۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔۔ ارحم نے فکر مندی سے اسے دوبارہ سینے سے لگایا تھا۔۔۔ مم۔ مجھے ابھی گھر جانا ہے ہاں ہاں ۔۔۔ ابھی، پری زدی انداز میں بولی تھی۔۔۔ چلو۔۔۔! ارحم پری کو لیے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

شایان اور حمدان دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔پری کیا بول کر گئی تھی۔۔۔۔

یزدان کو پولیس نے اریسٹ کر لیا تھا۔۔۔رخسار بیگم انتہائی بے بسی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔وہ اس وقت کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔ انہوں نے ایک بے بسی سی نظر سکندر عثمان پہ ضرور ڈالی تھی۔۔۔۔رخسار بیگم کی اتنی زیادہ ایج نہیں تھی۔۔۔لیکن غموں نے ان کو وقت سے پہلے بڑھا کر دیا تھا۔۔۔حمدان کو بھی دل میں کہیں پہ برا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔جو بھی تھا۔۔۔آخر رخسار بیگم بھی کبھی ان کی فیملی کا حصہ ہوا کرتی تھیں

۔۔۔۔

سب جا چکے تھے یزدان کو پولیس لے جا چکی تھی سکندر عثمان ہمدان اور شایان یہ لوگ بھی باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

پری نے کسی چھوٹے بچے کی طرح ارحم کو بازو سے پکڑا تھا۔۔۔رخسار بیگم نے پری کا چہرہ دیکھا ان کے دل میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی۔۔۔

ان کا شدت سے دل چاہا تھا، کہ وہ پری سے لپٹ جائیں۔۔۔اس سے معافی مانگیں۔۔۔اور پری اپنی ماں کو معاف کر دے۔۔۔۔ لیکن پری نے توان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔۔ کیا اتنے سالوں میں پری نے کبھی اپنی ماں کو یاد نہیں کیا تھا۔۔۔ایسا تو نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ بے بسی سے سب کو جاتا دیکھ رہی تھیں۔۔۔ لیکن وہ کسی کو روک نہیں سکتی تھیں۔۔۔ سب جا چکے تھے، رخسار بیگم نے لرزتے وجود کے ساتھ اپنے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔ کیا ایک دفعہ پھر ان کے حصے میں جدائی لکھ دی گئی تھی۔۔۔ کیا ایک دفعہ پھر وہ اکیلی ہو گئی تھیں۔۔۔ ہر رشتے سے محروم، ہر اپنے سے دور۔۔۔

انہوں نے ایک گہری سانس لی۔۔۔اور اس چار دیواری گھر کو دیکھا۔۔۔ اس وقت یہ گھر ان کو کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔۔۔

سکندر آپ آج بھی ویسے ہی ہیں۔۔۔ کیا اتنے سالوں میں آپ کو کبھی میری یاد نہیں آئی۔۔۔بے اختیار ان کے لب ہلے تھے۔۔۔ کتنی بڑی ہو

گئی نا میری بیٹی۔۔۔اب ان کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔کتنا پیار کرتا ہے ارحم اس سے۔۔۔

لیکن میرا ایزدان۔۔۔"۔۔۔

آج میں نے اپنے بچے کا دل توڑ دیا۔۔۔میں نے اپنے بیٹے کا دل توڑ دیا۔۔۔ میں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی۔۔۔میں نے صرف اس کے بارے میں سوچا۔۔۔میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کی محبت چھین لی۔۔۔میں کبھی اچھی ماں بن ہی نہیں سکی۔۔۔وہ بولتی جا رہی تھیں۔۔۔اور آنسوؤں کی ایک قطار ان کی گال پہ پھسلتی جا رہی تھی۔۔۔کیا زندگی ختم ہو گئی تھی ۔۔۔کیا زندگی کا کوئی مقصد نہیں بچا تھا۔۔۔ نہیں زندگی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔ابھی تو بہت کچھ دیکھنا تھا، بہت کچھ برداشت کرنا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●●

شایان ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔اور سکندر عثمان اس کے ساتھ بیٹھے تھے ۔۔۔ پیچھے پری ارحم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔ حمدان بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔۔۔

پری نے کسی کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔نہ ہی کسی سے بات کی تھی۔۔۔ شایان اور حمدان نے کافی کوشش کی تھی،اسے بلانے کی۔۔ لیکن پری نے تو ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا۔۔ سکندر عثمان بھی چہرہ جھکائے بیٹھے تھے۔۔۔وہ جانتے تھے پری ان سے کس قدر بدگمان ہو چکی ہے۔۔ کہیں نہ کہیں ان کی بھی غلطی تھی۔۔۔انہوں نے بھی اپنی بیٹی کے ساتھ بہت غلط کر دیا تھا۔۔اور اب انہوں نے سوچ لیا تھا،وہ اپنی بیٹی سے معافی مانگیں گے۔۔۔اور انہیں یقین تھا،کہ ان کی بیٹی انہیں معاف کر دے گی۔۔۔

پری کا جسم لرز رہا تھا۔۔۔اور اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔

ارحم کب سے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ آنکھیں میچے ڈری سہمی اس سے لپٹی بیٹھی تھی۔۔۔

پری کیا تم ٹھیک ہو، ارحم نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔ پری کسی سے بات نہیں کر رہی تھی، اور نہ ہی کسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

مم۔میں نے آپ کا کتنا انتظار کیا۔۔۔ لیکن آپ نہیں آئے۔۔۔۔اب اتنے دنوں بعد آئے ہیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے، مجھے کتنا ڈر لگ رہا تھا وہاں پہ ۔۔۔ وہ اتنا برا انسان تھا۔۔۔ اگر وہ مجھے مار دیتا تو۔۔۔ پری ایک دفعہ پھر سے رونے لگی تھی۔۔۔

پری ہم اتنے دنوں سے تمہیں ڈھونڈ ہی رہے تھے۔۔۔ ارحم نے وضاحت پیش کی۔۔۔ نہیں آپ مجھے نہیں ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔ اگر آپ نے مجھے ڈھونڈنا ہوتا، تو آپ مجھے پہلے دن ہی ڈھونڈ لیتے۔۔۔ پری نے سر نکالتے ارحم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔ ارحم نے بے بسی سے حمدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔

اچھانااب رونا تو بند کرو۔۔! "ہم آ گئے ہیں نا۔۔۔ارحم نے پری کی کمر تھپکتے کہا تھا۔۔۔پری نے ارحم کے چلتے ہاتھ پہ کندھا مارا تھا۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو مجھے ہاتھ مت لگائیں۔۔۔

اچھا چلو اب ناراضگی ختم کرو، دیکھو تو بابا اور دونوں بھیا بھی ائے ہیں۔۔۔ ارحم نے دوبارہ سے اس کی کمر تھپکتے دھیان بٹانا چاہا تھا۔۔۔۔ہاں تو کیوں آئے ہیں۔۔۔؟۔۔میں نے تو نہیں بلایا۔۔۔واپس چلے جائیں۔۔۔وہ انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔۔

حمدان نے تڑپ کر اپنی بہن کی طرف دیکھا۔۔۔وہ ایسا کیوں بول رہی تھی۔۔۔سب کتنا پیار کرتے ہیں اس سے۔۔۔"لیکن پری۔۔۔" پتہ نہیں پری کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔سکندر عثمان اس سارے دورانیہ خاموشی

سے بیٹھے رہے تھے۔۔۔۔ان کو خاموش رہنا ہی بہتر لگا تھا۔۔۔۔ شاید اگر وہ کچھ بولتے تو اس بار پری بھی خاموش نہ رہتی۔۔۔۔

♡

ان کی گاڑی خان ولا میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ابھی گاڑی مکمل طور پہ رکی نہیں تھی۔۔۔۔ کہ پری نے ارحم کے سینے سے سر نکالتے دروازہ کھولا، اور اندر کو بھاگی۔۔۔۔۔ یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا، کہ ارحم سنبھل ہی نہیں پایا۔۔۔اور اس نے بے بسی سے حمدان کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔

یہ سب نہ تم لوگوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ارحم کاٹ کھانے والے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ہم لوگوں کی وجہ سے۔۔۔؟۔۔ ہم نے کیا کیا ہے ۔۔۔وہ تو ہمیں بھی نہیں بلا رہی۔۔۔۔ حمدان نے بھی برابر کی گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔ارحم اس کی بات کو اگنور کرتا گاڑی سے اترا، اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔۔۔

پری بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔"ماما۔۔۔مہر ناز بیگم نے بے اختیار چہرہ اٹھا کے دیکھا۔۔۔۔پری میری بچی۔۔۔۔پری بھاگتی ہوئی ان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔مہر ناز بیگم کو تو یقین نہیں ہو رہا تھا، کہ واقعی ان کی پری ہی ہے۔۔۔۔زمل بیگم اور ہیزل بھی ان دونوں کی طرف ہی متوجہ تھے۔۔۔

زمل بیگم اور ہیزل نے پریشے کو دیکھا تو نہیں تھا۔۔۔ لیکن وہ سمجھ گئی تھیں، کہ پری ہی ہے۔۔۔اور وہ واپس آ گئی ہے انہوں نے بھی خدا کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

اسی پل کمرے میں ارحم اور باقی سب داخل ہوئے۔۔۔مہر ناز بیگم نے ایک نظر اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔اور پھر پری کو۔۔۔ جس نے رونے پہ زور رکھا ہوا تھا۔۔۔

پری میری بچی تم ٹھیک ہو۔۔۔!"مہر ناز بیگم نے اس کے گرد حسار تنگ کرتے کہا تھا۔۔۔۔جج۔جی۔۔۔ابھی تک تو ٹھیک ہوں۔۔۔۔ لیکن اگر یہ

آپ کا بیٹا مجھے نہ لینے آتا، تو شاید میں اس ڈراونے انسان سے ڈر ڈر کے ہی مر جاتی۔۔۔۔پری مہر ناز بیگم کے سینے سے سر نکالتی ارحم کی طرف اشارہ کرتے بولی تھی۔۔۔۔جو کسی مظلوموں کی طرح ایک سائیڈ پہ کھڑا تھا۔۔۔اس کے پیچھے ہی شایان حمدان اور سکندر صاحب بھی کھڑے تھے۔۔۔۔۔بیچاروں سے کسی نے بیٹھنے تک کو نہیں کہا تھا۔۔۔

میرے خیال سے ہمیں بیٹھ جانا چاہیے۔۔۔!"حمدان خود ہی بے شرموں کی طرح آگے آتے بولا تھا۔۔۔ہاں۔ہاں بیٹھ جا۔۔۔۔"تو بیٹھ جا پہلے۔۔۔!"ارحم نے منہ بسورا تھا۔۔۔۔شایان تو جلدی سے حمدان کے پہلے بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔سکندر عثمان بھی بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔لیکن ارحم ابھی بھی کھڑا پری کو ہی گھور رہا تھا۔۔۔جو اسے مکمل طور پہ اگنور کر رہی تھی۔۔۔ہیزل بیٹا۔۔۔"جاؤ بھائیوں کے لیے کچھ کھانے پینے کو لے کر آؤ۔۔۔۔زمل بیگم نے ہیزل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔جو پری کی طرف

چہرہ موڑے بیٹھی تھی۔۔۔جی ماما۔۔۔!" وہ زمل بیگم کے حکم کی تکمیل کرتے اٹھی، اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

مہرناز بیگم اب پری کو لیے بیٹھ چکی تھیں۔۔۔اچھا بیٹا بس کرو مت روؤ پلیز۔۔۔پری صرف روئے جارہی تھی۔۔۔۔

مم۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔پری منہ بسورتی بولی تھی۔۔۔ جیسے بڑا کوئی احسان کر رہی ہو۔۔۔رضیہ بی آپ جلدی سے کھانا لگا دیں۔۔۔۔میری بچی کو کھانا کھانا ہے۔۔۔اور سب کچھ میری پری کی پسند کا ہونا چاہیے۔۔۔۔رضیہ بیگم جو پاس کھڑی تھیں۔۔۔۔مہرناز بیگم نے ان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔جی بڑی بی بی میں ابھی لگاتی ہوں۔۔۔۔

پری نے چہرہ موڑتے ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔جو ابھی تک کھڑا تھا۔۔۔ مما آپ ان سب کو یہاں سے باہر بھیج دیں۔۔۔۔ کیا پری نے ضد کی تھی، ہاں ضدی تو کی تھی۔۔۔

مہر ناز بیگم نے ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔اور پھر آنکھوں کے اشارے سے باہر جانے کو کہا۔۔۔ارحم نے کھا جانے والی نظروں سے پری کو دیکھا تھا۔۔۔لیکن مہر ناز بیگم کی گھوری اس سے بھی زیادہ سخت تھی۔۔۔۔

بیچارہ مرتا کیا نہ کرتا، اس نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔اب تم لوگ بھی آجاؤ۔۔۔کیا تم لوگوں کو سپیشل انویٹیشن دینا پڑے گا، باہر جانے کے لیے۔۔!"ارحم نے پلٹتے حمدان اور شایان سے کہا تھا۔۔۔۔

" جو کسی جرم کے بغیر ہی مجرم بنے بیٹھے تھے۔۔۔ "

وہ بیچارے بھی اٹھے اور باہر کی طرف بڑھے۔۔۔ارحم اور حمدان آگے آگے جا رہے تھے۔۔۔جبکہ شایان آہستہ آہستہ چلتا اپنا موبائل چیک کر رہا تھا۔۔۔

آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا۔۔۔شایان کی اچھی خاصی ٹکر ہوئی تھی، ہیزل کے ساتھ۔۔۔!"ہیزل نہیں مس بیوٹی کے ساتھ۔۔۔شایان نے چہرہ اٹھا کے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔جو اپنا ماتھا مسل رہی تھی۔۔۔۔

" وہ چونکا۔۔۔ "

یہ وہی لڑکی تھی، اس دن جو گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔اور اس کے دل کی دیواریں تک ہلا گئی تھی۔۔۔ نہیں یہ وہ نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ وہ لاہور میں تھی۔۔۔۔اور میں اس وقت اسلام آباد میں ہوں۔۔۔ لیکن یہ وہی لڑکی ہے۔۔۔۔ مجھے اچھے سے یاد ہے۔۔۔۔ شایان نے پھر سے سوچا۔۔۔۔اگر یہ وہ لڑکی ہے، تو پھر یہ یہاں کیسے آئی۔۔۔۔ نہیں یہ وہ لڑکی نہیں ہو سکتی ۔۔۔۔ شایان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا سوچے۔۔۔

ہیزل ایک سائیڈ سے جانے لگی تھی۔۔۔۔ رکو۔۔۔۔!" شایان نے اسے روکنا چاہا۔۔۔ہیزل نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو اب کیا ہے۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟۔۔ شایان نے سرسری سا سوال پوچھا۔۔۔۔

ہیزل نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔ کیوں یہاں کیا کرتے ہیں۔۔۔ الٹا ہیزل نے سوال کر ڈالا۔۔۔

ارے نہیں۔۔۔"میرا مطلب ہے کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔شایان دوبارہ سے سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔اپ کے خیال سے مجھے باہر ہونا چاہیے تھا، کیا آپ یہی کہنا چاہتے ہیں۔۔۔ہیزل جیسے کچھ سمجھتے بولی تھی۔۔۔

ارے نہیں، میرا مطلب ہے۔۔۔کہ تم تو لاہور میں تھی نا۔۔۔تو یہاں کیسے آئی۔۔۔شایان نے دوبارہ سے پوچھا۔۔۔چل کے تو نہیں آسکتی۔۔۔بھاگ کر بھی نہیں آسکتی۔۔۔تو گاڑی پہ آئی ہوں۔۔۔۔

ارے نہیں میرا مطلب ہے کہ تم یہاں کیا لینے ائی ہو۔۔۔؟۔۔

کیوں یہاں کچھ لینے آتے ہیں کیا۔۔۔ہیزل کچھ سوچتے بولی تھی۔۔۔

شایان کا دل چاہا وہ اپنے سر میں کوئی چیز دے مارے۔۔۔۔

تم پاگل ہو یا مجھے بنانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔شایان تپ کر بولا تھا

۔۔۔۔

نہ ہی میں پاگل ہوں، اور نہ ہی میں آپ کو پاگل بنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔۔ فلحال آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں۔۔۔ مجھے اندر جانا ہے۔۔۔ اپنی پریشے بھابھی کے پاس۔۔۔۔

اوبھابھی۔۔۔ !" توار حم کی کزن ہو تم۔۔۔ حمزہ انکل کی بیٹی۔۔۔ "

شایان کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔ جی کوئی شک ہیزل نے آئی بر واچکائی۔۔۔ شک تو بہت ہیں لیکن اپنے کمرے میں جا کے حساب لوں گا۔۔۔ شایان لب دانتوں تلے دباتے بولا تھا۔۔۔۔

کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔۔۔ !" ہیزل واقع نہیں سمجھی تھی۔۔۔ میرے خیال سے ابھی تمہیں جانا چاہیے۔۔۔۔ میں تمہیں بعد میں سمجھا دوں گا۔۔۔۔ شایان نے بات ختم کرنے کی کی تھی۔۔۔۔ ہیزل بھی کندھے اچکاتی جاچکی تھی۔۔۔ شایان کی نظروں نے اس کی پر چھائی گم ہونے تک، اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

بڑی بی بی کھانا لگ چکا ہے۔۔۔ آپ پری بی بی کو لے آئیں۔۔۔۔ رضیہ بی نے اندر داخل ہوتے مہر ناز بیگم کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

ن۔ نہیں۔۔۔ مم۔ مجھے باہر نہیں جانا میں یہیں پہ کھانا کھاؤں گی۔۔۔۔ پری جلدی سے سر اٹھاتے بولی تھی۔۔۔ کیوں بیٹا باہر آؤ سب کے ساتھ کھاتے ہیں نا۔۔۔

ن۔ نہیں۔۔۔ میں نے باہر نہیں جانا۔۔۔ اگر وہ پھر آگیا تو۔۔۔ تو میں کیا کروں گی پری روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔۔ وہ سچ میں ابھی تک ڈر رہی تھی

۔۔۔۔

نہیں بیٹا وہ اب نہیں آئے گا۔۔۔ اور تم بس اب رونا بند کرو۔۔۔ اب تم گھر آگئی ہو نا۔۔۔۔ اب کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔۔

" بابا، بھیا، میں اور ارحم بھی۔۔۔۔ "

مہر ناز بیگم نے پری کا ڈر ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔وہ کچھ زیادہ ہی ڈر گئی تھی یزدان شاہ سے۔۔۔۔

نہیں۔۔۔میں نہیں جاؤں گی۔۔۔!"میں سب سے ناراض ہوں۔۔۔۔ میں کسی کے سامنے بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔۔پری نے پھر سے ضد کی تھی ۔۔۔۔مہر ناز بیگم اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔

....

سب کھانا کھا چکے تھے۔۔۔پری نے بھی اپنے ضد کے عین بر عکس کمرے میں ہی کھانا کھایا تھا۔۔۔۔

سکندر عثمان لاہور کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔ان کو جا کے بہت سے کام نمٹانے تھے۔۔۔۔ حمدان اور شایان ابھی یہیں تھے۔۔۔۔ان کو اپنی بہن کو منانا تھا۔۔۔اور اپنے جگری دوست ارحم کا خیال بھی رکھنا تھا۔۔۔۔

اب سین یہ تھا، کہ پری مہرناز بیگم سے لپٹی بیٹھی تھی۔۔۔۔ارحم شایان، اور حمدان، مظلوموں کی طرح ایک لائن میں بیٹھے تھے۔۔۔۔حمزہ صاحب بھی آگئے تھے۔۔۔۔زمل بیگم اور ہیزل بھی پاس ہی تھیں۔۔۔۔

شایان جو ہیزل کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔ارحم نے اسے سخت گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔شایان نے ہڑبڑاتے ہوئے نظریں ہٹائی تھیں۔۔۔اگر ارحم اسے نہ دیکھتا تو شاید وہ ابھی تک اپنے کام میں مصروف ہوتا۔۔۔۔

بس ارحم کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔وہ اٹھا اور پری کے ساتھ جا بیٹھا ۔۔۔۔پری اب کب تک ناراض رہو گی۔۔۔۔مان بھی جاؤنا۔۔۔۔دیکھو میں نے کتنے دن تمہارے بغیر گزارے ہیں۔۔۔۔میں تمہارے بغیر اداس ہو گیا ہوں۔۔۔۔اور تم ہو کہ تمہارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے ۔۔۔حمدان نے بھی رونی شکل بناتے ارحم کو دیکھا تھا۔۔۔۔ارحم سچ میں اداس ہو گیا تھا۔۔۔۔کتنا مس کیا نا اس نے اپنی پری کو۔۔۔۔اتنی بری حالت میں بھی وہ دو پل سکون سے نہیں بیٹھا تھا۔۔۔۔

شایان کی نظر ایک دفعہ پھر گھوم کر ہیزل کی طرف گئی تھی۔۔۔ لیکن اس بار حمدان نے اس کی کمر میں مکہ رسید کیا تھا۔۔۔

آہہہہ۔۔۔" شایان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔۔ جس کی وجہ سے سب اسی کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔ شایان بیچارے نے شرمندہ سے ہوتے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ شایان بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟۔۔۔ مہر ناز بیگم نے آئی برو اچکاتے پوچھا تھا۔۔۔ جج۔جی آنٹی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ شایان نظریں چراتے بولا تھا۔۔۔۔ اب کیا بتاتا وہ ان کی بیٹی پہ دل ہار بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ میرے خیال سے ہمیں اب سو جانا چاہیے، کافی رات ہو گئی ہے۔۔۔۔ حمدان کھڑے ہوتے بولا تھا۔۔۔ ورنہ شایان نے اسے مزید ذلیل کروا دینا تھا۔۔۔۔

حمدان ابھی اٹھا ہی تھا، کہ پری نے بے چینی سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔۔۔۔ وہ سونے جا رہا تھا۔۔۔ اپنی بہن کو منائے بغیر۔۔۔

وہ دونوں بھائی جا چکے تھے۔۔۔اور پری نے غصے سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔آپ کیوں نہیں جا رہے آپ بھی جائیں یہاں سے پری۔۔۔بھی دوٹوک بولی تھی۔۔۔ارحم نے منہ کھولے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔۔!"نہیں جانا میں نے آپ کے ساتھ۔۔۔میں اپنی ماما کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔جب ضرورت تھی جب تو آئے نہیں۔۔۔اب اگئے ہیں۔۔۔پری نے منہ پہ سورا تھا۔۔۔وہ ایک دفعہ پھر رونے لگی تھی۔۔۔مہرناز بیگم نے ارحم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔کتنی مشکل سے انہوں نے پری کو چپ کروایا تھا۔۔۔اور ارحم تھا کہ اس نے پھر سے رلا دیا۔۔۔

اچھا اچھا پری میں چلا جاتا ہوں۔۔۔تم پلیز رونا تو بند کرو میں چلا جاتا ہوں۔۔۔ارحم نے بھی ہار مانی تھی۔۔۔اب ہیزل سے بھی اپنے بھائی کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔اور رہم نے مایوسی سے پری کو دیکھا اور دبے دبے قدموں سے چلتا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

بیٹا ارحم چلا گیا ہے۔۔۔بس اب رونا بند کرو۔۔۔میں ہوں نا۔۔۔مہر ناز بیگم نے اس کی کمر تھپکی تھی۔۔۔۔پری نے ایک نظر دروازے کو دیکھا، جہاں سے ابھی ارحم باہر گیا تھا۔۔۔۔

اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ ارحم کو اس طرح بھیجے۔۔۔۔لیکن وہ ناراض تھی۔۔۔۔اور اس کی ناراضگی بنتی تھی۔۔۔۔لیکن ابھی بہت کچھ تھا۔۔۔جو وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

ماما اپ کو پتہ ہے اس نے نا مجھے مارا بھی تھا اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے ارم کا نام لیا تو وہ ارام کو بھی مار دے گا پری نے انکھیں ٹمٹماٹے کا کہا تھا بس بس میری بچی اب تم ہمارے پاس اگئی ہو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔پریہ کچھ کہتے کہتے رک گئی تھی لیکن کیا میں ناز بیگم نے اسے مزید بولنے کا اشارہ کیا تھا کچھ نہیں وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔۔

بیٹا تم جاؤ اور ہم بھائی کو میڈیسن دے کراؤ۔۔۔زیمل بیگم نے ہیزل کو مخاطب کرتے کہا تھا جی ماما میں نے دے دی ہے ہیزل نے پری کی طرف دیکھتے کہا تھا وہ شاید پری کو کچھ بتانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

کون سی میڈیسن پر انہیں جلدی سے سر اٹھاتے کہا تھا۔۔۔کیا ہوا یار ہم کو پری نے سوالیہ نظروں سے میں ناز بیگم کی طرف دیکھا ہیزل کے لبوں پہ مسکراہٹ ائی تھی مطلب اس کا تیر نشانے پہ لگا تھا۔۔۔وہ یہی تو پری کو بتانا چاہ رہی تھی کہ اس کے ارحم کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔اور وہ ٹھیک نہیں ہے اسے پری کی ضرورت ہے۔۔۔

پری تمہیں پتہ ہے ارحم بھائی کا اتنا برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔۔ان کو تین گولیاں لگی تھیں۔۔۔ہیزل جلدی سے اٹھ کے پری کے پاس آ کے بیٹھ گئی تھی۔۔۔

کیاااا۔۔۔پری کی حیرت سے آنکھیں پھیلیں۔۔۔میرے ارحم کو گولیاں لگی تھیں۔۔۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ہاں ان کو گولیاں لگی تھیں

۔۔۔اسی لیے تو وہ تمھیں جلدی ڈھونڈ نہیں سکے۔۔۔۔وہ خود ٹھیک نہیں تھے۔۔۔۔لیکن تمھیں پتہ ہے وہ ایک دن بھی ہاسپٹل میں نہیں ٹھہرے ۔۔۔۔وہ صرف تمھیں ڈھونڈتے رہے۔۔۔۔ایٹ لیسٹ کے انھوں نے میڈیسن بھی نہیں لی اتنے دن۔۔۔۔ہیزل نے جیسے اس کی سوچ میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

کیااوراپ لوگ مجھے اب بتارہے ہیں۔۔۔پری نے روہانسی ہوتے مہرناز بیگم کی طرف دیکھاتھا۔۔۔بیٹاتم خود ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

ہاں لیکن ارحم بھی توٹھیک نہیں تھے نا۔۔۔مم۔مجھے ابھی ان کے پاس جاناچاہیے۔۔۔

ہاں ہاں بیٹاجاؤ،اب کی بار زمل بیگم بولی تھیں۔۔۔۔

لیکن میں نے انہیں یہاں سے بھیج دیا۔۔۔اگر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے تو ۔۔۔پری نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔۔نہیں نہیں!"وہ تم سے ناراض نہیں

ہوں گے۔۔۔ارحم بھائی بہت اچھے ہیں۔۔۔تم جاؤ تو صحیح!"۔۔۔ہیزل نے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔۔۔

ہاں ہاں میں جاتی ہوں۔۔۔پری جلدی سے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

آؤ میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔ہیزل نے اگے بڑھتے پیار اسے ہاتھ سے پکڑا تھا۔۔۔مہرناز بیگم آنکھوں میں آنسو لیے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔کتنی فکر تھی نہ اسے اس کے بیٹے کی۔۔۔۔

کمرے کے دروازے کے آگے پہنچتے پری ہچکچا رہی تھی اندر جانے سے۔۔۔لیکن کسی نہ کسی طرح ہیزل نے اسے اندر بھیج ہی دیا تھا۔۔۔۔اور وہ مسکراتی واپس پلٹی اس کا کام ہو گیا تھا۔۔۔۔

پری نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور اندر کی طرف بڑھی۔۔۔۔ارحم والی جگہ پہ ہلکی ہلکی روشنی تھی۔۔۔باقی کمرہ تاریکی میں ڈوبا تھا۔۔۔۔

اور ہم نے چہرہ اٹھاتے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔اس کی آنکھیں چمکیں۔۔۔پری دھیرے دھیرے چلتے ارحم کی طرف آ رہی تھی۔۔۔۔

ارحم نے مسکرا کے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔آپ نے مجھے بتایا نہیں آپ کو چوٹ لگی تھی۔۔۔پری نے آنکھیں ٹمٹپاتے ناراضگی سے کہا تھا۔۔۔میں تمہیں بتانے والا تھا، لیکن تم مجھ سے ناراض تھی۔۔۔ہاں تو اتنی بھی ناراض نہیں تھی نا، کہ آپ بتاتے ہی نا۔۔۔۔پری نے مزید مزید ناراضگی دکھائی۔۔۔۔

کیا تم ابھی بھی ناراض ہو۔۔؟"ہائے کتنا معصومانہ سوال پوچھا تھا ارحم نے ۔۔۔نہیں میں اب آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔پری ہونٹ لٹکاتے بولی تھی۔۔۔۔مطلب میری پری اب مجھ سے ناراض نہیں ہے۔۔۔۔

ارحم نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔ہمم۔لیکن تھوڑا تھوڑا ہوں۔۔۔۔

پری ابھی بھی نخرہ دکھا رہی تھی۔۔۔۔

تو یہ تھوڑی تھوڑی جو ناراضگی ہے، یہ کیسے ختم ہو گی۔۔؟ارحم کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔آپ نے میڈیسن لی۔۔۔پری نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔۔پہلے

میں نے سوال کیا ہے، اس لیے تمہیں پہلے میرے سوال کا جواب دینا چاہیے۔۔۔۔ارحم نے شانے اچکائے تھے۔۔۔۔

میں اب آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔۔پری کو نہ چاہتے ہوئے بھی رونا آگیا تھا۔۔۔پری بس کردو بار بار ہر بات پہ رونا شروع کر دیتی ہو۔۔۔۔

ارحم تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔اس نے اٹھ کے جلدی سے پری کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔پری نے اپنی بازو سے اپنی ناک رگڑی تھی۔۔۔

اگر تم اپنی بازو سے ناک صاف کرو گی تو میری شرٹ کس کام کی نہیں۔۔۔ایسا کرتا ہوں اتار دیتا ہوں۔۔۔ارحم اسے ناک صاف کرتے دیکھ شرارت سے بولا تھا۔۔۔پری نے بے یقینی سے چہرہ اٹھا کے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔۔جو اپنی مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

جہان سکندر۔۔"تو آپ بن نہیں سکے۔۔۔اور اب "عمر جہانگیر۔۔"""بننے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔۔۔۔پری نے منہ بسورا تھا۔۔۔

اب یہ عمر جہانگیر کون ہے۔۔؟۔۔۔ارحم کے چہرے کا نقشہ بگڑا۔۔۔۔
کتنا اچھا موڈ تھا اس کا، پری نے ارحم کے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔۔۔جو
بھی تھا، آپ سے تو اچھا ہی تھا۔۔۔پری نے ناراضگی ظاہر کروائی تھی۔۔۔
مطلب میں اچھا نہیں ہوں۔۔۔رائٹ۔۔۔!"ارحم نے جیسے اس کی بات کا
مطلب نکالا تھا۔۔۔۔

نہیں اپ اچھے ہیں۔۔۔لیکن بس آپ جہان سکندر کے جیسے نہیں ہیں
۔۔۔وہ حیا سلیمان کا کتنا خیال رکھتا تھا۔۔۔۔آپ نے میرا خیال نہیں رکھا
۔۔۔آپ مجھے لینے نہیں آئے۔۔۔۔میں نے آپ کا کتنا انتظار کیا۔۔۔۔
مجھے وہاں پہ اتنا ڈر لگ رہا تھا۔۔۔کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔۔اور آپ کو پتہ ہے
اس نے مجھے اتنا ڈانٹا تھا۔۔۔اس نے کہا تھا، کہ میں آپ کا نام بھی نہیں
لوں۔۔۔ورنہ وہ آپ کو مار دے گا۔۔۔۔پری روہانسی ہوتی ایک ہی بار میں
سب کچھ بتا گئی تھی۔۔۔

"!اور، اور۔۔۔وہ اس کی آنی آپ کو پتہ ہے، وہ میری۔۔۔"

پری کچھ بولتے بولتے رکی۔۔۔بولو۔۔۔!"ارحم نے اسے خاموش ہوتا دیکھ،دوبارہ بولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

کک۔کچھ نہیں۔۔۔پری دوبارہ سے ارحم کے سینے سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟"آپ کو کتنی زیادہ چوٹ لگ گئی،اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔

ارحم نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔پری نے بات بدل دی تھی۔۔۔آخر ایسا کیا تھا یزدان کی آنی کو۔۔۔جو پری نے بات ہی بدل دی تھی۔۔۔اب تو ارحم پتہ لگا کر رہے گا۔۔۔۔

ارحم جی آپ ایک بات بتائیں۔۔۔۔پری کچھ سوچتے بولی تھی۔۔۔۔پوچھو۔۔!"

آپ جہان سکندر کے جیسے کیوں نہیں ہیں۔۔۔؟

کیونکہ میں اپنی بے بی کا ارحم ہوں۔۔۔اسی لیے میں جہان سکندر نہیں ہوں۔۔۔ارحم نے اس کی گال کھینچی تھی۔۔۔جسے وہ اتنے دنوں سے مس کر رہا تھا۔۔۔۔

ہاں لیکن اپ کو جہان سکندر کے جیسا ہونا چاہیے تھا۔۔

اگر آپ جہان سکندر کے جیسے ہوتے، تو کتنا اچھا ہوتا

۔۔۔ویسے آپ کو ایک بات پتہ ہے۔۔۔جہان سکندر نہ حیا کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے "ڈولی۔۔"۔۔۔ بھی بنا تھا۔۔۔پری نے چہرہ اٹھاتے ارحم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔لیکن اسی پل نظریں جھکا بھی لی تھیں۔۔۔

ہائے اتنے سے منظر سے ہی ارحم کے دل میں سبز باغیچہ اگ آیا تھا۔۔۔ لیکن اسے غصہ آرہا تھا۔۔۔اس کی پری اس سے باتیں کرنے کی بجائے جہان سکندر کی باتیں کر رہی ہے۔۔۔

ایک تو اتنے دنوں بعد مجھے میرا بے بی ملا ہے۔۔۔ابھی میں نے ٹھیک سے پیار تک نہیں کیا۔۔۔اور میرا بے بی یہ جہان نامہ کھول کے بیٹھ گیا ہے۔۔۔اب کی بار ارحم نے بھی ناراضگی ظاہر کروائی تھی۔۔۔۔اگر کبھی یہ جہان میرے سامنے اگیا نا تو اس کا گلا دوا دینا ہے میں نے۔۔۔۔اور ہم نے مزید جہان سکندر کو سنائی تھیں۔۔۔۔

پری نے اداسی سے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔ارحم وہ اس دنیا میں اگیزٹ نہیں کرتے۔۔اور اپ اسے ایسی باتیں بول رہے ہیں۔۔۔پری افسوس سے بولی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئے تھے۔۔۔۔

بے بی میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔تم بتاؤ ویسے یہ ڈولی ہے کون۔۔۔ارحم کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔آخر اس کو پری کا دھیان بھی تو بٹانا تھا۔۔۔

آپ کو پتہ ہے ڈولی جہان سکندر ہی تھا۔۔۔وہ حیا سلیمان کے لیے ٹرانس جینڈر بنا تھا۔۔۔اور آپ کو پتہ ہے، حیا نے اس بیچارے پہ ٹھنڈا اسلش پھینک دیا تھا۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔۔پری منہ پہ ہاتھ رکھتی ہنسی تھی۔۔۔

بہت اچھا کیا تھا، اس نے۔۔۔اگر اس کی جگہ میں ہوتا نا، تو گرم گرم چائے پھینک دیتا۔۔۔ارحم بھی شرارت سے بولا تھا۔۔۔

ارحم کیا آپ میرے لیے ڈولی بن سکتے ہیں۔۔۔پری نے پھر سے ارحم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ کیا ہو گیا ہے پری تمہیں۔۔۔اب میں اچھا خاصا بندہ تمہارے لیے ڈولی بن جاؤں۔۔۔ تم مجھے ارحم خان ہی رہنے دو۔۔۔

کاش آپ میرے جہان جیسے ہوتے۔۔۔پری کا پھر سے منہ بن گیا تھا

۔۔۔

میرے۔۔۔!"ارحم نے میرے پہ زور دیا تھا۔۔۔پری میری بات سنو، تمہارا صرف ارحم خان ہے۔۔۔اور تم صرف ارحم خان کی ہو۔۔۔

خبردار اگر آئندہ تم نے جہان سکندر کا نام لیا تو۔۔۔ارحم کو تو غصہ ہی آگیا تھا پری کو اس طرح میرا جہان بولنے پر۔۔۔پری نے آنکھیں ٹمٹماتے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔آج کے بعد تم صرف میرے ارحم بولو گی۔۔۔بس!"اور اب اس جہان نامے کو بند کرو۔۔۔

مجھ سے تم نے ایک دفعہ نہیں پوچھا کہ میری حالت کیسی ہے۔۔۔۔ تم نے ایک دفعہ میرے زخم نہیں دیکھے،اور آتے ساتھ یہ جہان نامہ لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔اب کی بار ارحم نے ناراضگی ظاہر کی تھی۔۔۔اور ناراضگی میں غصہ بھی تھا۔۔۔۔

پری نے بھی شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔واقعی اسے ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔اور اسے اب شرمندگی بھی ہو رہی تھی۔۔۔کہ اس نے ارحم کا حال چال پوچھنے کی بجائے، جہان سکندر کی باتیں شروع کر دیں

۔۔۔۔

"سوری۔۔۔

آج کے بعد تم صرف میرے ارحم بولو گی۔۔۔بس!"اور اب اس جہان نامے کو بند کرو۔۔۔

مجھ سے تم نے ایک دفعہ نہیں پوچھا کہ میری حالت کیسی ہے۔۔۔۔ تم نے ایک دفعہ میرے زخم نہیں دیکھے،اور آتے ساتھ یہ جہان نامہ لے کر بیٹھ

گئی ہو۔۔۔اب کی بار ارحم نے ناراضگی ظاہر کی تھی۔۔۔اور ناراضگی میں غصہ بھی تھا۔۔۔۔

سوری۔۔۔!"پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔کیا سوری سارا موڈ خراب کر دیا تم نے میرا۔۔۔

اچھا نا میں آئندہ نام نہیں لوں گی۔۔۔اب کیا آپ اپنے بے بی سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔پری نے معصومیت سے پوچھا تھا۔۔۔نہیں تم آئندہ بھی اس مہان سکندر کا نام لو گی۔۔۔۔تم ہمیشہ اس کا نام لیتی ہو۔۔۔۔ارحم نے جیسے اسے مزید حقیقت سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔اگر آپ کو برا لگتا ہے، تو میں سچ میں آئندہ اس کا نام نہیں لوں گی!"۔۔۔ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔"پکا۔۔

ہاں پکا۔۔۔۔!"

ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔۔۔۔لیکن پری تو اس کی مسکراہٹ سے بھی شرما گئی تھی۔۔۔

اوو۔۔۔تو تم شرماتی بھی ہو۔۔۔۔ارحم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی

۔۔۔نن۔نہیں تو۔۔۔آپ سے کس نے کہا میں بھلا کیوں شرمانے لگی

۔۔۔۔واقعی پری شرما نہیں رہی تھی۔۔۔۔وہ بس جس ڈائریکشن میں بیٹھی تھی نا اس پہ اسے تھوڑی سی شرم آ رہی تھی۔۔۔۔

پری تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں کتنا مس کیا تھا۔۔۔۔ارحم نے اپنا حسار مزید تنگ کیا۔۔۔جس سے پری اس کے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔۔

کتنا۔۔۔!"پری نے اسی طرح چہرہ اٹھا کے دیکھا تھا۔۔۔اتنا انتظار کیا، کہ یہ جو تین دن تھے نا یہ مجھے تین سال کے برابر لگے تھے۔۔۔۔اور اس سے زیادہ مجھے ڈر تھا کہیں میں تمہیں کچھ ہو نہ جائے۔۔۔۔ارحم کے الفاظ جیسے جیسے منہ سے نکل رہے تھے اس کا حسار بھی تنگ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔کیا وہ ابھی بھی پری کو کھونے سے ڈر رہا تھا۔۔۔ہاں وہ ڈر رہا تھا۔۔۔کتنا برا کیا تھا نا اس نے پری کے ساتھ۔۔۔۔لیکن اب اس کی پری اس کے پاس واپس آ گئی تھی۔۔۔سب کچھ بھول بھلا کے۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے، میں نے آپ سب کو کتنی آوازیں دی تھیں۔۔۔میں وہاں پہ اکیلی تھی۔۔۔کوئی تھا بھی نہیں۔۔۔۔پری ایک دفعہ پھر سے روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔۔

بس اب میرا بے بی آگیا ہے نا۔۔۔اب میں ہمیشہ اپنے بے بی کو اپنے پاس رکھوں گا۔۔۔ارحم نے جھکتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔۔پری جھنپ سی گئی تھی۔۔۔۔

اگر اب تم اس طرح شرماؤ گی تو معاملہ مزید خراب ہو جائے گا۔۔۔۔ارحم نے مزید جھکتے کہا تھا۔۔۔

اللہ اللہ کتنے بے شرم ہو گئے ہیں آپ۔۔۔پری نے ایک دم سے اس کی گود سے نکلنا چاہا تھا۔۔۔

کیا" بے شرم "اور میں۔۔۔ارحم تو صدمے میں چلا گیا تھا۔۔۔اپنے لیے بے شرم لفظ سن کے۔۔۔پری میں تمہیں بے شرم لگتا ہوں۔۔۔

جی جیسی آپ آج حرکتیں کر رہے ہیں ناضرور میرے پیچھے سے آپ نے کوئی موویز دیکھی ہوں گی۔۔۔پری بلا جھجک بولی تھی۔۔۔کیا۔۔۔؟۔۔۔

ارحم کا مزید حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔کیسی حرکتیں کر رہا ہوں میں۔۔۔

یہی جو آپ دھیرے دھیرے قریب آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

پری نے نظریں چرائیں تھی۔۔۔لو جی کر لو گل۔۔۔

تو کیا آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں۔۔۔۔ارحم نے پری کو گھورا تھا۔۔۔میں آپ کی آنکھیں نہ نکال دوں۔۔۔

آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں۔۔"۔۔۔پری نے ارحم کی نقل " اتاری تھی۔۔۔کیا مطلب ہے آنکھیں نکال دو گی۔۔۔۔ صحیح بولا ہے اگر تمہارے قریب نہیں آؤں گا تو آفس کی لڑکیوں کے قریب جاؤں گا۔۔۔

ارحم تو تپ ہی اٹھا تھا۔۔۔اسے غصہ آگیا تھا پری کو "حرکتیں" والا لفظ بولنے پر۔۔۔۔

آہھہ۔۔۔۔ظالم لڑکی۔۔۔پری نے ارحم کے سینے میں ایک پنچ مارا تھا ۔۔۔۔میں نا آپ کی جان نکال دوں گی۔۔۔اگر اب آپ نے ایسی کوئی بات کی تو۔۔۔پری نے غصے سے آنکھیں بڑی کرتے دیکھا تھا۔۔۔

ہاں ہاں میری جان نکال دو۔۔۔خود تمہارا وہ مہان سکندر ہر بات میں آجاتا ہے۔۔۔اچھے خاصے رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔۔۔ارحم نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔

مہان سکندر نہیں جہان سکندر۔۔!"۔۔پری انتہائی نفاست سے بولی تھی ۔۔۔ارحم نے پری کو گھور کر دیکھا۔۔۔اب کیوں گھور رہے ہیں۔۔۔ میں نے تو آپ کو صرف نام کی تصحیح کر کے بتایا ہے۔۔۔

پری کیا تم کبھی میرے جذبات کو نہیں سمجھ سکو گی۔۔۔ارحم نے بولا نہیں تھا وہ بیچارہ صرف سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

اچھانا آپ مجھے اپنے زخم تو دکھائیں۔۔۔۔پری کو یاد آ گیا تھا کہ ارحم کو

چوٹ لگی ہے۔۔۔ شکر ہے یاد آیا۔۔۔ہاں تم اٹھو گی تو دکھاؤں گا نا۔۔۔

ارحم نے مزید نخرا دکھایا تھا۔۔۔پری جلدی سے اٹھ کے شریفانہ انداز میں

ایک سائیڈ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔پری ارحم کو شرٹ اتارتا دیکھ بولی تھی۔۔۔

چوٹ دکھانے لگا ہوں۔۔۔اور کیا کر رہا ہوں۔۔۔ڈانس کرنے لگا ہوں

۔۔۔ارحم نے شرٹ اتارنے کے دوران پری کو گھورتے ہوئے کہا تھا

۔۔۔۔

آپ شرٹ اتار کے زخم دکھائیں گے۔۔۔ نہیں میں نے نہیں دیکھنے۔۔۔

رہنے دیں آپ پہن لیں اپنی شرٹ۔۔۔پری اٹھنے والی تھی کہ ارحم نے

اسے روکا۔۔۔بے بی زخم شرٹ کے اوپر تو ہو نہیں سکتے۔۔۔تو اتار کر ہی

دکھاؤں گا نا۔۔۔۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے۔۔۔میں آنکھیں بند کر کے دیکھ لوں گی۔۔۔آخر پری بھی حامی بھر ہی چکی تھی۔۔۔

کیا آنکھیں بند کر کے دیکھ لو گی۔۔۔ارحم نے آئی بروا چکائی۔۔۔۔

جی آنکھیں بند کر کے دیکھوں گی نا۔۔۔اس طرح تو نہیں دیکھ سکتی نا۔۔۔

گناہ ملتا ہے نا اس طرح دیکھنے سے۔۔۔۔

واہ۔۔واہ۔۔واہ۔۔۔کیا بات کہی تھی پری نے۔۔۔ارحم تو پری کا فین ہو گیا۔۔۔

پری تم رہنے دو تم دیکھ ہی نہیں پاؤ گی۔۔۔میرے خیال سے ہمیں اب سو جانا چاہیے۔۔۔سونے کے علاوہ ارحم کے پاس کوئی آپشن نہیں بچا تھا۔۔۔

جی لیکن ابھی میں نے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔پری نے ایک چھوٹی سی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔

ہاں لیکن مجھے اب تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔میں سونے جارہا ہوں

۔۔۔ارحم اٹھ چکا تھا۔۔۔جہاں اس کے جذبات کی کوئی قدر نہیں تھی

وہاں باتیں سننے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

پری دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔کیا ارحم سچ میں اس سے باتیں نہیں کرے گا

۔۔۔۔

ارح کیا آپ ناراض ہوگئے ہیں۔۔۔پری جلدی سے کھڑے ہوتے بولی

تھی۔۔۔ تمہیں میری ناراضگی سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

ارحم نے دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔اس نے تو پری کی طرف دیکھا بھی نہیں

تھا۔۔۔بس پھر یہی بات پری کو آگ لگا گئی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے مجھے آپ کی ناراضگی سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

ناراض مجھے ہونا چاہیے۔۔۔جبکہ آپ کا منہ بن گیا ہے۔۔۔مجھے نا اس

کمرے میں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔جہاں میری کوئی قدر ہی نہ ہو۔۔۔

الٹا پری منہ بناتے ہوئے لی تھی۔۔۔ارحم نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا

۔۔۔وہ کوئی جواب دیے بغیر آگے بڑھا اور اوندھے منہ بیڈ پہ جا گرا۔۔۔

جیسے کہہ رہا ہو میں واقعی تم سے ناراض ہوں۔۔۔۔

پری نے مایوسی سے ارحم کو دیکھا۔۔۔کیا میں نے سچ میں ان کو ناراض کر دیا ہے۔۔۔اف پری کتنی پاگل ہو تم۔۔۔اب کیا کروں۔۔۔مجھے تو منانا بھی نہیں آتا۔۔۔پری نے منہ بسورا تھا۔۔۔کیا مصیبت ہے۔۔۔

پری دھیرے دھیرے چلتی ہے ارحم کے پاس آئی۔۔۔اور ہم کیا سچ میں آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔پری نے انگلیاں مروڑتے پوچھا تھا ۔۔۔نہیں میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔تم سو جاؤ مجھے بھی آرام کرنا ہے۔۔۔ارحم تھکے لہجے میں بولا تھا۔۔۔اب تو پری کو پکا یقین ہو گیا تھا، کہ ارحم ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

پری دھیرے دھیرے چلتی اپنی سائیڈ پہ آتے ارحم کے پاس بیٹھی۔۔۔

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔پری انگلی منہ میں رکھتے کسی چھوٹے بچے کی طرح بولی تھی۔۔۔

ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی ٹھیک ہے۔۔۔ارحم نے اسی طرح اوندھے منہ لیٹے جواب دیا تھا۔۔۔وہ محسوس کر چکا تھا کہ پری اس کے پاس بیٹھی ہے۔۔۔ لیکن اس نے کوئی حرکت نہیں کی تھی۔۔۔۔

کیا مطلب ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی ٹھیک ہے۔۔۔آپ مجھے بتائیں نا، کہ اپ کو درد ہو رہا ہے۔۔۔پری نے دھیرے سے اپنا ہاتھ ارحم کے کندھے پہ رکھا تھا۔۔۔۔اور ارحم کا سارا غصہ ہوا ہو گیا تھا۔۔۔

ارحم نے ہلکا سا چہرہ باہر نکالا اور پری کی طرف دیکھا۔۔۔۔ ٹھیک اس لیے ہوں کہ میرا ابے بی میرے پاس اگیا ہے۔۔۔اور ٹھیک اس لیے نہیں ہوں کہ میرا ابے بی مجھ سے باتیں نہیں کر رہا۔۔۔ارحم کا چہرہ اداسی سے مرجھا گیا تھا۔۔۔۔

پری تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں کتنا مس کیا تھا۔۔۔پری نے آنکھیں ٹمٹمائیں۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو بتائیں تو صحیح کتنا مس کیا تھا۔۔۔۔

میں نے تمہیں اتنا مس کیا تھا کہ جب میں ہوش میں آیا تو میں چاہتا تھا کہ سب سے پہلے میرا بے بی میرے پاس آئے۔۔۔اتنی دیر میری نظریں صرف تمہیں ڈھونڈتی رہی تھیں۔۔۔لیکن تم نہیں آئی میں نے سب سے پوچھا کسی نے مجھے نہیں بتایا۔۔اس وقت میں صرف اپنے بے بی کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔لیکن وہی میرے پاس نہیں تھا۔۔۔میں اتنا اداس ہو گیا تھا۔۔۔

اب ارحم مکمل طور پر پری کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔پھر میں نے حمدان سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ پری یزدان شاہ کے پاس ہے۔۔۔جو درد مجھے اس وقت محسوس ہوا کہ میری پری اس یزدان شاہ کے پاس ہے اتنا درد مجھے گولیاں لگنے پہ محسوس نہیں ہوا تھا۔۔ارحم کی آواز میں درد تھا۔۔ وہ واقعی سچ بول رہا تھا۔۔۔پری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔بے اختیار اس نے ارحم کے سینے پہ سر رکھا،اور اس کے گرد ہاتھ لپیٹتے لیٹ گئی ۔۔۔

ارحم میں نے بھی آپ کو سچی میں بہت زیادہ مس کیا تھا۔۔۔ سوری میں آئندہ آپ کو ایسے تنگ نہیں کروں گی۔۔۔۔اور آئندہ کبھی آپ سے ناراض بھی نہیں ہوں گی۔۔۔۔پری لاڈ سے بولی تھی۔۔۔۔ارحم کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔

پکا آئندہ تنگ نہیں کرو گی۔۔۔اور میرے جذبات کو بھی سمجھو گی۔۔۔۔۔ارحم نے انکھیں چھوٹی کی تھیں۔۔۔۔

جی جی ایسا ہی ہو گا۔۔۔!"میں بھی آپ سے بہت سارا پیار۔۔۔۔۔پری بولتے بولتے رکی۔۔۔۔اف یہ کیا ہوا۔۔۔راز کی بات پری اپنے منہ سے نکالنے والی تھی۔۔۔۔

کیا بول رہی تھی تم۔۔۔رک کیوں گئی۔۔۔بولو تم مجھ سے۔۔۔۔۔ارحم کو پری کی بات میں تجسس ہوا تھا۔۔۔۔کک۔۔۔کچھ نہیں وہ تو میں ایسے بول رہی تھی۔۔۔پری نے جلدی سے بات کا رخ بدلا۔۔۔۔

نہیں نہیں تم کچھ تو بولنے والی تھی۔۔۔۔اور اب تمہیں بولنا پڑے گا۔۔۔ ارحم چپ کریں نا۔۔۔۔پری نے زور سے آنکھیں بند کی تھی۔۔۔۔نہیں ابھی تم جو بول رہی تھی میں وہ سننا چاہتا ہوں۔۔۔۔اور اب دوبارہ تمہیں بولنا پڑے گا۔۔۔۔تم یہی کہنے والی تھی نہ کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو

۔۔۔۔۔

ارحم چپ کرے نا پری نے ارحم کے لبوں پہ انگلی رکھی تھی۔۔۔کچھ بھی بولتے رہتے ہیں۔۔۔۔

اووو۔۔۔تو میڈم کو محبت ہو گئی ہے، وہ بھی ارحم خان سے۔۔۔۔ارحم ہونٹ گول کرتے بول رہا تھا۔۔۔۔ارحم میں پھر آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔۔پری نے منہ بسورا تھا۔۔۔۔

اظہار تو کر دیا ہے۔۔۔اب ناراض ہونے کا فائدہ۔۔۔۔ارحم شرارت سے بولا تھا۔۔۔۔ارحمممم اگر اب اپ دوبارہ بولے نا تو پھر میں یہاں سے اٹھ جاؤں گی۔۔۔پری نے اپنی انگلی دکھاتے ارحم کو دھمکی دی تھی۔۔۔نہیں

اب تم یہاں سے نہیں اٹھ سکتی۔۔۔ارحم نے جیسے اس کی نالج میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔۔

ارحم۔۔۔تنگ نہیں کریں ناسونے دے مجھے۔۔۔آپ بھی سو جائیں۔۔۔ پری تو شرما ہی گئی تھی۔۔۔

ارحم بھی اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے خاموش ہو گیا تھا ۔۔۔اس کی پری کو نیند آرہی تھی۔۔۔اور ظاہر سی بات ہے وہ اپنی پری کی نیند تو خراب نہیں کر سکتا تھا نا۔۔۔۔

••••••••••

ایک اور دن چڑھ چکا تھا۔۔۔ایک نئی صبح۔۔۔سب پرندے اپنے گھروں سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔درخت بھی اٹھ بیٹھے تھے۔۔۔آفتاب بھی آہستہ آہستہ اپنی روشنی بکھیر رہا تھا۔۔۔

سب کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھ چکے تھے۔۔۔پری ارحم کے ساتھ جڑ کے بیٹھی تھی۔۔۔بالکل پہلے کی طرح سرے سے اپنے بھائیوں کو اگنور کرتی ہوئی

۔۔۔ حمدان بار بار پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ شایان ہیزل کو تکنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

ارحم نے کانٹا چمچ پکڑا اور اس کو زور سے پلیٹ میں مارا۔۔۔ شایان حمدان اور پری نے بیک وقت ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ جو شایان کو گھورنے میں مصروف تھا۔۔۔

ویسے میں انسان کی آنکھیں بھی نکال لیتا ہوں۔۔۔۔ ارحم شایان کو سخت گھوری سے نوازتے بولا تھا۔۔۔ شایان نے بھی ڈھیٹ بنتے اپنا کالر جھاڑا ۔۔۔ آنکھیں ان کی نکالی جاتی ہیں جن کی نظر گندی ہو۔۔۔ شریفوں کا بھلا کیا قصور۔۔۔ شایان نے بات تو ارحم سے کی تھی لیکن نظریں ابھی بھی ہیزل کی طرف تھیں۔۔۔۔

ہیزل ان سب سے الگ بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔۔۔ وہ انتہائی کم گو لڑکی تھی۔۔۔ کسی سے زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

پری تم ہم سے بات کیوں نہیں کر رہی۔۔۔آخر حمدان نے بھی پری کو مخاطب کر ہی لیا تھا۔۔۔۔پری نے چہرہ اٹھا کے حمدان کی طرف دیکھا ۔۔۔۔یہ آپ کو بابا سے پوچھنا چاہیے تھا۔۔۔۔

پری تم ہمیں خود بتا دو کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔۔کیا بابا نے تمہیں کچھ کہا ہے ۔۔۔۔ہم تو ہمیشہ سے تمہاری سائیڈ لیتے ہیں۔۔۔۔تم ہمیں بتا سکتی ہو ۔۔۔۔اب کی بار شایان بولا تھا۔۔۔۔

پری خاموش رہی اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔پری میں جانتا ہوں تم اس دن والی بات پہ ناراض ہو۔۔۔جس دن یزدان نے بابا کو کول ملائی تھی۔۔۔تم یقین کرو گی،اس دن بابا بول ہی رہے تھے کہ یزدان نے والیوم بند کر دیا تھا۔۔۔تاکہ تم سن نہ سکو۔۔۔وہ صرف تمہارے دل میں ہمارے خلاف بدگمانی پیدا کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔اور میرے خیال سے وہ اس کام میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔۔کیونکہ تم نے اس کی بات پہ یقین کر لیا تھا۔۔۔حمدان پری کو سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

نہیں وہ ایک حساب سے سچ بول رہا تھا۔۔ بابا ہمیشہ سے ایسا کرتے ہیں ۔۔۔پری بولتے بولتے رک گئی تھی ۔۔۔وہ ارحم کے سامنے کچھ ظاہر نہیں کروانا چاہتی تھی ۔۔۔۔ارحم نے حمدان کا چہرہ دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو آخر پری کی بات کا مطلب کیا ہے ۔۔۔ حمدان نے نظریں چرائیں۔۔۔۔

اچھا نا اب یہ ساری ناراضگی ختم کرو۔۔۔ شایان پھر سے بولا تھا۔۔

خبردار پری۔۔"۔۔کوئی ضرورت نہیں ہے ناراضگی ختم کرنے کی۔۔۔ " تمہاری اس ناراضگی کی وجہ سے میں بہت سکون میں ہوں۔۔۔ارحم ان دونوں بھائیوں کو گھورتے بولا تھا۔۔۔ صحیح تو بول رہا تھا۔۔۔ان کی ناراضگی رہے تو اچھی بات ہے۔۔۔اگر صلح ہو گئی تو پری ارحم کو کہاں سے بلائے گی۔۔۔۔وہ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ مصروف رہے گی۔۔۔۔

جی ارحم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ابھی میں آپ لوگوں سے ناراض ہی رہوں گی۔۔۔آپ لوگوں کو کل منانا چاہیے تھا۔۔۔اور آپ لوگوں

نے منایا ہی نہیں۔۔۔پری نے منہ بنایا تھا۔۔۔حمدان سرد آہ بھر کے رہ گیا تھا۔۔۔

مہرناز بیگم بھی اگئیں تھیں۔۔۔حمزہ صاحب اور زمل بیگم بھی آ گئے تھے۔۔۔ناشتہ لگ چکا تھا۔۔۔سب نے مل کے ایک ساتھ ناشتہ کیا تھا۔۔۔اور اب سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

●●●●●●●●●●●

تقریبا تین بجے کا ٹائم تھا۔۔۔آج کا دن ان کا معمول کے مطابق گزرا تھا۔۔۔بس گھر میں تین لوگوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔زمل بیگم ہیزل اور حمزہ صاحب۔۔۔

بڑی بی بی باہر کوئی عورت آئی ہیں، وہ بول رہی ہیں کہ انہیں پری بی بی سے ملنا ہے۔۔۔رضیہ بی نے لاونج میں آتے بتایا تھا۔۔۔

پری سے کون ملنے آیا ہے نام ہی بتایا انہوں نے۔۔۔اور ہم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا تھا نہیں جی وہ کہہ رہی ہیں کہ بس پری بی

بی کو بلا دیں ارے ایسے کیسے بھیج دیں مما اپ دیکھیں کون ہیں اور ہم نے مہر ناز بیگم سے کہا تھا۔۔۔۔

پری کو خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی ماما میں اپ کے ساتھ جاتی ہوں نا شاید کوئی جاننے والی ہوں پر ہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے بیٹھ جاؤ تم ماما پہلے دیکھیں گی اور ہم نے اسے روکا تھا

۔۔۔۔

مجھے ماما کے ساتھ جانا ہے پری ضدی انداز میں بولتی مہر ناز بیگم کے ساتھ ہی باہر کو ائی۔۔۔۔

مہر ناز بیگم اگئی تھی اور پری ان کے پیچھے پیچھے لیکن پری مقابل کا چہرہ دیکھ چکی تھی۔۔۔۔

جی اپ کون مہر ناز بیگم نے ان کے سامنے جاتے سوال کیا تھا لیکن وہ مہر ناز بیگم کی طرف متوجہ کرتی وہ تو پری کی طرف متوجہ تھیں۔۔۔۔

مہر ناز بیگم نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا جو پلکیں جھپکائے بغیر اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ پری کیا تم ان کو جانتی ہو پری نے ناسمجھی سے مہر ناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔ میں ہاں میں۔۔۔۔ پری کے الفاظ ادھورے رہ گئے تھے

۔۔۔

یہ رخسار بیگم تھیں۔۔۔ پری کی ماما۔۔۔ پری ان کو کیسے بھول سکتی تھی

۔۔۔ پریشے میں جانتی ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیکن پلیز میری ایک بات سن لو۔۔۔ پلیز انکار مت کرنا۔۔۔ انہوں نے آگے ہوتے پری کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ پلیز ایسا مت کریں۔۔۔ پری نے آگے ہوتے ان کے ہاتھ پکڑنے چاہے تھے ۔۔۔ لیکن اس کے قدم رک گئے تھے۔۔۔

پری نے چہرہ اٹھاتے مہر ناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔بیٹا اگر کوئی ضروری بات ہے تو اندر آجاؤ نا۔۔ کر لو بات پری سر جھکاتے اندر کی طرف چل پڑی تھی۔۔۔

یہ تینوں ڈرائنگ روم میں آئے تھے۔۔۔۔ مہر ناز بیگم بھی پریشے کے ساتھ ہی تھیں۔۔۔ رخسار بیگم نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

پریشے میں تم سے معافی مانگنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔اگر تم مجھے معاف کر دو گی تو میں ساری زندگی تمہاری احسان مند رہوں گی۔۔۔ میں جانتی ہوں کہیں نہ کہیں میری بھی غلطی ہے۔۔۔ مہر ناز بیگم نے نہ سمجھی سے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔ وہ چہرہ جھکائے بول رہی تھیں۔۔۔اور پری تو کوئی حرکت ہی نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔

پریشے میں نہیں جانتی تھی کہ میری ایک چھوٹی سی غلطی تمہارے ساتھ اتنا کچھ کر جائے گی۔۔۔ تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ اب رونے لگی تھیں۔۔۔

پری نے بے بسی سے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔پری کا دل چاہا وہ اٹھے اور اپنی ماں کو گلے لگا لے۔۔۔وہ ان کو رونے سے روک دے۔۔۔پری جانتی تھی انہوں نے کیا کچھ نہیں برداشت کیا تھا۔۔۔اور کہیں نہ کہیں انہوں نے پری کی بہتری ہی سمجھی تھی، وہ غلط نہیں تھی۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔بس اس سے آگے پری کچھ نہیں بول سکی تھی۔۔۔بیٹا کیا تم لوگ مجھے بتاؤ گے کہ یہاں ہو کیا رہا ہے۔۔۔یہ کون ہے اور یہ تم سے اس طرح معافی کیوں مانگ رہی ہیں۔۔۔مہر ناز بیگم نے نہ سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

رخسار بیگم نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔

پری میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گی۔۔بس ایک احسان کر دو میرا جینے کا واحد سہارا میر ایزدان ہے۔۔۔تم اسے معاف کر دو۔۔۔وہ سچ میں تم سے محبت کرتا تھا، لیکن میں نے اسے سمجھا دیا ہے وہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کرے گا۔۔۔تم بس اسے معاف کر دو۔۔۔اپنا کیس واپس لے لو۔۔۔

میں یزدان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔میں گارنٹی دیتی ہوں وہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔۔۔اب رخسار بیگم کے مسلسل آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

اسی پل کمرے میں ارحم داخل ہوا۔۔۔یہ کس کی اجازت سے یہاں آئی ہیں۔۔۔اور ماما آپ ان کو اندر کیوں لے کے بیٹھی ہیں۔۔۔ارحم نے ناگواری سے ان کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔اور آپ کیا آپ میں شرم نام کی چیز کوئی باقی بچی ہے۔۔۔ارحم انگلی دکھاتا بولا تھا۔۔۔

بیٹا کیا کر رہے ہو ایسے بات نہیں کرتے۔۔پیچھے ہٹو مہرناز بیگم جلدی سے اٹھی تھیں۔۔۔ماما پیچھے ہو جائیں آپ۔۔۔آپ ان کو اندر کیوں لے کر آئی ہیں۔۔۔یہ لوگ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان سے عزت سے بات کی جائے ارحم بدلحاظ ہوتا بولا تھا۔۔۔

رخسار بیگم جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔کہیں نہ کہیں پری کو بہت برا لگا تھا۔۔۔وہ جیسی بھی تھی پری کی ماں تھی۔۔۔

شور کی آواز سنتے شایان اور حمدان بھی اندر آئے لیکن اندر کا ماحول دیکھتے ان کو جھٹکا لگا۔۔۔۔

ارحم پلیز وہ معافی مانگ رہی ہیں نا۔۔ آپ ایسے بات مت کریں۔۔ پری کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔۔ پری تم اندر جاؤ یہاں سے۔۔۔

ابھی اور اسی وقت ارحم کو تو غصہ ہی آ گیا تھا کیسے وہ اس عورت کو اندر لے آئی تھے۔۔۔ اور بیٹھ کے اس سے باتیں بھی کر رہے تھے۔۔۔۔

ارحم جو بھی ہے تم ان سے اس طرح بات نہیں کر سکتے۔۔۔ حمدان نے بھی آگے ہوتے ارحم کو سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔ حمدان کیا تم نہیں جانتے کہ ان کے بیٹے نے ہماری پری کے ساتھ کیا کیا ہے۔۔۔ کیا بھول گئے ہو تم۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں لیکن تم ان سے اس طرح سے بات تو نہیں کر سکتے نا

۔۔۔

میں اسی طرح بات کروں گا۔۔۔ اسی قابل ہیں یہ لوگ، اور آپ ابھی تک یہاں کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہیں۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔ ارحم بلا کا

بدلحاظ ہوتا بولا تھا۔۔۔ارحم تم چلو یہاں سے میں تم سے بات کرتا ہوں

۔۔۔ حمدان نے اسے لے جانا ہی بہتر سمجھا تھا حمدان تم آخر چاہتے کیا ہو

۔۔۔۔

مم۔مجھے یہاں سے جانا چاہیے۔۔۔رخسار بیگم چہرہ جھکاتی جلدی سے باہر

کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

"!ماما رک جائیں۔۔۔ "

پری کو بل بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا کہ ارحم اس کی ماں کو اس طرح سے

ٹونٹ کریں۔۔۔۔

مہرناز بیگم اور ارحم نے ایک ساتھ پری کا چہرہ دیکھا جو بے تاثر تھا۔۔۔ارحم

نے اب سوالیہ نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

کیا بولا ابھی تم نے ؟۔۔ مہرناز بیگم نے نا سمجھے سے پوچھا تھا۔۔۔۔پری

دوبارہ نہیں بول سکتی تھی۔۔ وہ بولنا چاہتی تھی۔۔ وہ سب کو بتانا چاہتی تھی

کہ رخسار بیگم اس کی ماں ہے۔۔ لیکن وہ نہیں بتا پا رہی تھی۔۔۔۔

پری ابھی کیا بولا تھا تم نے، اب ارحم پری سے مخاطب تھا۔۔۔ارحم تم چلو میں تمہیں بتاتا ہوں ناسب، تم چلو یہاں سے۔۔۔ حمدان نے دوبارہ اسے باہر چلنے کو کہا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ پری سے کوئی کسی بھی قسم کا سوال کرے۔۔۔آخر تم مجھے بتانا کیا چاہتے ہو، ارحم تنگ آتا حمدان کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

پری نے ارحم کو باہر جاتا دیکھا تو جیسے اس کو بات کرنے کا موقع مل گیا تھا ۔۔۔پر نے جلدی سے مہرناز بیگم کی بازو پکڑی۔۔۔ماما آپ ان سے ایسے بات مت کریں۔۔ یہ میری ماما ہیں۔۔۔اشک پھر سے بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ پھر سے غم تازہ ہو گئے تھے۔۔۔ایسے جیسے کسی نے زخموں سے مرہم اتار دی ہو۔۔۔۔ مہرناز بیگم تو پری کا چہرہ دیکھ رہی تھیں کہ وہ بول کیا رہی ہے۔۔۔

....

رخسار بیگم جا چکی تھیں۔۔۔وہ ایک دفعہ پھر پری کو چھوڑ گئی تھیں۔۔۔۔ کیا وقت رک نہیں سکتا تھا۔۔۔کیا وہ وقت واپس نہیں آ سکتا تھا۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔جن لوگوں کو دھتکار دیا جائے، وہ پلٹتے نہیں ہیں۔۔۔کیا ان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔پری نے دھتکارا تو نہیں تھا۔۔۔ بچپن سے اپنی ماں کے لمس سے محروم لڑکی، کیا اب بھی محروم ہی رہنے والی تھی۔۔۔کاش وقت واپس آ جاتا۔۔۔کاش وقت پلٹا مار دیتا۔۔۔کاش وقت پری کے ساتھ ایسا نہ کرتا۔۔۔

کاش۔۔"ایک کاش ہی تو بچا تھا، پری کی زندگی میں۔۔۔"

کاش ماما کبھی چھوڑ کر نہ جاتی۔۔۔کاش بابا مجھے ہمیشہ اپنی بیٹی مانتے۔۔۔

کاش ماما واپس آ جائیں۔۔۔کاش میں اپنے گھر واپس چلی جاتی۔۔۔۔"

" کاش۔۔کاش۔۔۔اور صرف کاش۔۔۔۔

پری کا دل چاہا تھا کہ وہ انہیں روک لے۔۔۔لیکن وہ چاہ کر بھی نہیں روک سکی تھی۔۔۔

ارحم اور مہر ناز بیگم پہ تو جیسے آج حیرانیوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔۔۔ان کو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ فریحہ بیگم پری کی سوتیلی ماں ہے۔۔۔

جبکہ اس کی پہلی ماں رخسار بیگم ہے۔۔۔

پری مہر ناز بیگم کے گرد اپنا حسار لپیٹے بیٹھی تھی۔۔۔۔ سامنے صوفے پہ ارحم اپنے دونوں ہاتھ چہرے کے نیچے ٹکائے پری کی طرف متوجہ تھا۔۔۔ جو نہ کچھ بول رہی تھی اور نہ ہی کچھ سن رہی تھی۔۔۔ صرف رونے پہ زور رکھا تھا۔۔۔۔

ارحم کو تو جیسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا، کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ سچ ہے۔۔۔ بے یقینی سے پری کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اتنی بڑی بات، دھوکہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن اس بات کے بارے میں پھر بھی وہ پری سے تصدیق کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے پری کی چہرے کو دیکھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔

حمدان، شایان، زمل بیگم، ہیزل، اور حمزہ صاحب بھی یہیں موجود تھے
۔۔۔

ماما آپ کو پتہ ہے میں نے ان کے ساتھ کتنی بدتمیزی کی تھی۔۔ مم۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ کتنا ہرٹ ہوئی ہوں گی نا۔۔۔ پری نے ایک دفعہ پھر سے ہچکی لی تھی۔۔۔ میں نے ان سے اتنی زیادہ بدتمیزی کی تھی، کہ۔۔ وہ ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ مم۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ میں میں ان سے سوری بول لوں گی۔۔۔ آپ ان کو واپس بلائیں نا۔۔۔ وہ پھر چلی گئی ہیں۔۔۔ آپ ان کو کہیں وہ واپس آ جائیں۔۔۔

پری نے چہرہ باہر نکالتے حمدان اور شایان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ " بھیا آپ جائیں نا آپ ان کو لے کر آئیں آپ ہی انہیں لا سکتے ہیں واپس۔۔۔ پری جانتی تھی، وہ واپس نہیں آ سکتی۔۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں وہ ضد کر رہی

تھی۔۔۔وہ ضد ہی تو کر رہی تھی۔۔۔کہاں کبھی پری نے ضد کی تھی لیکن آج۔۔۔۔۔۔

شایان اور حمدان نے بے بسی سے پری کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔وہ 15 سال پہلے بھی کچھ نہیں کر سکے تھے،اور آج بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

•••••••••••••

دھیرے دھیرے افتاب ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔آسمان پہ تاریکی چھا رہی تھی ۔۔۔پرندے گھروں کو واپس لوٹ رہے تھے۔۔۔دسمبر کی سرد ہوا کے جھونکے ان کے جسم کو چھوتے گزر رہے تھے۔۔۔حمدان،شایان،اور ارحم یہ تینوں باہر لون میں بیٹھے تھے۔۔۔ان تینوں میں اتنی ہمت نہیں تھی، کہ وہ ایک دوسرے کو مخاطب کر سکیں۔۔۔۔

"!خاموش،خاموشی،اور خاموشی۔۔"

آخر ارحم نے اس خاموشی کو توڑ ہی دیا۔۔۔حمدان مجھے اب تک تمہاری بات پہ یقین نہیں آ رہا۔۔۔ارحم اپنا ماتھا مسلتے بولا تھا۔۔۔۔

" سکندر انکل کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

ارحم اس وقت سچویشن ہی ایسی تھی کوئی کسی کی بات سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔ رخسار آنٹی پہ جو الزام لگے، وہ سنتی گئیں۔۔۔ انہوں نے بولنے کی ہمت نہیں کی تھی۔۔۔۔ ان کو اپنے حق کے لیے بولنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں بولیں۔۔۔ بابا نے جو کہا وہ سنتی گئیں۔۔۔ حمدان نے افسوس سے بتایا تھا۔۔۔

کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اس سب میں نقصان صرف پری کا ہوا ہے ۔۔۔ ارحم نے جیسے بات کا نتیجہ نکالا تھا۔۔۔

••••••••••••

ارحم شایان اور حمدان کے ساتھ کافی دیر تک باتیں کرتا رہا تھا۔۔۔ تقریبا نو بجے کے قریب وہ کمرے میں آیا۔۔۔اس کی نظر بالکنی میں کھڑی پری کی طرف گئی۔۔۔

گلے میں دوپٹہ لپیٹے بندھی چٹیا سے باہر نکلے بالوں کی لٹیں جو ہوا کے " جھونکوں سے لہرا رہی تھیں۔۔۔وہ گم سم سی کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔ نہیں شاید وہ ستارے گن رہی تھی۔۔۔ نہیں وہ ستارے بھی نہیں گن رہی تھی۔۔۔ کیا وہ کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔ نہیں سوچنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔۔

ہر طرف "دھوکہ "فریب۔۔۔ کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔ کیا یہ سب پری کے حصے میں تھا۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نہیں ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔۔ پری ان لاتعداد ستاروں کو گننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔وہ ہر کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔۔۔ وہ 20 ستارے گنتی تھی،اور تھوڑا سا آگے

جاگے وہ ان گنت ستاروں میں گم ہو جاتی تھی۔۔۔وہ پھر سے پہلے والے ستاروں کو گننے لگتی تھی۔۔۔

ارحم نے وارڈروب سے شال نکالی اور بال کنی کی طرف بڑھا۔۔۔

اس نے اندر آتے شال کھول کے پری کے کندھوں پہ ڈالی۔۔۔پری نے پلٹتے ہیں ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔اتنی ٹھنڈ میں یہاں کیوں کھڑی ہو سردی لگ گئی تو۔۔۔ارحم نے شال لپیٹنے کے ساتھ ساتھ اس کے گرد حسار بھی باندھا تھا۔۔۔

"! خاموشی، خاموشی، صرف خاموشی۔۔۔ "

کیا سوچ رہی ہو ؟۔۔۔ارحم نے اس کے کندھے پہ اپنا چہرہ ٹکایا تھا۔۔۔

ارحم آپ میری ایک بات مانیں گے۔۔۔دھیما لہجہ تھا، آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

جناب آپ حکم کریں۔۔ بندہ حاضر۔۔ ارحم نے بولتے بولتے پری کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا تھا۔۔۔ جو بار بار ہوا میں لہراتی ارحم کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔

آپ اپنا کیس واپس لے لیں۔۔۔ پری کی آواز بھیگی تھی۔۔۔ آواز میں صدیوں کی تھکن تھی۔۔۔ التجا تھی۔۔۔ یا منت تھی۔۔۔ ارحم کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔۔

ارحم نے پری کا رخ اپنی طرف موڑا۔۔۔ پری چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ ارحم نے انگلی کی مدد سے اس کا چہرہ اٹھایا۔۔۔

میرا بے بی جو کہے گا، جیسا کہے گا، ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔۔ پری کی آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔۔ آپ سچ بول رہے ہیں نا۔۔۔

"!پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے۔۔۔۔ "

پری بے اختیار ارحم سے لپٹ گئی تھی۔۔۔جن آنسوؤں کو وہ کب سے رو کے کھڑی تھی۔۔۔وہ اب بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔

میں۔۔میں ماما سے بھی سوری کروں گی۔۔۔میں نے بہت بدتمیزی کی تھی ان کے ساتھ۔۔۔ارحم اب بہت اچھے ہیں۔۔۔۔

ارحم نے جھکتے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔۔۔۔

اب میرا بے بی خوش ہے۔۔۔پری نے زور زور سے اسبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔نہیں یار ایسے نہیں کسی اور طرح سے اپنی خوشی کا اظہار کرو۔۔۔ارحم شرارت سے بولا تھا۔۔۔پری نے سر نکالتے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔

وہ کیسے۔۔۔۔؟

اب یہ بھی مجھے بتانا پڑے گا۔۔۔ارحم نے منہ بگاڑا۔۔۔مجھے سچی میں نہیں پتا آپ بتا دیں نا میں ویسے کر دیتی ہوں۔۔۔۔پری واقعی نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔ نہیں بلکہ کر کے دکھاتا ہوں ۔۔۔ارحم نے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔۔پری نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔۔ جیسے بول رہی ہو اب کریں بھی۔۔۔۔

ارحم نے جھکتے انتہائی نرمی سے پری کی کال پہ لب رکھے تھے۔۔۔۔پری کو اپنے جسم میں کرنٹ دوڑتا محسوس ہوا تھا۔۔۔پری ایک جگہ پہ ساکت کھڑی تھی۔۔۔اس کا چہرہ شرم سے لال ٹماٹر ہو گیا تھا۔۔۔

ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔ جیسے بول رہا ہو ایسے شکریہ ادا کرو۔۔۔

مم۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔ مم۔مجھے سونا ہے۔۔۔پری اندر کی طرف بڑھنے لگی تھی،ارحم نے اسے روکا۔۔۔تو میرا شکریہ ادا کون کرے گا۔۔۔ پہلے میرا شکریہ ادا کرو، پھر سو جانا۔۔۔

مم۔۔میں کیسے کروں پری سے بمشکل تین الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔جیسے

میں نے کیا، ارحم نے شانے اچکائے۔۔۔ہاں لیکن میں نہیں کر سکتی ایسے

،پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

بے بی تم کر سکتی ہو۔۔۔ چلو اب جلدی سے کرو، میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔

ارحم شوخ لہجے سے بولا تھا۔۔۔ نہیں مجھے سونا ہے۔۔۔

سوچ لو پھر میں اپنا کیس واپس نہیں لوں گا۔۔۔ارحم نے دھمکی دی تھی

۔۔۔ بھلا بیویوں کو کون دھمکی دیتا ہے۔۔۔۔

آپ مجھ سے رشوت لیں گے۔۔۔پری نے آنکھیں ٹم ٹماتے ارحم کی

طرف دیکھا۔۔۔

رشوت نہیں اسے پیار کہتے ہیں۔۔۔ارحم نے پری کے لہراتے بالوں پہ

پھونک ماری تھی۔۔۔پری نے زور سے آنکھیں میچی۔۔۔

یار میں انتظار کر رہا ہوں، جلدی کرو ارحم نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تھا

۔۔۔نن۔نہیں آپ انتظار مت کریں۔۔۔مجھ سے نہیں ہو گا۔۔۔مجھے

ابھی سونا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔۔!"ارحم نے اسے چھوڑ دیا تھا،اور کمرے کی طرف

اشارہ کیا۔۔۔

میرے خیال سے تم چاہتی ہی نہیں ہو کہ میں اپنا کیس واپس لوں۔۔۔پری

پلٹنے ہی لگی تھی کہ اس کے کانوں میں ارحم کے الفاظ گونجے۔۔۔پری

نے بے بسی سے پلٹتے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔آپ دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔

ارحم نے شانے اچکائے۔۔جیسے کہہ رہا ہو ہاں۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے

۔۔۔

بے بی محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔۔۔ارحم نے پری کی گال کھینچی

تھی۔۔۔تو ٹھیک ہے پھر آج کے بعد میں بھی رشوت پہ ہی آپ کا کام

کروں گی۔۔۔پری نے منہ بنایا تھا۔۔۔

مطلب میں ہاں سمجھوں۔۔۔ارحم نے بتیسی دکھائی تھی۔۔۔پری ایک دفعہ پھر سے لال ٹماٹر بنی تھی۔۔۔یار ایک تو تم شرماتی بہت ہو۔۔۔اب کر بھی دو مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ابھی مجھے میڈیسن بھی لینی ہے۔۔۔ارحم نے جلدی سے اپنا چہرا آگے کیا تھا۔۔۔

پری نے انگلیاں مروڑتے بمشکل اپنا چہرہ اٹھایا۔۔۔ارحم کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

پری نے دھیرے سے ارحم کی گال پہ لب رکھے، لیکن اسی پل اٹھا لیے۔۔۔ ہائے۔۔۔🙈🙊🙉 (ایک تو شرمانے کے لیے یہ بندر ہی بچا ہے !")۔۔۔

پری کے اتنے سے عمل سے ہی ارحم ہواؤں میں اڑ گیا تھا۔۔۔اس نے ایک الگ احساس محسوس کیا تھا۔۔۔اس کے چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔۔۔اب شرما کیوں رہی ہو۔۔۔

ارحم نے پری کو کندھوں سے تھامتے آسمان کی طرف رخ موڑا تھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ واقعی شرما گئی تھی۔۔۔

میں نے سوچا تھا کہ میں ایک بے شرم لڑکی سے شادی کروں گا۔۔۔ جو بلا جھجک ہر کام کرے، لیکن یہاں تو مجھے شرم کی دکان مل گئی ہے۔۔۔

ہر کام مطلب۔۔؟" پری نے بے اختیار پوچھا۔۔۔ لیکن اپنی بات پہ غور کرتی شرم سے مزید چہرہ جھکا گئی۔۔۔ارحم نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہ کنڑول کیا تھا۔۔۔پری واقعی بہت معصوم تھی۔۔۔

اگر کہو گی تو ٹریلر دکھادوں گا۔۔۔ارحم پری کا چہرہ دیکھتے بولا تھا۔۔۔ جو اس وقت ٹماٹر کی طرح لال ہو چکا تھا۔۔۔پری نے مزید شرماتے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔اگر اب دوبارہ سے تم اس طرح شرماؤ گی تو معاملہ مزید خراب ہو جائے گا۔۔۔ارحم نے پری کے چہرے سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔۔ورنہ سچ میں معاملہ خراب ہو جانا تھا۔۔۔

مم۔میں تو نہیں شرما رہی۔۔۔پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔اچھا اگر شرما نہیں رہی، تو پھر میری طرف دیکھ کر بات کرو۔۔۔ارحم نے انگلی سے پری کا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔پری مزید جھپ گئی تھی۔۔۔۔

ارحم نے پری کے کندھے سے شال درست کرتے آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔۔پری نے بھی چہرہ اٹھا کے چاند کی طرف دیکھا۔۔۔۔ اور ارحم کے کندھے پہ سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔

ارحم نے دوسری بازو بھی اس کے گرد لپیٹی۔۔۔چاند بھی ان کی محبت دیکھ کر شرماتا بادلوں میں چھپ گیا تھا۔۔۔

آخر کار ارحم خان اور پریشے سکندر کو محبت ہو ہی گئی تھی۔۔۔

●●●●●●●●●●●

شایان سکندر عثمان سے کال پہ بات کر رہا تھا۔۔۔۔چلتے چلتے اس کی نظر لون میں بیٹھی ہیزل پہ پڑی۔۔۔بے اختیار اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی

۔۔۔

میرے خیال سے بابا آپ کو پری سے خود بات کرنی چاہیے۔۔۔شایان

" دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے بولا تھا۔۔۔

جی جی چلیں ٹھیک ہے۔۔۔اللہ حافظ۔۔! جلدی سے چند الوداعی کلام

بولتے شایان باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

کیا یہ بندہ ناچیز تمہارے پاس بیٹھ سکتا ہے۔۔۔شایان نے ہیزل کے پاس

آتے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

ایکسکیوزمی میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔مقابل کی طرف ابھی بھی "

خاموشی تھی۔۔۔بلکہ اس نے تو چہرہ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا

۔۔۔۔

شایان نے غور کیا کہ وہ ہینڈ فریز لگائے بیٹھی ہے۔۔۔شایان نے ہاتھ آگے

بڑھاتے اس کے کان سے ہینڈ فری کھینچی تھی۔۔۔۔

کیا بدتمیزی ہے یہ ہیزل اچھل کے اٹھی تھی۔۔۔بدتمیزی نہیں تم اسی

قابل ہو،اتنے پیار سے مخاطب کیا میں نے تمہیں۔۔۔لیکن تم نے کوئی

جواب نہیں دیا۔۔۔ تو اسی لیے مجھے ایسا کرنا پڑا۔۔۔ شایان مزے سے اس کی سائیڈ والی جگہ پہ بیٹھتے بولا تھا۔۔۔

اب یہاں کیوں بیٹھ رہے ہیں اٹھے یہاں سے۔۔۔ ہیزل اسے گھورتے بولی تھی۔۔۔ دیکھو مجھ سے نا تمیز سے بات کرو۔۔۔ اور بیٹھ جاؤ چپ کر کے میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں۔۔۔

واہ۔۔ واہ۔۔ واہ۔۔۔ شایان بول تو ایسے رہا تھا، جیسے ہیزل اس کی پھوپھو کی بیٹی ہے۔۔۔

اب جلدی بات کریں، اور اٹھیں یہاں سے۔۔۔ ہیزل دونوں کے درمیان فاصلہ قائم کرتے بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔

جتنا مرضی فاصلہ قائم کرلو، آنا تو تمہیں میرے پاس ہی ہے۔۔۔ شایان نے کارلر جھاڑا تھا۔۔۔۔

جی کچھ کہا آپ نے۔۔۔ نہیں کام کی بات کرتے ہیں۔۔۔ شایان اب مکمل طور پہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ تو بات یہ ہے کہ میں تم سے

شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اور تم بتادو کہ میں کب اپنے ماما بابا کو بھیجوں

۔۔۔شایان نے ڈائریکٹ کام کی بات کی تھی۔۔۔

ہیزل منہ کھولے شایان کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا کہا آپ نے

۔۔۔؟۔۔ تمہیں کم سنائی دیتا ہے کیا۔۔؟۔۔شایان ہلکا سا اگے ہوا تھا۔۔۔

مجھے بالکل صحیح سنائی دیتا ہے،اور یہ کیا بول رہے ہیں۔۔آپ اٹھیں یہاں سے۔۔۔ابھی اور اسی وقت۔۔۔ہیزل نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ نہیں دکھا پائی تھی۔۔۔اس کا لہجہ انتہائی نرم تھا۔۔۔

ہاں ہاں اٹھنے لگا ہوں۔۔۔کام کی بات میں نے تمہیں بتادی ہے۔۔۔اب جواب کا منتظر ہوں۔۔۔تمہارے پاس صرف ایک دن کا ٹائم ہے۔۔۔کل میں لاہور واپس جارہا ہوں۔۔۔

اور تم بھی یہاں سے جلد لاہور واپس آؤ۔۔۔تاکہ میں اپنے ماما بابا کو تمہارے گھر لاسکوں۔۔۔شایان نے بلا جھجک پوری بات کردی تھی۔۔۔

مجھے کوئی آپ سے شادی وادی نہیں کرنی۔۔۔آپ۔۔آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ہیزل نے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

اچھا جی لیکن چہرہ تو کچھ اور ہی بول رہا ہے۔۔۔شایان کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔اور پتہ نہیں کیوں اپنے آپ ہیزل دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔کک۔۔کیا ۔۔۔آپ رہنے دیں میں ہی اندر چلی جاتی ہوں۔۔۔ہیزل نے سائیڈ پہ ہوتے اپنا موبائل پکڑنا چاہا،جو کہ شایان ہیزل سے پہلے ہی پکڑ چکا تھا۔۔۔

ہیزل کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔۔

شایان دو قدم چلتے آگے آیا۔۔اور موبائل ہیزل کی طرف بڑھایا۔۔۔

ہیزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔۔۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے اپنا موبائل پکڑا۔۔۔۔

تم تو ابھی سے گھبرا رہی ہو۔۔ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔شایان نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔ہیزل نے شایان کو گھورا۔۔۔

بدتمیز انسان وہ منہ میں بڑبڑاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

ہونے والے شوہر سے اس طرح بات نہیں کرتے ۔۔۔" تمیزدار لڑکی

۔۔۔!" شایان نے پیچھے سے آواز لگائی تھی ۔۔۔ ہیزل نے پلٹ کر نہیں

دیکھا تھا ۔۔۔ وہ صرف چلتی جارہی تھی ۔۔۔۔

بندی اچھی ہے ۔۔ بس تھوڑی غصے والی لگتی ہے ۔۔۔ کوئی بات نہیں، اسے

تو میں دیکھ لوں گا ۔۔۔ شایان نے اپنا کالر جھاڑا تھا ۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا

آج شایان کی کالر پہ اتنی مٹی کہاں سے آئی ۔۔۔

•••••••••••••

ہیزل جب سے کمرے میں آئی تھی، اس کا چہرہ بلش کر رہا تھا ۔۔۔ آخر ایسی

کون سی بات تھی، جس پہ ہیزل کا چہرہ بلش کر رہا تھا ۔۔۔ کوئی تو بات تھی

🙊 ۔۔۔

کہیں شایان سکندر کے پرپوزل پہ تو نہیں ہیزل میڈم مسکرا رہی تھیں ۔۔۔

ارے نہیں نہیں ہیزل کیوں کسی کو اتنی اٹینشن دینے لگی ۔۔۔ لیکن سوچنے

میں کیا حرج ہے ۔۔۔

بے اختیار اٹھی، اور بالکنی کی طرف آئی۔۔۔اس نے سائیڈ پہ کھڑے ہوتے ہلکی سی ایڑیاں اٹھائی، اور نیچے کی طرف دیکھا۔۔۔شایان ابھی تک وہیں بیٹھا تھا۔۔۔اس کے لبوں سے ایک مسکراہٹ چھو کر گزری تھی

۔۔۔۔

ہیزل دوپٹہ درست کرتی واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔
اسے عجیب سی فیلنگ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اس کے لبوں پہ بار بار مسکراہٹ آرہی تھی۔۔۔کیا اسے شایان کا پروپوزل پسند آیا تھا۔۔۔کیا اسے شایان کا پروپوز کرنا اچھا لگا تھا۔۔۔۔ہاں بھی۔۔۔اور نہیں بھی۔۔۔ویسے انکار کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔۔۔لڑکا ہینڈسم تو ہے ہیزل نے سوچتے بے اختیار اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔
تو جناب شایان کو محبت ہو گئی ہے، ہیزل حمزہ سے۔۔۔کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہا تھا۔۔۔نہیں نہیں یہ بھی بھلا کوئی مذاق کرنے کی بات ہے ۔۔۔ہیزل نے خود سے سوچا تھا۔۔۔۔ویسے شکل سے ایسا لگتا تو نہیں ہے

۔۔۔ہیزل نے سوچتے پھر سے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔دیکھو تو ذرا میڈم کتنا شرما رہی ہیں۔۔۔۔

اف اللہ کیا کیا سوچ رہی ہوں میں۔۔۔ہیزل نے جھنجھلاتے کتاب کھولی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسے پڑھنے بیٹھ گئی۔۔۔۔

••••••••••

یزدان شاہ کا کیس، جو کہ آج سے تین دن پہلے سامنے آیا تھا۔۔۔پریشے ارحم خان اور ان کے شوہر ارحم خان اپنا یہ کیس واپس لیتے ہیں۔۔۔

یزدان شاہ کی غلطی قابل معافی نہیں ہے، لیکن سکندر عثمان کی فیملی، اور " خان فیملی اپنے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا کیس واپس لے چکے ہیں۔۔۔"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھ کے یزدان شاہ کو تین دن " کی جیل کے بعد رہا کیا جاتا ہے۔۔۔۔

یزدان بھاری قدموں سے چلتا ہوا باہر کی طرف آیا تھا۔۔۔وہ آج سے تین دن پہلے والا یزدان نہیں تھا۔۔۔گھبرو، جوان، مغرور کھڑی ناک، تیکھے

نین نقوش، وہ وجاہت، یہ یزدان نہیں تھا۔۔۔ یہ تو کوئی برسوں کا بیمار تھا

۔۔۔ یہ تو کوئی لاعلاج مرض تھا۔۔۔ کون تھا یہ کیا پہچان تھی اس کی۔۔۔

یزدان شاہ کی غرور سے کھڑی گردن جھک چکی تھی۔۔۔ وہ کہیں سے بھی

یزدان شاہ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

رخسار بیگم کی جیسے یزدان پہ نظر پڑی، وہ بھاگتی ہوئی اس سے لپٹ گئی تھیں

۔۔۔ وہ رو رہی تھیں، انہوں نے یزدان کو اتنی مضبوطی سے پکڑا تھا، جیسے

کوئی چھوٹا بچہ ہو۔۔۔ اور وہ اپنی ماں کو چھوڑ جائے گا۔۔۔

یزدان اتنی ہمت نہیں کر سکا تھا کہ وہ اپنی آنی کے گرد حصار بنا سکے۔۔۔

ہاں وہ ہمت نہیں کر سکا تھا۔۔۔ کیونکہ آج اس کا سر شرم سے جھک چکا تھا

۔۔۔ اس کا غرور ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ اس کی انا ہر چیز مٹی میں مل گئی تھی

۔۔۔۔۔

پری ایک سائیڈ پہ ارحم کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ سکندر عثمان، شایان، اور ہمدان، بھی یہیں موجود تھے۔۔۔۔ پریشے اس کیس کا مین حصہ تھی۔۔۔ اسی لیے اسے لانا لازمی تھا۔۔۔ وہ نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔۔

پری نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔ جو یزدان سے لپٹی کھڑی تھیں۔۔۔ پتہ نہیں کیوں پری کو عجیب سی گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

مجھے بھی ان کے پیار کی ضرورت تھی۔۔۔۔ مجھے تو نہیں دیا۔۔ واقعی میں ان کی بیٹی نہیں تھی۔۔۔ مجھے سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔۔۔ مجھ سے تو کبھی ایسے نہیں ملی۔۔۔ نہ ہی کبھی ایسے میرا انتظار کیا۔۔۔ مجھے تو چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔۔۔۔ نہ جانے ان چند منٹوں میں پری نے کیا سے کیا سوچ لیا تھا ۔۔۔ اسے واقعی عجیب لگا تھا۔۔۔ کہ اس کی ماں ایک غیر شخص سے اتنا پیار کرتی ہے۔۔۔ اور اپنی بیٹی کو وہ چھوڑ گئی تھی۔۔۔

ارحم گھر چلیں۔۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ اس نے اپنی ماں سے بھی نظریں ہٹالی تھیں۔۔۔ یا پھر وہ کچھ دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔ رکو بس

ابھی کچھ دیر تک چلتے ہیں۔۔۔پری نے ہلکا سا اس بات میں سر ہلا دیا تھا

۔۔۔

پری تم ٹھیک ہو،ارحم نے اسے خاموش دیکھتے پوچھا تھا۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں،پری نے نارمل سا جواب دیا تھا۔۔۔۔پری نے نظریں چرائی تھیں۔۔۔پری کا دل چاہا تھا،کہ ارحم پوچھے، تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔۔ارحم نے نہیں پوچھا تھا۔۔۔پری بتانا چاہتی تھی ۔۔کہ وہ اپنی ماں کو یزدان کے ساتھ نہیں برداشت کر پا رہی۔۔وہ بتانا چاہتی تھی۔۔۔لیکن ارحم نے پوچھا ہی نہیں تھا۔۔۔

کتنے تسلسل ٹوٹنے تھے۔۔۔۔کتنے خواب ڈوبنے تھے۔۔۔۔آخر کتنے لوگوں نے دھوکہ دینا تھا۔۔پری نے ہلکا سا سر ترچھا کرتے۔۔۔اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔جو شاید کوئی پیپرز پڑھنے میں مصروف تھا۔۔۔ سب مصروف تھے۔۔۔اس کی ماما اس کے بھائی۔۔۔اس کے بابا، کسی کے پاس اس کے لیے ٹائم نہیں تھا۔۔پری کو عجیب سی گھٹن محسوس ہونے

لگی تھی۔۔۔ایک عجیب سی گھبراہٹ۔۔۔۔۔پری نے بی اختیار ارحم کا بازو پکڑا۔۔۔مم۔۔۔مجھے ابھی اسی وقت گھر جانا ہے۔۔۔آپ چلیں۔۔۔!"

پری نے ضد کی تھی۔۔۔۔

ارحم نے پری کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔پری تم ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے ۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔ارحم نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔۔مم۔میں نہیں جانتی۔۔۔مم۔۔۔مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔مجھے ابھی اور اسی وقت آپ گھر لے کر چلیں۔۔۔اب کی بار پڑی تھوڑا اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔جس کی وجہ سے سکندر عثمان کے کانوں تک بھی پری کی آواز پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

کیا واقعی اس کے باپ کا دل نہیں چاہتا تھا، کہ وہ اپنی بیٹی سے پیار کرے ۔۔۔اس سے بات کرے۔۔۔کیا واقعی اس کی ماں کا بھی دل نہیں چاہتا تھا۔۔۔ایسا ہی تھا، یہی حقیقت تھی۔۔۔اور آہستہ آہستہ پری اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگی تھی۔۔۔یا پھر تسلیم کر چکی تھی۔۔۔۔

•••••••••••

پورا راستہ خاموشی سے گزر گیا تھا۔۔۔پری نے کسی کو مخاطب نہیں کیا تھا

۔۔۔گھر آکر بھی پری خاموشی سے جا کے سو گئی تھی۔۔۔اس نے کھانا بھی

نہیں کھایا تھا۔۔۔ارحم کو لگا شاید وہ تھک گئی ہے، اسی لیے جلدی سو گئی

۔۔۔لیکن حمدان اور شایان دونوں اس کی طرف سے کافی پریشان ہو گئے

تھے۔۔۔ان کو پری کے بیہیویئر کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔آخر کیا

چل رہا تھا، پری کے دل میں۔۔۔آخر کیا سوچ رہی تھی وہ۔۔۔۔خیر کسی کو

اس سے کیا لگے۔۔۔وہ کیا سوچتی ہے۔۔۔کیا کرتی ہے۔۔۔کیا نہیں کرتی

۔۔۔۔

•••••••••••

ہیزل کچن میں چائے بنا رہی تھی۔۔۔جب شایان کچن کے قریب سے

گزرا، اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔اس کے چہرے پہ چمک آئی لبوں پہ

مسکراہٹ۔۔۔

اہم اہم۔۔۔! "شایان نے اندر داخل ہوتے ہیزل کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا تھا۔۔۔ کیا ہو رہا ہے جناب۔۔۔! "شایان نے ہیزل کے پاس آتے کہا تھا۔۔۔

میں۔ چچ۔ چائے بنا رہی ہوں۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہیزل کی زبان پھسلی تھی۔۔۔ اووو تو۔ چچ۔ چائے بنا رہی ہو۔۔ شایان نے اس کے قریب شیلف پہ کونی ٹکاتے کہا تھا۔۔۔

آ۔۔ جی اگر آپ کو بھی پینی ہے تو آپ رضیہ بی سے بنوا سکتے ہیں۔۔۔ ہیزل نے چائے میں پتی ڈالتے کہا تھا۔۔

چائے تو میں پیوں گا، لیکن رضیہ بی کے ہاتھ کی نہیں۔۔۔ تمہارے ہاتھ کی ۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔ جی لیکن میں نے کبھی کسی کے لیے چائے نہیں بنائی۔۔۔ اسی لیے آپ رضیہ بی سے ہی بنوا لیں۔۔۔

کھانا مجھے تمہارے ہاتھ کی پینی ہے۔۔۔اور یہ کیا کسی کسی لگار کھا ہے۔۔۔ ہونے والا شوہر ہوں میں تمہارا تمیز سے بات کرو۔۔۔شایان نے پورے رعب سے اپنا کالا جھاڑا تھا۔۔۔

ہیزل کی حیرت سے آنکھیں کھلیں۔۔۔اللہ اللہ کتنے بے شرم ہیں آپ ۔۔۔شرم آنی چاہیے آپ کو۔۔۔یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔۔۔ہیزل تو شرم سے چہرہ بھی نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔۔ نظریں کیا ملاتی۔۔۔اس میں شرم والی کیا بات ہے۔۔۔اب ہونے والی بیوی ہو تو تم سے ہی چائے مانگوں گا نا۔۔۔یا پھر چائے کے لیے مجھے الگ سے بیوی لانی پڑے گی۔۔۔شایان نے آئی بروچکائی تھی۔۔۔۔

ہاں۔نن۔۔۔نہیں تو۔۔ہا۔۔ہاں۔۔۔ہیزل دوسری بیوی کے نام پہ کچھ بعل نہیں پائی تھی۔۔۔

کیا تم کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔؟۔۔شایان نے قریب پڑی باسکٹ میں سے ایک سیب اٹھاتے اس کی بائے لگائی تھی۔۔۔مم۔میرا مطلب ہے، کہ میں بنا

دیتی ہوں۔۔۔ ہیزل جلدی سے اپنی والی چائے میں مزید دودھ ڈالتے بولی تھی۔۔۔۔

ہاں یار ویسے تمہیں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شایان ہزیانی بولا تھا۔۔۔ میں جانتا ہوں شادی کے بعد تم ہی بولو گی۔۔۔ "ہا جی ٹینو کے ابا سنتے ہو۔۔۔" شایان اپنی مسکراہٹ دباتے بولا تھا۔۔۔ میں اپنے بیٹے کا نام ٹنو نہیں رکھوں گی۔۔۔۔ بے اختیار ہیزل کے منہ سے نکلا۔۔۔ لیکن جیسے ہی اس نے اپنے جملے پہ غور کیا، بیچاری شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔۔ تو پھر تم ہی بتادو کیا نام رکھو گی اپنے بیٹے کا۔۔۔ ہنسی روکنے کی وجہ سے شایان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس وقت ہنس کے رومینٹک سچویشن کا بیڑا غرق نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ آپ نہ جائیے یہاں سے۔۔۔ کام کرنے دیں مجھے۔۔۔ ہیزل شایان سے نظریں چراتی بولی تھی۔۔۔ سنو لڑکی میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا، کہ ہونے والے شوہر سے تمیز سے بات کرو۔۔۔۔ شایان نے پھر سے روعب جماتے کہا تھا۔۔۔

یہ کیا آپ نے "ہونے والا شوہر، ہونے والا شوہر" لگا رکھا ہے۔۔۔ ماما بابا سے تو ابھی تک بات نہیں کی۔۔۔ اور یہاں بچوں کے نام تک سوچ لیے ہیں۔۔۔ استغفراللہ ہیزل ہاتھوں سے اشارہ کرتے بولی تھی۔۔۔

"جب لڑکی لڑکا ہے راضی، تو کیا کرے گا قاضی۔۔۔ "

شایان تیس مار خان بنتے بولا تھا۔۔۔ جی جی لیکن یہاں قاضی کو نہیں اماں ابا کو راضی کرنا ہے۔۔۔ ہیزل منہ بناتے بولی تھی۔۔۔ تم ان کی ٹینشن مت لو، ان کے پاس انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو گی۔۔۔ شایان بے فکر سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اور اگر میں نے انکار کر دیا تو، ہیزل اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے بولی تھی۔۔۔ تو میں تمہیں تمہارے گھر سے اٹھوا لوں گا۔۔۔ آئی سمجھ۔۔! "شایان آگے کو جھکتے، ہیزل کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تھا۔۔۔ ہیزل گھبراتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ کیوں کون سی گینگسٹر ٹیم کے لیڈر رہیں آپ، جو آپ مجھے گھر سے اٹھوا لیں گے۔۔۔ ہیزل نے آنکھیں چھوٹی کی تھیں۔۔۔

یہ تو تمھیں وقت آنے پہ پتہ چل جائے گا۔۔۔ کہ میں کیا ہوں، اور کیا نہیں

۔۔۔فی الحال تم چائے بناؤ۔۔۔۔زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں۔۔۔

شایان اسکے سر پہ ایک چپت لگاتے بولا تھا۔۔۔میں کام ہی کر رہی ہوں

۔۔۔آپ نے مجھے باتوں میں لگایا ہوا ہے، ہٹیں یہاں سے۔۔۔

ویسے ہم صبح لاہور واپس جا رہے ہیں۔۔۔اور تم کب واپس آؤ گی۔۔۔

بظاہر تو شایان خود کو سیب کھانے میں مصروف دکھا رہا تھا۔۔۔لیکن اس کی

نظریں ہیزل کے چہرے پہ مرکوز تھیں۔۔۔

بابا بول رہے تھے کہ ابھی ہم ایک دو دن یہیں رکیں گے۔۔۔ہیزل کپ

میں چائے ڈالتے بولی تھی۔۔۔اوو۔۔شایان نے ہونٹ گول کیے تھے

۔۔۔آپ کی چائے۔۔۔ہیزل نے چائے شایان کی طرف بڑھائی تھی

۔۔۔شایان نے بہت عزت سے ہیزل کے ہاتھ سے چائے پکڑی۔۔۔

ہیزل اپنی چائے پکڑتے باہر کی طرف بڑھی۔۔ تم کہاں جا رہی ہو۔۔؟۔۔ شایان نے اسے باہر جاتے دیکھ سوال کیا تھا۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔۔۔ ہیزل نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔

اچھا تو پھر میں نے یہ چائے کس لیے بنوائی ہے۔۔۔ تم ایک کام کرو تم یہ چائے بھی ساتھ لے جاؤ۔۔۔ شایان نے چائے کا مگ ہیزل کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔ ہیزل نے نہ سمجھی سے دیکھا۔۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو مطلب کیا ہے آپ کی بات کا۔۔۔

یار میں نے چائے بنوائی تھی، کہ میں اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ چائے انجوائے کروں گا۔۔۔ لیکن میری ہونے والی بیوی، اس کے تو نخرے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔ میڈم مجھے چھوڑ کے کمرے میں جا رہی ہیں۔۔۔ شایان نے منہ بنایا تھا۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ میں تو ویسے بول رہی تھی۔۔۔ کہیں آپ ڈسٹرب نہ ہوں۔۔۔ ہیزل نے اپنے چہرے سے بال کان کے پیچھے کیے تھے۔۔۔

آپ آئیں نا ہم لون میں چلتے ہیں۔۔۔ہیزل نے اپنی طرف سے آفر کی تھی ۔۔

"Shure" ۔۔۔چلو!"

شایان بھی ہیزل کے ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

•••••••••••

سرد دن تھا.....پر اتنا نہیں کہ دلوں میں دہکتی آگ کو سرد کر سکے۔۔۔یہ وہ آگ ہے جو آسانی سے نہیں بجھتی۔۔۔اس اگ کو بجھانے کی طلب بڑھتی ہی جاتی ہے۔۔۔۔اور جس قدر یہ بڑھتی ہے۔۔۔اس قدر آگ مزید سلگنے لگتی ہے۔۔۔یہ سرد دن وقت کے سرہانے پر پڑا گزر رہا تھا۔۔۔ شام سے رات ہو چلی تھی۔۔۔

آدھی رات۔۔۔سرد رات۔۔۔اکیلی رات۔۔۔دکھی رات۔۔۔یا "پھر آخری رات۔۔۔"

شدید سرد رات۔۔۔یہ دسمبر کی رات تھی۔۔۔ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا ۔۔۔دھند کی وجہ سے آسمان ستارے دکھانے سے انکاری تھا۔۔۔ہلکی ہلکی چاند کی روشنی نظر آرہی تھی۔۔۔شاید وہ بھی کچھ دیر میں چھپنے والی تھی

۔۔۔۔

جہاں رات کے اس پہر لوگ خواب سرگوش کے مزے لے رہے تھے ۔۔۔وہاں یہ شخص ٹیرس میں لگی گرل پہ ہاتھ رکھے آسمان سے مخاطب تھا

۔۔۔

نہیں اپنے رب سے مخاطب تھا۔۔۔نین اشک بہانا چاہتے تھے، لیکن اشک سوکھ چکے تھے۔۔۔کسی سوکھے پتے کی مانند۔۔۔آنکھیں پتھر ہو چکی تھیں۔۔۔جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

محبت کرنا گناہ تو نہیں۔۔۔ لیکن محبت کرنے کے بعد اس کی چاہت کرنا شاید گناہ ہے۔۔۔ یزدان نے یک طرفہ محبت کی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ جیت گیا ہے، نہیں وہ غلط تھا۔۔۔ اصل ہار تو اس کی ہوئی تھی۔۔۔ یہ ایسی ہار نہیں تھی جس میں انسان روتا ہے۔۔ سوگ مناتا ہے۔۔۔ اور پھر کچھ دن بعد سب کچھ ویسا ہی۔۔۔ نہیں یہ اس کی زندگی کی ہار تھی۔۔۔ یہ ایک ایسی ہار تھی، جو اس شخص کو توڑ گئی تھی۔۔۔ جسم تو تھا بظاہر مجسمہ۔۔۔ روح تو تھی لیکن بے جان۔۔۔ آج یزدان شاہ کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔ آج یزدان شاہ نے اپنی محبت کو خیر آباد کہا تھا۔۔۔ آج یزدان شاہ کو پتہ چلا تھا، کہ جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ رسوائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ آج اسے اس کے گناہوں کی سزا مل گئی تھی۔۔۔ آج اس سے اس کی محبت چھین لی گئی تھی

۔۔۔

یزدان نے اپنی آنی کی بات مان لی تھی۔۔۔۔ وہ اس کی آنی کی بیٹی تھی۔۔۔ وہ بیٹی جسے پچھلے کئی سالوں سے اس کی آنی یاد کرتے روتی تھی۔۔۔۔ یہ

وہی آنی کی بیٹی تھی۔۔۔۔ جس آنی سے اس نے پہلے محبت کی تھی۔۔۔اور وہ اپنی آنی کی بات کو کیسے ٹھکرا سکتا تھا۔۔۔آنی اس کا واحد سہارا تھی۔۔۔ اور یزدان بھی اپنی آنی کا واحد سہارا ہی تھا۔۔۔۔

مم۔۔مجھے جانے دو۔۔۔"ایک لفظ۔۔۔"خدا کا واسطہ مجھے جانے "

دو۔۔"دو لفظ۔۔۔"تم ارحم کو نہیں مارنا۔۔"میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔۔ایک ایک کر کے یزدان کے کانوں میں پری کے الفاظ گونجے تھے۔۔۔ایک تسلسل ٹوٹا تھا۔۔۔محبت کی ڈور کھلی تھی۔۔۔یا پھر شاید وہ کبھی بندھی ہی نہیں تھی۔۔۔

یزدان کی آنکھوں کے سامنے پری کا چہرہ آیا تھا۔۔۔یزدان نے ایک بیٹی کے دل میں باپ کے لیے نفرت بھرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ایک بیٹی کو اس کے گھر والوں سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔یزدان نے

گناہ کیا تھا۔۔۔اور اسے اس کے گناہ کی سزا ملی تھی۔۔۔اس کی پری نے اسے ٹھکرا دیا تھا۔۔۔

"وہ اس کی تو نہیں تھی۔۔۔وہ ارحم کی تھی۔۔۔"ارحم کی پریشے۔۔۔

میری محبت میں کہیں کھوٹ نہیں تھا۔۔۔میں نے عشق کیا تھا۔۔۔

پریشے سکندر سے۔۔۔کاش وہ مجھے نہ نظر آتی کاش میں اسے نہ دیکھتا۔۔۔

یزدان نے ایک سرد آہ بھری تھی۔۔۔

•••••••••••

"!محبت اگ ہوتی ہے۔۔

"!محبت خاک کرتی ہے۔۔۔

"!محبت کتاب ہوتی ہے۔۔

"!محبت کلام کرتی ہے۔۔۔

"!محبت گلاب ہوتی ہے۔۔۔

"!محبت ہار کرتی ہے۔۔۔

اور۔۔۔! "۔۔۔"

اور دے کر حوصلہ یہ جی بھر کر برباد کرتی ہے۔۔۔

"جاگ فقیرا۔۔۔"

••••••••••

چاند مکمل طور پر چھپ چکا تھا۔۔۔ یزدان نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی ۔۔ لیکن اس کی کوشش ناکام گئی۔۔۔ چاند اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔۔۔ اس کے کانوں میں آواز گونجی تھی۔۔۔ کون بولا تھا یہ کس کی آواز تھی ۔۔۔ یزدان ہڑبڑاسا گیا۔۔۔ واقع ہی چاند اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔۔۔ بعض اوقات انسان اپنی اوقات سے بڑھ کر خواہش کر دیتا ہے۔۔۔ یزدان پری کے قابل نہیں تھا۔۔۔ ہاں وہ پری کے قابل نہیں تھا۔۔۔ یزدان کے چہرے پہ ایک بے تاثر سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ بے اختیار اس کے لب ہلے تھے۔۔۔

"ظالم عشق۔۔۔"

یزدان نے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔ہائے "ظالم عشق" وہ مزید اوپر نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔الوداع دسمبر، میں دعا کروں گا کہ میری زندگی میں دوبارہ کبھی دسمبر نہ آئے۔۔۔میں دوبارہ نہیں ٹوٹنا چاہتا۔۔۔میں دوبارہ نہیں بکھرنا چاہتا۔۔۔یزدان کا دل چاہا تھا وہ چیخے۔۔۔وہ دھاڑے مار مار کر روئے۔۔۔وہ سب کو بتائے۔۔۔آج وہ ہار گیا تھا۔۔۔وہ جیت کر بھی ہار گیا تھا۔۔۔

اس نے جانے انجانے میں بہت سارے گناہ کر دیے تھے۔۔۔

"جانے انجانے میں۔۔"

نہیں اس نے اپنی ہوش میں ہی بہت سارے گناہ کر دیے تھے۔۔۔۔ایسے گناہ جن کے آگے معافی نہیں تھی۔۔۔جن کے آگے کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔اس نے اپنے لیے صراط مستقیم کے سارے راستے بند کر دیے تھے

۔۔۔۔

تمہیں بھلانا میرے اختیار میں نہیں۔۔۔ لیکن میں پوری کوشش کروں گا ۔۔ کہ میں تمہیں بھلا سکوں۔۔۔ اگر میں پھر بھی تمہیں نہ بھلا سکا۔۔ تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔ میں یزدان شاہ خود کو تو بھول سکتا ہوں۔۔ لیکن پریشے کو۔۔۔۔ !" بس یزدان اس سے آگے نہیں سوچ سکا تھا۔۔۔ بے اختیار اس کا ہاتھ اٹھا، اسے عجیب سی گھبراہٹ کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اتنے زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔ اسے اپنے اپ سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلی دفعہ اللہ یاد ایا تھا۔۔۔ انسان اپنے مشکل وقت میں ہی رب کو یاد کرتا ہے۔۔۔

آنی۔۔۔ آنی بے ساختہ اس کے لب ہلے۔۔۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔۔ کچھ پل کو تو وہ سمجھ نہیں سکا۔۔ کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔۔ اس سارے دورانیے میں اسے پہلی بار سردی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔ کمرے میں فل اندھیرا تھا۔۔۔ یزدان کو اندھیرے سے خوف محسوس ہوا۔۔۔ اسے عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی تھی

۔۔۔اس نے قدم باہر بڑھائے اب اس کا رخ آنی کے کمرے کی طرف تھا ۔۔۔

یزدان نے کمرے کا دروازہ کھولتے آنی کو تلاشا۔۔۔اس کو زیادہ مشکل نہیں ہوئی تھی۔۔۔آنی سامنے ہی صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔۔۔
"وہ کچھ سوچ رہی تھیں۔۔"۔۔کیا سوچ رہی تھیں وہ۔۔۔
آ۔آ۔آنی۔۔۔یزدان کی آواز ٹوٹی تھی۔۔۔اسے اپنی آواز کھائی سے آتی میں محسوس ہوئی تھی۔۔۔رخسار بیگم نے چہرہ اٹھاتے یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔یزدان کو دیکھتے ان کی روح تک کانپ گئی تھی۔۔۔یہ یزدان شاہ نہیں تھا۔۔۔یہ ان کا بیٹا نہیں تھا۔۔۔
یزدان۔۔ان کی آنکھوں میں بے اختیار نمی اتر آئی۔۔۔انہوں نے تڑپ کر یزدان کو پکارا تھا۔۔۔یزدان ٹوٹے قدموں کے سہارے چلتا ان کے قریب آکے بیٹھا۔۔۔وہ ابھی بھی پتھریلی آنکھوں سے یزدان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔۔دو ہی دن میں یزدان کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔اس کی

بھاری جسامت کسی کمزور ہارے ہوئے مرد کی طرح محسوس ہو رہی تھی

۔۔۔اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔۔۔

انی مجھے معاف کر دیں اس کی انکھ سے ایک انسو گرا تھا انی نے تڑپ کر یزدان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔آنی میں نے پری کے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، میں ایک گنہگار انسان ہوں۔۔۔یزدان نے اپنے ہاتھوں سے آنی کے ہاتھ تھامے تھے۔۔۔

یزدان تم معافی مانگ چکے ہو۔۔۔دوبارہ معافی مت مانگو۔۔۔اور تم رو کیوں رہے ہو۔۔۔تمہیں دیکھ کے میرا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔تم ایسا مت کرو، تم ایک بہادر انسان ہو۔۔۔آنی تڑپ ہی تو اٹھی تھی یزدان کی ایسی حالت پہ۔۔۔

نہیں ہوں میں بہادر انسان، میں ایک کمزور انسان ہوں۔۔۔میں نے اپنی محبت کو پانے کے لیے گناہ کا سہارا لیا، میں نے غلط راستے کو چنا۔۔۔ایک ایسا

راستہ جہاں صرف رسوائی ہی رسوائی۔۔۔میں نے سچ میں عشق کیا تھا، میں نے پری سے سچی محبت کی تھی۔۔۔مجھے میری محبت کیوں نہیں ملی۔۔۔

بیٹا ضروری نہیں آپ جس چیز کی خواہش کر وہ آپ کو ملے۔۔۔پری تمہاری قسمت میں نہیں تھی۔۔۔وہ تو میری قسمت میں بھی نہیں تھی ۔۔۔رخسار بیگم تلخ سا مسکرائی تھیں۔۔۔یزدان نے ان کا چہرہ دیکھا۔۔

آج یزدان کو بھی رخسار بیگم ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

وہ رخسار بیگم جنہوں نے ہمیشہ خود کو مضبوط دکھایا۔۔ کبھی اپنا غم ظاہر نہیں کیا۔۔۔یزدان جانتا تھا وہ چھپ چھپ کے رویا کرتی تھیں۔۔۔

یزدان نے ان کو روتے دیکھا تھا، اپنی بیٹی کے لیے۔۔اپنی اکلوتی بیٹی کے لیے، جس کو وہ چھوڑ آئی تھیں۔۔۔

آنی آج میں آپ کے پاس سونا چاہتا ہوں۔۔آپ کی گود میں، یزدان نے بات کا رخ بدلنا چاہا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آنی مزید ہرٹ ہوں

۔۔۔

یزدان نے آنی کی گود میں سر رکھا اور آنکھیں موند گیا۔۔آنی نے بے بسی سے یزدان کا چہرہ دیکھا۔۔کاش اس طرح وہ اپنی بیٹی کو بھی پیار کر سکتیں ۔۔وہ اپنی بیٹی کو بھی اپنی گود میں سلا سکتیں۔۔۔یزدان نے ہاتھ بڑھاتے آنی کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

بس کر دیں اور کتنا سوچیں گی۔۔اور اب پلیز مجھے سونے دیں۔۔۔تنگ مت کریے گا۔۔یزدان نے خود کو نارمل ظاہر کروایا تھا۔وہ جانتا تھا آنی اس کی وجہ سے کافی زیادہ پریشان ہیں۔۔۔

آنی نے بھی اپنی سوچ کو جھٹکتے یزدان کے بالوں میں ہاتھ پھیرنا شروع کیے تھے۔۔۔یزدان کو اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔۔اس نے آنکھیں موندتے سونے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"!آج کی رات افسوس کے نام۔۔۔

"! آج کی رات یزدان شاہ کے ناکام عشق کے نام۔۔۔

آج کی رات اس ظالم عشق کے نام جس کی خاطر یزدان شاہ نے گناہوں کی دنیا میں قدم رکھا۔۔۔ !"

اس ظالم عشق کے نام، جسے یزدان حاصل کر کے بھی لاحاصل رہا۔۔۔ !"

" وہ عشق ہی کیا، جو لاحاصل نہ رہے۔۔۔وہ عشق ہی کیا جس میں انسان گناہ نہ کرے۔۔۔"

....

ایک اور دن چڑھ چکا تھا۔۔۔ایک سرد دن جسم کو چھوتی سردی۔۔خشک پتے، یہ شدید سردی کے دن تھے۔۔۔ سڑکوں پہ ٹریفک کا شور۔۔ گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں بھی دن کو گرم نہیں بنا پا رہا تھا۔۔۔ایسوں میں دلوں کی آگ کہاں سے بجھتی۔۔۔انسان کی چھوٹی سی چھوٹی غلطی اس کے لیے بڑا پچھتاوا بن جاتی ہے۔۔۔

پری اٹھ جاؤ۔۔ آخر اور تمہیں کتنا سونا ہے۔۔۔ ارحم پچھلے ایک گھنٹے سے پری کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ اٹھ کر دوبارہ سو جاتی تھی ۔۔۔ تم رات میں بھی جلدی سو گئی تھی ۔۔۔ اور اب بھی تم نہیں اٹھ رہی ہو۔۔۔ میرے خیال سے اب تک تمہاری نیند پوری ہو جانی چاہیے۔۔۔ ارحم نے مصنوعی سا غصہ دکھاتے کہا تھا۔۔۔

مجھے ابھی اور سونا ہے۔۔۔ آپ چلے جائیں۔۔ مجھے سونے دیں۔۔۔ پری کی آواز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سو نہیں رہی، وہ جاگ رہی ہے۔۔ لیکن وہ ایسا کیوں کر رہی تھی، یہ بات ارحم کو سمجھ نہیں آ رہی تھی ۔۔۔۔ پری یہ ڈرامے بازی بند کرو اور اٹھو۔۔ !" تمہاری وجہ سے رات کو میں نے میڈیسن بھی نہیں لی، اور اب بھی تم یہ نوٹنکی دکھا رہی ہو۔۔۔ ارحم کا تو صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔

کیا میری وجہ سے آپ نے میڈیسن نہیں لی۔۔۔ پری ایک دم سے اٹھ بیٹھی تھی ۔۔۔ ہاں تمہاری وجہ سے نہیں لی میں نے میڈیسن، مجھے

تمہارے ہاتھ سے میڈیسن لینی تھی۔۔۔لیکن تم سو گئی تھی، پھر میں نے کہا چلو کوئی بات نہیں صبح لے لوں گا۔۔۔ارحم نے پری کو پوری بات سے آگاہ کیا تھا۔۔۔

تو آپ کو مجھے اٹھا دینا چاہیے تھا نا۔۔۔میں آپ کو میڈیسن دے دیتی۔۔۔ پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔آپ بیٹھے ہیں میں ابھی آپ کی میڈیسن لے کر آتی ہوں۔۔۔پری اٹھنے والی تھی کہ ارحم نے اسے روکا۔۔۔

پری تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔تم مجھے بتا سکتی ہو، تم ایسا بیہیو کیوں کر رہی ہو ۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ مجھے کچھ ہوا ہے۔۔۔مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔۔پری نظریں چراتی بولی تھی۔۔۔

نہیں میں نہیں مانتا۔۔۔ضرور کل کچھ ایسا ہوا ہے جس کی وجہ سے تم تھوڑا اپسیٹ ہو۔۔۔اگر تم چاہو تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔۔دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔۔۔ارحم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

نہیں میں آپ کو نہیں بتا سکتی، اگر میں نے آپ کو بتایا تو مجھے رونا آجائے گا اور میں رونا نہیں چاہتی۔۔۔ میں ایک مضبوط لڑکی بننا چاہتی ہوں۔۔۔ پری نے ارحم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

مطلب میرا شک صحیح تھا۔۔۔ ارحم نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔۔۔

آخر ایسی بھی کیا بات ہے جو تم مجھے نہیں بتا سکتی۔۔۔

میں آپ کی میڈیسن لے کر آتی ہوں۔۔۔ پری اٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اب کی بار ارحم نے اسے نہیں روکا تھا، وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ بھی ارحم تھا، پتہ لگا کر رہے گا کہ آخر اس کی پری کو ہوا کیا ہے۔۔۔ آخر ایسی کون سی بات ہے جس کی وہ اتنی ٹینشن لے رہی ہے۔۔۔۔

مجھے ناشتہ کر کے میڈیسن لینی ہے۔۔۔ تم بھی تیار ہو جاؤ پھر مل کر نیچے چلیں گے۔۔۔ ارحم بولتا موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔ پری بھی واش روم میں چلی گئی۔۔۔۔

••••••••••

حمدان اور شایان واپس جا رہے تھے۔۔۔پری بھی اپنے بھائیوں سے مل رہی تھی۔۔۔اج وہ پہلے کی طرح اداس نہیں ہوئی تھی اج اسے اپنے بھائیوں کے جانے پہ رونا نہیں ہو آرہا تھا۔۔۔

اہمم۔۔۔اہمم۔۔۔شایان نے ہیزل کے قریب آتے اسے مخاطب کرنا چاہا تھا۔۔۔ہیزل نے سوالیا نظروں سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔جیسے پوچھ رہی ہو کیا بات ہے۔۔۔یار ہم تو لاہور جا رہے ہیں اور اب مجھے تمہارا انتظار رہے گا۔۔۔اور جلدی سے اپنا کانٹیکٹ نمبر دے دو تاکہ میں تم سے بات کر سکوں۔۔۔

ہیزل ہلکا سا شرما گئی تھی۔۔۔اس نے ارحم کو اپنے قریب باتیں دیکھا تھا۔۔۔اسی لیے اس نے شایان کی بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔

آہھہ۔۔۔ارحم نے پیچھے سے آتے شایان کی کمر میں ایک مکہ رسید کیا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے شایان کی کراہ نکلی تھی۔۔۔اگر تم چاہو تو میں تمہارا منہ توڑ سکتا ہوں۔۔۔ارحم نے شایان کو گھورتے کہا تھا۔۔۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میں بس ہیزل۔۔۔

ابھی شایان بولی رہا تھا کہ ارحم نے اس کی بات کاٹی۔۔۔میرے خیال سے اب تم لوگوں کو نکلنا چاہیے۔۔۔کافی زیادہ ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔تم لوگوں کو جلدی گھر بھی پہنچنا ہے۔۔۔میرم بھابھی انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ارحم نے بولنے کے ساتھ ساتھ شایان کو بازو سے پکڑ کے آگے کو بھی دھکیلا تھا

۔۔۔یار مجھے اس سے بات تو کرنے دو۔۔۔۔شایان نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

تم چلو میں تمہاری بات کروادوں گا۔۔۔چلو چلو۔۔۔ارحم بس ان کو نکالنا چاہتا تھا۔۔۔شایان نے ارحم کو گھورتے غصے سے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔اسے ارحم پہ غصہ آرہا تھا۔۔۔آخر ارحم اس کی فیلنگ کو کیوں نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔

ہیزل نے اداس سا چہرہ بناتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔جس کی نظریں اسی پہ مرکوز تھیں۔۔۔ہیزل نے جلدی سے نظریں چرائیں۔۔۔ارحم کی وجہ سے شایان ہیزل سے اس کا فون نمبر نہیں لے سکا تھا۔۔۔

شایان اور حمدان جا چکے تھے۔۔۔ہیزل بھی اداس سا منہ بناتی اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

•••••••••••

سب کے جانے کے بعد پری بھی سیدھا اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔آج اسے کسی کے جانے سے فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔اج اسے رونا بھی نہیں ایا تھا۔۔۔لیکن کمرے میں آتے ہی پری کے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔۔ہلکی ہلکی سسکیوں کے ساتھ۔۔۔

آخر کیا بات تھی جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔۔۔ایسا کیا تھا جو وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ایسا کیا تھا جس کو سوچتے بے اختیار اس کی آنکھوں سے انسو بہی جا رہے تھے۔۔۔

پری نے ارحم کے قدموں کی چاپ سنی تھی۔۔۔وہ جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی۔۔۔پری ارحم پہ کچھ واضح نہیں کروانا چاہتی تھی۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ ارحم کو اس کی سچویشن کا پتہ چلے۔۔۔ارحم نے اندر آتے پری کو ٹٹولا۔۔۔

پری بے بی کہاں ہو۔۔۔ارحم پری کو پکارتے واش روم کی طرف آیا۔۔۔ بہتے پانی کی آواز سنتے وہ سمجھ چکا تھا کہ پری اندر ہے۔۔۔ارحم واپس آتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے موبائل میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔

پری واش روم کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔جو مسلسل بہتے جارہے تھے۔۔۔رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔کافی دیر جب پری باہر نہ آئی تو ارحم کو تھوڑی پریشانی ہوئی۔۔۔پری تم ٹھیک ہو۔۔۔؟

ارحم دروازے کے قریب جاتے بولا تھا۔۔۔پری نے کوئی جواب نہیں دیا

۔۔۔پری دروازہ کھولو کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔ارحم گھبرا کر دروازہ بجانے لگا تھا

۔۔۔

جج۔جی۔مم۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔اندر سے انتہائی کم آواز میں جواب دیا گیا تھا۔۔۔نہیں تم ٹھیک نہیں ہو۔۔۔دروازہ کھولو جلدی۔۔۔ارحم کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوتا جارہا تھا۔۔۔دروازہ کھولو پری۔۔۔

دروازہ کھولوں۔۔"۔۔"

پری نے نہ سمجھی سے ارحم کی بات کو ریپیٹ کیا۔۔۔ہاں دروازہ کھولو جلدی۔۔۔ارحم کافی اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔پری نے جلدی سے دروازہ کھولا۔۔۔پری کا چہرہ دیکھتے ارحم کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔اس نے آگے بڑھتے پری کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔

پری تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔؟۔۔ارحم فکر مندی سے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔۔

مم۔ مجھے۔ کک۔ کیا۔۔۔ ہوا ہے۔۔۔ مم۔ م۔ میں رو رہی تھی۔۔۔

پری نے پھر سے ارحم کی بات کو ریپیٹ کیا تھا۔۔۔ پری میرا بے بی کیا ہوا ہے میرے بے بی کو۔۔۔ ارحم نے پری کے گرد حسار بنایا تھا۔۔۔ پری نے ارحم کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔ ارحم۔ وو۔ وہ آپ۔ کک۔ کو۔۔۔ میں۔۔ وہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔ وہ انہوں نے۔۔۔ پری ارحم کے چہرے کی طرف دیکھتے کچھ بتانا چاہ رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔

پری میرا بچہ میرا بے بی کیا ہوا ہے۔۔ ریلیکس میں ہوں نہ۔۔ چاو شاباش جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے میرے بے بی کو۔۔۔ ارحم تڑپ ہی تو اٹھا تھا پری کی حالت پہ۔۔۔

ارحم۔ و۔۔ وہ۔۔۔ پری ارحم کے سینے سے چہرہ اٹھاتے کچھ بولنے لگی تھی، لیکن اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہ دیا۔۔۔ پری کا سر چکرایا اور وہ ارحم کے بازو میں ہی جھول گئی۔۔۔

پری۔۔پری۔۔اٹھو۔۔!"ارحم پاگلوں کی طرح اسے جھنجوڑ رہا تھا۔۔"
"

....

ہیزل جب سے کمرے میں آئی تھی اداسی سے چہرہ لٹکائے ایک جگہ پہ بیٹھی تھی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کا موڈ کیوں آف ہے۔۔۔ اس نے بہت کوشش کی خود کو کسی دوسرے کام میں مصروف کرنے کی ۔۔لیکن کسی بھی کام میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔
اف اللہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔کیا سوچ رہی ہوں میں۔۔۔ہیزل جھنجھلا گئی تھی۔۔۔کیا سچ میں شایان مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔اگر وہ جھوٹ بول رہا ہوا تو۔۔نہیں۔۔نہیں وہ جھوٹ کیوں بولے گا۔۔۔اور اگر وہ سچ بول رہا تھا تو اسے رشتہ لانا چاہیے۔۔۔لیکن وہ مجھ سے شادی کیوں کرے گا۔۔۔پتہ نہیں کتنے سوال ہیزل کے دماغ میں چل رہے تھے۔۔۔

اف اللہ شایان تو میرا نمبر بھی نہیں لے سکا۔۔۔اب میں کیا کروں گی ۔۔۔ کیا میں اب کبھی شایان سے بات نہیں کر پاؤں گی۔۔۔پری کے چہرے پہ مزید اداسی چھا گئی تھی۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ یہ میں کیوں شایان کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔۔۔؟

کہیں مجھے شایان سے محبت نہیں۔۔۔۔

نہیں۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے چہرہ نفی میں ہلایا تھا۔۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر میں اداس کیوں ہوں۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ ہیزل کنفیوز ہو گئی تھی۔۔۔ میں بھلا کیوں کسی سے محبت کرنے لگی۔۔۔ میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔۔۔ ہیزل پاؤں پٹختے اٹھی تھی۔۔۔اس کا رخ اپنی ماما کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●●●

رضیہ بی۔۔۔رضیہ بی۔۔۔ماما۔۔ارحم پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔۔اس کی پری اس کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی۔۔۔

ہیزل جو ارحم کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی۔۔۔ارحم کی آواز سنتے پلٹی۔۔۔وہ بھاگتے ہوئے ارحم کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

پری۔۔بھائی کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ہیزل نے بھاگتے ارحم کی باہوں میں جھولتی پری کو دیکھا تھا۔۔۔ہیزل پتہ نہیں دیکھو اسے کیا ہوا ہے۔۔۔وہ روتے ہوتے بے ہوش ہو گئی ہے۔۔۔ہیزل مم۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ۔۔ماما کو بلاؤ جلدی۔۔۔ارحم دھاڑا تھا۔۔۔ہیزل بھاگتی ہوئی باہر کی طرف گئی۔۔۔اس کا رخ مہرناز بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

ارحم نے پری کو اٹھایا اور اسے بیڈ کی طرف لے کے آیا۔۔۔پری کو بیڈ پر لٹاتے ارحم اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کو مسل رہا تھا۔۔۔پری کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔۔۔اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔پری آخر تمہیں ہوا کیا ہے۔۔۔ ارحم خود اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے

۔۔۔

مہرناز بیگم بھی پری کا سنتے پریشانی بھاگتے ہوئے ہیزل کے ساتھ ارحم کے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔

ارحم کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ مہرناز بیگم نے گھبراتے ہوئے ارحم سے پوچھا تھا۔۔۔ ماما پتہ نہیں کیا ہوا ہے پری رو رہی تھی۔۔۔ وہ واش روم میں رو رہی تھی۔۔۔ اور۔۔ اور جب میں نے دروازہ کھلوایا تو وہ مجھے کچھ بتانے والی تھی۔۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔ ماما آپ دیکھیں نا پری کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ارحم کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بتائے۔۔۔ تم ڈاکٹر کو فون کرو جلدی کرو۔۔۔ مہرناز بیگم نے ارحم سے کہا اور وہ بیٹھ کے پری کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ جو اس وقت زرد پڑ چکا تھا ہیزل بیٹے پانی دو۔۔۔ ہیزل نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈالا اور مہرناز بیگم کی طرف بڑھایا۔۔۔ مہرناز بیگم نے پری کے چہرے پہ پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔ ان سے بھی پری کو کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔ وہ اسی طرح دنیا سے بیگانی سدھ بدھ پڑی رہی۔۔۔

حمزہ صاحب اور زمل بیگم بھی شور کی آواز سنتے ارحم کے کمرے کی طرف آئے تھے۔۔۔

....

لیڈی ڈاکٹر آچکی تھی۔۔۔اور اب وہ پری کا چیک اپ کر رہی تھی۔۔۔ارحم اسی طرح پری کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے۔۔۔اس سے اپنے بے بی کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر پری کے چہرے کا معائنہ کرتے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ڈاکٹر کیا ہوا ہے پری کو۔۔؟۔۔ارحم ان سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

دیکھیں انہوں نے کسی چیز کی بہت زیادہ ٹینشن لی ہے۔۔۔جس کی وجہ سے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔۔۔کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آخر ان کو کیا پریشانی ہے۔۔ایسی کون سی بات ہے جس کو یہ اتنا زیادہ سوچ رہی ہیں۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ اتنی کم ایج میں ان کو کوئی پریشانی یا کوئی ٹینشن ہونی

چاہیے۔۔۔ جس کو یہ مسلسل اپنے ذہن پہ سوار کر لیں۔۔۔ڈاکٹر اپنی بات بولتے خاموش ہو چکی تھی۔۔۔اب اسے مقابل کے جواب کا انتظار تھا

۔۔۔۔

جہاں ڈاکٹر کی بات پہ ارحم کو جھٹکا لگا تھا، وہیں مہر ناز بیگم، ہیزل، حمزہ صاحب، اور زمل بیگم، بھی کافی حد تک حیران ہو چکے تھے۔۔۔ان سب کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ پری ایسی کون سی بات کی ٹینشن لے رہی ہے۔۔

کہ اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔۔۔

نہیں ڈاکٹر ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔پری نے کسی بات کی ٹینشن نہیں لی ۔۔۔ارحم بے یقینی کی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔اسے واقعی یقین نہیں آ رہا تھا کہ پری کسی چیز کی اتنی زیادہ ٹینشن بھی لے سکتی ہے۔۔۔کہ اس حالت تک پہنچ جائے۔۔۔

جی نہیں انہوں نے کسی بات کی بہت زیادہ ٹینشن لی ہے۔۔۔ پچھلے دو دنوں سے یہ مسلسل کسی بات کی ٹینشن لے رہی تھی۔۔ جس کی وجہ سے ان کا یہ

حال ہوا ہے۔۔ شاید انہوں نے آپ کو نہ بتایا ہو۔۔۔ کیا آپ نے بھی ان کے بدلے رویے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ ڈاکٹر نے پھر سے سوال کر ڈالا تھا۔۔۔ اور ارحم کے پاس کسی بھی سوال کا جواب نہیں تھا۔۔۔ وہ تو بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ پری کسی بات کی اتنی ٹینشن بھی لے سکتی ہے۔۔۔ اخر بات کیا تھی۔۔۔؟۔۔

اب آپ کو ان کا بہت سارا خیال رکھنا ہے۔۔۔ ان کو ہر طرح کی پریشانی ہر طرح کے ڈپریشن سے دور رکھیں۔۔۔ کوشش کریں کہ ان کو گھر کے معاملات سے بھی دور رکھیں۔۔۔ گھر کے معاملات کی وجہ سے بھی اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔۔۔ تو آپ کوشش کریں کہ ان کے سامنے کم ڈسکشن کریں۔۔۔ ورنہ ان کے لیے بڑا مسلا بھی بن سکتا ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر سمجھ گئی تھی

کہ پری کے ساتھ جو سچویشن چل رہی تھی اس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ شیئر نہیں کیا تھا۔۔۔اسی لیے وہ سخت ہدایات دے رہی تھیں۔۔۔ ڈاکٹر جانے لگی تھی۔۔۔آئیں میں آپ کو باہر تک چھوڑ دوں۔۔۔ہیزل ان کو باہر تک چھوڑنے گئی تھی۔۔۔ارحم تو پتھریلی آنکھوں سے پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔جو کسی سوکھے پتے کی مانند مرجھا گیا تھا۔۔۔

اللہ میری بچی نے ایسی کون سی ٹینشن لے لی۔۔۔کیا حالت ہو گئی ہے۔۔

مہرناز بیگم نے پری کا چہرے پہ ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔۔۔

صبح سے پری کافی حد تک خاموش تھی۔۔۔رات کو بھی وہ ٹھیک سے بات نہیں کر رہی تھی۔۔۔اور اب ارحم کو اس کی خاموشی کی وجہ سمجھ آرہی تھی۔۔۔اگر کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا تو وہ یہ تھا کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جس کی پری نے اتنی ٹینشن لی۔۔۔ارحم پری کے چہرے پہ نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔

....

کچھ ہی دیر میں شایان اور حمدان لاہور پہنچ چکے تھے۔۔۔گھر پہنچتے ہی حمدان کی گاڑی جو ہی گھر کے گیراج کے اندر آئی میرم سیڑھیوں سے دوڑتی ہوئی نیچے آئی۔۔۔اور حمدان حمدان پکارنے لگی۔۔۔
حمدان ابھی گاڑی سے اترا ہی تھا کہ میرم بھاگ کے اتی ہے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔

شایان دوسری سائیڈ سے نکلتا گلا کھنگارتا اندر کی طرف بڑھا۔۔۔اس نے یہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔۔یہ اسکے بھائی اور بھابھی کی کافی لونگ ملاقات تھی اب وہ کباب میں ہڈی بنتا اچھا تو نہیں لگتا "Distance" تھانا۔۔۔حمدان نے شایان کو گھورا۔۔۔جو گلا تو ایسے کھنگار کی گیا تھا جیسے حمدان کسی اپنی معشوقہ سے مل رہا ہو۔۔۔۔
کیوں آئے ہیں آپ۔۔۔واپس چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ابھی واپس مڑ جائیں ۔۔۔میرم نے پیچھے ہوتے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔حمدان نے میرم کی انگلی کے تعاقب میں نظریں گھمائیں۔۔۔

میں واپس چلا جاؤں۔۔ حمدان نے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا۔۔

کیوں یہاں کوئی اور بھی ہے کیا۔۔۔ جسے میں بول رہی ہوں۔۔۔ میرم منہ پھلاتے بولی تھی۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا میں واپس چلا جاؤں۔۔۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ میرے آنے پہ۔۔۔ حمدان نے صدمے کی حالت میں پوچھا تھا۔۔۔

نہیں مجھے بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی۔۔آپ واپس چلے جائیں ابھی کے ابھی۔۔۔ میرم نے دوبارہ سے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ لگتا ہے اس دفعہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہو۔۔ کوئی بات نہیں چلو اندر میں تمہیں منالوں گا۔۔۔ حمدان نے میسنا بننے کی کوشش کی تھی۔۔۔

نہیں مجھے نہیں ماننا۔۔ آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں واپس چلے جائیں۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ میرم غصے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

میرم ڈارلنگ میری بات تو سونو یار۔۔۔ حمدان میرم کی بازو پکڑتے بولا۔۔ لیکن اسی پل میرم نے حمدان کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

نہیں ہوں میں آپکی ڈارلنگ۔۔۔آپ مجھے ہاتھ بھی مت لگائیں۔۔۔

ناراض ہوں میں آپ سے۔۔۔آپ کو میری ذرا پرواہ نہیں ہے۔۔۔آپ مجھے اکیلا چھوڑ گئے تھے۔۔۔کتنا مس کیا میں نے آپ کو۔۔۔میرم ایک ہی دفعہ میں سارے شکوے کر گئی تھی۔۔۔

میں نے کہا نہ میں اپنی ڈارلنگ کو منا لوں گا۔۔۔تم اندر تو چلو۔۔۔حمدان میرم کو پیار کرتے بولا تھا۔۔۔آپ ہر دفعہ ایسے ہی کرتے ہیں۔۔۔میرم روہانسی ہوتی بولی تھی۔۔۔۔

میرم آج تم کچھ زیادہ ڈرامے نہیں کر رہی۔۔۔حمدان شرارت سے بولا تھا ۔۔اس بات سے بے خبر کہ اسکی یہ شرارت اسی کے گلے پڑنے والی ہے

۔۔۔

کیا میں ڈرامے کر رہی ہوں۔۔۔میرم نے حمدان کو گھورا۔۔۔مجھے نہ آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔آپ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔میرم پیر پٹختی اندر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

"!میرم ڈارلنگ میری بات توسونو۔۔۔

"لیلیٰ مجنو۔۔۔"

😂 لیلیٰ آگے آگے۔۔ مجنو پیچھے پیچھے۔۔۔

....

پری کے ہاتھ نے ہلکی سی حرکت کی تھی۔۔۔ارحم نے بے چینی سے پری کا ہاتھ تھاما۔۔۔پری۔۔"میرا بے بی کیسا ہے۔۔۔پری نے ابھی آنکھیں بھی نہیں کھولی تھیں۔۔۔اور ارحم اسے پکارنے لگا تھا۔۔۔

پری میرا بے بی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔پری میرا بے بی کیا ہوا ہے۔۔۔

ارحم پری کے چہرے کے قریب جھکتے بولا تھا۔۔۔بے اختیار اس کی انگلیاں اٹھیں اس نے دھیرے سے پری کے لبوں کو چھوا تھا۔۔۔پری ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔۔پری میرا بے بی اٹھ بھی جاؤنا۔۔۔میں اپنے بے بی کو لائیو پیار کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ارحم نے پری کے کان میں سرگوشی کی تھی

۔۔۔ارحم۔۔!"پری نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔جی ارحم کی جان۔۔۔؟ارحم نے پری کی آواز سنتے فوراً سے جواب دیا تھا۔۔۔

ارحم نے پیار سے پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔۔۔ارحم آپ میرے پاس ہیں۔۔۔پری کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔۔۔پری میں اپنے بے بی کے پاس ہی ہوں۔۔۔ارحم نے اس کے چہرے پہ انگلیاں رب کرتے کہا تھا۔۔۔

ماما کہاں ہیں۔۔؟۔۔پری نے چہرہ گھمانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوشش ناکام ہو گئی تھی۔۔۔وہ کافی حد تک کمزور محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ماما، ہیزل، زمل آنٹی، سب یہیں تھے۔۔۔میرے بے بی کے پاس۔۔۔میں نے ابھی ان کو بھیجا ہے۔۔۔تاکہ میں اپنی بے بی سے پیار کر سکوں۔۔۔

ہممم
پتہ ہے بے بی میں کتنا اداس ہو گیا تھا کیا ہوا تھا میری بے بی کو۔۔۔ ۔۔۔ارحم آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نہ۔۔۔پری نے ارحم کے سوالوں کا جواب دیے بغیر اپنا سوال ڈالا۔۔۔۔

میں کیوں اپنی پری کو چھوڑوں گا۔۔۔ارحم ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔اور یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔۔۔ارحم نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا۔۔۔ نہیں آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے کبھی ان کی طرح نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ پری کن کی طرح تم کن کی بات کر رہی ہو۔۔۔؟ارحم نہ سمجھی سے بولا تھا ۔۔۔آپ بس میرے ارحم ہیں۔۔۔پری نے پھر سے ارحم کے سوال کو اگنور کیا تھا۔۔۔پری نے لرزتے ہاتھ بڑھاتے ارحم کے گرد حسار بنایا تھا ۔۔۔وہ اس کے سینے میں چھپ سی گئی تھی۔۔۔۔ارحم سمجھ گیا تھا کوئی تو ایسی بات ہے جو پری کو کافی حد تک پریشان کر رہی ہے۔۔۔اور آخر پری اس بات کو چھپا کیوں رہی ہے۔۔۔ایسی کیا بات ہے جو کسی پہ واضح نہیں ہونے دے رہی۔۔۔

اب میرا بی اچھے بچوں کی طرح کھانا کھائے گا۔۔۔ پھر میڈیسن بھی لینی ہے۔۔۔ارحم پرث کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا تھا۔۔۔پری نے اسبات میں سر ہلایا۔۔۔جی اور ماما کے کمرے میں جاتے ہیں۔پری انتہائی کم آواز میں بولی تھی۔۔اس کی آواز میں عجیب سا ڈر تھا اپنوں کو کھونے کا ڈر

۔۔۔

اب کھونے کو بچا ہی کیا تھا۔۔۔انسان کی زندگی کا مین حصہ اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔۔۔اور اگر اس زندگی میں ماں باپ ہی نہ ہو تو پھر کسی بھی چیز کے چھن جانے کا غم نہیں ہوتا۔۔۔پری کے پاس بھی کچھ نہیں تھا لیکن اب اس کے پاس اس کا ارحم اور اس کی ماما ہی۔۔۔وہ اب ان دونوں رشتوں کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی

۔۔۔۔

....

سب کھانے کے ٹیبل پہ بیٹھے تھے۔۔۔میرم بھاگ بھاگ کے کھانا سرو کر رہی تھی۔۔۔آج اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔۔اس نے حمدان کی پسند کی ساری ڈیشز بنائی تھیں۔۔۔ سپیشل میٹھا بھی حمدان کی پسند کا ہی بنایا تھا۔۔۔جہاں حمدان کے لبوں سے مسکراہٹ نہیں جارہی تھی ۔۔۔وہاں شایان اس کی مسکراہٹ پہ جل بھن رہا تھا۔۔۔آج پہلی بار اسے حمدان سے جیلسی فیل ہورہی تھی۔۔۔آخر اسے بھی بیوی چاہیے تھی ۔۔۔جو اس کے لیے مزے مزے کے کھانے بناتی۔۔۔اس کا انتظار کرتی۔۔۔اور میرم کی طرح اس کو آکر ہگ کرتی۔۔۔شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

تم کیا سوچ رہے ہو۔۔۔حمدان نے شایان کو خاموش دیکھ سوال کیا تھا۔۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا تمہارے لیے بھابھی لے آؤں۔۔۔شایان کے بات کرنے کی دیر تھی فریحہ بیگم اور سکندر صاحب نے بیک وقت شایان کا چہرہ "دیکھا۔۔۔کیا تم سیریس ہو۔۔۔؟

سکندر صاحب گویا ہوئے تھے۔۔۔جی بابا بالکل میں سیریس ہوں مجھے بھی شادی کرنی ہے۔۔۔ شایان کافی سیریس انداز میں بولا تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں آج ہی رشتے والی سے بات کرتی ہوں وہ کوئی اچھا سا رشتہ دکھادے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔

نہیں ماما آپ کو میرے لیے رشتہ دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ "Alrady" رشتہ میں ڈھونڈ چکا ہوں۔۔۔ بس مجھے کچھ دن دیں پھر میں آپ لوگوں کو اس سے ملوا بھی دوں گا۔۔۔ شایان خود کو کھانے میں مصروف کرتا بولا تھا۔۔۔ شاید اس کا کھانے کی ٹیبل پہ دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ حمدان نے شایان کو گھور کر دیکھا۔۔۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ حمدان نے آنکھیں چھوٹی کی تھی۔۔۔

ہاں ضرور بلکہ جاننے کی کیا ضرورت ہے۔۔ تم اور آلریڈی اسے جانتے ہو۔۔۔ اور خبردار اگر اب تم نے کسی کے سامنے نام لیا تو۔۔۔ ورنہ میں تمہارا حشر نشر کر دوں گا۔۔۔ شایان نے دھمکی دی تھی۔۔۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ

سکتے۔۔اگر میں سب کو بتا بھی دوں تو۔۔۔حمدان نے بھی دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔

حمدان اب بھی میٹھا بھی لیں نا۔۔میں نے سپیشل آپ کے لیے بنایا ہے۔۔۔میرم اپنی دھن میں بولی تھی۔۔۔اووو میرم تم کتنی اچھی ہو۔۔۔حمدان دل جلادینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔۔۔لیکن شایان کے دل میں جو آگ لگ گئی تھی، وہ صرف شایان ہی جانتا تھا۔۔۔شایان پیر پٹختے اٹھا تھا۔۔۔

تمہیں کیا ہوا اسکندر صاحب نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔۔مختصر سا جواب دیتے شایان لمبے لمبے ڈگ بھرتا جا چکا تھا۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔؟۔۔فریحہ بیگم نے حمدان سے پوچھا تھا۔۔حمدان نے شاہ نے اچکائے۔۔۔حمدان سمجھ گیا تھا کہ اسے کیا ہوا ہے اسی لیے وہ اپنے لب دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔۔

اب بھائی کی بیوی نہ ہو تو کیا بندہ اپنی بیوی سے بھی پیار نہ کرے۔۔۔واہ "

"! شایان میاں واہ۔۔۔

....

شایان کب سے اپنے کمرے میں آیا ٹیرس پہ چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔اور اب اس کا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا "تھا۔۔۔آخر کیوں۔۔؟

اگر ارحم میری پری کا شوہر نہ ہوتا تو اب تک میں اس کا قتل کر چکا ہوتا

شایان نے دانت پیتے تھے۔۔۔ارحم کی وجہ سے شایان ہیزل سے نمبر نہیں لے سکا تھا۔۔۔جس کا غصہ وہ اب ارحم پہ ہی نکالنے والا تھا۔۔۔

"! شایان نے کمرے میں اتے ہیں موبائل پکڑا اور ارحم کو کال ملائی۔۔۔

پچھلے تین منٹ سے شایان ارحم کو کال ملا رہا تھا۔۔۔لیکن ارحم پتہ نہیں کہاں غرق ہو گیا تھا، جو اس کا فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

شایان نے موبائل کو گھور کر دیکھا تھا جیسے موبائل کی جگہ ارحم ہو۔۔۔

ارحم میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہاتھ سے ضائع ہو جاؤ۔۔۔ شایان نے بڑبڑاتے مہرناز بیگم کو کال ملائی تھی۔۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔

"!اسلام علیکم آنٹی۔۔۔"

شایان نے شریفوں کی طرح سلام بلایا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔! "بیٹا پہنچ گئے اپ لوگ لاہور۔۔۔ مہرناز بیگم نے اپنی طرف سے سوار داغہ تھا۔۔۔

جی آنٹی ہم پہنچ گئے کافی دیر سے۔۔۔ وہ مجھے آپ سے ایک کام تھا۔۔

شایان نے ڈائریکٹ مودے کی بات کی تھی، وہ بات کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

" جی جی بیٹا بولو میں سن رہی ہوں۔۔۔

آنٹی وہ دراصل مجھے ہیزل کا فون نمبر چاہیے تھا۔۔۔شایان نے بلا جھجک کہا تھا۔۔۔

اوو تو مطلب تمہیں ارحم نے نمبر بھی نہیں لینے دیا۔۔؟۔۔مہرناز بیگم شاید مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔مطلب آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔شایان کافی حد تک حیران ہوا تھا، لیکن اس نے ظاہر نہیں کروایا تھا۔۔۔
جواباً مہرناز بیگم بھی مسکرادی تھیں۔۔۔اب میں اپ کی مسکراہٹ کا کیا مطلب سمجھوں شایان نے آئی بروا چکائی تھی۔۔۔شایان میں تمہیں انکار نہیں کر سکتی۔۔۔آخر تم بھی میرے بیٹے ہو۔۔۔مہرناز بیگم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔یہاں شایان کے لبوں پہ بھی گہری مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

"I'm waiting" تو پھر دیر کس بات کی ہے۔۔۔
ویسے تم کچھ زیادہ جلدی نہیں کر رہے۔۔۔مہرناز بیگم شایان کی جلدیاں دیکھتے بولی تھیں۔۔۔توبہ کریں آنٹی آٹھ گھنٹے ہو گئے ہیں۔۔۔اور اپ بول

رہی ہیں کہ میں جلدیاں کر رہا ہوں۔۔۔شایان نے منہ بسورتے شکوہ کیا تھا۔۔۔

اووتو تم گھنٹے بھی گن رہے ہو۔۔۔مہر ناز بیگم شایان کو تنگ کر رہی تھیں

۔۔۔مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ کے بیٹے کی طرح مجھے آپ کی طرف سے بھی جواب ہی ہے۔۔۔اب کی بار شایان نے مکمل ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔

ارے نہیں بیٹا ایسی بات نہیں ہے میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔ویٹ میں سینڈ کر رہی ہوں، اتنا بولتے مہر ناز بیگم کال کاٹ چکی تھیں۔۔۔

اب شایان ہاتھ میں موبائل لیے کمرے کے چکر لگا رہا تھا۔۔۔"۔۔۔"

اس سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا، چند سیکنڈز میں ہی اسے میسج موصول ہو گیا تھا۔۔۔اسکے لبوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔تیار ہو جاؤ ہیزل میڈم، شایان پہلی فہرست میں کال ملاتے بڑبڑایا تھا۔۔۔

•••••••••••••

ہیزل راکنگ چیئر پہ بیٹھی موو کر رہی تھی۔۔۔اس کا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔"بورنگ، بورنگ،اور بورنگ"۔۔

ہیزل کے فون کی بیل بجی تھی۔۔۔ہیزل نے بورنگ سے انداز میں پلٹتے موبائل پکڑا۔۔۔موبائل پہ ان نون نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔

ہیزل نے انتہائی بیزاری سے فون اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔۔۔اس کے سماعتوں سے آواز ٹکرائی۔۔۔

"!السلام علیکم کیسی ہیں جناب۔۔۔

بے اختیار نے موبائل پیچھے کرتے نمبر دیکھا۔۔۔اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔کیا میں جواب کی توقع رکھ سکتا ہوں۔۔۔شایان نے جواب نہ پاتے دوبارہ سے مخاطب کیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام جی آپ کون۔۔۔!"ہیزل نے جان بوجھ کے نہ سمجھی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔جی میں بندہ نہ چیز آپ کا ہونے والا شوہر۔۔۔شایان پورے حق سے بولا تھا۔۔۔اور اب اسے مقابل کے جواب کا انتظار تھا

۔۔۔جی لیکن میں آپ کو نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔۔۔ہیزل شرارت سے بولی تھی۔۔وہ جانتی تھی کہ اتنے حق سے اسے شایان ہی بلا سکتا ہے۔۔۔

اووو تو تم مجھے نہیں جانتی۔۔۔شایان ہونٹ گول کرتے بولا تھا۔۔کوئی بات نہیں میں تعارف کروا دیتا ہوں۔۔۔میں شایان سکندر "ہیزل حمزہ" کا ہونے والا شوہر، بہت جلد ہیزل حمزہ سے "ہیزل شایان" بننے والی ہے ۔۔۔بہت جلد یہ حسینہ میری دسترس میں آنے والی ہے۔۔۔شایان نے بہت خوبصورتی سے اپنا تعارف کروایا تھا۔۔۔اور ساتھ ساتھ ہی ہیزل کا تعارف بھی خود ہی کروا دیا تھا۔۔۔

ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ایک منٹ کہیں تم شرما تو نہیں رہی ۔۔۔ارے نہیں نہیں یار خبردار اگر تم شرمائی تو۔۔۔مجھے شرمانے والی لڑکی بالکل بھی نہیں چاہیے۔۔یار یہ شرمانے والی لڑکیاں نہ رومینس کا بیڑا غرق کر دیتی ہیں۔۔۔شایان بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑتے کہا تھا

۔۔۔ہیزل شرم سے لال پیلی ہو گئی تھی۔۔۔ کیا آپ نے یہ بات بتانے کے لیے فون کیا ہے۔۔۔اس سارے دورانیہ میں ہیزل دوسری دفعہ بولی تھی۔۔۔

تو تمہیں کیا لگا تھا کہ میں تمہیں اس وقت فون کر کے تمہارے ساتھ بچوں کے نام ڈیسائڈ کروں گا۔۔۔ شایان شرارت سے بولا تھا۔۔۔

اللہ اللہ شایان کتنے بے شرم ہیں آپ۔۔۔ہیزل جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

اگر اب دوبارہ اپ نے کوئی اس طرح کی بات کی تو میں کال کاٹ دوں گی ۔۔۔ہیزل نے دھمکی دی۔۔۔۔

اچھا یار مذاق کر رہا تھا۔۔۔ تم نے تو برا ہی مان لیا۔۔۔اچھا بتاؤ لاہور کب آرہی ہو۔۔۔ابھی میں کچھ دن یہیں پہ رکنے والی ہوں۔۔۔ہیزل نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے ابھی تم کچھ دن وہیں رکنے والی ہو۔۔۔؟۔۔میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔بس تم جلد از جلد لاہور اؤ۔۔۔

کوئی زبردستی ہے کیا۔۔؟۔۔ہیزل نے آئی برواچکائی۔۔۔نہیں زبردستی نہیں ہے حکم ہے۔۔۔اور اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں زبردستی کرنے پہ اتر آؤں گا۔۔۔اور میری زبردستی تم سے برداشت نہیں ہوگی۔۔۔اسی لیے عزت سے جلد از جلد لاہور پہنچو۔۔۔شایان انتہائی شرارتی لہجے میں بولا تھا۔۔۔

میں لاہور کیوں آؤں۔۔۔اور میرے لاہور آنے سے آپ کو کیا لگے۔۔۔
پتہ نہیں ہیزل نے کیا سوچتے یہ سوال کیا تھا۔۔۔
تم جانتی ہو میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔اور میں یہ نہیں جانتا کہ تم انجان بننے کی کوشش کیوں کر رہی ہو۔۔۔تم میرے لیے سب سے بڑھ کر ہو۔۔۔شاید شایان نے اپنی فیلنگ کا اظہار کیا تھا۔۔۔
"شایان کیا واقعی میں آپ کے لیے سب سے بڑھ کر ہوں۔۔۔؟

اس دنیا میں والدین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، لہذا شادی کریں اور والدین بن جائیں۔۔۔ شایان نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دوباتے کہا تھا۔۔۔

ہیزل کا چہرہ ایک دفعہ پھر شرم سے لال پیلا ہو گیا تھا۔۔۔

اگر اب دوبارہ شرمانے کی کوشش کی تو اس بندہ نہ چیز سے کوئی گستاخی ہو جائے گی۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے پورے حق سے پہلے میں کوئی گستاخی کروں۔۔۔

اس دفعہ مقابل کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ یہ ہیزل کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو۔۔۔ شایان نے جواب نہ پاتے سوال کیا تھا کچھ نہیں۔۔۔ ہیزل ہڑبڑا گئی تھی۔۔۔ کک کچھ۔۔ نہیں۔۔۔

ہاں بس تم جلدی سے لاہور پہنچ جاؤ۔۔۔ تاکہ میں تمہارے گھر رشتہ لے کر آسکوں۔۔۔

اگر میں نے انکار کر دیا تو۔۔۔اب ہیزل کی تنگ کرنے کی باری تھی۔۔۔
شایان کب سے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔آخر یہ ہیزل کا بھی حق تھا۔۔۔
تمہارے پاس انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔۔۔اور ہونی بھی نہیں چاہیے۔۔۔اور اگر تم نے انکار کیا، تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔
تمہیں مارنے کے بعد میں خوبصورت سی لڑکی سے شادی کروں گا۔۔۔جو تم سے زیادہ خوبصورت تو نہیں ہو گی، لیکن ہاں خوبصورت ضرور ہو گی ۔۔۔شایان نے بے فکری سے پورا جواب دیا تھا۔۔۔

ہیزل کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔کیا آپ مجھے مار دیں گے۔۔۔ہیزل شایان کی بات سنتے صدمے میں چلی گئی تھی۔۔۔

ہاں بالکل میں تمہیں مار دوں گا۔۔۔۔لیکن جس طرح تم سوچ رہی ہو میں تمہیں اس طرح نہیں ماروں گا۔۔۔اب کی بار بھی لہجہ لاپرواہ سا تھا۔۔۔

تو پھر کیسے ماریں گے آپ۔۔؟۔۔ہیزل روہانسی ہوتی ولی تھی۔۔۔

ویسے میں اپنی پرسنل باتیں کسی کو بتاتا نہیں ہوں۔۔ لیکن تم میری ہونے والی بیوی ہو تو اسی لیے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔۔۔

میں سب سے پہلے تمہیں کڈنیپ کروں گا۔۔۔اس کے بعد۔۔اس کے بعد جو میں کروں گا، وہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔اور اس کے بعد میں تمہیں مار دوں گا۔۔۔اور پھر اس کے بعد میں ایک خوبصورت سی لڑکی تلاش کروں گا، اور پھر اس سے شادی کروں گا۔۔۔ شایان نے پوری تفصیل سے بات بتائی تھی۔۔۔

جیسے جیسے شایان بولتا گیا تھا، ہیزل کا حیرت سے منہ مزید کھلتا گیا تھا۔۔۔

شایان آپ بہت برے ہیں۔۔۔مجھے اپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔

ہیزل ناراض ہوتے بولی تھی۔۔۔

ارے ہیزل میری جان میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔میں بھلا تمہیں کیوں ماروں گا۔۔۔اور اگر میں تمہیں مار بھی دوں تو میں شادی کس سے کروں گا۔۔۔ تم ہی میری پہلی اور آخری محبت ہو۔۔۔ تمہیں مارنا تو دور کی بات میں

تمہیں تکلیف بھی نہیں دے سکتا۔۔۔اور تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں

"۔۔۔؟

نہیں مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔۔۔ ہیزل منہ کا نقشہ بگاڑتے بولی تھی۔۔۔آپ کا کیا بھروسہ آپ سچ میں مجھے مار دیں۔۔۔ پتہ نہیں کیوں ہیزل کو شایان کی باتیں سچ لگی تھیں۔۔۔ سچ میں وہ ڈر گئی تھی اگر شایان نے واقعی اسے مار دیا تو۔۔۔

ہیزل ڈارلنگ میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔بتا تو رہا ہوں میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔اور جن سے محبت کی جاتی ہے انہیں تکلیف نہیں دی جاتی۔۔۔ اور تم مارنے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ میں جسٹ ایک چھوٹا سا مذاق کر رہا تھا

۔۔۔

شایان کی بات سنتے ہیزل کے لبوں کو بھی گہری مسکراہٹ نے چھوا تھا ۔۔۔اگر اب تم حکم دو تو کیا میں راز کی بات بتاؤں۔۔۔ شایان نے دوبارہ سے اجازت چاہی تھی۔۔۔

"!جی جی ضرور۔۔۔

زل میں نے پہلی دفعہ تمہیں لاہور میں دیکھا تھا۔۔۔میں صبح افس کے لیے جارہا تھااور تم بھی شاید اپنے بابا کے ساتھ کہیں جارہی تھی۔۔۔کافی زیادہ ٹریفک تھی اور شاید وہ ٹریفک تمہارے چہرے کے بگڑتے زاویوں کا سبب بھی بن رہی تھی۔۔۔تم ٹریفک کو دیکھتے کافی عجیب عجیب چہرے بنارہی تھی۔۔۔اور تمہیں پتہ ہے کچھ دیر بعد تم میری نظروں سے اوجھل ہو گئی ۔۔۔اور تمہیں پتہ ہے اس دن پوری رات میں سو نہیں سکا تھا میری انکھوں کے اگے بار بار صرف تمہارا چہرہ ارہا تھااور میں بالکل بھی نہیں جانتا تھا کہ تم کبھی اس طرح میرے سامنے اجاؤ گی تم ارحم کی کزن نکلو گی۔۔۔

شایان کی بات سنتے ہیزر کو اج سے کچھ دن پہلے والا منظر یاد ایا تھا جب وہ حمزہ صاحب کے ساتھ افس جا رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے پہ بھی کچھ حیرانی کی شکلیں دوڑی تھیں۔۔۔

مجھے جب پہلی نظر میں ہی تم سے محبت ہو گئی تھی اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اللہ تعالی اتنی اسانی سے میری محبت کو مجھے ملوا دے گا تم ارہم کی بہن ہو اور تم سے شادی کرنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔۔۔

شایان نے ایک ایک کر کے اپنے دل کی ہر بات کھول دی تھی۔۔۔ہیزل نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش رہی۔۔۔

ہیزل کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے شایان کی اواز میں ایک اس تھی ایک امید تھی۔۔۔

شاید ہاں نہیں میں نہیں جانتی۔۔۔ہیزل کو سمجھ نہیں ائی تھی کہ وہ کیا جواب دے۔۔۔محبت تو اپ کو بھی ہو گئی ہے مسز شایان لیکن اپ اقرار

نہیں کر پا رہیں۔۔۔شایان نے صرف سوچا تھا۔۔۔وہ اپنے دماغ کی بات لبوں پہ نہیں لا سکا تھا۔۔۔

کافی رات ہو گئی ہے میرے خیال سے اب تمہیں سو جانا چاہیے۔۔۔شایان نے اپنی طرف سے بات کا اختتام کرنا چاہا تھا۔۔۔

جی میں بھی ابھی کچھ دیر میں سونے ہی وادی ہوں۔۔۔اور ہاں صبح مجھے تمہاری کال کا انتظار رہے گا اور تم یہ بالکل بھی مت سوچنا کہ تم کال نہیں کرو گی تو میں بھی تمہیں کال نہیں کروں گا اگر تم نے مجھے کال نہ کی تو میں خود تمہیں کال کر لوں گا اور کال نہ اٹھانے کی غلطی تو بالکل بھی مت کرنا ورنہ تم جانتی ہو میں تمہاری سات کیا کر سکتا ہوں شایان نے دوبارہ سے دھمکی لی تھی۔۔۔

جی میں جانتی ہوں اپ مجھے مار دیں گے۔۔حیدر نے شایان کے ارادے اسی کو بتائے تھے۔۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔اس کے سماعتوں میں شیان کا کہکا گونجا

تھا اب ہنس کیوں رہے ہیں۔۔۔ہزل کو شایان کی ہنسی کی وجہ کچھ سمجھ نہیں ائی تھی۔۔۔

یار وہ دراصل میں اپنی بے وقوف بیوی کی باتوں پہ ہنس رہا تھا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔

شایان دوبارہ سے ہسا تھا۔۔

کک۔کون سی بیوی۔۔

ہے ایک سیل جس کو میرے جذبات کی بالکل بھی قدر نہیں ہے شایان نے بڑے دکھی سے انداز میں بتایا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے ایک اپ کی ہونے والی بیوی تو میں نہیں تھی کیا پہلے سے شادی شدہ ہیں رزل نے پورا جملہ بولنے کے بعد اپنے جملے پہ غور کیا تھا ۔۔۔ایک تو ہے زل بھی نا غلط جگہ پہ غلط بات بول دیتی ہے۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔ارے جناب کیا بات کر دیا اپ نے۔۔۔میں مذاق کر رہا ہوں میری ہونے والی بیوی تم ہی ہو اور میں تمہاری بات پہ ہی ہنس رہا تھا

۔۔۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔شایان دوبارہ سے ہنستے بولا تھا زیادہ ہنسنے کی وجہ سے اس کی انکھوں کے کناروں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔۔۔۔

شایان بہت برے ہیں اپ مجھے اپ سے بات ہی نہیں کرنی اللہ حافظ۔۔۔

ہیزل بیچاری خود شرمندہ ہو گئی تھی وہ شایان کو کیا کہتی ہے۔۔۔
سیدھی طرح کا ہونا اپنی کہی ہوئی بات پہ شرم ارہی ہے مجھے برا کیوں بول رہی ہو۔۔۔میں تو اتنا شریف ہوں صرف اپنی بیوی سے رومینٹک باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میری ہونے والی بیوی اف۔۔۔۔شایان صدمے کی حالت میں بولا تھا۔۔۔

ہے جلدی موبائل کو گھورتے ٹک سے کال کاٹتی تھی۔۔۔شایان نے موبائل کان سے پیچھے کرتے دیکھا مسز شایان تو شرما گئی۔۔۔اس کے لبوں پہ دوبارہ سے مسکراہٹ ائی تھی۔۔۔یار تم تو ابھی سے اتنا شرما رہی ہو نہ جانے بعد میں کیا ہو گا شایان بڑبڑاتے کمرے میں ایا تھا۔۔۔۔

حیدر کول کاٹتے کمرے سے باہر جانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔۔اسے اپنے جسم میں عجیب سی سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔کیا یہ سب شایان کی باتوں کا اثر تھا۔۔۔کیا واقعی سے شایان سے محبت ہو گئی تھی

ہیزل اپنی سوچ کو جھٹکتے باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔اس کا رخ اب مہر ناز بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔وہ روزرات کو سونے سے پہلے اپنی طائی امی کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھ کے بہت ساری باتیں کرتی تھی ۔۔۔جو کہ اس کا فیورٹ مشغلہ تھا۔۔۔مہر ناز بیگم بھی سونے سے پہلے ہمیشہ سے ہیزل کا انتظار کیا کرتی تھیں۔۔۔ان دونوں کی کافی اچھی بونڈنگ تھی۔۔۔

....

تقریباً رات کے 10 بج رہے تھے۔۔۔اور پری کافی گہری نیند سو رہی ۔۔۔ارحم اس کے قریب ہی بیٹھا آفس کا کام کر رہا تھا۔۔۔وہ پچھلے کافی دنوں سے آفس نہیں جا پا رہا تھا۔۔۔اور اب پری کی طبیعت خراب تھی اب تو وہ بالکل بھی نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

ارحم کب سے کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بار بار اس کی نظریں پری کی طرف جا رہی تھیں۔۔۔وہ سوتی ہوئی بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔اور ارحم کی پری کافی حد تک کمزور بھی ہو چکی تھی۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم ارحم اس کا چہرہ تکنے میں مصروف تھا۔۔۔کہ اچانک پری کی چیخ نکلی۔۔۔وہ چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم جو کب سے پری کی طرف ہی دیکھ رہا تھا، اس نے جلدی سے پری کو تھاما۔۔۔پری کیا ہوا تمہیں۔۔۔اس نے پری کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔۔۔جو اس وقت پسینے سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

ارحم۔۔ارحم۔۔۔آپ۔۔آپ یہاں پہ ہی ہیں۔۔۔آپ مجھے چھوڑ گئے تھے۔۔۔آپ کو پتہ ہے آپ مجھے چھوڑ گئے تھے۔۔۔سب کی طرح۔۔ آپ نے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔لیکن آپ پھر بھی چلے گئے تھے۔۔۔آپ۔۔۔

پری مضبوط گرفت سے ارحم کی بازو پکڑتے نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔۔پری میری جان میرا ابے بی میں یہیں پہ ہوں۔۔۔میں کہیں پہ نہیں گیا۔۔۔ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ارحم نے پریشانی سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔ آپ بہت برے ہیں۔۔۔آپ بھی سب کے جیسے نکلے۔۔۔آپ۔۔آپ نے کہا تھا آپ نہیں جائیں گے۔۔لیکن آپ پھر بھی چلے گئے۔۔۔پری مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ارحم پری کی کنڈیشن پہ کافی حد تک پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

پری تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہے۔۔۔میں تمہارے پاس ہوں دیکھو تمہارا ارحم تمہارے پاس ہے۔۔یہ دیکھو یہیں پہ بیٹھا ہوں میں کب سے تمہارے پاس ہی ہوں۔۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔آپ چلے گئے تھے۔۔۔آپ ابھی واپس آئے ہیں نا۔۔۔آپ چلے گئے تھے۔۔۔وہ۔۔۔وہ سب بھی چلے گئے تھے۔۔۔

آ۔آ۔آپ کو پتہ ہے،ان سب۔۔۔وہ۔۔ان سب نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا۔۔۔آپ بھی مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔مم۔۔مجھے پتہ ہے۔۔۔پری مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔۔اور اس کے آنسو بھی سٹارٹ ہو چکے تھے۔۔۔

پری میرا بچہ،میری جان میں کہیں بھی نہیں گیا۔۔۔دیکھو میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔ارحم نے پری کو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔اس کی

آنکھوں کے بھی کنارے بھیگ چکے تھے۔۔۔ارحم سے پری کی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی۔۔۔

ارحم آپ نہیں گئے۔۔آپ نہیں گئے ارحم۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے اگر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو۔۔۔میں کیا کروں گی۔۔۔میں۔۔میں کس کے پاس جاؤں گی۔۔۔ارحم میں اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔پری نے بھی دونوں ہاتھوں سے ارحم کے گرد حصار باندھا تھا۔۔۔

نہیں میری جان میں تمہیں کبھی چھوڑ کے نہیں جاؤں گا۔۔۔میں ہمیشہ سے اپنے بے بی کے پاس رہوں گا۔۔۔تم ایسی باتیں کیوں کرتی ہو۔۔تم نے کوئی برا خواب دیکھا ہے۔۔۔ارحم اس کی کمر سہلاتے بولا تھا۔۔۔

نن۔۔نہیں ارح میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔۔۔میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔آپ آپ۔۔۔کو پتہ ہے سب چلے گئے تھے،سب چھوڑ کے چلے گئے تھے۔۔۔۔مم۔۔میں اکیلی رہ گئی تھی۔۔۔

ارحم۔۔ارحم۔مم۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔پتہ نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔پری نے چہرہ نکالتے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔بھوری آنکھیں مسلسل آنسو بہانے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

پری کیا ہوا ہے تمہیں۔۔تم ایسا کیوں کر رہی ہو۔۔۔ادھر دیکھو میری طرف دیکھو۔۔۔ارحم نے پری کا چہرہ تھاما تھا۔۔۔تم پھر سے کسی بات کی ٹینشن لے رہی ہو نا۔۔۔تم پھر سے کوئی بات سوچ رہی ہو۔۔۔میں نے تمہیں منع کیا تھا نا۔۔۔فضول میں ہی الٹی سیدھی باتیں سوچ کے اپنی طبیعت خراب کر لیتی ہو۔۔۔ارحم کو فکر مندی بھی ہو رہی تھی،اور اسے پری پہ غصہ بھی آ رہا تھا۔۔۔نہ جانے ایسی کون سی فضول بات تھی جس کو سوچ سوچ کے پری نے اپنی طبیعت خراب کر لی تھی۔۔۔

آپ مجھے چھوڑ تو نہیں جائیں گے نا۔۔۔پری نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ سے پوچھا تھا۔۔۔پری،پری تم نے کیوں ایک ہی بات کی رٹ لگا رکھی ہے

۔۔۔میں کیوں تمہیں چھوڑ کر جاؤں گا۔۔۔ارحم خود کو بے بسی کی انتہا پہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔آپ چلے جائیں گے۔۔۔میں نے دیکھا تھا۔۔آپ جا رہے تھے۔۔پری نے پھر سے پہلے والی لائن دہرائی تھی۔۔۔ وہ سب بھی چلے گئے تھے۔۔۔آپ بھی چلے جائیں گے۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔پری شکوہ کو نگاہوں سے دیکھتی بولی تھی۔۔۔

آج ارحم کو پری کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا نظر آیا تھا۔۔۔ عجیب سی بے چینی، گہرا سمندر۔۔۔ارحم خود گھبرا گیا تھا۔۔۔بے اختیار اس نے پری کو خود میں بھینچا۔۔۔پری اس کے سینے سے لگتی پھوٹ کر رو دی تھی

۔۔۔

ارحم نے تڑپ کر اسے مزید خود میں بھینچا۔۔۔اچھا پری بس اب رونا تو بند کرو۔۔۔ارحم کی اپنی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔ نہیں میں رونا بند

نہیں کروں گی۔۔۔مجھے پتہ ہے آپ چلے جائیں گے۔۔۔پری نے پھر سے وہی ضد کی تھی۔۔۔

پری چپ بس اب تم ایک لفظ نہیں بولو گی۔۔۔ورنہ میں تمہیں بہت برے طریقے سے ڈانٹوں گا۔۔۔ارحم انگلی دکھاتے بولا تھا۔۔۔پری نے ہونٹ نکالتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔۔
پری مزید روہانسی ہوگئی تھی۔۔۔
نہیں میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہا ہوں۔۔۔میں تمہیں بس منع کر رہا ہوں۔۔۔تم ایک ہی بات بار بار ریپیٹ کی جا رہی ہو۔۔۔بس اب تم دوبارہ یہ بات نہیں بولو گی۔۔۔جب میں نے ایک دفعہ کہا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تو مطلب نہیں جاؤں گا نا۔۔۔

چلو بس اب رونا بند کرو۔۔۔ارحم اسے دوبارہ سینے سے لگاتے اس کے کمر سہلانے لگا تھا۔۔۔پری چپ تو ہوگئی تھی لیکن سسکیاں ابھی بھی جا رہی تھیں۔۔۔۔

میں نے کہانا اب تم نہیں روو گی۔۔۔بس اب رونا بند کر دو۔۔۔آپ مجھے بار بار ڈانٹی جا رہے ہیں۔۔۔پری ایک دفعہ پھر سے رونا شروع کر دیا تھا

۔۔۔

پری میں تمہیں ڈانٹ نہیں رہا ہوں۔۔۔میں تمہیں بس رونے سے منع کر رہا ہوں۔۔۔اب ارحم کی بھی بے بسی کی انتہا ہو گئی تھی۔۔۔۔
مم۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔پری چہرہ نکالتے ہلکا سا منمائی تھی۔۔۔اووو میری پری کو بھوک لگی ہے۔۔۔ارحم پری کے ماتھے پہ لب رکھتے بولا تھا ۔۔۔پری نے زور سے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔۔۔۔
میں ابھی اپنے بچے کے لیے کھانا منگواتا ہوں۔۔۔ارحم اپنا فون پکڑتے بولا

تھا۔۔۔

ہیلو رضیہ بی۔۔!" جلدی سے کھانا لے آئیں۔۔میری پری کو بھوک لگی

ہے۔۔۔

زیادہ والی۔۔۔!"پری ارحم کا چہرہ دیکھتے کافی اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔

تاکہ رضیہ بی سن سکے۔۔۔ارحم کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

جی رضیہ بی سن لیا آپ نے اب بس جلدی سے کھانا لے آئیں۔۔۔ارحم مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔جی جی ارحم صاحب ابھی لا رہی ہوں۔۔۔

مقابل نے پورے جوش سے جواب دیا تھا۔۔۔ارحم کال کاٹ چکا تھا

۔۔۔

اب میرا بے بی کیا سوچ رہا ہے۔۔۔ارحم پری کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا تھا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔!"(پری نے مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔

)۔۔۔

کچھ سوچنا بھی مت بس۔۔۔ارحم نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ پری کو کچھ بھی الٹا سیدھا سوچنے کا موقع نہیں دے گا۔۔۔وہ اسے اب سے باتوں میں لگائے رکھے گا۔۔۔۔

دروازہ نوک ہوا تھا۔۔۔رضیہ بی کھانا لے کر آئی تھیں۔۔۔رضیہ بی آجائیں۔۔۔"!

رضیہ بی جلدی سے اندر آئیں۔۔۔اور ٹیبل پہ کھانا رکھتے پری کے لیے ڈالنے لگیں۔۔۔پری بی بی میں آپ کے لیے آپ کی فیورٹ بریانی لے کر آئی ہوں۔۔۔رضیہ بی مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

جی جی رضیہ بی جلدی سے ڈال دیں۔۔۔میری پری کو زیادہ والی بھوک لگی ہے۔۔۔ارحم پری کے چہرے سے بال ہٹائے بولا تھا۔۔۔پری کی نظریں تو کھانے پہ جمی تھیں۔۔۔اسے واقعی بہت زیادہ بھوک لگی تھی۔۔۔

پری بی بی اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔؟۔۔رضیہ بی نے کھانے کی پلیٹ پری کی طرف بڑھاتے پوچھا تھا۔۔۔پری نے اسبات میں سر ہلادیا تھا ۔۔۔شاید اس کا بولنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

دیکھیں رضیہ بھی اب پری بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ارحم نے مسکراتے ہوئے پری کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔۔جو کہ بار بار اس کے چہرے کے آگے آرہے تھے۔۔۔۔

پری سیدھی ہوتی کھانے کے لیے بیٹھ چکی تھی۔۔۔اب اس سے مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اختر اتنا مزیدار کھانا اس کے سامنے جو پڑا تھا۔۔۔رضیہ بی کھانا دینے کے بعد جا چکی تھیں۔۔۔ارحم نے پری کے لیے گلاس میں پانی ڈالا۔۔۔رکو رکو میں اپنے بے بی کو خود کھلاتا ہوں۔۔۔۔ارحم نے پری کا بڑھتا ہاتھ روکا تھا۔۔۔پری اپنا ہاتھ گود میں رکھ کے بیٹھ چکی تھی

۔۔۔

دیکھو تو ذرا کتنی کمزور ہو گئی ہو۔۔۔

ارحم نے ایک بڑی سی بائٹ بناتے پری کی طرف بڑھائی تھی۔۔۔پری نے دیکھتے منہ بسورا۔۔۔یہ بہت بڑی ہے۔۔۔

ہاں لیکن تمہارے منہ سے چھوٹی ہے۔۔۔چپ کر کے کھاؤ۔۔۔ارحم آنکھیں دکھاتے بولا تھا۔۔۔پری نے منہ کا نقشہ بگاڑتے منہ کھولا تھا۔۔۔پری منہ کے نقشے بگاڑتی تقریبا آدھی پلیٹ کھا چکی تھی۔۔۔اور اب اس کے پیٹ میں بالکل بھی جگہ نہیں بچی تھی۔۔۔۔

ارحمممم۔۔۔۔ بششششش۔۔۔اور نہیں کھانا۔۔۔۔پری چہرہ پھیرتے بولی تھی۔۔۔پری دیکھو تمہیں یہ سارا کھانا ختم کرنا ہے۔۔۔اور یہ نخرے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ چلو شاباش منہ کھولو۔۔۔۔ارحم پھر سے ایک بڑی سی بائٹ بناتے پری کے آگے کر گیا تھا۔۔۔

پری نے غصے سے منہ کھولا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ارحم اسے کھانا کھلانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔اور اب وہ پری کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔پری پانی کا گلاس منہ سے لگائے بیٹھی تھی۔۔۔اور شاید ہٹانا بھول گئی تھی۔۔۔ارحم نے ہاتھ سے اشارہ کرتے پری کو بتایا

تھا کہ اسے پانی کا گلاس ہٹانا بھی ہے۔۔۔پری نے تسلی سے اپنا پانی ختم کرتے گلاس رکھا تھا۔۔۔

اب مجھے سونا ہے۔۔۔پری معصوم سی شکل بناتی بولی تھی۔۔۔

پری یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ تم کل بھی ساری رات سوتی رہی تھی۔۔۔اور اب بھی تم صبح سے سو رہی ہو۔۔۔آخر میں تم سے کب باتیں کروں گا ۔۔۔ابھی تم نہیں سو سکتی۔۔ابھی میں نے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔ارحم نے آگے ہوتے پری کو اپنا ساتھ لگایا تھا۔۔۔اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ارحم واقعی پری سے اداس ہو گیا تھا۔۔۔اب اسے پری سے باتیں کرنی " تھیں۔۔۔

نہیں مجھے آپ سے باتیں نہیں کرنی۔۔میں جانتی ہوں آپ مجھ سے کیا باتیں کرنا چاہتے ہیں۔۔اسی لیے آپ مجھے سونے دیں۔۔۔

پری نے منہ کا نقشہ بگاڑا تھا۔۔۔واقعی وہ جانتی تھی کہ ارحم اس سے کیا کیا پوچھنے والا ہے۔۔۔

اچھا تو بتاؤ میں تم سے کیا باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔؟۔۔اور اگر کرنا بھی چاہتا ہوں تو تمہیں مجھے بتانا پڑے گا۔۔۔ورنہ اب میں تمہیں بہت سارا ڈانٹوں گا۔۔۔ارحم نے وارن کیا تھا۔۔۔

نہیں میں آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔اور آپ مجھے ڈانٹے گے بھی نہیں ۔۔۔ورنہ میں آپ سے سچی والا ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔"وہ بھی پریشے ارحم تھی۔۔۔"ارحم کو ہی دھمکی دے رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے تم سو جاؤ۔۔۔میں بھی سونے لگا ہوں۔۔۔ارحم پری کو چھوڑتے اپنی سائڈ کی طرف ہوا تھا۔۔۔کیا وہ پری سے ناراض ہو گیا تھا۔۔۔پری نے ارحم کا چہرہ دیکھا۔۔۔

آپ ناراض ہو گئے ہیں۔۔پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔ نہیں تمہیں میری ناراضگی سے کیا لگے تم سو جاؤ۔۔۔ارحم اپنی سائیڈ کا کمفرٹر کھولتے لیٹ چکا تھا۔۔۔اس کا رخ بھی دوسری طرف ہی تھا۔۔۔

جب کافی دیر گزر گئی تو پری نے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔ارحم کیا واقعی آپ سو گئے ہیں۔۔۔ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔پری نے آگے کو سرکتے ارحم کے کندھے پہ سر رکھا، اور آنکھیں موند گئی۔۔۔اس نے اوپر کمفرٹر بھی نہیں اڑھا تھا۔۔۔پری کو لگا تھا ارحم اٹھ جائے گا۔۔۔ لیکن ابھی بھی ارحم نہیں اٹھا تھا۔۔۔

ارحم جاگ رہا تھا، لیکن وہ جان بوجھ کر نہیں اٹھ رہا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد ارحم کو اپنے کندھے پہ نمی کا احساس ہوا۔۔۔بے اختیار ارحم نے سائیڈ پلٹتے پری کا چہرہ اٹھا کے دیکھا۔۔۔

(وہ رو رہی تھی۔۔)"۔۔۔"

رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔۔پری تم رو رہی ہو یار۔۔۔ایک تو تم ہر بات میں رونے لگ جاتی ہو۔۔۔۔میں تو تم سے ناراض بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ارحم اٹھتے بیٹھ چکا تھا،اس نے پری کو سینے سے لگایا۔۔۔

تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ تم سونے لگی ہو۔۔۔اسی لیے پھر میں بھی سو گیا ۔۔۔ارحم نے وضاحت پیش کی تھی۔۔۔

نہیں اپ سو نہیں رہے تھے۔۔۔آپ مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔۔۔ اگر آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو میں کیا کروں گی۔۔۔میں پھر سے اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔

پلیز آپ مجھ سے ناراض مت ہوں۔۔۔میں آپ سے بہت ساری باتیں کروں گی۔۔۔آپ اٹھیں نا،مجھے ابھی نہیں سونا۔۔۔۔میں آپ سے باتیں کروں گی۔۔۔پری ہچکی بھرتے بولی تھی۔۔۔

ارحم پری کو سینے میں بھینچے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ چکا تھا۔۔۔اب پری اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔۔اور وہ کنفیوز بھی ہو رہی تھی، کہ وہ اب ارحم کو کیا بتائے گی۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے اپنی بازو سیدھی کی۔۔۔اور پری کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔ارحم نہیں چاہتا تھا کہ پری کنفیوز ہو، یا وہ ارحم سے کوئی بھی بات چھپائے۔۔۔اسی لیے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ابھی پری سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا۔۔۔۔

اب میرے بے بی کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ارحم نے انتہائی نرمی سے حسار کو تھوڑا مضبوط کیا تھا۔۔۔ٹھیک ہے، لیکن میرے سر میں ابھی بھی درد ہو رہا ہے۔۔۔پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں صبح تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ چلو شاباش اب جلدی سے سو جاؤ۔۔۔ارحم نے اپنے اور پری پہ کمفرٹر سیٹ کیا تھا۔۔۔ کیا آپ نے مجھ سے باتیں نہیں کرنی۔۔۔پری نے چہرہ اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔

کون سی باتیں، ارحم انجان بنا تھا۔۔۔کک۔کوئی بھی نہیں۔۔۔پری کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔پری کو لگا کہ ارحم بھول گیا ہے، وہ پری سے دوبارہ کچھ نہیں پوچھے گا۔۔۔۔

پری اس بات سے انجان تھی کہ ابھی ارحم پری کو کوئی سٹریس نہیں دینا چاہتا۔۔۔وہ بعد میں ضرور پوچھے گا۔۔۔

پری ارحم کے کندھے پہ سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔اب شاید وہ سکون سے سو پاتی۔۔۔ارحم بھی آنکھیں بند کرتا کچھ ہی پل میں نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔۔۔آج کتنے دن بعد اس کی پر سکون نیند سوئی تھی۔۔۔

....

ہیزل اپنی عادت کے مطابق مہرناز بیگم کے کمرے میں بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔مہرناز بیگم نے اپنے اور ہیزل کے لیے چائے منگوائی تھی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں رضیہ بی کمرے میں چائے لے کر آ چکی تھیں۔۔۔اب ہیزل اور مہرناز بیگم چائے پی رہے تھے۔۔۔

مہرناذ بیگم نے غور کیا کہ ہیزل صبح کی نسبت کافی پر سکون ہے۔۔۔ جس پر انہوں نے ہیزل سے پوچھا ہیزل میرا بچہ کیا بات ہے صبح سے بہت پریشان پریشان لگ رہی تھی۔۔۔ لیکن اب میں نے یہ بات نوٹ کی کہ تم کافی پر سکون ہو۔۔۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔۔۔ تم مسکرا بھی رہی ہو۔۔۔ مہر ناز بیگم بغور ہیزل کا چہرہ دیکھتے بولی تھیں۔۔۔

مہرناز بیگم کی بات سنتے ہیزل کو اپنے جسم میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی ۔۔۔۔کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔ لگتا ہے کوئی سیکرٹ بات ہے شاید تم مجھے بتانا نہیں چاہتی۔۔۔ مہرناز بیگم شرارت سے بولی تھیں

۔۔۔

ن ن۔ نہیں طائی امی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ ہیزل نے نظریں چرائی تھیں۔۔۔ اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ مہرناز بیگم اس کے چہرے کو لے کے اس طرح کا کوئی سوال کر ڈالیں گی۔۔۔

اس کے بعد مہرناز بیگم نے بھی کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔۔۔ ان دونوں نے چائے پی اور ہیزل اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔ ہیزل کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آج اس کے چہرے کے رنگ بدلے بدلے کیوں ہیں۔۔۔ اپنی سوچ کو جھٹکتے ہیزل سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔۔۔ اب پتہ نہیں اپنی سوچوں میں اس کو نیند بھی آنی تھی یا نہیں۔۔۔

•••••••••••••

ارحم کی آنکھ کھلی۔۔۔ اس نے نظریں دوڑائی گھڑی اس وقت سات بجا رہی تھی۔۔۔ ارحم نے چہرہ گھماتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری اس کے مقابل ہی سوئی ہوئی تھی۔۔۔ پری کا پر سکون چہرہ دیکھتے ارحم کے دل کو سکون پہنچا۔۔۔ ارحم نے بہت پیار سے اس کے ماتھے پہ آتی ہوئی بالوں کی

لٹ کو پیچھے کیا۔۔۔ جس پر پری تھوڑا سا کسمسائی۔۔۔ لیکن گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے وہ دوبارہ سو گئی۔۔۔

ارحم نے جھکتے دھیرے سے پری کی آنکھوں پہ لب رکھے تھے۔۔۔ ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ ابھی تک خواب سرگوش کے مزے لے رہی تھی۔۔۔ ارحم کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔۔ اس کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے دوبارہ جھکتے پری کی گال پہ دانت گاڑھے۔۔۔ اب کی بار پری کافی زیادہ ڈسٹرب ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اگلے ہی سیکنڈ میں وہ دوبارہ سے نیند میں جا چکی تھی۔۔۔ پری کے پھولے پھولے گال دیکھتے ارحم کا دل چاہا کہ وہ پری کو کھا جائے۔۔۔

پری سوتے ہوئے ارحم کو اتنی خوبصورت لگ رہی تھی، کہ مانو ارحم کا دل کیا کہ وہ پری کسی چھوٹے بلی کے بچے کی طرح اس کو اپنے اندر بھینچ لے ۔۔۔

ارحم نے بہت پیار سے پری کے گرد کے حسار باندھا۔۔۔ جس کی وجہ سے پری نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔اور دوبارہ سو گئی۔۔۔

ظالم لڑکی میری نیندیں حرام کر کے کتنے سکون سے سو رہی ہے۔۔۔ ہم منہ میں بڑ بڑایا تھا۔۔۔۔

•••••••••••••••

شایان پوری رات ہیزل کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔اور ایک پل بھی سو نہ سکا۔۔۔ صبح سب ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔ابان نے پری کا ذکر چھیڑا۔۔۔ حمدان بھائی پری کیسی تھی۔۔۔ شایان تو کچھ نہ بولا۔۔۔ یہ حمدان نے چپ توڑ تے ہوئے جواب دیا۔۔۔

ہاں ابان پری اب کافی حد تک بہتر تھی۔۔۔اب تو وہ ان سب میں کافی گھل مل گئی ہے۔۔۔اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ سب اس کو بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔۔

حمدان کی بات پر ابان کے چہرے پر ایک تسکین سے بھری مسکان آئی

اسی بات کے دوران فریحہ بیگم نے گلہ کھنگار کر بچوں کو کھانے کی طرف متوجہ ہونے کے لیے کہا۔۔۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ کھانے کی ٹیبل پہ اپنے بچوں کے درمیان پری کی گفتگو برداشت نہیں کر سکتی تھیں

ان سب کی باتوں کے دوران میرم جو کب سے خاموش بیٹھی تھی اس نے بھی حصہ لیا۔۔۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں حمدان۔۔۔ وہ سب پری سے واقعی میں بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ لوگ ہماری پری کا بہت خیال رکھتے ہیں۔۔۔ میرم نے خوشی کا اظہار کیا تھا

میرم کے یہ کہنے کی دیر تھی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تمام تر لوگ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔ وہ چاہے

پری سے جیسا مرضی برتاؤ کر لیں۔۔۔ لیکن پری ان کی بیٹی تھی۔۔۔بس کچھ غلط فہمیاں تھیں جن کا وہ شکار ہو چکے تھے۔۔۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔

ان کے دل میں بیٹی کے لیے 'عزت"، پیار"،اور بہت سے مقام جگہ لے رہے تھے۔۔۔اور آہستہ آہستہ ان کو اپنی غلطیوں کا بھی احساس ہو رہا تھا ۔۔۔انہوں نے بہت ساری غلطیاں کر دی تھیں۔۔۔ لیکن اب وہ مزید غلطیاں نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔

فریحہ بیگم رخسار بیگم کی وجہ سے پری کو ناپسند کرتی تھی یا پھر پری ویسے ہی ان کو اچھی نہیں لگتی تھی۔۔۔ایک ماں کا دل ہوتے ہوئے بھی انہوں نے کبھی پری سے پیار سے بات نہ کی۔۔۔ کبھی اس کو اپنے پن کا احساس نہ دلایا۔۔۔

کیا کبھی ان کے دل میں خیال نہیں آیا تھا کہ ان کی بھی کوئی بیٹی ہوتی۔۔۔یا پھر ایسا جذبہ ان کے دل میں تھا ہی نہیں۔۔۔آخر کیا بات تھی اب یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔۔

فریحہ بیگم شایان سے مخاطب ہوئی۔۔۔شایان تم نے کل کسی کا ذکر کیا تھا ۔۔۔اور تم نے کہا تھا کہ تم اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔۔کیا تم مجھے بتا سکتے ہو اس لڑکی کا نام کیا ہے۔۔۔وہ کہاں رہتی ہے وہ کیا کرتی ہے ۔۔۔اس کے والدین کیا کرتے ہیں۔۔۔

شایان فریحہ بیگم کی بات سنتے ان سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

ماما میں نے آپ کو کل ہی بتایا تھا کہ کچھ عرصے میں میں آپ کو اس سے ملوا بھی دوں گا۔۔۔اس کا نام بھی بتا دوں گا۔۔۔اور اس کے بارے میں تمام تر معلومات آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔۔۔پلیز مجھے کچھ ٹائم دیں میں آپ کو تمام تر تفصیلا سے آگاہ کر دوں گا۔۔۔

فریحہ بیگم اس معاملے کے بارے میں شاید نہ ہی پوچھتیں۔۔۔لیکن اس وقت وہ پری کا نام تک سننا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

لیکن ڈائننگ ٹیبل پہ موجود سب کے سب لوگ پری کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔جوان سے برداشت نہ ہوا۔۔۔انہوں نے بات پھیرنے کے لیے شان کو مخاطب کیا،اور اس سے یہ سوال کرنے لگی۔۔۔ ویسے شایان مجھے نہیں لگتا تھا کہ تم اتنی جلدی شادی کر لو گے۔۔۔ سکندر عثمان گویا ہوئے تھے۔۔۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔بھائی میں بھی حیران ہوں کیا اپ اتنی جلدی شادی کر کیسے رہے ہیں۔۔۔اب کی بار ابان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔۔

حمدان میں گھورتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ دراصل جس لڑکی سے یہ شادی کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے نہ وہ خواب اس کے خواب ہی رہیں گے ۔۔۔ حمدان دانت نکالتے بولا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔بیٹا یہ تو تمہاری سوچ ہے ۔۔۔آخر کس زمانے میں جی رہے ہو تم۔۔۔میں تمہاری سوچ سے بھی کئی حد تک زیادہ آگے نکل چکا ہوں۔۔۔شایان نے کالر جھاڑا تھا۔۔۔

بیٹا گھاس تک تو وہ تجھے ڈالتی نہیں ہے۔۔۔اور تو صحرا اسے جانے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔۔۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔حمدان کا ایک دفعہ پھر سے قہقہ گونجا تھا ۔۔۔

شایان نے اپنا موبائل نکالتے حمدان کے چہرے کے آگے کیا اور ہاتھ ہلانے لگا۔۔۔حمدان کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔یہ کیا۔۔یہ کہاں سے لیا تو نے۔؟۔۔شایان نے حمدان کو ہیزل کا نمبر دکھایا تھا۔۔۔جس پہ حمدان کا یہ ری ایکشن تھا۔۔۔

شایان نے موبائل پیچھے کرتے کالر سیدھا کیا۔۔۔اور تسلی سے جواب دیا" مہرناز آنٹی سے۔۔۔"

جہاں شایان کے جواب پہ حمدان کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔وہیں فریحہ بیگم کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔۔۔انہوں نے غصے سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ آخر تم کس لڑکی کی بات کر رہے ہو۔۔۔

شایان نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔وہ خاموش رہا۔۔۔شایان جانتا تھا کہ اس کی ماں کا کیا ری ایکشن ہو گا۔۔۔فریحہ بیگم ارحم اور اس کی فیملی کو پسند نہیں کرتیں۔۔۔

ایک منٹ، ایک منٹ کہیں تم ہیزل بیٹی کی بات تو نہیں کر رہے۔۔۔

سکندر عثمان کے دماغ میں جیسے کوئی خیال آیا تھا۔۔۔شایان نے زخمی نظروں سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔اب کی بار حمدان کی زبان کو بھی بریک لگ گئی تھی۔۔۔وہ جانتے تھے کہ فریحہ بیگم کا کیا ری ایکشن ہو گا۔۔۔

سکندر عثمان نے شانے اچکائے۔۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا کچھ غلط بول دیا میں نے۔۔۔ایگزیکٹلی بابا میں ہیزل کی بات ہی کر رہا تھا۔۔۔کتنے اچھے ہیں آپ۔۔۔آپ نے میرے دل کی بات سمجھ لی۔۔۔شایان خوشی اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے بولا تھا۔۔۔

شایان تم زمل کی بیٹی کی بات کر رہے ہو۔۔۔اب مکمل طور پر فریحہ بیگم کا رخ شایان کی طرف تھا۔۔۔جی ماما اور میں ہیزل کو پسند کرتا ہوں، اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔شایان نے خود کو نارمل ظاہر کرتے کہا تھا۔۔۔ورنا وہ فریحہ بیگم کے ریکشن سے ڈر رہا تھا۔۔۔

نہیں تم زمل کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتے۔۔۔وہ کبھی اس گھر کی بہو نہیں بنے گی۔۔۔سکندر صاحب سن رہے ہیں آپ۔۔۔آپ کا بیٹا کیا بول

رہا ہے۔۔۔میں اس خاندان سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔اور آپ کا بیٹا سحرہ سجانے کی باتیں کر رہا ہے۔۔۔خبردار اگر اب تم نے اس لڑکی کا نام لیا تو۔۔۔میں آج ہی تمہارے لیے کوئی اچھا سا رشتہ دیکھتی ہوں۔۔۔ فریحہ بیگم تو غصے میں آ گئی تھیں شایان کی بات سنتے۔۔۔

ماما میں ہیزل سے ہی شادی کروں گا۔۔۔اور میرے پاس کوئی آپشن بھی نہیں ہے۔۔۔اور اگر کوئی اپشن ہوتا بھی تو بھی میں ہیزل سے ہی شادی کرتا۔۔۔اس وقت سچویشن کافی نازک ہو گئی تھی۔۔۔اب شایان کو بھی سوچ سمجھ کر ہی بولنا تھا۔۔۔

نہیں میں اس سے اچھی لڑکی تمہارے لیے ڈھونڈوں گی۔۔۔بس اب تم اس لڑکی کا نام نہیں لو گے۔۔۔فریحہ بیگم نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔۔

بابا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔میں نے کہہ دیا ہے میں ہیزل سے کی شادی کروں گا۔۔۔ماما اب آپ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔شایان نے رونی شکل بناتے سکندر عثمان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بیگم صاحبہ شایان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ ہمیں اپنے بچوں کی پسند کو بھی دیکھنا چاہیے۔۔۔ لڑائی جھگڑوں کو ایک جگہ پہ رکھتے ہیں، اور مان جائیں ۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔

بلکہ سکندر عثمان کو تو خوشی ہوئی تھی۔۔ کہ شایان حمزہ صاحب کی بیٹی ہیزل سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔

اب کی بار فریحہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ شاید سکندر صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔۔ ان کو اپنے بچوں کی خوشی کو دیکھنا چاہیے۔۔۔۔

ماما یار ہیزل اتنی اچھی لڑکی ہے۔۔۔ آپ اسے ملیں گی نا آپ کو بہت اچھا لگے گا۔۔۔ بس آپ لوگ مجھے دو دن کا ٹائم دیں۔۔۔ وہ جیسے ہی لاہور آتی ہے میں آپ لوگوں کو وہاں لے کر چلوں گا۔۔۔ شایان مسنا بنتے بولا تھا

۔۔۔

میں جانتی ہوں اس دفعہ بھی تم باپ بیٹا کی ہی مرضی چلے گی۔۔۔ ہر دفعہ تم لوگوں کی ہی چلتی ہے۔۔۔ میری کبھی کسی نے مانی ہے۔۔۔ فریحہ بیگم نے

غصہ کا اظہار کیا تھا۔۔۔اور شایان تم پہ اتنی جلدی شادی کا بھوت کیسے سوار ہو گیا۔۔۔ضرور اس لڑکی نے ہی کوئی ڈورے ڈالے ہوں گے۔۔۔ورنہ میرا بیٹا تو اتنا سیدھا سادہ سا ہے۔۔۔

فریحہ بیگم کی بات پہ حمدان نے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ماما یہ جسے آپ سیدھا سادہ بول رہی ہیں نا، یہ ساری کرتوتیں آپ کے بیٹے کی ہیں۔۔۔ آپ کو اس طرح کسی دوسرے کی لڑکی پہ الزام نہیں لگانا چاہیے۔۔۔

حمدان اس وقت خونخوار نظروں سے شایان کو گھور رہا تھا۔۔۔اور شایان تو اس وقت فل میسنا بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

جی ماما دیکھیں نا آپ، "بابا کے پاس بھی بیوی ہے "۔۔۔حمدان کے پاس بھی بیوی ہے "مجھے بھی بیوی چاہیے یار۔۔۔مجھے بھی رومینس کرنا ہے "۔۔۔(اف کیا کہنے تھے شایان کی کتنی مسنویت سے بولا تھا وہ۔۔۔)

جہاں شایان کی بات پہ سب کا حیرت سے منہ کھلا تھا وہیں سکندر عثمان کا " ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

یار باباپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔میں نے صرف اپنی ایک چھوٹی سی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔ایسا بھی میں نے کیا بول دیا کہ اب اپ مجھے جوتے سے ماریں گے۔۔۔شایان معصوم بچوں کی طرح بولا تھا۔۔۔

بابا یہ جوتوں کے قابل ہی ہے۔۔۔اتاریں اپنا جوتا بد تمیز انسان شرم نہیں آتی کون سی بات کہاں پہ کرنی ہے۔۔اور کون سی بات کہاں نہیں کرنی ۔۔۔حمدان کی تو آنکھیں اشتعال سے لال ہو گئی تھیں۔۔۔میرم تو یہاں سے اٹھ کے جا چکی تھی۔۔۔

"شایان کی اس بات میں سب کو شرمندہ کر دیا تھا۔۔۔"

شرم کی بات تو تم ایسے کر رہے ہو جیسے تم ہر ٹائم شرم لیے پھرتے ہو۔۔۔جانتا ہوں میں کتنی سی شرم ہے تم میں۔۔۔شایان کا اشارہ اب حمدان کی طرف تھا۔۔۔حمدان نے یہاں سے اٹھنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔ورنہ شایان ان سب کو مزید ذلیل کر دیتا۔۔۔

دیکھ بھائی تو جہاں کہے گا نا تیری شادی ہو جائے گی۔۔بس تو اپنا منہ بند رکھ ۔۔۔بابا پلیز یہ جہاں کہتا ہے نا اس کی شادی کروا دیں۔۔۔ورنہ یہ شخص ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔حمدان جاتے جاتے پلٹتے بولا تھا۔۔۔

ہاں ہاں بیٹا کر لوں گا منہ بند۔۔۔بس تو ایک دفعہ شادی ہونے دے۔۔۔

پھر دیکھ تیرے بھائی کے جلوے شایان نے بھی کالر جھاڑا تھا۔۔۔

سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی اسے گھورتے ہوئے یہاں سے اٹھ گئے تھے ۔۔اب شایان اور ابان دونوں اکیلے بیٹھے تھے۔۔۔

ویسے شایان بھائی آپ کو کچھ شرم کرنی چاہیے۔۔۔آپ کو اس طرح سب کے سامنے نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ابان نے شایان کو شرم دلانا چاہی۔۔۔

جب سب یہاں سے اٹھ کے جا چکے ہیں۔۔۔تو تم کیا یہاں مجھے شرم دلانے بیٹھے ہو۔۔۔عزت سے یہاں سے اٹھ کے چلے جاؤ۔۔۔ورنہ تمہاری خیر نہیں۔۔۔شایان نے ابان کو گھورا تھا۔۔۔

جی جی میں تو جارہا ہوں۔۔۔مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کے جیسا بے شرم بننے کا۔۔۔ابان اپنی بات بولنے کے بعد 420 کی سپیڈ پہ بھاگا تھا۔۔۔ اگر شایان کے ہتھے چڑھ گیا تو اس کی خیر نہیں۔۔۔

اب شایان اکیلا بیٹھا موبائل سکرین کو دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔بس میری جان تھوڑا سا اور انتظار کر لو، پھر تم میری ہو جاؤ گی۔۔۔اس کے لبوں پہ گہری دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

••••••••••••••••

پری یار اب اٹھ بھی جاؤ۔۔۔کتنا سوتی ہو تم۔۔۔سب ناشتے پہ ہمارا ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔ارحم پھر سے پری کو ہلاتے بولا تھا۔پری تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

پری کو جواب نہ دیتا دیکھ ارحم پری سے دوبارہ مخاطب ہوا۔۔۔اب میرے بے بی کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ارحم نے پری کی گال کھینچی تھی۔۔۔

ابھی مجھے اور نیند آ رہی ہے۔۔۔پری ہلکی سی آواز میں منمنائی تھی۔۔۔

پری اٹھ جاؤ ورنہ سب لوگ سوچیں گے کہ پتہ نہیں ہم کمرے میں کیا کر رہے تھے۔۔۔ارحم دھیرے سے جھکتے پری کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

پری نے ایک دم سے اپنی پوری آنکھیں کھول لیں۔۔۔اللہ اللہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔پری نے ارحم کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔
یار پری ایک تو تم ہر بات کو دل سے لگا لیتی ہو۔۔۔ کبھی مجھے دل سے لگا کر دیکھو، تمہارے دل کو بہت اچھا لگے گا۔۔۔ارحم پری کے چہرے سے بال ہٹاتے بولا تھا۔۔۔

مجھے نہ ہی کسی بات کو دل سے لگانے کی ضرورت ہے۔۔۔اور نہ ہی آپ کو ،آپ اٹھے یہاں سے چینج کرنا ہے مجھے۔۔۔پری ارحم کو پیچھے دھکیلتے بولی تھی۔۔۔ہاں لیکن تمہیں تو نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔ارحم کچھ سوچتے بولا

۔۔۔

میری نیند پوری ہو گئی۔۔۔میں جلدی سے چینج کرتی ہوں۔۔پھر ہم نیچے چلتے ہیں۔۔۔پری جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔ارحم کی اتنی بے باک بات پہ پری گھبرا گئی تھی۔۔۔

پری کی رفتاریں دیکھتے ارحم کے لبوں پہ بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

کیا۔۔؟"پری نے ارحم کو مسکراتے دیکھ پوچھا۔۔کچھ نہیں کیا میں مسکرا بھی نہیں سکتا۔۔۔ارحم نے شانے اچکائے۔۔مسکراتے رہیں اکیلے ہی۔۔پری منہ میں بڑبڑاتے واش روم میں گھس گئی۔۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔پیچھے ارحم کا ایک زوردار قہقہہ کرگونجا تھا۔۔۔

•••••••••••••••

خان ولا میں بھی ناشتے کا سما چل رہا تھا۔۔سب بیٹھے چکے تھے۔۔۔۔

رضیہ بی ناشتہ لگا رہی تھیں۔۔۔ناشتے کا دورانیہ خاموشی سے چل رہا تھا۔۔۔اسی دوران حمزہ صاحب نے خاموشی کا راج توڑا۔۔۔اور مہرناز بیگم کو مخاطب کیا۔۔۔

بھابھی ہم کل رات لاہور کے لیے نکل رہے ہیں۔۔۔میں نے ٹکٹ بک کروالی ہیں۔۔۔میں نے کہا میں آپ کو بتادوں۔۔۔حمزہ صاحب کی بات پر مہرناز بیگم کا چہرہ تو مانو اتر ہی گیا ہو۔۔۔مہرناز بیگم کو ہیزل سے بہت لگاؤ ہو گیا تھا۔۔۔اور یہ لگاؤ آج سے نہیں بچپن سے ہی تھا۔۔۔کیونکہ ہیزل اور احمر ہم عمر تھے۔۔۔وہ ہمیشہ ساتھ کھیلتے تھے۔۔۔اور دونوں کی پسند بھی ایک دوسرے سے بہت ملتی تھی۔۔۔

جب احمر کی ڈیتھ ہوئی ان دنوں بھی ہزل کچھ عرصے کے لیے یہاں آئی اور پھر واپس چلی گئی۔۔۔اب کی بار ہیزل تقریبا چھ سال سال کے بعد اسلام اباد آئی تھی رہنے کی غرض سے۔۔۔اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ اس کی بڑی ماما اس کو اتنی آسانی سے جانے دیں۔۔۔وہ احمر کے جانے کے بعد بہت اداس رہنے لگی تھیں۔۔۔پھر ان کی زندگی میں پری نام کا ایک پھول آیا۔۔۔جس سے ان کی زندگی بہت خوشگوار بن گئی۔۔۔

لیکن ان دنوں پری کے ڈسٹرب ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر پری کے پاس ہی بیٹھ پاتی تھیں۔۔۔اس سے بات نہیں کر پاتی تھی۔۔۔اور جب سے ہیزل آئی تھی ان کو ہیزل سے پہلے سے بھی کہیں زیادہ لگاؤ ہو چکا تھا۔۔۔

اور وہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ ہیزل ان سے دور جائے۔۔۔ہیزل کو انہوں نے ہمیشہ اپنی چھوٹی بیٹی کی طرح ہی سمجھا۔۔۔ارحم اور احمر بھی اس کو اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح ہی ڈیل کرتے تھے۔۔۔ویسے تو احمر اور ہیزل ہم عمر تھے مگر احمر ہمیشہ ہیزل کو اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا۔۔۔اس کے لیے گفٹس بھیجتا۔۔ہمیشہ اس کی برتھ ڈے پہ اس کو وش کرتا۔۔۔

شاید یہی وجہ تھی کہ ہیزل نے بھائیوں سے بہت پیار کرتی تھی۔۔۔

کیونکہ اس کے بھائیوں نے اس کو ہمیشہ اپنی جان سے بڑھ کر چاہا۔۔۔

ایک تو تم لوگ اتنے لونگ ٹائم کے بعد آئے ہو۔۔۔اور اب تم لوگ اتنی جلدی واپس جا رہے ہو۔۔۔ مہر ناز بیگم اداس سا چہرہ بناتے بولی تھیں۔۔۔

جی بھابھی جانا تو ہے۔۔آفس کا کام رکا پڑا ہے۔۔۔اور بھی بہت سارے مسئلے مسائل ہیں۔۔۔

ہمم۔۔۔مہر ناز بیگم نے اداسی سے سر جھٹکا۔۔۔ہیزل بھی خاموش بیٹھی تھی۔۔۔وہ بھی اداس تھی۔۔۔

"السلام علیکم ماما۔۔۔!

ارحم نیچے آتے بولا تھا۔۔۔اس نے پری کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا کسی چھوٹے بچے کی طرح۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔!" اٹھ گئے میرے بچے۔۔۔میری بیٹی کیسی ہے مہر ناز بیگم نے پیار سے اٹھتے پری کی پیشانی چومی۔۔۔ ٹھیک ہوں ماما۔۔۔پری مہر ناز بیگم کے ساتھ والی کرسی پر ٹک گئی تھی۔۔۔جو کہ پری کے لیے ہی خالی پڑی تھی۔۔۔

ارحم بھی حمزہ صاحب کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔۔۔پری تمہاری طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔ہزل نے پری کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ہیزل آپی میری طبیعت اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔بس سر میں تھوڑا سا درد ہو رہا ہے۔۔۔پری نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔۔

بس بیٹا اب کوئی الٹی سیدھی بات مت سوچنا۔۔۔ایسے ہی اپنی طبیعت خراب کر لی۔۔۔بلاوجہ، زمل بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔پری خاموش رہی، اب بھلا وہ کیا بتاتی۔۔۔کہ وہ فضول باتیں نہیں سوچتی۔۔۔ وہ اپنوں کی خود غرضی سوچتی ہے۔۔۔وہ اپنوں کو یاد کرتی ہے۔۔۔

ارحم تم کا آفس جوائن کر رہے ہو۔۔۔حمزہ صاحب نے ارحم کو مخاطب کیا ۔۔۔بس چاچو سوچ رہا تھا کل جاؤں۔۔۔ویسے تو سلیم ہے وہ سارے معاملات دیکھ لیتا ہے۔۔۔ارحم بھی جواب دیتے کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

ہاں ہم بھی کل لاہور کے لیے نکل رہے ہیں۔۔۔آفس میں کافی سارے کام اکٹھے ہوئے پڑے ہیں۔۔۔

چاچو یہ کیا بات ہوئی۔۔آپ اتنے عرصے کے بعد آئے ہیں۔۔۔اب آپ اس طرح سے جانے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ارحم نے بھی ناراضگی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔

بس برخودار کام بھی تو دیکھنے ہیں نا۔۔۔آفس کے بھی اتنے سارے کام جمع ہوئے پڑے ہیں۔۔۔اور بھی بہت سارے مسئلے مسائل ہیں۔۔۔

بس کر دے چاچو آپ کے کون سے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔جن کو آپ نے سکول بھیجنا ہوتا ہے۔۔۔ارحم مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔باقی سب بھی ارحم کی بات پہ مسکرائے تھے۔۔۔کافی ٹائم بعد وہ سب اس طرح دوبارہ سے اکٹھے ہوئے تھے۔۔۔

آج کافی عرصے بعد خان ولا میں دوبارہ سے رونق لگی تھی۔۔۔سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔اور ساتھ ساتھ ناشتہ بھی کر رہے تھے۔۔۔پری

بھی کہیں کہیں پہ باتوں میں حصہ لے رہی تھی۔۔۔ہیزل کی بھی پری سے کافی اچھی دوستی ہو چکی تھی۔۔۔۔

....

ہر روز کی طرح آج بھی موسم کافی حد تک سرد تھا۔۔۔ سردی زور و شور سے اپنے جلوے دکھا رہی تھی۔۔۔ موسم خزاں بھی تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔۔۔زندگی بھی کسی تیز پہیے کی طرح گھوم رہی تھی۔۔۔ لیکن جن پہ گزر رہی تھی وہی مظلوم تھے۔۔۔۔ کس کی زندگی کا مقصد کیا تھا، کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔

حمزہ صاحب اپنی فیملی کے ساتھ لاہور واپس جا چکے تھے۔۔۔ مہرناز بیگم نے کافی کمی محسوس کی تھی۔۔۔ لیکن پری کی وجہ سے ان کا کافی دل لگ گیا تھا۔۔۔

ارحم بھی روٹین سے آفس جا رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ پری کی طرف سے ابھی بھی کافی حد تک پریشان تھا۔۔۔پری پہلے کی نسبت اب کافی کم بولتی تھی

۔۔۔ٹھیک سے کھانا تک نہیں کھاتی تھی۔۔۔ارحم گھنٹوں اس سے باتیں کرتا تھا لیکن پری ہوں ہاں کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔۔۔

اب بھی ارحم اس کے قریب بیٹھا کب سے بولی جارہا تھا۔۔۔لیکن وہ ہوں ہاں کے علاوہ کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔۔۔پری ہم کہیں باہر چلیں ۔۔۔؟"ارحم پری کے گال کھینچ سے بولا تھا۔۔۔

نہیں میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔پری نے منہ کا زاویہ بگاڑا تھا۔۔۔اچھا پھر میرے بے بی کا کیا موڈ ہے۔۔۔ہمم بتاؤ۔۔۔ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔پری نے بیزاری سے جواب دیا۔۔۔میرا بے بی اتنا اداس اداس کیوں رہتا ہے۔۔۔ارحم نے انگلی سے پری کا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔نن۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔میں بھلا کیوں اداس رہوں گی۔۔۔پری نے نظریں چرائیں۔۔۔

پری ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ میں جانتا ہوں کوئی ایسی بات ضرور ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔۔۔ پچھلے دنوں میں نے اگنور کر دیا تھا۔۔۔اس کا مطلب یہ نہیں میں ہر چیز سے بے خبر ہوں۔۔۔ان چند دنوں میں تمہارے اندر جو تبدیلیاں آئی ہیں، میں بخوبی محسوس کر سکتا ہوں۔۔۔

ارحم نے جیسے پری کو راز کی بات بتائی تھی۔۔۔پری نے گھبرا کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ارحم نے اس کی گھبراہٹ کو بھی نوٹ کیا تھا۔۔۔

نن۔ نہیں ارحم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔اگر ہوتی تو میں آپ کو ضرور بتاتی۔۔۔پری کافی زیادہ گھبرا گئی تھی۔۔۔اسے لگا تھا وہ اب مزید ارحم سے کچھ نہیں چھپا سکے گی۔۔۔ارحم نے پری کا چہرہ دیکھا جہاں ڈر کے تاثرات صاف واضح تھے۔۔۔پری کی پیشانی پہ بھی پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔۔۔

آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں اپ سے کچھ چھپا رہی ہوں۔۔۔پری کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔بے اختیار اس کی ہچکی نکلی۔۔۔پری میرا بچہ میں

مذاق پر رہا تھا۔۔۔ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ارحم نے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں پری کا چہرہ بھرا۔۔۔پری نے ہچکی لیتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔اوو میرے اللہ۔۔۔پری!"ارحم نے شدت سے پری کو خود میں بھینچا تھا۔۔۔پری تمہیں ہو کیا گیا ہے تم کیوں ہر بات میں رونے لگ جاتی ہو۔۔۔ارحم اپنا حسار مزید تنگ کر گیا تھا۔۔۔

آپ بھی بار بار مت پوچھا کریں نہ۔۔۔مجھے رونا آجاتا ہے۔۔۔۔پری نے پھر سے ہچکی بھری تھی۔۔۔اچھا ٹھیک ہے آئندہ میں کوئی بات نہیں پوچھوں گا۔۔۔لیکن اگر تم اس طرح پریشان ہوتی رہو گی، سوچوں میں گھوم رہو گی، تو میں بہت زیادہ غصہ کروں گا۔۔۔اور پھر تمہیں بہت زیادہ ڈانٹ بھی پڑے گی۔۔۔وہ دھمکی آمیز انداز میں بولا تھا۔۔۔

آپ مجھے نہیں ڈانٹ سکتے۔۔۔پری اتراتے بولی تھی۔۔۔بھول ہے تمہاری۔۔۔میں تمہیں ڈانٹ بھی سکتا ہوں۔۔۔اور اگر تم نے زیادہ ضد کی

تو دو تین لگا بھی دوں گا۔۔۔ارحم نے پری کے گال پہ دانت گاڑھے تھے

۔۔۔

کیا آپ مجھے ماریں گے بھی۔۔۔پری نے روہانسی ہوتے آنکھیں ٹمٹماتے

پوچھا تھا۔۔۔ہاں ماروں گا ارحم نے دانتوں تلے دبائے تھے۔۔۔

تو ٹھیک ہے پھر میں ماما کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ چھوڑیں مجھے آپ۔۔۔

پری نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن ارحم کا حصار اتنا ڈھیلا نہیں تھا

کہ وہ باآسانی نکل پاتی۔۔۔

پری میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔میں بھلا اپنے بے بی کو کیوں ماروں گا۔۔۔

ہمم بولو۔۔۔!"میں تو اپنے بے بی سے اتنا زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔ارحم

انتہائی نرمی سے پری کے لب چھوتے بول تھا۔۔۔۔

پری ارحم کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔ارحم کا ہاتھ سرکتا پری کی

گال پہ آیا تھا۔۔۔میں جانتی ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔نہ جانے کیا

سوچتے پری نے یہ بات کی تھی۔۔۔آنسو بھی دروازہ کھولنے کو بے تاب تھے۔۔۔

ارحم نے بے یقینی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔پری تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ارحم نے نوٹ کیا تھا پچھلے کچھ دنوں سے تقریبا ایک سو دفعہ پری ارحم سے یہی بات بول چکی تھی۔۔۔اور اب تو ارحم کو غصہ ہی آگیا تھا۔۔۔پتہ نہیں کیوں پری ایک ہی بات بار بار بولتی تھی۔۔۔

کیا تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے۔۔۔ہمم بولو۔۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔۔۔وہ کوئی جواب دے بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔کیا کہتی، کیا بتاتی، کہ اسے خود سے زیادہ ارحم پہ اعتبار ہے۔۔۔لیکن ایسی کون سی بات تھی جو اسے بتانے سے روک رہی تھی۔۔۔اس کے دل پہ ایک بوجھ ہے۔۔۔جسے چاہ کر بھی وہ نہیں اتار پا رہی۔۔۔۔جسے سوچتے اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے لگتی ہیں

۔۔۔ ہر چیز اس کے اختیار سے باہر ہو جاتی ہے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا کرے۔۔۔ وہ انتہائی بے بسی کے مقام پہ کھڑی ہوتی ہے۔۔۔

ارحم سے اتنا پیار ملنے کے باوجود بھی وہ اپنوں کی کمی کو محسوس کرتی ہے" ۔۔۔"

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔ پہلی قسم کے وہ، جو اپنا غم اپنا درد، اپنی ہر مصیبت، اپنی ہر تکلیف، کو شیئر کرتے ہیں۔۔۔

لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔۔۔ جو اپنا غم دوسروں پہ ظاہر نہیں کرواتے۔۔۔ وہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کے مرتے رہتے ہیں۔۔۔

اپنا غم شیئر کرنے سے کسی دوسرے کو بتانے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے ۔۔۔ لیکن بہت سے لوگ اس چیز پہ ایگری نہیں کرتے۔۔۔ اپنے دکھ کو اپنے غم کو اپنے اندر چھپائے رکھتے ہیں۔۔۔ پری بھی شاید انہی لوگوں میں سے تھی۔۔۔ وہ چاہ کر بھی ارحم کو نہیں کچھ بتا پا رہی تھی۔۔۔

وہ ارحم کو بتانا چاہتی تھی لیکن پتہ نہیں کیوں وہ جب بھی بتانے کا سوچتی تھی، اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے پاتی تھی۔۔۔۔

پری کو خاموش دیکھ ارحم کا حصار تھوڑا ڈھیلا ہوا تھا۔۔۔۔ جو پری نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔ ارحم نے چہرہ بھی پھیر لیا۔۔۔

پری بے اختیار ارحم سے لپٹ گئی۔۔۔ اسے لگا ارحم بھی اس سے دور جا رہا ہے۔۔۔ جو بھی تھا، پری اب مزید کوئی دکھ نہیں برداشت کر سکتی تھی ۔۔۔ جتنے دکھ جتنے غم مل چکے تھے، اس کے لیے وہی کافی تھے۔۔۔ اب مزید ہمت اس میں بھی نہ تھی۔۔۔

پری میری اتنی محبت کے باوجود تم آج تک مجھ پہ اعتبار نہیں کر سکی۔۔۔ میں آج تک تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے قریب نہیں آیا۔۔۔ تم سے کبھی اپنا حق نہیں مانگا۔۔۔ اور تم بول رہی ہو کہ تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ۔۔۔ کیا واقعی تم مجھ پہ اعتبار نہیں کرتی۔۔۔۔ ارحم کی آواز میں بے یقینی تھی۔۔۔ ارحم کو آج اپنا آپ پری کے سامنے بے مول محسوس ہوا تھا۔۔۔

پری کی بات اس کے دل پہ جا کر لگی تھی۔۔۔ کتنی آسانی سے پری نے اتنی بڑی بات بول دی تھی۔۔۔

ارحم نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ میں خود سے زیادہ آپ پر یقین کرتی ہوں۔۔۔ پری نے تڑپ کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ اب وہ کیسے اپنے ارحم کو یقین دلاتی۔۔۔

نہیں تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے۔۔۔ اگر تمہیں مجھ پہ اعتبار ہوتا تو تم ہر دفعہ ایک ہی لفظ نہ دہراتی۔۔۔ میں جانتا ہوں میری غلطی تھی۔۔۔ میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا تھا۔۔۔ میں لوگوں کی باتوں میں آگیا تھا۔۔۔ مجھے حمدان کی بات پہ یقین کرنا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن میں نے یقین نہیں کیا۔۔۔ یہی میری سب سے بڑی غلطی تھی۔۔۔ اگر اس دن میں حمدان کی باتوں پہ یقین کر لیتا تو شاید آج اس طرح کے حالات نہ ہوتے۔۔۔ میں جانتا ہوں اس سب میں کہیں نہ کہیں میرا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔۔۔ میں کافی حد تک شرمندہ ہوں۔۔۔

تمہارے ساتھ، حمدان کے ساتھ، سکندر انکل کے ساتھ، میں نے سب کے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔۔۔

لیکن میں تم سے اور حمدان سے بھی معافی مانگ چکا ہوں۔۔۔اور تم نے شاید مجھے معاف بھی کر دیا تھا۔۔۔اگر میں نے تمہیں چھوڑنا ہوتا تو میں کبھی تم سے معافی ہی نہ مانگتا۔۔۔۔ارحم انتہائی ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ وہ واقعی شرمندہ تھا۔۔۔اسے اپنی غلطی کا احساس تھا۔۔۔۔پری نے بھی ارحم کی آواز میں درد محسوس کیا تھا۔۔۔۔

ارحم پلیز ایسامت بولیں۔۔۔۔مجھے واقعی آپ پہ خود سے زیادہ یقین ہے ۔۔۔آپ میرا یقین کریں۔۔۔۔پلیز آپ ایسامت بولیں۔۔۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔پری کی گال پہ ایک آنسو پھسلا تھا۔۔۔جو ارحم نے اپنی انگلی کے پوروں میں جذب کر لیا۔۔۔

اور میرے دل کا کیا، جو تمہاری باتوں سے ٹوٹ گیا۔۔۔ارحم نے پتھریلی آنکھوں سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔اس کی آواز میں خفگی بھی واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔

پری نے گھبرا کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ارحم پلیز سوری۔۔۔مجھے معاف کر دیں، مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔پلیز آپ ناراض مت ہوں۔۔۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔پری نے دھیرے سے اپنے ارحم کے سینے پہ سر رکھا۔۔۔وہ واقعی ارحم کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔لیکن کیا اب اس کا ارحم ناراض ہو گیا تھا۔۔۔نہیں پری اپنے ارحم کو کبھی ناراض نہیں ہونے دے گی۔۔۔

پری کچھ دیر خاموش رہی، اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔۔ارحم اپ کو پتہ ہے عورت کے سینسز اتنے تیز ہوتے ہیں، کہ وہ نظر اور نیت دونوں پہچان لیتی ہے۔۔۔دراصل وہ دھوکہ اس وقت کھاتی ہے، جب وہ خود کو دھوکہ دیتی ہے۔۔۔پری نے بولتے ایک درد بھری سسکی لی تھی۔۔۔

پری کی بات سنتے ارحم ٹھٹھکا۔۔۔ارحم نے حیرانی کے عالم میں پری کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔۔یہ چھوٹی سی لڑکی اتنی گہری بات بول گئی تھی۔۔۔ ارحم واقعی حیران ہو گیا تھا۔۔۔

دھوکہ "۔۔۔"

بے اختیار اس کے لب ہلے۔۔۔جی دھوکہ۔۔۔ارحم آپ کے بے بی کو بھی دھوکہ ملا ہے۔۔۔میں نے خود کو دھوکہ دیا تھا، اسی لیے دیکھیں میرے اپنوں نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔سب نے میرا دل توڑا۔۔۔ ارحم میں چاہ کر بھی کسی سے نفرت نہیں کر پا رہی۔۔۔۔میں کیا کروں، مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔

میں، میں اندر ہی اندر مر رہی ہوں۔۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں۔۔۔۔میں ہر دفعہ آپ کو بتانا چاہتی ہوں، لیکن میری زبان میرا ساتھ نہیں دیتی۔۔۔۔میرا دل کہتا ہے اپنے برے نہیں ہوتے۔۔۔۔لیکن میرے اپنے بہت برے ہیں۔۔۔۔پری ارحم کے سینے پہ سر رکھتی پھوٹ

پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔آج اسکا دل چاہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے ۔۔۔آج وہ اپنے ارحم کو اپنے دل کا حال سنادے۔۔۔

پری میرا بے بی ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔ارح نے پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔۔جو اس وقت آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔کس نے دیا میرے بے بی کو دھوکا۔۔۔۔ارح پری کی آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا

۔۔۔

سب نے آپکے بے بی کو دھوکا دیا۔۔۔ماما نے، بابا نے،اور دوسری والی ماما نے بھی۔۔۔سب کے سب بہت برے ہیں۔۔۔میں، میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔۔۔نہ ہی میں کسی کو دیکھوں گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔

پری کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی۔۔۔

بس میرا بچہ اب رونا نہیں۔۔۔بتاؤ مجھے کیا کہا ان سب نے میرے بے بی کو ۔۔۔میں سب کی خبر لوں گا۔۔۔۔ارحم کو ابھی تک پری کی باتوں کی کوئی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی تفصیل جاننا چاہتا تھا۔۔۔۔

ارحم آپ کو پتا ہے، جب میں پانچ سال کی تھی تو ماما مجھے چھوڑ کر چلی گئیں ۔۔۔ میں نے ان کو بہت روکا۔۔۔ وہ نہیں رکیں۔۔۔ نہ ہی وہ رک رہی تھیں، اور نہ ہی مجھے ساتھ لے جانے پہ آمادہ تھیں۔۔۔

میں نے ان کو اتنا روکا، لیکن وہ نہیں رکیں۔۔۔ وہ چلی گئی انہوں نے ایک دفعہ بھی میرا خیال نہیں کیا۔۔۔ مجھے مجھے اس وقت ان کی ضرورت تھی ۔۔۔ کاش وہ رک جاتیں۔۔۔ وہ نہ جاتیں۔۔۔ یا پھر وہ مجھے ساتھ لے جاتیں۔۔۔ پری نے بے دردی سے اپنے انسو رگڑتے کہا تھا۔۔۔

پری تمہاری ماما چلی گئی تھیں لیکن تمہارے بابا تو تمہارے پاس تھے نا۔۔۔

ارحم نے اپنے ہاتھ سے پری کا چہرہ صاف کیا۔۔۔

نہیں آپ کو پتہ ہے بابا نے مجھے کیا کہا تھا۔۔۔ پری نے بولتے سسکی لی۔۔۔

ارحم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔۔ اور بولنے کا اشارہ کیا ۔۔۔ بابا نے کہا تھا کہ میں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔ وہ مجھے اپنے ساتھ

نہیں رکھنا چاہتے۔۔۔انہوں نے کہا تھا کہ بے شک میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔نہ ہی کبھی وہ مجھ سے بات کرتے تھے۔۔۔

اور انہوں نے مجھے کالج سے بھی اٹھا لیا تھا۔۔۔ سکول تک تو جانے دیا تھا، لیکن کالج کے دنوں میں انہوں نے پتہ نہیں ایک دن اکے خود سے مجھے کہا ،کہ میں آئندہ کالج نہیں جاؤں گی۔۔۔میں ان لائن سٹڈی کر لوں۔۔۔۔ میں نے بابا کو کہا تھا کہ مجھے کالج جانا ہے۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ تم اپنی حیثیت مت بھولو۔۔۔۔اس کے بعد میں نے بابا سے کچھ نہیں کہا، وہ ہمیشہ سے ایسا کرتے ہیں۔۔۔

جب انہوں نے مجھے آپ سے شادی کرنے کا بولا تھا تو میں نے کہا تھا کہ بابا مجھے پڑھنا ہے۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ اب میں نہیں پڑھ سکتی۔۔۔ تو پھر

میں نے کہا ٹھیک ہے میں انکار کر دوں گی۔۔۔ لیکن بابا نے کہا کہ تم یہ مت بھولو جب تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی تو ہم نے تمہیں اپنے گھر رکھا تھا۔۔۔

میں نے بابا سے کہا کہ میں ان کی بیٹی ہوں اگر میں ان کے گھر نہیں رہوں گی تو کہاں جاؤں گی۔۔۔۔ تو بابا کہتے کہ میں نہیں ان کی بیٹی۔۔۔ آپ کو پتہ ہے اس ٹائم میرا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ مجھے آج تک ان کی کوئی بات بری نہیں لگی تھی۔۔۔۔ لیکن اس دن میں وہ بات برداشت نہیں کر سکی تھی ۔۔۔اس کے بعد میں نے باباجانی کی بات مان لی۔۔۔ میں نے آپ سے شادی بھی کر لی۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے جب آپ مجھے وہاں سے اس طرح لے کر آئے تھے نا، تو مجھے لگا کہ شاید میرے بابا ٹھیک ہیں۔۔۔

آپ کی وجہ سے انہوں نے مجھے غلط کہا تھا۔۔۔ آپ کی وجہ سے ہی انہوں نے مجھے ڈانٹا تھا۔۔۔ لیکن مجھے بعد میں یقین ہو گیا، میں نے غلط سوچا تھا

۔۔۔جب میں یہاں سے بھاگ کے گئی تھی، تو مجھے بابا نے بہت زیادہ ڈانٹا تھا اور۔۔اور، ماما نے تو تھپڑ بھی مارا تھا۔

۔۔انہوں نے کہا کہ یہاں پھر واپس آنے سے اچھا تھا کہ میں مر جاتی۔۔۔ میں واپس نہ آتی۔۔۔

اور انہوں نے کہا کہ جب میں یہاں سے چلی گئی تھی تو میں واپس کیوں آئی ۔۔۔ان کی خوشیاں برباد کرنے۔۔۔

ارحم وہ سب بہت زیادہ برے ہیں۔۔۔میں آئندہ کبھی وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔بہت برا کیا انہوں نے میرے ساتھ۔۔۔اب میں بابا سے بھی کبھی بات نہیں کروں گی۔۔۔یہی چاہتے تھے ناوہ۔۔۔اور ماما ان سے تو میں بالکل بھی بات نہیں کروں گی۔۔۔یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا تھا ۔۔۔اگر وہ مجھے نہ چھوڑ کر جاتیں۔۔۔تو بابا مجھے کبھی اس طرح سے نہ بولتے۔۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ماما مجھے کبھی اس طرح ملے۔۔۔وہ اس ادمی کے گھر تھیں وہاں پہ۔۔۔مجھے ان کو وہاں پر دیکھ کے بہت برا لگا تھا۔۔۔وہ اپنی لائف میں بہت خوش ہیں۔۔۔لیکن میرے لیے انھوں نے مشکلیں کھڑی کر دیں۔۔۔کاش وہ مجھے اپنے ساتھ لے جاتیں۔۔۔

یا پھر نہیں انھوں نے صرف اپنے بارے میں سوچا تھا۔۔۔انھوں نے، ان کو میری بالکل بھی پرواہ تھی۔۔۔

میں ہمیشہ دل میں سوچتی تھی کہ بابا کبھی نہ کبھی مجھ سے پیار کریں گے ۔۔۔ماما بھی واپس اجائیں گی۔۔۔دراصل میں خود کو دھوکہ دیتی تھی۔۔۔ جب ایک چیز حقیقت ہو ہی نہیں سکتی تو اس کو سوچنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ اور دیکھیں آج سب نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔۔

سب جھوٹے تھے۔۔بلکہ سب جھوٹے نہیں تھے میں جھوٹی تھی۔۔جو اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتی تھی۔۔۔اب مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے۔۔۔ مجھے کوئی بھی نہیں چاہیے، اب میں ہمیشہ سے آپ کے ساتھ رہوں گی

ہمیشہ سے۔۔۔آپ ہمیشہ میرے ارحم رہیں گے۔۔۔اور آپ صرف میرے ہیں۔۔۔۔اور میں صرف آپ کی۔۔۔۔

ارحم کی پریشے"۔۔۔"

پری زبردستی مسکرائی تھی۔۔۔رونے کی وجہ سے اس کی انکھیں لال ہو چکی تھیں۔۔۔

ارحم نے پری کو زور سے خود میں بھینچا۔۔۔پری کی باتیں سنتے ارحم کافی حد تک حیران ہو چکا تھا۔۔۔اسے تو اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ پری کی حقیقت کیا تھی۔۔۔

حمدان نے اس دن اس کے ساتھ جھوٹ بولا تھا۔۔۔حمدان نے ارحم کو آدھی بات بتائی تھی۔۔۔اصل حقیقت تو یہ تھی جو اس کو اب پری نے بتائی تھی۔۔۔حمدان نے ایسا کیوں کیا۔۔۔اسے مجھے ایک ایک بات بتانی چاہیے تھی۔۔۔اب ارحم کو حمدان پہ غصہ آرہا تھا۔۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے جب ہم وہاں پہ کورٹ میں گئے تھے۔۔۔ ماما اس ادمی سے کتنا پیار کر رہی تھیں۔۔۔ ماما نے ان کو ہگ بھی کیا تھا۔۔۔ مجھے بہت برا لگا تھا۔۔۔ مجھے تو کبھی اس طرح سے پیار نہیں کیا۔۔۔ بلکہ مجھے تو اکیلا چھوڑ گئی تھیں۔۔۔ اور بابا وہ بھی صرف اپنے بیٹوں سے پیار کرتے ہیں۔۔۔ پچھ نہیں لگتی میں ان کی۔۔۔ میں آئندہ کبھی ان کے پاس نہیں جاؤں گی

۔۔۔۔

اور بھیا وہ جب بھی مجھ سے بات کرتے تھے ماما ان کو منع کر دیتی تھیں۔۔۔ یا پھر وہ ان کو کسی کام کے لیے بلا لیتی تھیں۔۔۔ وہ بھیا کو مجھ سے بات ہی نہیں کرنے دیتی تھیں۔۔۔
لیکن انہوں نے مجھے کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔ کبھی انہوں نے مجھے ڈانٹا بھی نہیں تھا۔۔۔ بہت کم مخاطب کرتی تھیں۔۔۔ مجھے، مجھے لگتا تھا کہ ان کی نیچر ہی ایسی ہے۔۔۔ لیکن اس رات انہوں نے مجھے حقیقت بتا

دی۔۔۔انہوں نے مجھے میری حقیقت بتادی۔۔۔میری اصلیت کیا تھی، مجھے اس رات پتہ چلا۔۔۔وہ کبھی میری ماما بن ہی نہیں سکی تھیں۔۔۔۔

پری ارحم کے سینے سے سر نکالتی ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں آج اس کا دل چاہا تھا کہ وہ اپنے ارحم کو ہر بات بتادے۔۔۔ ہر بات اس کے سامنے کھول کے رکھ دے۔۔۔آج وہ ارحم کو بتادے کہ اس کے دل میں کیا کیا ہے۔۔۔وہ چھوٹی سی لڑکی کتنے دکھ سمائے بیٹھی ہے

۔۔۔

پری بس میرا بچہ۔۔۔اب رونا نہیں، میری پری کا ارحم ہے ناوہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔۔۔ارحم نے پری کی گال سے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ جو مسلسل بہتے جارہے تھے۔۔۔ارحم سوری ان سب کی وجہ سے میں نے آپ سے اتنا روڈ بیہیو کیا۔۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، پری اپنا سرخ ہوتا ناک رگڑتے بولی تھی۔۔۔۔

اچھانا بس اب رو نہیں۔۔۔اب تم نے مجھے بتادیا ہے نا ضرور تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا ہوگا۔۔۔پلیز اب رونا بند کرو۔۔۔مجھ سے مزید برداشت نہیں ہورہا کہ میری پری اس طرح سے رورہی ہے۔۔۔ارحم نے پری کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ارحم کی اپنی آنکھیں اس وقت اشتیال سے سرخ ہورہی تھیں۔۔۔پری نے بھی جواباً آنکھیں ٹمٹمائیں۔۔۔

چلو اٹھ کے منہ دھو اچھے بچوں کی طرح۔۔۔پھر ہم نیچے چلتے ہیں۔۔ماما ویٹ کررہی ہوں گی۔۔۔بظاہر تو ارحم نارمل بیہیو کررہا تھا لیکن اس ٹائم اسے شایان اور حمدان پہ شدید غصہ آرہا تھا۔۔۔جنہوں نے اسے پوری بات نہیں بتائی تھی۔۔۔اور یقیناً وہ پری کو نیچے چھوڑنے کے بعد ان دونوں کی خبر لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

سکندر عثمان ان پہ تو ارحم کو سب سے زیادہ غصہ ارہا تھا۔۔۔اگر وہ پری کا باپ نہ ہوتا تو شاید ارحم اس کی جان ہی لے لیتا۔۔۔کتنے دکھ دیے انہوں

نے ارحم کی پری کو۔۔۔ارحم بھی اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہیں تھا

۔۔۔۔

پری بھی اچھے بچوں کی طرح اٹھتی واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔اب ارحم بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔۔۔اسے پری کی باتوں نے کافی حد تک حیران کر دیا تھا۔۔۔اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ چھوٹی سی لڑکی کتنے دکھ برداشت کر چکی ہے۔۔۔۔یہ چھوٹی سی لڑکی بظاہر تو شرارتی دکھنے والی لیکن یہ اندر سے کتنی میچور ہے۔۔۔ارحم کو آج پتہ چلا تھا۔۔۔

پری فریش ہو کے باہر آئی اور پھر پری ارحم نیچے جا چکے تھے۔۔۔

••••••••••••••••

ماما جلدی کریں آپ لوگ کتنا ٹائم لگاتے ہیں۔۔۔۔مجھے تو لگتا ہے آپ لوگ میرا رشتہ لے کر نہیں میری بارات لے کر جا رہے ہیں۔۔۔اتنا ٹائم

کون لگاتا ہے۔۔۔ شایان گاڑی کے پاس کھڑا کب سے چلا رہا تھا۔۔۔ لیکن کوئی اس کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

" رکو رکو سن تو لو، شایان صاحب رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔۔۔"

"آخر فریحہ بیگم بھی شایان کے رشتے کے لیے مان ہی گئی تھیں۔۔۔ "

صبر نہیں ہوتا تھوڑا تم سے۔۔ آخر ہم اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں تو تیاریاں تو زیادہ کرنی پڑیں گی نا۔۔۔ فریحہ بیگم باہر آتے بولی تھیں۔۔۔ انہوں نے بلیک کلر کا کامدار سوٹ پہنا تھا۔۔۔ جس پہ کڑھائی سے بہت نفاست سے ڈیزائننگ کی گئی تھی۔۔۔ اپنی ایج کے لحاظ سے وہ اس ڈریس میں کافی خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان بھی چوری چوری انہیں ہی تک رہے تھے۔۔۔

ماما آپ لوگوں کی وجہ سے نا میرا رشتہ لیٹ جا رہا ہے۔۔۔ میں ہمیشہ ٹائم پہ پہنچنے والا بندہ ہوں۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میرا رشتہ لے کر ہم لیٹ پہنچیں۔۔۔ آپ لوگ تو میرے رشتے والے دن اتنے لیٹ ہیں۔۔۔

بارات والے دن پتہ نہیں آئیں گے بھی یا نہیں۔۔۔مجھے تو لگتا ہے مجھے خود ہی سب کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔نہیں بلکہ میں ایسا کروں گا کہ میں ہیزل کو لے کے نکاح کروا کے سیدھا گھر ہی آجاؤں گا۔۔۔اپ لوگوں کو کسی طرح کی محنت نہیں کرنی پڑے گی۔۔۔شایان غصے سے بول رہا تھا۔۔۔

فریحہ بیگم تو شایان کی باتوں پہ مسکرا رہی تھیں۔۔۔کتنی جلدی تھی اسے اپنا رشتہ لے کر جانے کی۔۔۔ابھی رشتہ ہوا نہیں تھا اور اسے شادی کی بھی پڑ گئی تھی۔۔۔

شایان تمہاری ماں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔آخر ہم اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں تو پوری تیاریوں کے ساتھ ہی جائیں گے نا۔۔۔سکندر عثمان شایان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے بولے تھے۔۔۔

یہ سب کچھ نا اس حمدان کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔اب یہ حمدان کا بچہ لیٹ کروائے گا۔۔۔سیڑھیوں سے آتے حمدان کو دیکھ شایان نے اسے گھورتے کہا تھا کیا۔۔۔

"میرا بچہ۔۔؟

"کہاں ہے میرا بچہ۔۔۔؟

"کہاں سے آیا میرا بچہ۔۔۔؟

حمدان نے نظر گھمائیں۔۔۔میرم، میرم، یار جلدی آؤ کہاں ہے میرا بچہ ۔۔۔حمدان حیرانی کے عالم میں کہتا نظریں گھمارہا تھا۔۔۔فریحہ بیگم اور سکندر صاحب مسکرادیے تھے۔۔۔

مجھے تو لگتا ہے تم میرا رشتہ دیکھنے نہیں اپنے ولیمے پہ جارہے ہو۔۔۔دیکھو تو ذرا مجھ سے زیادہ تو تم تیار ہوئے ہو۔۔۔شایان نے حمدان کو گھوری ڈالی ۔۔۔جو بلیک کلر کے تھری پیس میں ملبوس آنکھوں پہ بلیک گلاسز لگائے پوری شان و شوکت سے کھڑا تھا۔۔۔شایان کو تو اس کو دیکھ کر آگ ہی لگ گئی تھی۔۔۔

میرا ولیمہ تو ہو گیا۔۔۔اب تمہاری باری ہے۔۔۔میں تو بس اپنی بیوی کے لیے تیار ہوا ہوں۔۔۔لیکن شاید تمہیں کچھ ہضم نہیں ہوا میرا اس طرح سے تیار ہونا۔۔۔حمدان اپنا کالر جھاڑتے بولا تھا۔۔۔

یہ جو تم بیوی بیوی کر کے میرا دل چلاتے ہو نا، بیٹا جی صبر رکھ جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ کروں گا۔۔۔شایان انگلیوں سے چٹکی بجاتے بولا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔شایان کی بات پہ حمدان کا قہقہ گونجا۔۔۔اپنے دانت بند کر لو یہ نہ ہو کہ میری شادی سے پہلے میں تمہارے سارے دانت توڑ دوں۔۔۔

شایان کو اس وقت حمدان زہر سے بھی زیادہ کڑوا لگ رہا تھا۔۔۔

بیٹا یہ تو وقت بتائے گا کون کس کے دانت توڑتا ہے، اور کون نہیں۔۔

حمدان بولتے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔یار اب یہ میرم بھابھی کہاں پہ رہ گئیں۔۔۔بھابھی آ بھی جائیں۔۔۔

اور یہ ابان کا بچہ۔۔اس کی تو میں آ کر خبر لوں گا۔۔۔بھائی کا رشتہ لینے تک ساتھ نہیں جا سکتا۔۔۔اب شایان کا رخ ابان کی طرف تھا۔۔۔ابان کی اج یونیورسٹی تھی اسی لیے وہ ان کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

چلیں۔۔۔!" میرم باہر آتی بولی تھی۔۔۔۔

"!ایک منٹ۔۔ایک منٹ۔۔ایک منٹ۔۔۔

یہ آپ اتنا تیار ہو کے کہاں جا رہی ہیں۔۔۔شایان عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ ٹکاتے بولا تھا۔۔۔کیا مطلب ہے کہاں جا رہی ہوں۔۔۔تمہارے ساتھ جا رہی ہوں۔۔۔تمہارا رشتہ لے کر۔۔۔میرم نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔ساتھ میں وہ اپنی ساڑھی کا پلو بھی درست کر رہی تھی۔۔۔میرم نے ڈارک ریڈ کلر کی ساڑی پہنی تھی۔۔۔ساتھ ہائی ہیلز، بال سٹریٹ کیے ،وہ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

اوا چھا میرا رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔۔۔اور میں جب سے سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ لوگوں کا ولیمہ ہے۔۔۔ہم وہاں پہ جا رہے ہیں۔۔۔شایان بیزار

سامنہ بناتا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔اس کو اپنے پیچھے قہقوں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ جس میں سکندر عثمان، فریحہ بیگم، حمدان اور میرم، سب شامل تھے۔۔۔۔

شایان نے رکتے انہیں گھور کر دیکھا۔۔۔ایک تو آپ لوگ میرا رشتہ لے کر اتنا تیار ہو کے جا رہے ہیں۔۔۔اوپر سے دانت نکال رہے ہیں۔۔۔ مطلب آپ لوگ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ مطلب کیا ہے آپ لوگوں کی اس بات کا۔۔۔ شایان بھی اب غصے میں آگیا تھا۔۔۔آخر کتنا برداشت کرتا وہ۔۔۔ شایان دولہا تھا اور یہاں تو سب دلہے سے زیادہ تیار ہوئے تھے۔۔۔

بس ایک یہی بات تھی، جو شایان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ ایک گاڑی میں سکندر عثمان فریحہ بیگم اور شایان بیٹھے تھے اور دوسری گاڑی میں نرم اور ہمدان۔۔۔

چار گاڑیاں ایک قطار میں سکندر ہاؤس سے نکلی تھی دو گارڈز کی گاڑیاں تھی جن کا ان کے ساتھ ہونا بہت ضروری تھا شایان کی تو خوشی مانو تھم ہی نہیں رہی تھی شایان خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

•••••••••••••••

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد ان کی گاڑی خان ہاؤس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ان کی گاڑیوں کو دیکھتے گارڈز نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔حمزہ صاحب انفارم کر چکے تھے، کہ سکندر صاحب اپنی فیملی کے ساتھ آرہے ہیں۔۔۔

اندر آتے فریحہ بیگم زمل بیگم سے ملی تھیں۔۔۔ان کا لہجہ کافی حد تک پرسکون اور نارمل تھا۔۔۔ورنہ جو پہلے دن ان کا ری ایکٹ تھا اس حساب سے ان کا ایسا انداز بنتا تو نہیں تھا۔۔۔لیکن شاید وہ یہ سب اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے کر رہی تھیں۔۔۔

حمدان میرم، اور شایان بھی، حمزہ صاحب اور زمل بیگم سے ملتے اندر کی طرف بڑھے وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔اور اب باتوں کا دورانیہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔

سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ لیکن شایان کی نظریں تو کسی اور کو ہی تلاش رہی تھیں۔۔۔

شایان تم بھی کوئی بات کر لو کب سے خاموش بیٹھے ہو۔۔۔ حمدان نے شایان کو خاموش دیکھ کے کہا تھا۔۔۔ شایان نے ہڑ بڑاتے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔۔بیٹا تجھے تو میں گھر جا کر بتاؤں گا۔۔۔ شایان دل میں ہی سوچ سکا تھا۔۔۔۔

میں کیا بولوں، جس کام کے لیے آئے ہو وہ کام تو تم لوگ کر نہیں رہے ۔۔۔ باتیں کرنے کی پڑ گئی ہے۔۔۔ شایان نے جلے بھنے انداز میں کہا تھا ۔۔۔ حمزہ صاحب نے نہ سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔

سکندر عثمان کو توقع نہیں تھی کہ شایان بے دھڑک ہی ایسی بات کر دے گا ۔۔۔اسی لیے سکندر صاحب نے دل میں شایان کو لعنت کی صلوات سے نوازا تھا۔۔۔

زمل بیگم نے بھی سوالیا نظروں سے حمزہ صاحب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔وہ دونوں ہی شایان کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائے تھے۔۔۔اتنے میں ملازمہ چائے لے کر آئی۔۔۔

زمل بیگم نے اٹھتے سب کے لیے چائے ڈالنا شروع کی۔۔۔اب دوبارہ سے سب باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔اور شایان معصوم سی شکل بنائے اپنے ماما اور بابا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ آخر ان کی کون سی ایسی رشتہ داری تھی جس کو وہ اب یہاں پہ نبھا رہے تھے۔۔۔ڈائریکٹ رشتے کی بات کیوں نہیں کر رہے تھے۔۔۔شایان کا بس چلتا تو خود ہی رشتے کی بات کر دیتا۔۔۔

ارے شایان بیٹا تم بھی کچھ لو نا۔۔۔ حمزہ صاحب نے شایان کو مخاطب کیا تھا

"۔۔۔

جی۔۔۔جی انکل شایان نے جلدی سے ہاتھ بڑھاتے چائے کا کپ اٹھایا۔۔۔

بیٹا پہلے کچھ کھالو پھر چائے پینا۔۔۔اب کی بار زمل بیگم شایان سے مخاطب ہوئی تھیں۔۔۔جی آنٹی۔۔۔شایان نے شریفوں کی طرح چائے کا کپ رکھا اور کھانے کی چیزوں کی طرف نظر ڈالتے دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

"کاش یہ چیزیں ہیزل لے کر آئی ہوتی۔۔۔"افففف۔۔۔۔شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

سب دوبارہ سے باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔پتہ نہیں شایان یہاں بیٹھا کیسے تھا۔۔۔اوپر سے انکی بورنگ باتیں سنتے وہ مزید طیش میں آرہا تھا۔۔۔

میں ذرا ایک کال کر کے آتا ہوں۔۔۔شایان نے سکندر عثمان کے سامنے موبائل کرتے کہا۔۔۔ہاں بیٹا جاؤ حمزہ صاحب نے شایان سے کہا۔۔۔

شایان 420 کی سپیڈ پہ لاؤنج سے باہر نکلا تھا۔۔۔وہ دراصل کوئی کال کرنے نہیں گیا تھا۔۔اسے ہیزل کو ڈھونڈنا تھا، جو نہ جانے کہاں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔

اتنا نہیں کہ اپنے ہونے والے شوہر سے ہی آ کر مل لے۔۔۔۔ مممم اتنی بھی کیا لاپرواہی شایان تو تب ہی گیا تھا۔۔۔۔

•••••••••••••••••

یہ گھر نہ ہی زیادہ بڑا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا تھا۔۔۔اس گھر میں تین فرد ہی رہتے تھے۔۔۔ان کے حساب سے اس گھر کو بہت خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔۔۔

اس گھر کے خوبصورت سے گارڈن میں بنے ایک جھولے پہ کنفیوز سی ہیزل بیٹھی تھی۔۔۔زمل بیگم اسے اندر آنے کا بول کر گئی تھیں۔۔۔تاکہ وہ آکر مہمانوں سے مل سکے۔۔۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اندر کیسے جائے۔۔۔آخر ایسا بھی کیا۔۔۔کیا اسے شایان سے شرم آ رہی تھی

۔۔۔ نہیں نہیں ایزل کو کیوں شایان سے شرم آئے گی ۔۔۔ لیکن ۔۔۔

"!

"! اہم اہم ۔۔۔

ہیزل ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اس کے سماعتوں سے بھاری نوجوان مرد کی آواز ٹکرائی ۔۔۔ اس نے گھبرا کر پلٹ کر دیکھا ۔۔۔ وہ ٹھٹکی ۔۔

شایان جیسے باہر آیا تھا اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی ۔۔۔ اسے ہیزل سامنے ہی جھولے پر بیٹھی نظر آ گئی تھی ۔۔۔ جس کا رخ دوسری طرف تھا ۔۔۔ اسی لیے وہ دبے قدموں سے ہیزل کی طرف آیا تھا ۔۔۔

آ۔آپ یہاں پہ ۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہیزل کی آواز لڑکھڑائی تھی ۔۔۔

کیوں میں یہاں پہ نہیں آسکتا ۔۔۔ میں تمہارے جیسا بے مروت انسان نہیں ہوں ۔۔۔ جو اپنے ہونے والے شوہر سے ملنے تک نہیں آئی ۔۔۔ اتنا نہیں کہ ایک نظر ہونے والی شوہر کو دیکھ ہی آؤں ۔۔۔ نا جانے کتنا ہینڈسم لگ رہا ہو گا ۔۔۔ شایان نے شکوہ کیا تھا ۔۔۔

کیا کر رہی تھی یہاں پہ۔۔۔اندر کیوں نہیں آئی۔۔۔کیا تمہیں نہیں پتہ تھا کہ ہم آرہے ہیں۔۔۔شایان نے آئی برواچکاتے سوال کیا۔۔۔

نن۔نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے پتہ تھا کہ آپ لوگ ارہے ہیں۔۔۔

ہیزل انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی۔۔۔۔

"تو پھر۔۔۔؟

وہ بس میں تھوڑا سا کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔ہیزل نے نظریں چراتے

جواب دیا۔۔۔

"Awesome" یار یہ لڑکی کتنی ہے یار... شایان اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے بولا تھا۔۔۔ہیزل نے نا سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا ۔۔۔جیسے بول رہی ہو میں سمجھی نہیں۔۔۔

دیکھو تمہیں ابھی سے کنفیوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔شادی کے بعد میں تمہیں جی بھر کے کنفیوز کروں گا۔۔۔اسی لیے ابھی شرافت کے ساتھ اندر آؤ۔۔۔ورنہ یہیں پہ کوئی گستاخی ہو جائے گی۔۔۔۔شایان

ہیزل کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔وہ سادگی میں بھی کتنی حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس نے لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی ۔۔۔اور گلے میں ڈوپٹا لپیٹے۔۔۔وہ واقعی سراہنے کے قابل تھی۔۔۔۔ شایان کی تو ابھی سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔۔۔جب وہ دلہن کے روپ میں شایان کے سامنے آئے گی تو کیا عالم ہو گا۔۔۔ہائے شایان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

جج۔جی جائیں آپ۔۔۔میں آرہی ہوں۔۔۔ہیزل گھبراتے بولی تھی۔۔۔ ہمم جلدی آؤ۔۔اور پلیز یہ شرم کی ٹوپی اتار کر آنا۔۔۔شایان اپنی بات بولتے پلٹ چکا تھا۔۔۔ہیزل نے شایان کی چوڑی پشت کو دیکھا، بے اختیار اس کے منہ سے ماشاءاللہ نکلا تھا۔۔۔۔

مجھے بعد میں سراہ لینا۔۔۔پہلے اندر آؤ۔۔۔شایان اس کی طرف دوبارہ پلٹا تھا۔۔۔وہ تو کہیں گم ہی ہو چکی تھی۔۔۔اسے پتہ ہی نہ چلا، نہ جانے کب شایان نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جج۔۔جی آرہی ہوں یہ جلد نظر چرائی تھیں۔۔۔شاید وہ شرمندہ ہو چکی تھی۔۔۔کہ شایان نے اس طرح اسے اپنی طرف تکتا دیکھ جیسے اس کی چوری پکڑ لی ہے۔۔۔

•••••••••••••••••

شایان گلا کھنگارتے اندر آتے شریفوں کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔ حمدان نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔۔۔شایان نے بھی حمدان کی طرف دیکھتے آئی برواچکائی، جیسے پوچھ رہا ہو میری طرف کیا دیکھ رہے ہو ۔۔۔حمدان نے نفی میں ساری لایا۔۔۔یہ اتنا شریف کب سے ہو گیا۔۔۔ شاید حمدان سے کچھ ہضم نہیں ہوا تھا۔۔۔شایان نے گہری مسکراہٹ سے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔حمدان نے شایان سے نظریں ہٹالیں۔۔۔

😂"(پہلی پہلی وری آنکھ لڑی، تے لڑی وی حمدان دے نال)۔۔۔

شایان نے منہ بسورا تھا۔۔۔

"اسلام علیکم!"۔۔۔

ہیزل نے اندر داخل ہوتے سلام بلایا تھا۔۔۔سب سے پہلی شایان کی

"! گردن اٹھی تھی۔۔۔وعلیکم السلام۔۔۔

پہلا جواب بھی شایان کی طرف سے ہی آیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام، فریحہ بیگم اور سکندر صاحب نے ایک ساتھ جواب دیا تھا

۔۔۔

ہیزل چلتی ہوئی فریحہ بیگم کے پاس آتی ان سے ملی۔۔۔پھر اس نے سکندر عثمان سے پیار لیا۔۔اور پھر میرم سے ملی، اور اب وہ زمل بیگم کے پاس بیٹھ چکی تھی۔۔۔

ایک دفعہ پھر سے ان کی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔لیکن اس بار سب کا رخ ہیزل کی طرف تھا۔۔۔فریحہ بیگم ہیزل سے اس کی سٹڈی کے بارے میں اور فیوچر پلانز کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔۔۔اور ہیزل خوش دلی سے ان کو ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔۔۔

شایان تو چور چور نظروں سے ہیزل کو تک رہا تھا۔۔۔جو سادگی میں بھی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔سچ میں شایان کی پسند لاجواب تھی۔۔۔سراہنے کے قابل تھی۔۔۔۔شایان نے خود کو داد دی تھی۔۔۔

حمزہ صاحب مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں تھوڑی کام کی بات کر لینی چاہیے۔۔۔ سکندر عثمان نے موقع دیکھتے حمزہ صاحب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔جی جی بولیں کیا بات کرنی ہے۔۔۔ حمزہ صاحب نہ سمجھی سے بولے تھے۔۔۔

سکندر عثمان نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

اہم اہم۔۔!"شایان نے گلا کھنگارا۔۔۔ تمہیں کس چیز کا دورہ پڑا ہے۔۔۔ حمدان اسے گھورتے بولا تھا۔۔۔ سکندر عثمان نے بھی بات کرنے سے پہلے ایک نظر شایان اور حمدان کی طرف ڈالی۔۔۔جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔۔ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ سکندر عثمان سوچ کر رہ گئے تھے۔۔۔

سوری آپ لوگ بات کریں۔۔۔شایان نے ان کو خاموش ہوتا دیکھ یاد دلایا تھا کہ وہ کوئی بات کرنے والے تھے۔۔۔کہ اب کی بار سکندر عثمان نے شایان کو گھورا۔۔۔حمزہ صاحب بھی ان کی نوک جھوک پہ ہولے سا مسکرائے تھے۔۔۔

حمزہ صاحب دراصل بات یہ ہے کہ میں آپ کی بیٹی ہیزل کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔۔۔اپنے اس ناکارہ بیٹے کے لیے۔۔۔جیسے سکندر عثمان بولے تھے ہیزل کی گال ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔اور ہنسی روکنے کے لیے اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ بھی رکھا تھا۔۔۔شایان نے گھور کر ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔اب سب کا رخ حمزہ صاحب کی طرف تھا۔۔۔سب ہی حمزہ صاحب کی طرف سے ملنے والے جواب کے منتظر تھے۔۔۔

حمزہ صاحب کافی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے۔۔۔ارے سکندر صاحب کیا بات کر دی آپ نے۔۔۔اپنی بیٹی کو آپ مانگنے آئے ہیں۔۔

ہیزل آپ کی ہی بیٹی ہے۔۔۔۔ آپ جب چاہیں اپنی بیٹی کو لے جا سکتے ہیں ۔۔۔ حمزہ صاحب نے انتہائی نفاست سے جواب دیا تھا۔۔۔۔

کچھ پل کے لیے تو وہ یقین ہی نہیں کر پائے تھے۔۔۔ کہ سکندر صاحب " ہیزل کا رشتہ لے کر آئے ہیں۔۔۔ شایان سے بہتر ہیزل کے لیے اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ یہ حمزہ صاحب نے سوچا تھا۔۔۔ حمزہ صاحب کو شایان بہت اچھا لگا تھا، اس لیے انہوں نے فوراً سے ہامی بھری تھی "۔۔۔۔

سکندر عثمان ایک دم خوشی سے اٹھتے حمزہ صاحب کے گلے لگ گئے۔۔۔ فریحہ بیگم نے بھی زمل بیگم کو مبارکباد دی۔۔۔ میرم نے اٹھتے ہیزل کو کس کے ہگ کیا تھا۔۔۔ ارے ہیزل اب تو تم میری دیورانی بننے والی ہو ۔۔۔ میرم مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ میرم کی بات سنتے باقی سب بھی مسکرا دیے تھے۔۔۔ ہیزل تو شرمانے میں مصروف تھی۔۔۔۔

ارے زمل منہ تو میٹھا کرواؤ۔۔۔حمزہ صاحب مسکراتے ہوئے زمل سے بیگم سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔جی جی ضرور۔۔۔زمل بیگم مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ہیزل بھی دبے قدموں سے ان کے پیچھے ہی بڑھی تھی۔۔۔پتہ نہیں کیوں ادھر ہیزل کو اتنی شرم کیوں آرہی تھی۔۔۔

کچن میں آتے کنفیوز ہوتے ہیں اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔زمل بیگم نے بے اختیار آگے بڑھتے ہیزل کی پیشانی چوم تھی۔۔۔

کیا تم اس رشتے سے رضامند ہو۔۔۔انہوں نے ہیزل کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا تھا۔۔۔ہزل نے پہلے ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔پھر ہولے سے اسبات میں گردن ہلادی۔۔۔

زمل بیگم کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔ شایان بہت اچھا لڑکا تھا۔۔۔ زمل بیگم اور حمزہ صاحب کو یہ رشتہ بہت پسند آیا تھا۔۔۔ انہوں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کی شادی شایان جیسے لڑکے سے ہو گی۔۔۔

شایان واقعی بہت اچھا تھا۔۔۔ پرسنلٹی کے لحاظ سے بھی، اور نیچر کے لحاظ سے بھی۔۔۔ اور ضرور فیوچر میں ایک کامیاب بزنس مین بھی ثابت ہونے والا تھا۔۔۔۔

حمزہ صاحب نے کافی سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا۔۔۔ انہوں نے ہیزل کی آنکھیں پڑھی تھیں۔۔۔ جن میں اس رشتے کے لیے حامی تھی۔۔۔ اسی لیے حمزہ صاحب نے سکندر عثمان کو ہاں میں جواب دیا تھا۔۔۔ ان کو خوشی ہوئی تھی، کہ ان کی بیٹی اس رشتے کے لیے رضامند ہے۔۔۔ حمزہ صاحب کو اپنے فیصلے پہ غرور تھا۔۔۔

بے شک جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں۔۔۔ ہیزل اور شایان کا جوڑا بھی اوپر والے نے بڑی نفاست سے بنایا تھا۔۔۔

شایان کے تو آج پاؤں ہی زمین پہ نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ ہیزل بھی کافی حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔۔ آخر شایان سکندر اس کا ہونے والا تھا۔۔۔

" گزرتے دنوں کا دورانیہ ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔۔۔"

••••••••••••••••••

آج بھی شدید سرد دن تھا۔۔۔ لیکن اتنا نہ تھا کہ دلوں میں جلدی آگ کو ٹھنڈا کر سکتا۔۔۔ کسی کے زخم کو بھر سکتا۔۔۔ یا پھر یہ وہ ٹھنڈی نہیں تھی ۔۔۔ جو زخموں کی مرہم بنتی۔۔۔

جانے انجانے میں کی گئی غلطیاں انسان کو کہاں سے کہاں لا کر کھڑا کر دیتی ہیں۔۔۔ انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔ انسان غلطیاں کرتے کرتے ایسے مقام پہ پہنچ جاتا ہے جہاں پہ معافی کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی۔۔۔ لیکن اللہ تو سب سے رحیم کریم ہے۔۔۔ جو میسج سین بھی کرتا ہے، اور ریپلائی

بھی کرتا ہے۔۔۔ لیکن شاید اس شخص میں خدا کے سامنے کھڑا ہونے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔ کیا اس نے اتنا بڑا گناہ کر دیا تھا۔۔۔

نہیں محبت کرنا گناہ تو نہیں۔۔۔ تو کیا محبت کرنا جرم ہے۔۔۔ نہیں محبت کرنا جرم بھی نہیں ہے۔۔۔ دراصل محبت کرنا ایک سزا ہے۔۔۔ جو انسان خود کو دیتا ہے۔۔۔ ایک ایسی اذیت جسے انسان کبھی نہیں نکل پاتا۔۔۔

یزدان بھی شاید خود کو اسی اذیت میں مبتلا کر چکا تھا۔۔۔ وہ اپنے ٹیرس میں رکھی ایک چیئر پہ بیٹھا سرد آنکھوں سے آسمان کو گھور رہا تھا۔۔۔

اگر کوئی نارمل انسان اتنی سردی میں ایسے بیٹھا ہو تو یقیناً اب تک وہ جم جاتا۔۔۔ یزدان بلیک شال کندھوں پہ پھیلائے کرسی سے ٹیک لگائے آسمان کو تک رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔ لبوں میں ہلنے کی طاقت نہیں تھی۔۔۔ آنکھیں جھپکنے سے انکاری تھیں۔۔۔

آسمان کو تکتے تکتے بے اختیار یزدان کے لب ہلے۔۔۔

عجیب طرح سے ناکام ہوئے

وہ مجھے چاہ نہ سکی میں اسے بھلا نہ سکا۔۔۔

یزدان کے لبوں پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔اس کا چہرہ ابھی بھی بے تاثر تھا۔۔۔یزدان کو تو سوگ منانا بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔

😂😢(پہلی پہلی واری دل ٹوٹیا ہائے، رون دا چاج نا آوے)۔۔۔

آنی کہتی ہیں میں تمہیں بھول جاؤں۔۔۔میں تمہیں کیسے بھولوں۔۔۔جن سے عشق کیا جاتا ہے انہیں بھولا نہیں جاتا۔۔۔انہیں تو اپنے دل پہ لکھ لیا جاتا ہے۔۔۔انہیں تو اپنی سانسوں سے جوڑ لیا جاتا ہے۔۔۔

پریشے میں تمہیں چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا۔۔۔میں نے تم سے عشق کیا ہے۔۔۔"سچا عشق"

میرے عشق میں واقعی کوئی کھوٹ نہیں تھا۔۔۔میرے گناہوں کی وجہ سے تم مجھ سے دور ہو گئی ہو۔۔۔کیا اتنا گنہگار ہوں میں۔۔۔جن بچوں کے پاس ان کے والدین نہیں ہوتے وہ نادان ہوتے ہیں۔۔۔میرے پاس میرے ماں باپ نہیں تھے۔۔۔میں نے 10 سال کی عمر میں اپنے ماں

باپ کے لمس کو کھو دیا تھا۔۔۔میں تو نادان تھا نا، مجھے میرے گناہوں کی سزا کیوں ملی۔۔۔میں نے تو نادانی میں گناہ کیے تھے۔۔۔

نہیں مجھے میرے ان گناہوں کی سزا نہیں ملی۔۔۔مجھے تو عشق کرنے کی سزا ملی ہے۔۔۔مجھے عشق کرنے کی سزا ملی ہے۔۔۔۔

عشق نہ صوفی ہے، نہ مفتی، نہ عالم ہے

عشق ظالم ہے، فقط ظالم، بہت ظالم ہے

ظالم عشق"۔۔۔"

آج پھر اس کے لبوں سے وہی لفظ پھسلا تھا۔۔۔

ظالم عشق"۔۔۔ "

عشق واقعی ظالم ہے۔۔۔اتنا ظالم کہ زخم دینے پہ آئے تو چیرتا چلا جائے۔۔۔جب تک جان نہ نکلے یہ چیرتا چلا جائے۔۔۔۔

یزدان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔۔۔اس کو آنکھیں میچنے میں بھی کافی مشکل پیش آئی تھی۔۔۔یہ مضبوط جوان مرد خود کو ٹوٹتا ہوا محسوس کر رہا تھا ۔۔۔یزدان آج بے بسی کی انتہا پہ کھڑا تھا۔۔۔

یزدان کو کچھ یاد آیا تھا۔۔۔یزدان کو اللہ یاد آیا تھا۔۔۔آخر ضرورت کے " " وقت انسان اللہ کو یاد کر ہی لیتا ہے۔۔۔

یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔میں نے اتنا بڑا گناہ کیا، میں نے پری کے دل میں اس کے باپ کے لیے نفرت ڈالی۔۔۔اور وہ مجھ سے ہی نفرت کرنے لگی۔۔۔اے میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔میں بہت گنہگار ہوں ۔۔۔میں تو آپ سے معافی مانگوں کہ قابل بھی نہیں ہوں۔۔۔بے اختیار یزدان کی آنکھوں کی بار ٹوٹی تھی، اور آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔

بے شک انسان کو مشکل وقت میں خدا یاد آ ہی جاتا ہے۔۔۔لیکن پتہ نہیں کیوں اچھے وقت میں انسان رب کو کیوں بھول جاتا ہے۔۔۔وہ کیوں رب کا شکر ادا نہیں کرتا۔۔۔اور پھر جب اس سے اس کی خوشیاں چھین لی جاتی

ہیں تو وہ خدا سے گلہ کرنے لگتا ہے، اس خدا سے جو اسے 70 ماؤں سے زیادہ چاہنے والا ہے۔۔۔

آج یزدان کو خدا یاد آیا تھا بے اختیار یزدان اٹھا۔۔۔اس کے قدم کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔کمرے میں آتے یزدان واش روم میں گیا۔۔۔اس نے وضو کیا تھا۔۔۔

یزدان نماز پڑھنے لگا تھا۔۔۔ہاں یزدان اپنے رب سے معافی مانگے گا۔۔۔ اپنے ہر گناہ کی معافی مانگے گا۔۔۔۔اور اسے یقین تھا کہ اس کا رب اسے معاف کر دے گا۔۔۔

باہر آتے یزدان نے جائے نماز پکڑی، اب وہ جائے نماز بچھاتے رب کے سامنے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔۔اس کا دل گھبرا رہا تھا۔۔۔ عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے اتنی گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔

یزدان نے نماز کی نیت باندھی، اور اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔۔۔ یزدان جیسے جیسے نماز پڑھ رہا تھا اس کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ اسے اپنے جسم میں عجیب سے بے چینی محسوس ہو رہی تھی ۔۔۔ یزدان نے نماز کے دوران ہی آنکھیں میچ لیں۔۔۔ اس کی سوچ بار بار نماز سے ہٹ رہی تھی۔۔۔ ایسا کیوں ہو رہا تھا یزدان بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔

جیسے ہی یزدان کی نماز ختم ہوئی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔۔۔ یزدان آنکھیں نہیں کھول رہا تھا۔۔۔ اسے لگا اگر اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے آنسو نہیں تھمیں گے۔۔۔

اے میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔

مجھے معاف کر دے۔۔۔

مجھے دو پل کے لیے سکون نہیں مل رہا۔۔۔

میں مر رہا ہوں میں سب سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔

میں سب کا گنہگار ہوں۔۔۔

میں بہت برا ہوں۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔

یزدان کے لب لڑکھڑائے تھے۔۔۔ یزدان نے آنکھیں کھولیں اس کی ہتھیلیاں اس کے آنسوؤں سے بھیگ چکی تھیں۔۔۔ یزدان ٹھٹکا۔۔ کب اس کے آنسوؤں کی روانی شروع ہوئی، اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

یزدان نے لڑکھڑاتے ہاتھوں سے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔ایک عجیب سا احساس ایک عجیب سراہیت اسے اپنے جسم میں محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ یزدان خود سمجھ نہیں پارہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔

یزدان ابھی جائے نماز اٹھا ہی رہا تھا اس کے کمرے کا دروازہ بجا۔۔۔

آجائیں۔۔" یزدان جائے نماز رکھتے شال پکڑ کے لپیٹ چکا تھا۔۔۔

ملازمہ اندر آئی۔۔۔ یزدان صاحب بیگم صاحبہ کو آکر دیکھیں ان کو پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔۔۔ ملازمہ کی بات سنتے یزدان بولا۔۔۔

کیا ہوا ہے آنی کو۔۔۔ کیا ہوا ہے ان کو۔۔۔ یزدان بولتے ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

وہ جو ہی رخسار بیگم کے کمرے میں پہنچا تو زمین پہ سودھ بدھ سی پڑی تھیں۔۔۔ ان کا وجود بے جان محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ یزدان حواس باختہ ہوتا آگے بڑھا۔۔۔۔

یزدان نے اپنی مضبوط بازوں کے حصار میں رخسار بیگم کو اٹھایا۔۔۔ وہ جو ہی ان کو اٹھا رہا تھا وہ یزدان کے ہاتھ میں جھولتی جا رہی تھیں۔۔۔ ان کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔ یزدان نے تڑپ کر ان کے ہاتھ کی نبس چیک کی۔۔۔ جو انتہائی کم رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا آنی کو، اور تم کہاں تھی۔۔ یزدان پوری قوت سے ملازمہ پہ دھاڑا تھا
۔۔۔

یزدان صاحب وہ میں کچن میں تھی۔۔۔ ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا
۔۔۔ تمہیں میں انی کے لیے یہاں پر لے کر آیا تھا۔۔ کچن میں رہنے کے
لیے نہیں۔۔۔ تمہیں میں نے کہا تھا کہ تم دو منٹ کے لیے بھی آنی کو اکیلا
نہیں چھوڑو گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔
یزدان کی آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہو گئی تھیں۔۔۔ اس نے تڑپ کر آنی
کی طرف دیکھا۔۔۔ جن کا وجود کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔۔۔ آنی اٹھیں
، کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ اس نے ان کا منہ تھپکا۔۔۔ لیکن وہ جواب سے
انکاری تھیں۔۔۔ یزدان رخسار بیگم کو بازو میں اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا
تھا۔۔۔

شاہویز۔۔۔ شاہویز۔۔۔ گاڑی نکالو۔۔۔ یزدان چیخا تھا۔۔۔ ڈرائیور جو
گاڑی کے پاس ہی کھڑا تھا وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا

تھا۔۔۔یزدان بھاگنے کے انداز میں گاڑی کے پچھلی سیٹ پہ رخسار بیگم کو گود میں لیے بیٹھ چکا تھا۔۔۔اب وہ ڈرائیور پہ چیخ رہا تھا۔۔۔

جلدی گاڑی چلاؤ۔۔میں کہتا ہوں جلدی گاڑی چلاؤ۔۔۔وہ ساتھ ساتھ رخسار بیگم کا چہرہ بھی تھپک رہا تھا۔۔۔ان کا چہرہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔رنگ زرد پڑ چکی تھی۔۔۔یزدان کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔۔۔۔

آنی آنی پلیز اٹھیں۔۔۔پلیز میری بات کا جواب دیں۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو آنی۔۔۔یزدان بچوں کی طرح ان کو پکار رہا تھا۔۔۔لیکن وہ کسی نورانی گڑیا کی طرح سو چکی تھیں۔۔۔وہ اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دے رہی تھیں۔۔۔۔یزدان کا جسم لرزنہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔

شاہویز جلدی گاڑی چلاؤ۔۔۔ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔یزدان نے لڑکھڑاتی آواز میں چند الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اس کے بعد شاید وہ خود بھی نہ بول پاتا۔۔۔اس سے آنی کی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی ۔۔۔شاہویز نے گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کر دی تھی۔۔۔۔

••••••••••••••••••

تقریبا 25 منٹ کے اندر اندر یزدان انی کو لیے ہسپتال پہنچ چکا تھا اس نے باہر نکلتے انی کو اٹھایا اور بھاگتا ہوا اندر کی طرف بڑا ڈاکٹر ڈاکٹر وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا ساتھ ساتھ ایک نظر اپنی انی کو بھی دیکھ رہا تھا ڈاکٹر دیکھیں میری ان کو کیا ہوا ہے ایک ڈاکٹر یہ ستان کے قریب ایا تھا اور یزدان انی پہ نظریں جمائے اس سے مخاطب تھا ڈاکٹر نے انی سے پہلے یزدان کا چہرہ دیکھا ڈاکٹر کو انی سے زیادہ یزدان کی حالت پوری لگی تھی وہ ایک پر مکمل جوان مرد کس انداز میں بولا تھا ڈاکٹر بھی حیران ہو گیا تھا ڈاکٹر نے جلدی سے سٹریچر منگوایا اور وہ رخسار بیگم کو سٹیچر پہ لٹائے اندر کی طرف بڑھے یزدان بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی جا رہا تھا سر اب باہر رہیں ایک نرس نے یزدان سے کہا یزدان نے بے چینی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا ڈاکٹر نے اگے اتے یزدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا دیکھیں اب یہاں پہ بیٹھیں ہمیں دیکھنا

ہو گا کہ ان کو کیا ہوا ہے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور اپ پریشان مت ہوں ان کو کچھ نہیں ہو گا ڈاکٹر نے یزدان کو دلاسا دیا۔۔۔

یزدان لٹکتے وجود سے بے بسی کے ساتھ پیچھے کو برتا یہاں پہ پڑے ایک بینچ پہ بیٹھ چکا تھا ڈرائیور بھی اس کے ساتھ ہی اندر ایا تھا ڈرائیور نے یزدان کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یزدان سر اپ حوصلہ کریں بیگم صاحبہ کو کچھ نہیں ہوا ڈرائیور نے چند الفاظ بولے یزدان نے گمزن سے انداز میں اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ شاویز تم ٹھیک کہہ رہے ہو نا میری انی کو کچھ نہیں ہو گا کیا تم سچ بول رہے ہو یزدان کے الفاظوں میں عجیب سی بے چینی تھی۔۔۔۔اس سے واقعی اس کی انی کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی ایک عجیب سا ڈر اس کی انکھوں کے اگے لہرا رہا تھا۔۔۔اس کی بڑی بڑی انکھوں کے پپوٹے لرز رہے تھے اسے سمجھ نہیں ارہا تھا کہ اسے کیا ہو رہا ہے ایک عجیب سا ایسا احساس ایک عجیب سا خوف اس کے گرد لپٹ چکا تھا

۔۔۔۔

جی سر بیگم صاحبہ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔آپ پلیز حوصلہ رکھیں۔۔۔

شاہویز نے دوبارہ سے یزدان کا کندھا تھپکا تھا۔۔۔

تم، تم زواہر کو کال کرو۔۔۔اور اسے ابھی اسی وقت یہاں بلاؤ۔۔۔یزدان نے لڑکھڑاتے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اور اس کا تھا کون، جسے وہ اپنے پاس بلاتا۔۔۔جو اسے سینے سے لگا کر دلاسہ دیتا ماں باپ کوئی بھی نہ تھا ایک انی ہی تو اس کے پاس تھیں۔۔۔جو اس کا سب کچھ تھی جو اس کی کل کائنات تھیں۔۔۔شاہویز نے جلدی سے موبائل نکالتے زواہر کو کال ملائی

۔۔۔۔

••••••••••••••••••

تقریبا 45 منٹ کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔ابھی تک کوئی ڈاکٹر باہر نہیں آیا تھا۔۔۔اب یزدان کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔کہ وہ کیا کرے۔۔۔دو تین دفعہ تو وہ خود سے اٹھ کے اندر کی طرف بڑا تھا۔۔لیکن شاہویز اسے روک چکا تھا۔۔۔

سر بس اب تھوڑا سا انتظار کریں۔۔۔ شاہویز نے بے بس ہوتے کہا تھا ۔۔۔اس سے بھی اب یزدان کی حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔

زاویار بھاگتا ہوا یزدان کی طرف آ رہا تھا۔۔۔ ہاسپٹل میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر یزدان پہ پڑ چکی تھی۔۔۔ جو سودھ بدھ سے انداز میں ایک طرف بینچ پہ بیٹھا تھا اور شاہویز اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔

سر، سر کیا ہوا بیگم صاحبہ کو۔۔۔ زواہر نے پاس آتے یزدان کو مخاطب کیا ۔۔۔ زواہر تم آ گئے، زواہر دیکھو آنی کو کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔ وہ مجھ سے بات نہیں کر رہیں۔۔۔ اور وہ ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں آیا۔۔۔ یزدان نے زواہر کو دیکھتے بچوں کی طرح بولنا شروع کر دیا تھا ۔۔۔ وہ بولتا جا رہا تھا اور زواہر بے یقینی کے عالم میں اس کی باتیں سن رہا تھا

۔۔۔۔

آج کون ہے ان کی جگہ پر۔۔۔ میں ہمیشہ کہتا تھا کہ ان سا کوئی نہیں ان کے سوا میرا کوئی نہیں لیکن آج میرے پاس وہ نہیں۔۔۔ مجھے وہ ابھی چاہیے

ابھی کے ابھی۔۔۔یزدان نہ جانے کیا کیا بولتا جا رہا تھا۔۔۔زواہر ڈاکٹر کو بلاؤ اس سے باہر بلاؤ۔۔۔انہیں کہو وہ اٹھیں ورنہ میں مر جاؤں گا۔۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔۔یزدان نے بے اختیار اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

سر آپ حوصلہ رکھیں سنبھالیں خود کو میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں ۔۔۔پلیز آپ خود کو تو سنبھالیں۔۔۔۔زواہر تو یزدان کی حالت دیکھتے گھبرا چکا تھا۔۔۔۔

زواہر کھو جانے کا ڈر مجھے اکثر ڈرا دیتا ہے۔۔۔میں نے سب کچھ کھو دیا ہے ۔۔۔لیکن میں اس ہستی کو نہیں کھو سکتا۔۔۔میرے پاس ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔۔۔اگر میں نے ان کو کھو دیا تو میں زندہ لاش بن جاؤں گا ۔۔۔میرا وجود نہ ہونے کے برابر رہ جائے گا۔۔۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ ان سے پہلے مجھے اٹھا لے۔۔۔ان کا ہر غم ہر تکلیف مجھے لگ جائے۔۔۔میرے سے ان کا غم برداشت نہیں ہو گا۔۔۔

یزدان بولتا جا رہا تھا۔۔۔آج اس کی آواز میں ٹوٹا پن تھا۔۔۔اس کا سارا غرور ٹوٹ چکا تھا۔۔۔مٹی میں مل چکا تھا۔۔۔۔

زواہر ،زواہر میں نہیں چاہتا میرے گناہوں کی سزا میری آنی کو ملے۔۔۔تم ،تم ایک دفعہ بس ان سے کہو کہ وہ اٹھ جائیں۔۔۔یزدان نے انتہائی بے بسی کے عالم میں زواہر کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔۔

سر سر پلیز آپ ادھر بیٹھیں۔۔۔میں آپ سے بول رہا ہوں نا بیگم صاحبہ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔وہ بالکل ٹھیک ہیں میں ابھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں ۔۔۔زواہر نے یزان کو بٹھایا اور وہ اندر کی طرف بھاگا تھا ڈاکٹر سے بات کرنے۔۔۔

••••••••••••••••

پری کو عجیب سی بے چینی، عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی ۔۔۔ارحم کب سے اس کی کمر تھپک رہا تھا۔۔۔دو گلاس ٹھنڈے پانی کے پری اب تک پی چکی تھی۔۔۔ارحم کو تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ پری کو ہو کیا رہا ہے۔۔۔

پری میرا بچہ کیا ہو گیا ہے تم ٹھیک تو ہو۔۔۔

پتہ نہیں ارحم مجھے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔دل گھبرا رہا ہے میرا ۔۔۔مجھے کچھ ٹھنڈی چیز چاہیے۔۔۔پری نے اپنا سینہ مسلتے کہا تھا۔۔۔

ہاں تو سیدھی طرح کہو نا میرے بی بی کو آئس کریم کھانی ہے۔۔۔آئس کریم تمہیں بالکل بھی نہیں ملے گی۔۔۔ایک تو اوپر سے اتنی ٹھنڈ ہے،اور تمہیں آئس کریم چاہیے۔۔۔ارحم نے مصنوعی غصہ دکھایا تھا۔۔۔میں نے آپ سے آئس کریم نہیں مانگی۔۔۔آپ خود سے ہی بولی جا رہے ہیں،

پری نے منہ بسورا۔۔۔

اچھا چلو میڈیسن تو لو دیکھو کیا حالت کر لی ہے تم نے اپنی۔۔۔فضول باتیں سوچ سوچ کر،ارحم کو صحیح معنوں میں اب پری پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔جس نے فضول کی باتیں سوچ سوچ کے اپنی حالت خراب کر لی تھی۔۔۔

ارحم آپ کو پتہ ہے وہ اتنی گندی میڈیسن ہے،اور آپ مجھے بار بار وہ کھلاتے ہیں۔۔۔پری نے منہ بسورا۔۔۔

ہاں تو کس نے کہا تھا اپنی حالت خراب کرو۔۔۔اب کھانی تو پڑے گی۔۔ یہی پنشمنٹ ہے تمہاری۔۔۔ارحم ساتھ ساتھ میں بول رہا تھا اور ساتھ پری کے لیے میڈیسن بھی نکال رہا تھا۔۔۔

ارحم نے میڈیسن اور پانی کا گلاس پری کے آگے بڑھایا۔۔۔پری نے عجیب سامنہ بناتے پہلے پانی کا گلاس پکڑا اور پھر میڈیسن۔۔۔ارحم نے پری کے سر پہ کھڑا ہو کر اسے میڈیسن کھلائی تھی۔۔۔ میڈیسن کھا کر پری لیٹ چکی تھی۔۔۔

ارحم نے اس کے اوپر کنفرٹر ٹھیک کیا۔۔۔ تقریبا کچھ ہی دیر میں پری نیند کی وادیوں میں گم ہو چکی تھی۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے جھکتے پری کی پیشانی پہ لب رکھے۔۔۔وہ سوتے ہوئے بھی کتنی خوبصورت لگتی تھی نا۔۔۔ارحم اٹھا اور باہر کی طرف بڑھا ۔۔۔اب اس کا رخ مہر ناز بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

••••••••••••••••

تقریبا دو گھنٹے کے وقت کے بعد ڈاکٹر باہر آیا تھا۔۔۔ڈاکٹر کو دیکھتے یزدان ایک دم سے اٹھتے ڈاکٹر کی طرف بھاگا۔۔۔ڈاکٹر ڈاکٹر میری آنی کیسی ہیں ۔۔۔یزدان کی نگاہیں کمرے کے دروازے پہ تھیں، لیکن وہ ڈاکٹر سے مخاطب تھا۔۔۔

دیکھیں انہیں بہت سیریس ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔اگر آپ دو منٹ بھی لیٹ ہو جاتے تو ان کی جان کو بہت بڑا خطرہ ہو سکتا تھا۔۔۔ابھی ہم نے اس کو کور کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔۔۔ لیکن ابھی آنے والے 48 گھنٹے ان کے لیے بہت زیادہ کریٹیکل ہیں۔۔۔پلیز آپ ان کے لیے دعا کریں ۔۔۔ جیسے جیسے ڈاکٹر نے لفظ ادا کیے تھے ویسے ویسے یزدان کے دل میں سوئیاں چبھتی گئی تھیں۔۔۔اس کا دل کسی بھاری پتھر کے نیچے دب گیا تھا ۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس کے الفاظوں پہ پری کا دل دبا تھا۔۔۔

ڈاکٹر اپنی بات کہتے جا چکا تھا۔۔۔ لیکن یزدان، یزدان کا کیا وہ ایک بے جان مجسمہ بن چکا تھا۔۔۔اس کے پاؤں ہلنے سے انکاری تھے۔۔۔اس کا وجود ٹھنڈا پر چکا تھا۔۔۔اس کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ آئی تھی۔۔۔ زواہر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔جو کہ اسے بالکل بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔

جس جسم میں جان ہی نہ ہو اس پہ پتھر بھی برسا دیے جائیں اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ کیا یزدان بے جان ہو چکا تھا۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس نے پری کو بے جان کیا تھا۔۔۔اس نے پری سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔اس نے ایک بیٹی کے دل میں باپ کے لیے نفرت پیدا کی تھی۔۔۔اور آج ۔۔۔ کیا آج۔۔۔آج کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

لڑکھڑاتے قدموں سے وہ پیچھے کی طرف بڑھا۔۔۔اور بڑھتا ہی چلا گیا۔۔۔ کوئی مقام نہ تھا، کوئی جگہ نہ تھی، کوئی حد نہ تھی،اس کا دل چاہا وہ اسی طرح

چلتا جائے، اور چلتا چلتا کہیں دور جا سمائے۔۔۔ لیکن یہ ایک حد تھی، اس کا پاؤں ایک بینچ سے ٹکرایا، اور بے اختیار وہ بینچ پہ ڈھہ سا گیا۔۔۔

زواہر میں بھی کچھ بولنے کی سکت نہ بچی تھی۔۔۔ وہ تو دلاسا بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

•••••••••••••••••

کافی زیادہ ٹائم گزر چکا تھا۔۔۔ تقریبا چار گھنٹے کے درمیان رخسار بیگم کو ہوش آ گیا تھا۔۔۔ جیسے ہی ڈاکٹر نے باہر آ کے بتایا یزدان کسی چھوٹے بچے کی طرح اندر کو بھگا تھا۔۔۔ اندر آتے یزدان نے بے اختیار آنی کے پیشانی پہ لب رکھے۔۔۔

آنی کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ کیا حال کر لیا ہے اپنا۔۔ اس کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔ آنی نے اپنا لرزتا ہاتھ اٹھایا اور یزدان کے چہرے پہ رکھا۔۔۔ اس تھوڑے سے ٹائم میں ہی وہ کافی کمزور محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔ ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا، کوئی معمولی بات تو نہ تھی۔۔۔

یزدان میں نے کبھی تم سے کچھ نہیں مانگا۔۔۔لیکن آج سے چند دن پہلے میں نے تم سے جو مانگا تھا تم نے مجھے وہ دیا۔۔۔تم نے میری بات مان لی ۔۔۔وہ لرزتی آواز کے ساتھ بولی تھیں۔۔۔یزدان نے ان کا چہرہ دیکھا ۔۔۔وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہوئیں۔۔۔اور پھر بولنا شروع کیا۔۔۔ میں آج تم سے ایک اور چیز مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔ان کی آواز کافی حد تک لرز رہی تھی۔۔۔

آنی اپ کے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔آپ ایسے مت بولیں۔۔۔ آپ میرے لیے سب سے بڑھ کر ہیں۔۔۔آپ جانتی ہیں میں آپ کی ہر بات مانتا ہوں۔۔آپ خواہش تو کریں۔۔۔یزدان نے چہرے سے اٹھا کے ان کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

یزدان مجھے میری بیٹی سے ملوادو۔۔۔میں جانتی ہوں وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتی۔۔۔وہ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔جو کچھ میں اس کے ساتھ کر چکی ہوں اس کے بعد اس کا ایسا رویہ بنتا ہے۔۔۔لیکن میں

تمہارے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ مجھے صرف ایک دفعہ اس سے ملوادو ۔۔ تم ارحم سے بات کرو وہ مان جائے گا۔۔۔ دیکھنا تم اسے کہو گے تو وہ ضرور پری کو لے کر آئے گا۔۔۔ میری خاطر تم ایک دفعہ اس سے بات کرو ۔۔۔ تم اسے کہو کہ وہ پری کو یہاں لے آئے۔۔۔ میں صرف ایک دفعہ اس سے ملوں گی اس کے بعد بے شک وہ مجھے کبھی بھی نہ بلائے۔۔۔ میں اسے اپنی شکل تک نہیں دکھاؤں گی۔۔۔ رخسار بیگم ایک ہی سانس میں بول گئی تھیں۔۔۔ انہوں نے اپنی بات ختم کرنے کے بعد ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔۔ یزدان نے تڑپ کر ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔

اتنے لمبے عرصے میں انہوں نے کبھی یزدان کے سامنے اپنی بیٹی کا نام نہیں لیا تھا۔۔ لیکن وہ اکیلے میں روتی تھیں۔۔ وہ اپنے درد کو محسوس کرتی تھیں۔۔۔ لیکن انہوں نے کبھی یزدان کے سامنے واضح نہیں ہونے دیا تھا ۔۔۔ یزدان بھی بے خبر نہ تھا وہ سب جانتا تھا۔۔۔

آنی ادھر میری طرف دیکھیں۔۔۔ میں پری کو لے کر آؤں گا میں ارحم سے

بات کروں گا۔۔۔ میں آپ کے لیے ارحم سے بات کروں گا۔۔۔ میں اس

سے معافی بھی مانگوں گا۔۔۔ وہ پری کو ضرور لے کر آئے گا۔۔۔ بلکہ میں

ابھی، میں ابھی ارحم کو فون کرتا ہوں۔۔۔ یزدان نے جلدی سے فون نکالا

۔۔۔

آپ آنی کا خیال رکھیں میں ابھی کال کر کے آتا ہوں۔۔۔ آپ ان کے پاس
ہی رہیے گا۔۔۔ یزدان نے نرس کو ہدایت کی تھی۔۔۔
"جی سر آپ بے فکر ہو کر جائیں میں ان کے پاس ہی ہوں۔۔۔"
یزدان کو اس کی بات سے تھوڑا حوصلہ ہوا یزدان تیز قدموں سے باہر

بڑھا تھا۔۔۔

اس نے آنی سے کہہ تو دیا تھا کہ وہ ارحم سے بات کرتا ہے۔۔۔ لیکن اسے
سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کس منہ سے ارحم کو فون کرے گا۔۔۔ وہ اس

سے کیا بات کرے گا۔۔۔ یزدان نے بے بسی سے موبائل کی سکرین کو دیکھا۔۔۔

کیا یہی وقت تھا اپنے گناہوں کی تلافی کرنے کا۔۔۔ کیا یہی وقت تھا جہاں پہ آکر اس کا غرور ٹوٹنا تھا۔۔۔

ہاں یہی وقت تھا، یزدان نے نمبر ملایا اور موبائل کی سکرین کو ٹک ٹکی " " باندھے دیکھنے لگا۔۔۔

••••••••••••••••••••

ارحم کا فون تقریباً پچھلے 15 منٹ سے کمرے میں بج رہا تھا۔۔۔ پری گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔۔ اس نے دو تین دفعہ آہستہ سی آواز میں منمناتے ہوئے ارحم کو آواز دی، کہ اپنا فون اٹھائیں۔۔۔ لیکن نیند کا خمار اس قدر تھا

کہ پری کہہ کر دوبارہ سو گئی۔۔۔ لیکن جب ارحم کو دو سے تین مرتبہ پکارنے پر بھی کوئی جواب نہ آیا تو پری بیڈ سے اٹھی کمفرٹر خود سے علیحدہ کرتے مجبوراً فون اٹھایا۔۔۔

کال "Unknown" نمبر سے آ رہی تھی۔۔۔ پری نے جانچتی نظروں سے پورے کمرے کو دیکھا۔۔۔ جیسے اس کو احساس ہوا تھا کہ ارحم اس وقت کمرے میں موجود نہیں ہیں۔۔۔

فون کا مسلسل بجنا اب پری کو فون اٹھانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔ پری نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔ اب پری کے کانوں کی سماعتوں سے فون سے آنے والی آواز ٹکرائی۔۔۔۔

" فون یزدان کا تھا۔۔۔"

ہیلو ارحم میں یزدان بات کر رہا ہوں۔۔۔ پلیز کال مت کاٹنا۔۔۔ میں جانتا ہوں تم مجھ سے بات نہیں کرنا چاہو گے۔۔۔ حتی کہ میری آواز تک نہیں

سننا چاہو گے۔۔۔اس وقت میں نے تمہیں ایک بہت اہم بات بتانے کے لیے فون کیا ہے۔۔۔

یزدان نے محسوس کیا مقابل کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔

یزدان نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا، کہ فون کٹ تو نہیں گیا۔۔۔ لیکن یہ جان کر کچھ پر سکون ہوا کہ کال ابھی بھی چل رہی ہے۔۔۔

میں تمہیں جو بات بتانے جا رہا ہوں یہ بہت اہم بات ہے۔۔۔ ہم اس وقت ہاسپٹل میں موجود ہیں میری آنی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ان کی حالت بہت کریٹیکل ہے۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں میں نے جتنی بڑی غلطی کی ہے اس کے بعد تمہیں مجھ سے میری آنی سے کوئی غرض نہیں ہے۔۔۔ لیکن ارحم اس وقت تم مجھے خود غرض سمجھو، یہاں ایک ہارا ہوا بے بس انسان ہے۔۔ جس نے اپنا سب کچھ کھو دیا۔۔۔

میری زندگی میں اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس کو میں کھو سکوں۔۔۔

ارحم میرے لیے میری کل کائنات میری آنی ہیں۔۔۔آج ان کی حالت بہت زیادہ کریٹیکل ہے۔۔۔میں دنیا میں کچھ بھی کھو سکتا ہوں۔۔۔لیکن اپنی آنی کو نہیں۔۔۔

ارحم تمہیں خدا کا واسطہ ہے میری آنی کی جان اب تم ہی بچا سکتے ہو۔۔۔ میری آنی نے زندگی میں پہلی دفعہ مجھ سے کسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔۔۔ جسے میں پورا نہیں کر سکتا۔۔۔لیکن میری مجبوری دیکھو کہ میں ان کو چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکا۔۔۔خدا کا واسطہ ہے پلیز میری آنی کو ان کی بیٹی سے ملا دو۔۔۔

ارحم مجھے نہیں پتہ کہ میں کب اپنی آنی کو کھو دوں۔۔۔لیکن میں ان کی یہ خواہش کو رد نہیں کر سکتا۔۔۔تمہیں خدا کا واسطہ ہے پلیز پری کو لے کر یہاں آجاؤ۔۔۔ارحم شاید تمہارا پری کو یہاں لانا میری آنی کو چند سانسیں بخش دے۔۔۔خدا کا واسطہ ہے میری۔۔۔میری آنی کو بچا لو۔۔۔میں

وعدہ کرتا ہوں جب تم یہاں آؤ گے۔۔۔میں تمہیں اپنی شکل تک نہیں دکھاؤں گا۔۔۔پلیز میری آنی کی سانسوں کو سبب بن جاؤ۔۔۔ان کو مجھے لٹا دو۔۔۔ارحم تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں۔۔۔پلیز میری آنی کو بچا لو

۔۔۔

دوسری جانب سے کوئی جواب نہ آنا یزدان کا پریشانی مبتلا کر رہا تھا۔۔۔

لیکن یزدان کو کیا علم کہ اس وقت اس کو لگ رہا ہے کہ وہ ارحم سے بات کر رہا ہے، لیکن اس کے بالکل برعکس وہ پری سے بات کر رہا ہے۔۔۔اس پری سے جس کے ساتھ اس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔۔۔

اس کے الفاظ سننے کے بعد پری کو احساس ہی نہ ہوا وہ کب قدموں سے زمین پر آ گئی۔۔۔اس وقت پری کی ہاتھ اس طرح ٹھنڈے پڑ رہے تھے کہ مانو برف میں ہاتھ رکھ کر آئی ہو۔۔۔اس وقت پری خود اپنی کیفیت سے انجان تھی۔۔۔اس کو خود معلوم نہیں تھا کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہی ہے۔۔۔لیکن اس کو اس بات کا احساس تھا اس کے قدموں میں کچھ

زیادہ سکت نہیں ہے۔۔۔اور آنسوں تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے جا رہے تھے۔۔۔مانو برسات کا پانی ہو

۔۔۔

اور فون تو کب کا پری کے ہاتھوں سے زمین پر گر چکا تھا۔۔۔جس کی آواز یزدان نے بخوبی محسوس کی تھی اور اب وہ مزید پریشان ہو چکا تھا۔۔۔۔

ارحم۔۔۔"بے اختیار پری کے لب ہلے۔۔۔یزدان جو موبائل سے کسی" کے جواب کا منتظر تھا اس کے سماعتوں میں پری کی آواز ٹکرائی۔۔۔وہ ٹھٹکا ۔۔۔اس نے موبائل کان سے ہٹاتے موبائل کی اسکرین کو دیکھا۔۔۔

مطلب وہ جب سے پری سے بات کر رہا تھا۔۔۔ارح تو یہاں موجود ہی نہیں تھا۔۔۔یزدان کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔۔۔

اب پری کو صرف اپنے ارحم کے پاس جانا تھا۔۔۔پری نے تھوڑی بہت ہمت کرتے پاس پڑے ہوئے ٹیبل سے سہارا لے کر کھڑے ہونے کی

کوشش کی۔۔۔اگر کوئی اس وقت پری کو دیکھتا تو سمجھتا یہ 18-19 سال کی لڑکی نہیں بلکہ کوئی بہت ضعیف عورت ہے۔۔۔۔

پری جوں جوں قدم اٹھا رہی تھی اس کو لگ رہا تھا اس کے قدم پتہ نہیں کتنے بھاری ہو۔۔۔پری کمرے کی دیواروں کو پکڑتے آہستہ آہستہ دروازے کی طرف آئی۔۔۔پری نے بہت ہمت سے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھتے اس کو گھمایا۔۔۔اور بہت ہمت کرنے کے بعد پری دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوئی۔۔۔دروازہ کھولنے کے ڈیر تھی پری کی قدم لڑکھڑائے۔۔۔۔

پری نے اپنے کمرے کے ساتھ کی گرل کو پکڑ کر چلنے کی کوشش کی۔۔۔

پری نے بہت مشکل کے ساتھ چھ سات قدم ہی بڑھائے تھے اس کو سامنے سے رضیہ بی آتی نظر آئیں۔۔۔

پری کی زبان میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ رضیہ بی کا نام بھی پکار سکتی۔۔۔

رضیہ بی نے جو ہی پری کو دیکھا پری کا نام پکارا۔۔۔ پری بی بی آپ اٹھ گئیں

۔۔۔رضیہ بی نے پری کا چہرہ دیکھا جو پورا زرد ہو چکا تھا۔۔۔

رضیہ بی کو پری کا نام پکارنے کی دیر تھی کہ پر نے دو قدم اور لیے اور لڑکھڑائی۔۔۔ اگلے ہی دو سیکنڈ میں پری زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔

رضیہ بی بھاگتی ہوئی پری کے پاس آئیں۔۔۔ پری کا زرد چہرہ دیکھ وہ بہت بکھلا گئی تھیں۔۔۔ انہوں نے پری کو ہلانے کی کوشش بھی کی، لیکن پری کے وجود میں کوئی بھی ہلچل نہیں تھی۔۔۔ رضیہ بی پری کہ بے سدھ جسم کو دیکھ کر بہت گھبرا چکی تھیں۔۔۔ ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس وقت وہ کیا کریں۔۔۔ رضیہ بی پریشانی کے عالم میں فوراً اٹھیں، اب ان کا رخ مہر ناز بیگم کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔

جب وہ مہر ناز بیگم کے کمرے میں داخل ہوئیں تو انہوں نے غور کیا کہ ارحم بھی اس وقت مہر ناز بیگم کے کمرے میں موجود ہے۔۔۔

رضیہ بی اس وقت بہت بکھلائی ہوئی تھیں۔۔۔ان کا سانس بہت تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔ جس پر مہرناز بیگم ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

رضیہ بی کیا ہوا آپ کو۔۔۔سب ٹھیک تو ہے۔۔۔مہرناز بیگم نے سوال کیا ،"پری" رضیہ بی نے باہر کی طرف اشارہ کرتے فقط پری کا نام لیا۔۔۔ان کا نام لینے کا انداز اتنا گھبرایا ہوا تھا کچھ وقت کے لیے ارحم بھی گھبرا گیا۔۔۔

کیا ہوا رضیہ بی ارحم کھڑا ہوتے بولا تھا۔۔۔۔

بی بی جی پتہ نہیں پری بی بی کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔وہ اپنے کمرے سے باہر آرہی تھیں۔۔۔میں نے ان کو دیکھا ان کا چہرہ پورا زرد تھا۔۔۔میں نے پری بی بی کا نام پکارا اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئیں۔۔۔

ان کی حالت بہت خراب لگ رہی ہے۔۔۔میں نے ان کو اٹھانے کی بھی کوشش کی۔۔۔لیکن ان کے وجود میں کوئی حلچل نہیں تھی۔۔۔اور انکے ہاتھ پاؤں بالکل ٹھنڈے تھے۔۔۔بڑی بی بی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی

اس لیے میں جلدی سے آپ کے کمرے کی طرف آئی ہوں۔۔۔ پلیز جلدی چلیں ان کو دیکھیں۔۔۔ ان کو کیا ہوا ہے۔۔۔

رضیہ بی کے الفاظ ادا کرنا تھے اور ارحم بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ اب اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔۔۔ ارحم جو ہی لاؤنج کے پاس پہنچا۔۔ پری کا بے سد جسم زمین پہ پڑا دیکھا۔۔۔ ارحم کی تو جیسے جان نکل گئی تھی۔۔۔

ارحم بھاگتا ہوا پری کے پاس آیا۔۔۔ پری کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ پری، میری جان، میرا بچہ، اٹھو، پری اٹھو میرا بچہ، آنکھیں تو کھولو۔۔۔ ارحم نے پری کا چہرہ تھپکا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی پریشانی کی عالم میں پری کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ارحم کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ صرف پری کو اٹھانے کی کوشش کررہا تھا۔۔۔ لیکن پری کا وجود بالکل بے جان پتلے کی طرح پڑا تھا

۔۔۔پری میرا بے بی پلیز اٹھو۔۔۔پلیز اٹھو یار۔۔۔پری میری جان میرا بچہ آنکھیں تو کھولو۔۔۔ایک دفعہ تو اپنے ارحم کو دیکھ لو۔۔۔

ارحم ہمیں پری کو ڈاکٹر کے پاس لے کے جانا ہو گا۔۔۔ارحم اٹھو جلدی ہمیں پری کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔۔۔ہم اور دیر نہیں کر سکتے ۔۔۔ارحم نے پری کے بے سد وجود کو اپنے بازوؤں میں بھرا اور گاڑی کی طرف لے کر بھاگا۔۔۔

ارحم نے جلدی سے ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا آرڈر دیا۔۔۔پیسنجر سیٹ پر پری کے بے جان وجود کو لے کر بیٹھا۔۔۔مہرناز بیگم بھی ساتھ ہی بیٹھیں

۔۔۔

گاڑی خان ولا سے نکلی اور اب گاڑی کا روخ ہاسپٹل کی جانب تھا۔۔۔ارحم پورا راستہ پری کو اٹھانے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔لیکن پری کہ بے بے جان وجود نے کوئی حرکت نہ کی۔۔۔

ارحم پریشانی کے عالم میں ڈرائیور پر چیخ رہا تھا۔۔۔اس وقت وہ کچھ نہیں جانتا تھا اس کو بس اتنا معلوم تھا کہ اسے ہر حال میں پری ٹھیک چاہیے تھی ۔۔۔اس وقت ارحم اس قدر گھبرایا ہوا تھا کہ دسمبر کے سرد دنوں میں اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں صاف نمودار ہو رہی تھیں۔۔۔اس وقت ارحم کسی کی سننے کو تیار نہ تھا۔۔۔چاہے وہ مہر ناز بیگم ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔اس وقت مہر ناز بیگم کی حالت بھی ارحم سے جدا نہ تھی۔۔۔وہ بھی پری کے لیے اس کے قدر پریشان تھیں کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھی تھیں ۔۔۔ارحم تو دیوانہ وار پری کو تکتا جا رہا تھا۔۔۔

ہاسپٹل کا راستہ خان ویلا سے تقریبا آدھے گھنٹے کا تھا۔۔۔مگر ارحم کے غصے کے باعث ڈرائیور نے اس کو 15 منٹ میں عبور کیا تھا۔۔۔گاڑی ڈرائیور نے ہاسپٹل کے پارکنگ ایریے میں پارک کی۔۔۔گاڑی کے رکنے کی دیر تھی ارحم برق رفتاری سے اٹھا اور پری کو اپنے باہوں میں لیے ہاسپٹل کے

اندر بھاگا۔۔۔ مہرناز بیگم بھی جلدی سے باہر نکلتے اس کے پیچھے بھاگیں

۔۔۔

ارحم اس قدر گھبرایا ہوا تھا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے بیگانہ تھا۔۔۔
ہاسپٹل کے اندر داخل ہوتے ہی ارحم نے اونچی اونچی ڈاکٹرز کو پکارنا شروع کر دیا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں دو ڈاکٹر چند نرسوں اور ایک سٹاف بوائے ارحم کی طرف آئے۔۔۔

سٹاف بوائے نے سٹریچر ارحم طرف کیا۔۔۔ ارحم نے پری کے بے سدھ وجود سٹریچر پہ لٹایا ایک ڈاکٹر نے فوراً سے پہلے پری کی کلائی پکڑ کر اس کی نبض چیک کیا۔۔۔ جو کہ بہت دھیمی چل رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ ہی پری کے ہارٹ بیٹ بھی چیک کی جو کہ تقریباً نہ چلنے کے برابر تھی۔۔
ڈاکٹر اب ارحم کی طرف متوجہ ہوئے آخر ان کو ہوا کیا ہے۔۔۔ اور کیا ایسا ان کو پہلے بھی ہو چکا ہے۔۔۔ ارحم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔ اور اس ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ ارحم نے جواب دیا۔۔۔

ڈاکٹر اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن پری دو تین دفعہ پہلے بھی بے ہوش ہو چکی ہے۔۔۔اور جب ہم نے پری کا چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے بولا تھا کہ پری کو نروس بریک ڈاؤن اٹیک آیا ہے۔۔۔

ارحم کی بات سننے کے بعد دوسرا ڈاکٹر نے ان دونوں کو اشارہ کیا۔۔ جس پر ارحم اور گھبرا گیا تھا۔۔ڈاکٹر آپ جیسا ٹریٹمنٹ کرنا چاہتے ہیں ویسا کریں ۔۔۔جتنے پیسے چاہیے میں دینے کو تیار ہوں۔۔۔کچھ بھی کریں میری پری کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

ڈاکٹر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ پری کو کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔ پلیز میری پری کو ٹھیک کر دیں۔۔۔اگر اس کو کچھ ہوا تو میں جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔اگر اس وقت اگر کوئی ارحم کی حالت دیکھ لیتا تو سمجھتا جان پری کی نہیں ارحم کی نکل رہی ہے۔۔۔

مسٹر ارحم آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ہم پوری کوشش کریں گے کہ آپ کی وائف کو کچھ نہ ہو۔۔۔ڈاکٹر کی بات سننے کے بعد ارحم تیش میں آ گیا

تھا۔۔۔ارحم نے اس ڈاکٹر کا گریبان پکڑا۔۔۔آپ کو سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔میں کہہ رہا ہوں مجھے میری پری ہر حال میں ٹھیک چاہیے۔۔۔کوشش نہیں کرنی میری پری کو بچانا ہے۔۔۔پری کو کچھ ہوا تھا میں اس ہاسپٹل کو آگ لگا دوں گا۔۔۔سمیت ڈاکٹرز کے۔۔۔ارحم حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔۔

مسٹر ارحم پلیز کنٹرول یور سیلف۔۔۔ایک اور ڈاکٹر بیچ میں آیا۔۔۔ہم نے کہا ہے نہ ہم آپ کی وائف کو بچانے کی پوری کوشش کریں گے۔۔۔
دیکھیں اس وقت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ہمیں ان کو جلد از جلد آئی سی یو میں شفٹ کرنا ہوگا۔۔۔ڈاکٹر اس وقت ارحم کی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا۔۔۔اسی لیے اس نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔۔۔
ڈاکٹر میں دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہوں۔۔۔لیکن پری کو نہیں۔۔۔پلیز میری پری کو مجھے لوٹا دیں۔۔۔اس وقت ارحم کو کوئی دیکھ لے تو وہ یقین کرنے کو تیار ہی نہ ہو کہ یہ وہی خان انڈسٹریز کا مالک ارحم خان ہے۔۔۔

جس کے آگے بڑے بڑے بزنس مین مات کھاتے ہیں۔۔۔وہ تو بس اس وقت ایک دیوانہ لگ رہا تھا۔۔جو صرف اور صرف اپنی بیوی کی جان بچانا چاہتا تھا۔۔۔اس کو دنیاداری سے کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔مہرناز بیگم تو اس حد تک پریشان ہو چکی تھیں کہ وہ ارحم کی طرف متوجہ ہی نہیں تھیں ۔۔۔ان کو فکر تھی تو صرف پری کی۔۔۔جو اس وقت دنیا سے بگانی آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔۔۔

ڈاکٹر پری کو آئی سی یو میں لے گئے تھے۔۔۔اور اب ارحم دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔اس کی نظریں ائی سی یو کے دروازے کے اوپر لگے بلب پر تھی جس کی لائٹ اس وقت ریڈ تھی۔۔۔نہ جانے اب یہ وقت کیسے گزرنا تھا۔۔۔مہرناز بیگم بھی ایک سائیڈ پہ بیٹھ چکی تھیں۔۔۔۔

•••••••••••••••

یزدان فون کرنے کے بعد کافی حد تک پریشان ہو چکا تھا۔۔۔اسے توقع نہ تھی کہ اس طرح سے اس کا فون پری اٹھائے گی۔۔۔اور اب اسے سمجھ

نہیں آ رہی تھی کہ وہ آنی کو کیا جواب دے۔۔۔اور پتہ نہیں پری کی کیا حالت ہو گی۔۔۔یزدان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔یزدان ٹوٹے قدموں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا رخسار بیگم نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔یزدان آگے بڑھتے ان کے قریب گیا۔۔۔آنی میں نے ارحم کو فون کیا ہے وہ شاید تھوڑا بزی ہے وہ جیسے ہی فری ہو گا مجھے بیک کال کرے گا۔۔۔۔تو میں اسے کہوں گا کہ وہ پری کو یہاں لے آئے۔۔۔یزدان نے بہت نفاست جھوٹ بولا تھا۔۔۔

رخسار بیگم نے بھیگی نم پلکیں اٹھا کر یزدان کی طرف دیکھا۔۔۔

"میرے بیٹے کو تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔۔۔"

وہ ٹوٹے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔یزدان نے ایک دم چہرہ اٹھا کے دیکھا ۔۔۔وہ کوئی جواب نہیں دے سکا تھا۔۔۔بے اختیار رخسار بیگم کے لبوں پہ

مسکراہٹ آئی جس میں کچھ بھی ظاہر نہ تھا۔۔۔بے سد سی مسکراہٹ، ایک سوکھے پتے کی مانند۔۔۔

بے اختیاری یزدان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔آنی میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔۔۔میں آپ کو پری سے ضرور ملواؤں گا۔۔۔ارحم ضرور پری کو یہاں لے کر آئے گا۔۔۔بس آپ مجھے تھوڑا وقت دیں۔۔۔یزدان وعدہ تو کر چکا تھا۔۔۔لیکن وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ یہ وعدہ کیسے پورا کرے گا۔۔۔یزدان نے ان کے پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔۔۔انہوں نے اسبات میں ہلکے سے گردن ہلادی۔۔۔یزدان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔

••••••••••••••••

ماما یار آپ لوگ شادی کی تاریخ کب لینے جا رہے ہیں۔۔۔شایان پچھلے ایک گھنٹے سے فریحہ بیگم کے پاس بیٹھا ان کا دماغ کھا رہا تھا۔۔۔

شایان کیا تم بچوں کی طرح ضد کر رہے ہو۔۔۔ابھی کل تو رشتہ ہوا ہے اور آج میں ان سے شادی کی تاریخ بھی مانگ لوں، حد کرتے ہو تم بھی

۔۔۔فریحہ بیگم شایان کو گھورتے بولی تھیں۔۔۔اسے تو صرف شادی کی پڑی تھی۔۔۔شایان نے بے بسی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔

آج کرے سو کل، کرے سو آج۔۔۔"شایان منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔" نیک کام میں دیری کس بات کی۔۔۔شایان فریحہ بیگم کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔۔اب کی بار فریحہ بیگم نے مزید سخت گھوری سے نوازا تھا

۔۔۔شایان مجھے نہ لگتا ہے کہ تم بالکل پاگل ہو گئے ہو۔۔۔

یار ماما ایسے تو مت کہیں، صحیح تو بول رہا ہوں۔۔۔مجھے میری ہیزل میرے پاس چاہیے۔۔۔مجھے نہیں پتہ مجھے شادی کرنی ہے۔۔۔اب کی بار شایان کا لہجہ کافی حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ فریحہ بیگم اس کی بات کو مذاق میں ڈالیں۔۔۔فریحہ بیگم شایان کو دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔۔کتنی جلدی تھی نا ان کے بیٹے کو شادی کرنے کی۔۔۔

اسی پل حمدان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ماما میں کہتا ہوں ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ اس بے شرم کی شادی کر دی جائے۔۔۔ورنہ یہ ہمیں کہیں

منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔ حمدان شعلہ باز نگاہوں سے شایان کو دیکھتے فریحہ بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو شایان باہر میرم کے سامنے اپنی بے شرمی کا بڑا (ثبوت دے کر آیا تھا۔۔۔)

اسی بات کا حمدان کو شایان پہ غصہ تھا۔۔۔ جواب حمدان نکالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

حمدان اب تمہارے بچے تو ہیں نہیں، اور میں نہیں چاہتا کہ میرے بچوں کی بھی پڑھائی لیٹ ہو۔۔۔ شایان لاپرواہ سے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اب کی بار حمدان نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ کیونکہ وہ دروازے سے داخل ہوتے (سکندر عثمان) اپنے بابا کو دیکھ چکا تھا۔۔۔ اور دل میں شایان کی سلامتی کی دعا بھی کی تھی۔۔۔

سکندر عثمان شایان کا ایک ایک لفظ بخوبی سن چکے تھے۔۔۔اور سنتے ہی ان

کا ہاتھ اپنے جوتے کی طرف بڑھا۔۔۔جوتا اتارتے انہوں نے شایان کی کمر

کا نشانہ باندھا،اور پوری قوت سے جوتا دے مارا۔۔۔

آہہہ۔۔۔شایان کی کراہ نکلی،اس نے کراہتے ہوئے ہی پلٹ کر دیکھا

۔۔۔

"سانسیں رک گئیں،اور آنکھیں کھل گئیں۔۔۔"

اس نے تصور بھی نہ کیا تھا کہ باباجان اس طرح کمرے میں آجائیں گے

۔۔۔باباجان آپ کو دروازہ نوک کر کے آنا چاہیے تھا یار پرائیویسی بھی کوئی

چیز ہوتی ہے۔۔۔شایان نے بے شرمی سے دانت نکالتے کہا۔۔۔

چپ کر جاؤ بے شرم انسان ورنہ میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ گے۔۔۔

سکندر صاحب آگے بڑھے تھے۔۔۔فریحہ میں کہتا ہوں اس کی شادی کر

دو ورنہ یہ شخص ہمیں کہیں شکل دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا۔۔۔

سکندر عثمان مخاطب تو فریحہ بیگم سے تھے، لیکن ان کی خونخوار نظریں شایان پہ تھیں۔۔۔

باباجان کتنی جلدی آپ نے میرے دل کی بات سمجھ لی۔۔۔میں بھی کب سے یہی بول رہا تھا۔۔۔ لیکن یہ آپ کی زوجہ سنتی کہاں ہیں۔۔۔

شایان نے منہ بسورا۔۔۔

چپ کر جاؤ بے شرم انسان، غیرت نام کی کوئی چیز نہیں بچی تم میں۔۔۔

سکندر عثمان غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔

حمدان تو انجوائے کر رہا تھا، شایان کو جوتا پڑتا دیکھ حمدان کو ٹھنڈ پڑ گئی تھی" "۔۔۔اس کے دل میں سکون اترا تھا۔۔۔

باباجان میں تو بس بچوں کی بات کر رہا تھا۔۔۔شایان معصومیت سے بولا ۔۔۔چپ کر جاؤ بے غیرت انسان، دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ سکندر عثمان نے غصے سے دھاڑتے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

شایان نے باہر جانے نہیں عافیت سمجھی۔۔۔ ورنہ شایان آج سکندر عثمان کے ہاتھوں واقعی ضائع ہو جاتا۔۔۔ شایان نے ابھی چند قدم ہی بڑھائے تھے، کہ اس کے کانوں میں حمدان کے قہقہے گونجے۔۔۔ شایان نے پلٹتے خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ حمدان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے ہنسی کنٹرول کی۔۔۔

بیٹا تیرے سے تو میں گن گن کر بدلے لوں گا۔۔۔ بس تو ایک دفعہ میری شادی ہو لینے دے۔۔۔ شایان نے پھر سے شادی کی بات کر دی تھی۔۔۔ سکندر عثمان نے اپنی دوسری چپل اتار کے پوری قوت سے شایان کی طرف اچھالی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ سکندر عثمان کی چپل شایان کے رخسار کی زینت بنتی۔۔۔ شایان راہ راست سے فرار ہو چکا تھا۔۔۔ چپل کمرے کے دروازے سے ٹکراتی زمین بوس ہو چکی تھی۔۔۔

اب تم کیوں یہاں کھڑے ہو۔۔۔ اب سکندر عثمان کا رخ حمدان کی طرف تھا۔۔۔ جو ہنسنے میں مصروف تھا۔۔۔

وہ بابا میں جا ہی رہا تھا۔۔۔ حمدان نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

تو جاؤ۔۔۔ یہاں کھڑے کیا میری شکل دیکھ رہے ہو۔۔۔ سکندر عثمان نے جلے کٹے انداز میں کہا۔۔۔ حمدان عزت کے ساتھ دبے قدموں سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ اگر اب اس کے قدموں کی آواز بھی آتی تو شاید سکندر عثمان شایان کا غصہ اسی پہ نکال دیتے۔۔۔

اگر اب تمہارے ہاتھ کی ایک کپ چائے مل جائے تو مہربانی ہو جائے گی۔۔۔ سکندر عثمان بیڈ کی طرف پلٹتے بولے تھے۔۔۔ جی جی آپ بیٹھیں میں ابھی لے کر آتی ہوں۔۔۔

•••••••••••••••

45 منٹ کا وقت گزر چکا تھا۔۔۔ ارحم کی نظریں ابھی بھی آئی سی یو کے دروازے پر لگے روشن سرخ بلب پر تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم تو ایک سائیڈ پہ سر جھکائے بیٹھی تھیں۔۔۔ وہ صرف اپنی پری کے لیے دعا کر رہی تھیں

۔۔۔اللہ تعالیٰ ان کی پری کو صحت دے۔۔۔اسے کچھ بھی نہ ہو۔۔۔وہ صحیح سلامت ان کے ساتھ گھر واپس جائے۔۔۔

اچانک سے ائی سی یو کا دروازہ کھلا۔۔۔وہاں سے ایک لیڈی ڈاکٹر باہر آئی ۔۔۔ارحم بھاگ کر اس کے قریب گیا۔۔۔مہر ناز بیگم بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔

ڈاکٹر، ڈاکٹر میری پری کیسی ہے۔۔۔ارحم کی آواز میں بے چینی محسوس کی جاسکتی تھی۔۔۔اس کا لہجہ کافی حد تک ٹوٹا ٹوٹا سا تھا۔۔۔

دیکھیں ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ابھی ان کی کنڈیشن بہت زیادہ کریٹیکل ہے۔۔۔آنے والے چند گھنٹے ان کے لیے کافی زیادہ مشکل ہیں ۔۔۔آپ صرف ان کے لیے دعا کریں۔۔۔ہم کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر اتنے سے الفاظ ادا کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔

میں ابھی نماز پڑھ کر آتا ہوں۔۔۔ آپ یہیں پہ بیٹھیں اور آپ دیکھیے گا میں جب واپس آؤں گا میری پری کو ہوش آجائے گا۔۔۔ آپ دیکھنا۔۔۔

ارحم بولتا جلدی سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

مہر ناز بیگم نے بے بسی سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ یا اللہ میری بچی کو صحت دے۔۔۔ میرے ہستے کھیلتے گھر کو کس کی نظر لگ گئی۔۔۔ مہر ناز بیگم نے چہرہ اٹھاتے اللہ سے شکوہ کیا تھا۔۔۔

جب اللہ انسان کو بہت ساری نعمتوں سے نوازتا ہے تو انسان اللہ تعالی کا شکر ادا نہیں کرتا۔۔۔ وہ بس خوش ہوتا رہتا ہے۔۔۔ اس وقت اسے اللہ یاد نہیں آتا۔۔۔ لیکن جب اللہ تعالی اس پہ کوئی آزمائش ڈالتا ہے۔۔۔ یا اس پہ کوئی مشکل وقت آتا ہے۔۔۔ تو انسان کو دوبارہ سے اللہ یاد آجاتا ہے۔۔۔

مطلب اللہ آپ کے ساتھ ہر چیز میں انصاف کرے۔۔۔ اور "آپ

"۔۔۔

،آپ اللہ کے ساتھ انصاف کیوں نہیں کرتے۔۔۔ یہ کہانی بھی چند ایسے لوگوں کی تھی۔۔۔ جو ملنے پر شکر ادا نہیں کرتے،اور کھو جانے کے بعد شکوے کرتے ہیں۔۔۔اچھے وقت میں ان کو رب یاد نہیں آتا۔۔۔ لیکن جیسے ہی ان کی آزمائش کا وقت شروع ہوتا ہے ان کو رب یاد آنے لگتا ہے ۔۔۔ یہ لوگ اپنے شکوے،اپنے گلے لے کے رب کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔

••••••••••••••••

آج ایک دفعہ پھر ارحم اپنے رب کے سامنے حاضر تھا۔۔۔آج ایک دفعہ پھر اسے اپنے رب کی ضرورت پڑ گئی تھی۔۔۔آج پھر اسے اپنا رب یاد آگیا تھا۔۔۔انسان تو رب کو یاد ہی جب کرتا ہے،جب اسے ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔

میں جانتا ہوں میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے گناہوں کی سزا میری پری کو ملے۔۔۔

"اللہ جی پلیز میری پری کو کچھ نہ ہو۔۔۔

"میری عمر بھی اسے لگ جائے۔۔۔

"میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔

"آپ میری دعا سن لیں۔۔۔

"اپ تو پورے جہان کے مالک ہیں۔۔۔

"اپنی تو ہر کسی کی سنتے ہیں۔۔۔

"پلیز آج آپ میری سن لیں۔۔۔

ارحم کے آنسو بہتے اس کی ہتھیلیوں کو بھگو رہے تھے۔۔۔اس کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

"اے میرے اللہ میری پری کو صحت دیں۔۔۔

"اس کا ہر غم ہر تکلیف مجھے دے دیں۔۔۔

"میں سب سمیٹ لوں گا۔۔۔

"میں اسے کبھی دکھ یا کسی طرح کا غم نہیں آنے دوں گا۔۔۔

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، بس ایک دفعہ میری پری کو ٹھیک کر دیں

"۔۔۔اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے ورنہ میں جیتے جی مر جاؤں گا۔۔۔

ارحم دل پہ پتھر رکھے اپنے الفاظ ادا کر رہا تھا۔۔۔اس کے لب ہلنے سے انکاری تھے۔۔۔ہاتھ لرز رہے تھے۔۔۔ جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ چکا تھا

۔۔۔۔

آج ارحم نے کافی لمبی دعا مانگی تھی۔۔۔آج اس نے اپنے سارے گناہوں کی معافی مانگی تھی۔۔۔آج اس کو اپنی زندگی میں کیے گئے ہر گناہ یاد آ گئے تھے۔۔۔آج اس نے سچے دل سے توبہ کی تھی۔۔۔اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی کوئی گناہ نہیں کرے گا۔۔۔

بس ایک دفعہ اسے اس کی پری لوٹا دی جائے۔۔۔ آج ارحم بہت زیادہ رویا تھا۔۔۔ مسجد میں آتے جاتے نمازی اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو ایک سائیڈ پہ ہاتھ اٹھائے بیٹھا اپنے رب سے مخاطب تھا۔۔۔ ارحم نے سلام پھیرا، اور ایک نظر مسجد میں دوڑائی۔۔۔

یہ خدا کا گھر تھا۔۔۔ جہاں لوگ رب کی عبادت کرنے آتے تھے۔۔۔ اور جو آتے تھے۔۔۔ وہ خالی ہاتھ نہیں جاتے تھے۔۔۔

آج ارحم بھی پوری امید کے ساتھ آیا تھا۔۔۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہیں جائے گا۔۔۔

ارحم نے نم آنکھوں سے سر جھٹکا۔۔۔ اور پھر اس نے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔ اب اس کا رخ ہاسپٹل کی طرف تھا۔۔۔ جہاں اسکی پری تھی ۔۔۔

•••••••••••••••

وقت گزرتا جارہا تھا۔۔۔پری کو ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی۔۔۔اس کی کنڈیشن مزید کریٹیکل ہوتی جارہی تھی۔۔۔ایسا ڈاکٹر نے کہا تھا۔۔۔

کیسا وقت چل رہا تھا، دونوں ماں بیٹی اس وقت موت کے منہ میں تھیں۔۔۔وہ دونوں ہی مظلوم تھیں۔۔۔ان دونوں کے ساتھ ہی ظلم ہوا تھا

۔۔۔

رخسار بیگم غلط نہیں تھیں۔۔۔انہوں نے اپنی بیٹی کی بھلائی چاہی تھی۔۔۔پری نے ان کو غلط سمجھا، پری کو اس بات کا افسوس تھا۔۔۔پری ان سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔

رخسار بیگم اپنی بیٹی سے ملنا چاہتی تھیں۔۔۔اب کیا ہونے والا تھا۔۔۔دن ڈھلتا جارہا تھا آسمان پہ بادل چھا چکے تھے۔۔۔دھند بھی اترنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔دن کا اختتام ہونے والا تھا۔۔۔اور رات کا آغاز شروع ہونے والا تھا۔۔۔ایک اور دن غم کے نام، ایک اور دن افسوس کے نام۔۔۔نہ جانے

ان کے گھروں کو کس کی نظر لگ گئی تھی ہر کسی کو خوشیاں کہیں دور جا سوئی تھیں۔۔۔۔

ارحم عشاء کی نماز پڑھ کے آیا تھا۔۔۔اور اب وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ٹک ٹکی باندھے "آئی سی یو" کمرے کے دروازے کو تک رہا تھا۔۔۔نہ جانے کب یہ دروازہ کھلے اور وہ اپنی پری سے ملے۔۔۔۔

ارحم کو گزرے ہوئے دن یاد آئے تھے۔۔۔وہ دن جس میں ارحم نے پری سے کہا تھا میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔اور آج خود ہی اپنی جان ہتھیلی پہ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔آج اس لڑکی کی جان کا جاتے سنتے اس کی اپنی جان نکل چکی تھی۔۔۔آج وہ خود کو بے جان محسوس کر رہا تھا۔۔۔آج اس کو خود پہ غصہ آ رہا تھا کتنے ظلم کیے تھے نا اس نے اس چھوٹی سی لڑکی پہ۔۔۔ اور آج وہی اس کی جان بنی بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم کی آنکھیں رونے کی شدت سے لال ہو چکی تھیں۔۔۔وہ جب سے ہسپتال آیا تھا اس نے کسی سے بات تک نہیں کی تھی۔۔۔ارحم نے تو

حمدان یا شایان کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔۔یا پھر اس میں بتانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

وہ کیا بتاتا ان کو کہ وہ پری کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔سکندر عثمان نے ارحم پہ بھروسہ کیا تھا۔۔ایک دفعہ ارحم نے ان کا بھروسہ توڑا۔۔۔لیکن وہ بار بار ان کا بھروسہ نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔۔اسے واقعی پری سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔لیکن جب یہ محبت عشق کی سیڑھی چڑھ چکی تھی تو وہ عشق اس سے دور جا رہا تھا۔۔۔

نہیں ارحم کبھی اسے دور نہیں جانے دے گا۔۔۔

ایکسکیوزمی آپ پریشے کے ہسبینڈ ہیں۔۔؟"ایک نرس نے قریب آتے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔

ارحم نے اچانک سے نظریں گھمائیں۔۔جی میں پریشے کا ہسبینڈ ہوں۔۔۔

مہرناز بیگم بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔کانگریچولیشنز آپ کی وائف کو ہوش آ گیا ہے۔۔۔وہ آپ کا ہی نام پکار رہی ہیں۔۔۔ابھی کچھ دیر میں

ہم ان کو روم میں شفٹ کریں گے۔۔۔ تو سب سے پہلے آپ ان سے مل لیے گا۔۔۔ نرس کے الفاظ تھے، یا سکون کی لہریں، یا پھر بند مٹھی، جس کے کھلتے ہی ارحم کے دل میں سکون کی لہریں دوڑی تھیں۔۔۔ اس کا دل آزاد ہو چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔۔۔

ارحم نے چمکیلی آنکھوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ مہرناز بیگم نے بھی مسکراتے ارحم کو دیکھا تھا۔۔۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں کچھ رسٹرکشن پوری کرنی ہیں۔۔۔ نرس کہتے ہیں آگے بڑھی۔۔۔ ارحم بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہی بڑھا تھا۔۔۔

" مہرناز بیگم نے بیٹھتے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔"

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے، میری بچی کو ہوش آگیا۔۔۔ ان کے لب ہلے تھے، اور آنکھوں سے آنسوں بہنا شروع ہو گئے تھے، یہ خوشی کے آنسو تھے۔۔۔

نرس کے بتانے کے بعد کہ پری کو ہوش آگیا ہے، ارحم سے ایک پل کے لیے بھی انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے چینی اور گھبراہٹ میں اس قدر اضافہ ہو رہا تھا کہ بیان کرنا مشکل ہے۔۔۔اس وقت قدموں میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی پری سامنے جانے کی۔۔۔ کیونکہ وہ اس کو کھو دینے کے بہت قریب سے گزر کر آیا تھا۔۔۔مگر دل اپنی پری کو دیکھنے کو بے چین تھا۔۔۔

ارحم خان نے ایک بار پھر جانا تھا کسی اپنے کو کھو دینے کی تکلیف درد کیا ہوتا ہے۔۔۔آج وہ اس در سے دوبارہ گزرا تھا، جب احمر کی ڈیتھ ہوئی تھی اس نے خد کو کس طرح سنبھالا تھا وہ خود جانتا تھا۔۔۔احمر کی تدفین کے وقت اس کو قبر میں اتارا تو ساتھ اپنی خوشیاں بھی دفن کر دی تھیں۔۔۔وہ ہنسنا بھول گیا تھا۔۔۔خوش رہنا بھول گیا تھا۔۔۔جینا بھول گیا تھا۔۔۔

وہ آج اس امتحان سے دوبارہ گزرا۔۔۔اس میں کسی اپنے کو کھونے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ طاقت نہیں تھی۔۔۔ سکت نہیں تھی۔۔۔ آج اگر پری کو کھو دیتا تو شاید خد کو بھی کھو دیتا۔۔۔

اس نے پری کے آنے کے بعد دوبارہ ہنسنا سیکھا تھا۔۔۔ مسکرانا سیکھا تھا۔۔ جینا سیکھا تھا۔۔۔ وہ لڑکی اس کو جینا سکھا گئی تھی اس کے بغیر اب تو وہ زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ارحم کے لیے پری کے بغیر سانس لینا بھی محال تھا۔۔۔اس بات کا اندازہ اسے آج اچھے سے ہو گیا تھا۔۔۔پری کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔۔۔ کہ پری اس کے جینے کی وجہ بن گئی تھی۔۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی واقع ہی اس کی زندگی میں خوشیاں لے آئی تھی۔۔۔ وہ واقع ہی اسے جینا سکھا گئی تھی۔۔۔اور اس بات پہ ارحم سکندر عثمان کا شکر گزار بھی تھا۔۔۔

ارحم بہت ہمت کر کے پری کے کمرے کی طرف گیا۔۔۔اس کے قدموں میں سکت نہیں تھی۔۔۔اس نے بہت ہی ہمت کر کے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔دروازہ کھولتے ہی پری کا بے جان وجود جو مشینوں میں لپٹا ہوا تھا دیکھ کر ارحم کے سانسیں رکی۔۔۔پری کو اس حالت میں دیکھ کر ارحم کی ہمت جواب دے گئی تھی۔۔۔وہ پہلے ہی بہت گھبرایا ہوا تھا، اور اس کی یہ حالت دیکھ کر ارحم کی ہمت مزید جواب دے گئی تھی۔۔۔

دوبارہ بہت ہمت کر کے کمرے کے اندر قدم رکھا۔۔۔آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بیڈ کے قریب آیا۔۔۔غور کیا پری ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر اس چہرہ دیکھ رہی ہے۔۔۔

ارحم اس کے پاس آیا بیڈ کے پاس پڑے سٹول کو کھینچ کر اس پہ بیٹھا۔۔۔اس نے پری کے نازک ہاتھ اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں میں تھامے۔۔۔وہ پری کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔آنسو خود بخود آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔ارحم خان رو رہا تھا۔۔۔ارحم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ پریشے کی

آنکھیں بھی نم ہوئیں۔۔۔وہ کبھی اپنے ارحم کو اتنا کمزور نہیں دیکھ سکتی تھی

۔۔۔

پری نے ارحم کا نام پکارنے کی کوشش کی مگر ہمت ہی نہ ہوئی۔۔۔زبان بولنے سے انکاری تھی۔تقریباً دو منٹ کی وقفے سے پری نے ارحم کا نام لیا

۔۔۔

ارحم سے پری کی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ارحم کا دل چاہا وہ پری کو خود میں بھینچ لے۔۔۔اب اس نے پری کے دونوں ہاتھوں کا باری باری بوسہ لیا۔۔۔

اب ارحم سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔ارحم نے بہت آہستگی سے پری کی کندھے پہ اپنا چہرہ ٹکایا۔۔۔بولنے تک کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسوں بہتے جا رہے تھے۔۔۔۔

اب پری کو اپنا کندھا بھیگھتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔پری نے ارحم کے گال پہ ہاتھ رکھا اس کو اپنے ہاتھ گیلے محسوس ہوئے۔۔۔

ارحم، پری نے بے چینی سے ارحم کو پکارا۔۔۔جی ارحم کی جان۔۔۔ارحم نے انتہائی نرمی سے جواب دیا۔۔۔ مم۔میں یہاں کیوں آئی ہوں۔۔۔ہم یہاں کیوں ہیں۔۔۔پری نے نظریں دوڑائیں وہ ہسپتال کے کمرے میں تھی۔۔۔اس بات کا احساس اسے اب ہوا تھا۔۔۔

ارحم نے سر اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔میرے بے بی کی تھوڑی سی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔۔۔اسی لیے ہم یہاں ہیں۔۔۔ابھی کچھ دیر میں جب میرا بے بی ٹھیک ہو جائے گا پھر ہم گھر چلے جائیں گے۔۔۔ارحم نے انتہائی نرمی سے جواب دیتے اس کی گال سہلائی تھی۔۔۔

اچانک سے پری کے دماغ میں یزدان کے الفاظ گونجے۔۔۔پری نے بے چینی سے نظریں دوڑائیں۔۔۔ارحم، ارحم آپ کو پتہ ہے کیا ہوا ہے۔۔۔ پری بے چینی سے ارحم کو پکارتے بولی۔۔۔

ارحم نے نہ سمجھی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ارحم وہ اس کا فون آیا تھا، یہاں وہ بول رہا تھا۔۔۔پری کی بات ادھوری رہ گئی۔۔۔وہ ارحم کو کچھ بتانا چاہتی تھی۔۔۔اسکی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔۔۔وہ اپنا ڈر ظاہر کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ دوبارہ سے اپنی ماں کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔لیکن اس کے زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔وہ ایک دفعہ اپنی ماں کو کھو چکی تھی، لیکن اب وہ نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی ۔۔۔ارحم نے پری کا سینہ سہلایا۔۔۔

پری کس کا فون آیا تھا۔۔۔کون کیا کہہ رہا تھا بتاؤ مجھے۔۔۔۔ارحم نے پری کا ہاتھ تھاما۔۔۔پری کو سانس نہیں آرہی تھی۔۔۔پری نے مضبوطی سے ارحم کا ہاتھ جکڑا۔۔۔

ارحم تو پری کی حالت دیکھتے گھبرا گیا تھا۔۔۔پری ادھر میری طرف دیکھو، کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔کسی نے کچھ کہا ہے میرے بے بی کو۔۔۔کس کا فون آیا تھا۔۔تم میری کال ریسیو کی تھی۔۔۔

پری پلیز کچھ بولو۔۔۔ارحم کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔۔۔

ارحم وہ۔۔"بس اس سے آگے پری کچھ نہ بول سکی۔۔۔پری کا ہاتھ ارحم" کے ہاتھ سے لہرا کر نیچے گر چکا تھا۔۔۔ارحم باہر کی طرف بھاگا۔۔۔

ڈاکٹر۔۔ڈاکٹر۔۔۔وہ پاگلوں کی طرح پکارتا جا رہا تھا۔۔۔مہر ناز بیگم نے اچانک سے ارحم کو دیکھا۔۔۔ارحم کیا ہوا ہے۔۔۔وہ بے چینی سے اس کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

ماما پری کو پتہ نہیں کیا ہوا۔۔۔ڈاکٹر کو بلائیں جلدی کریں۔۔۔ارحم پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔۔ایک لیڈی ڈاکٹر جلدی سے بھاگتی ہوئی کمرے کی طرف گئی۔۔۔

•••••••••••••••••

شایان اپنے کمرے کے ٹیرس پہ ٹہل رہا تھا۔۔۔اس کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔نہ جانے کی سوچوں میں گم تھا۔۔۔شایان نے موبائل

نکالتے کسی کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ پہلی بیل لہ ہی اٹھالی گئی تھی۔۔۔ شایان نے مسکراتے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔۔

السلام علیکم جناب کیسی ہیں آپ تو اس بندے ناچیز کو یاد نہیں کرتیں میں نے سوچا میں ہی یاد کرلوں۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ !"حزر نے انتہائی دھیمہ جواب دیا۔۔۔ میرے خیال سے میں نے سلام کے علاوہ کچھ اور بھی پوچھا ہے۔۔۔ شایان ٹہلتے ٹہلتے رکا

۔۔۔

ادھر کچھ دیر خاموش رہی۔۔۔ کیا تم کوئی جواب دو گی۔۔۔ شایان جھنجلایا

۔۔۔

شایان آپ کہاں ہیں اس وقت۔۔۔ ہیزل نے جھجکتے پوچھا۔۔۔ فحال تو میں گھر پہ ہوں۔۔۔ لیکن اگر تم کہو تو میں حاضر ہوں۔۔۔ کہو تو آجاؤں اپنی ڈارلنگ کے پاس۔۔۔ شایان شوخ سے لہجے میں بولا۔۔۔

شایان یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔۔۔میں سیریس لی آپ سے پوچھ رہی ہوں آپ کہاں ہیں اس وقت۔۔۔ہیزل دوسری طرف گھبرائی ہوئی تھی ۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ شایان پری کے بارے میں جانتا ہے یا نہیں۔۔اسی لیے وہ پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔۔

یار میں گھر پہ ہوں۔۔۔اور میں نے کہاں جانا ہے۔۔آفس سے گھر۔۔ گھر سے افس۔۔۔شایان نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔

کیا آپ پری کے پاس نہیں گئے۔۔۔ہیزل ایک دم سے چونکی۔۔کیوں کیا ہوا پری کو۔۔شایان ایک پل کے لیے رکا۔۔۔آپ نہیں جانتے پری ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ارحم بھائی، طائی امی، سب ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔ ہیزل نے گھبراتے گھبراتے بتایا تھا۔۔وہ سچ میں حیران تھی کہ شایان پری کے بارے میں نہیں جانتا۔۔

کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ شایان ایک دم سے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ پتہ نہیں اچانک اس کی طبیعت اتنی زیادہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔ وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔۔۔ ہیزل نے شایان کو مزید آگاہ کیا۔۔۔

ہوا کیا ہے پری کو، ارحم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔۔۔ شایان کمرے سے باہر نکلتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ ارحم بھائی کی تو اپنی حالت اتنی خراب ہے انہوں نے تو ہمیں بھی نہیں بتایا۔۔۔ سلیم بھائی نے بابا کو فون کر کے بتایا تھا۔۔۔

اچھا ہے میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔ شایان لاؤنج میں پہنچتا فک سے کال کر چکا تھا۔۔۔

بابا، بابا، حمدان، اس نے باری باری سب کو پکارنا شروع کیا۔۔۔

بابا سامنے ہی بیٹھے تھے۔۔۔ کیا ہوا شایان اتنا گھبرا کیوں رہے ہو۔۔۔

انہوں نے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔ بابا، بابا پری ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ اس

کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔۔۔ ہمیں جانا چاہیے۔۔۔ شایان گھبراتے بولا تھا۔۔۔

سکندر عثمان شایان کی بات سنتے ایک دم سے کھڑے ہوئے۔۔۔ کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔

مہرناز بیگم جو ہاتھ صاف کرتے کچن سے باہر آرہی تھیں۔۔۔ میرم بھی ان کے پیچھے آرہی تھی۔۔۔

شایان کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ انہوں نے گھبراتے گھبراتے پوچھا۔۔۔ بابا میں نہیں جانتا مجھے بھی ہیزل نے بتایا ہے۔۔۔

بابا پری کی زیادہ طبیعت خراب ہے ہمیں جانا چاہیے۔۔۔ حمدان باہر آتے بولا تھا۔۔۔ اسے بھی ابھی سلیم کا فون آیا تھا۔۔۔

"ہمم چلو۔۔۔

سکندر عثمان نہ سمجھی کہ عالم میں بولے۔۔۔ابھی دو دن پہلے ہی تو آپ آئے ہیں۔۔۔اب آپ پھر جا رہے ہیں۔۔۔فریحہ بیگم پیچھے سے آتی بولی تھیں۔۔۔۔

حمدان اور شایان نے بیک وقت فریحہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔میرم بھی پریشان سی کھڑی تھی۔۔۔۔

فریحہ بس کر دو اس نفرت کی آگ کو۔۔۔بس کر دو اور کتنی نفرت کرو گی اس معصوم سے۔۔۔ہماری اس دو کوڑی کی نفرت نے اسے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔۔ہم نے اس کی زندگی تباہ کر دی۔۔۔ہماری نفرت نے اس بچی کو ختم کر دیا۔۔۔خدا کا واسطہ ہے اب تو یہ نفرت ختم کر دو۔۔۔سکندر عثمان حلق کے بل دھاڑے تھے۔۔۔

کسی کو بھی ان سے اس رویے کی توقع نہیں تھی۔۔۔حمدان نے فخر سے اپنے باپ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔آخر آج ان کو اپنی بیٹی کی قدر ہو ہی گئی تھی۔۔۔

آپ اس لڑکی کے لیے مجھ سے لڑ رہے ہیں۔۔۔فریحہ بیگم آگے بڑھی

"تھیں۔۔۔

بس فریحہ۔۔وہیں رک جاؤ۔۔۔بہت ہو گیا، میں اور اپنی بیٹی کے لیے

ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا۔۔۔وہ پھر سے ہلک کے بل چیخے تھے

۔۔۔

بابا یہ وقت دن باتوں کا نہیں ہے۔۔ہمیں جانا چاہیے۔۔۔شایان باہر کی

طرف بڑھتے بولا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں پہ معاملہ مزید خراب

ہو۔۔۔وہ اس وقت صرف پری کے پاس جانا چاہتے تھے۔۔۔

سکندر عثمان اور حمدان بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے۔۔فریحہ بیگم نے ناگوار

سی نظر سے ان تینوں کو دیکھا۔۔۔اور پیر پٹختی اندر چلی گئیں۔۔۔

"میرم بھی حمدان کے پیچھے بھاگی۔۔۔حمدان مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔۔۔

میرم تم ابھی ماما کے پاس رہو، پلیز۔۔۔ حمدان نے ہلکا سا اشارہ کیا۔۔۔

میرم سر جھٹکتی اندر چلی گئی۔۔۔اب ان تینوں کا رخ اسلام اباد کی طرف تھا

۔۔۔

(خان ولا اور سکندر ولا والوں کی صیحح دوڑے لگ رہی ہیں، کبھی لاہور اور

" کبھی اسلام اباد)😂۔۔

•••••••••••••••

ڈاکٹر بھاگم بھاگ میں کوئی اندر جا رہا تھا، کوئی باہر آ رہا تھا۔۔۔ارحم ایک دفعہ پھر سے پتھریلی آنکھوں سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس روم میں اس کی پری ہے جہاں پہ ڈاکٹرز کا جھرمٹ ہے۔۔۔ کوئی آ رہا ہے اور کوئی جا رہا ہے۔۔۔

ارحم نے انتہائی بے دردی سے اپنی آنکھیں ملیں، جو آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔۔۔رونے کی شدت سے سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم بھی ایک سائڈ پہ لگی بیٹھی تھیں۔۔۔ رضیہ بی بھی آ چکی تھیں۔۔۔

شایان، حمدان اور سکندر عثمان، یہ تینوں سامنے سے بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔۔۔

ارحم، ارحم کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔ حمدان نے آتے ارحم کو مخاطب کیا۔۔۔
شایان کی حالت بھی وہی تھی۔۔۔
ارحم نے اچانک سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔
مہرناز بیگم نے دیکھا ضرور تھا، لیکن وہ اسی طرح بیٹھی رہیں۔۔۔ارحم نے ایک نظر پیچھے سے آتے سکندر عثمان پہ ڈالی، اور ناگواری سے نظریں پھیر گیا۔۔۔
سکندر عثمان ٹھٹکے۔۔ "ان کے قدم رک چکے تھے۔۔۔ دل میں ایک عجیب سا خوف آیا۔۔ کہ ارحم سب کچھ جان چکا ہے۔۔۔
"نہیں ارحم کچھ نہیں جانتا۔۔۔ وہ اپنے دل کو تسلی دیتے آگے بڑھے۔۔۔
"ارحم بتاؤ کیا ہوا ہے پری کو۔۔۔اب کی بار شایان نے مخاطب کیا۔۔۔

زندہ بچ گئی ہے، کوئی کسر نہیں چھوڑی تم لوگوں نے اس کو مارنے کی۔۔۔ لیکن دیکھو وہ پھر بچ گئی۔۔۔ارحم کی آواز بھگی کی تھی۔۔۔آواز میں درد تھا

۔۔۔

حمدان نے نہ سمجھی سے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ کیا بول رہے ہو تم

"۔۔۔

صحیح بول رہا ہوں میں۔۔۔ کوئی کسر نہیں چھوڑی تم لوگوں نے اس کو مارنے میں۔۔۔ لیکن دیکھو وہ پھر سے بچ گئی ہے۔۔۔ارحم نے بات تو حمدان سے کی تھی، لیکن اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔ سکندر عثمان سمجھ گئے تھے، کہ ارحم سب کچھ جان چکا ہے۔۔۔انہوں نے "شرمندگی سے نظریں جھکالی تھیں۔۔۔

ویسے تم لوگ یہاں آئے کیوں ہو۔۔۔ تم لوگوں کو نہیں آنا چاہیے تھا ۔۔۔ارحم شایان اور حمدان کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

فریحہ آنٹی نے تم لوگوں کو آنے کیسے دیا۔۔۔اب اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔جو شرم سے سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔ حمدان اور شایان بھی جان چکے تھے، کہ ارحم کو سب پتہ چل گیا ہے۔۔۔

فون، فون دو یار۔۔۔ارحم نے جھنجھلاتے حمدان سے کہا۔۔۔ حمدان نے فون نکالتے ارحم کی طرف بڑھایا۔۔۔ارحم نے فون پکڑتے سلیم کو کال ملائی۔۔۔ سکندر عثمان، شایان اور حمدان اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ہیلو سلیم۔۔۔ گھر سے میرا فون لے کر آؤ پلیز جلدی۔۔۔ارحم اپنی بات بولتے کال کاٹ چکا تھا۔۔۔ارحم تمہارا فون تمہارے پاس نہیں ہے کیا ۔۔۔ حمدان نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

حمدان پلیز تم خاموش رہو۔۔۔ارحم نے کہا تو حمدان کو تھا۔۔۔ لیکن اس کی نظریں سکندر عثمان کی طرف تھیں۔۔۔

ارحم ہم جانتے ہیں ہم سے غلطی ہوئی ہے۔۔۔ لیکن پلیز تم ہمیں پری کی حالت کا تو بتادو۔۔۔ شایان نے ہار مانتے کہا۔۔۔

میں نے تم سے کہا ہے نا کہ وہ زندہ ہے، بچ گئی ہے۔۔۔ لیکن شاید اگر اب تم لوگوں کو دیکھے تو بچ نہ پائے۔۔۔ ارحم کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کیسے وہ پری کے بارے میں ایسے الفاظ بول گیا تھا۔۔۔

ارحم پلیز یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔۔۔ اب کی بار حمدان بولا تھا۔۔۔ تو پھر کون سا وقت ہے ان باتوں کا ہاں، تم ہی مجھے بتادو۔۔۔ کس وقت میں تم سے یہ بات کروں، اس دن تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا، کاش حمدان اس دن تم جھوٹ نہ بولتے۔۔۔ اس دن تم مجھے سب سچ بتاتے۔۔۔ لیکن نہیں تم نے صرف پری کی بات بتائی تھی۔۔۔ تم نے اپنی بات چھپائی تھی ۔۔۔ تم نے اپنے باپ کی بات چھپائی تھی، تم ایسا کیسے کر سکتے ہو، تم اتنے خود گرد انسان کیسے ہو سکتے ہو۔۔۔ ارحم چیخ اٹھا تھا۔۔۔

مہر ناز بیگم بھی اٹھ کے اس کی طرف بڑھیں، ان کو بھی سمجھ نہیں آئی تھی

کہ ارحم کو ہوا کیا ہے۔۔۔

سکندر عثمان آگے آئے۔۔۔

ارحم میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔اس سب میں میری غلطی ہے۔۔۔

ان کا کوئی قصور نہیں ہے، تم انہیں کچھ مت کہو۔۔۔مہر ناز بیگم نے نہ

سمجھی سے سکندر عثمان کی طرف دیکھا۔۔۔

" اگر یہاں پہ کوئی انجان تھا تو وہ صرف مہر ناز بیگم تھیں۔۔۔"

ارے سکندر انکل آپ سے کسی نے کچھ نہیں کہا،اور آپ سے کوئی کچھ کہہ

بھی نہیں سکتا۔۔۔بس کردیں اس جھوٹی ہمدردی کو لے جائیں یہاں سے،

چلے جائیں آپ سب یہاں سے۔۔۔ارحم ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھ چکا تھا

۔۔۔

•••••••••••••••

کچھ ہی دیر میں سلیم ارحم کا فون لے آیا تھا۔۔۔ارحم نے جلدی سے فون پکڑا۔۔۔وہ اب کالز دیکھ رہا تھا، سب سے اوپر ایک ان نون نمبر تھا، ارحم نے نہ سمجھی سے نمبر دیکھا، یہ کس کا نمبر ہے۔۔۔

اس نمبر سے چند گھنٹے پہلے ایک کال آئی تھی۔۔۔جو تقریباً چار منٹ سنی گئی تھی۔۔۔اور اس کے بعد اسی نمبر سے تقریباً12 سے 13 مس کالز آئی تھیں۔۔۔

آخر کس کا نمبر تھا یہ۔۔۔ارحم نے جلد ہی اس نمبر پہ بیک کال کی۔۔۔کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔جیسے مقابل اسی کی کال کا انتظار میں بیٹھا تھا۔۔۔

"السلام علیکم۔۔۔"

ارحم کے سماعتوں سے آواز ٹکرائی۔۔۔ارحم ٹھٹکا، ارحم اس آواز کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔یہ یزدان شاہ کی آواز تھی۔۔۔

"ارحم میں یزدان بات کر رہا ہوں۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے فون کرنے کی۔۔۔ارحم کھڑا ہوتے حلک کے بل دھاڑا تھا۔۔۔شایان، اور حمدان بھی اس کی طرف بڑھے۔۔۔

ارحم پلیز میری بات سنو۔۔میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔اس سے پہلے کہ یزدان کچھ بولتا، ارحم بولا، اپنی بکواس بند کرو گھٹیا انسان، کیا کہا تم نے میری بیوی سے، ہاں تم یہی چاہتے ہو نا کہ پری مر جائے۔۔۔

آج موت کے منہ میں پڑی ہے وہ، اور اگر میری پری کو کچھ ہوا میں تمہاری جان نکال دوں گا۔۔۔کہا کیا ہے تم نے میری پری کو، ارحم کی آنکھوں کے کونے نم ہو چکے تھے۔۔۔آنکھوں میں خون اتر چکا تھا، اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یزدان اس کے سامنے ہو اور وہ اسے مار دے۔۔۔یزدان کی وجہ سے اس کی پری کو کتنی تکلیف پہنچی تھی نا۔۔۔

ارحم پلیز تم میری بات سنو۔۔۔بس ایک دفعہ میری بات سن لو میں نے پری سے کچھ نہیں کہا۔۔۔"

ب*** بند کرو اپنی، میں تمہاری جان لے لوں گا گھٹیا انسان، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پری کو نقصان پہنچانے کی۔۔۔ارحم بولتا جارہا تھا، اور شایان اور حمدان نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ کہ آخر وہ بات کس سے کر رہا ہے۔۔۔

ارحم پلیز ایک دفعہ میری بات سن لو، میں اس وقت ہاسپٹل میں ہوں ۔۔۔یزدان نے ایک بار پھر ارحم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اب کی بار ارحم نہیں بولا۔۔۔شاید وہ یزدان کے مزید بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔یزدان کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔۔ کہ ارحم اسکی بات سننے کو تیار

ہے۔۔۔

ارحم آنی ہسپتال میں ہیں، ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے ارحم انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں ایک دفعہ ان کو پری سے ملوا دوں۔۔۔ صرف ایک دفعہ پری ان سے نہیں ملنا چاہتی وہ، پری ان سے ناراض ہے۔۔۔

میں نے اسی لیے تمہیں فون کیا تھا کہ پلیز تم ایک دفعہ پری کو یہاں لے آؤ

،آنی اس سے مل لیں۔۔۔ارحم میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں

تمہیں خدا کا واسطہ ایک دفعہ پری کو لے آؤ، میری آنی کی جان بچا لو، پلیز وہ

چند سانسوں کی طلبگار ہیں۔۔۔پلیز ایسا مت کرو پری کو لے آؤ، میں وعدہ

کرتا ہوں میں تمہارے سامنے نہیں آؤں گا، جب تم یہاں آؤ گے۔۔۔بس

تم ایک دفعہ پری کو لے آؤ۔۔۔یزدان منت بھرے انداز میں بولا تھا

۔۔۔

ب*** کر رہے ہو تم، جھوٹے انسان یہ کوئی نئی سازش ہے تمہاری

"۔۔۔ارحم پھر سے دھاڑا تھا۔۔۔

ارحم خدا کی قسم اگر تمہیں یقین نہیں تو تم خود آ کر دیکھ لو۔۔۔میں سچ بول

رہا ہوں میں اپنی آنی کے بارے میں ایسی بات کیوں کروں گا۔۔۔اب کی

بار کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

ارحم کال کاٹ چکا تھا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ چل کیا رہا ہے اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔۔۔ارحم سر پہ ہاتھ رکھے گرنے کے انداز میں بیٹھ چکا تھا۔۔۔

کیا ہوا ارحم کس کی کال تھی۔۔۔شایان نے پوچھا۔۔۔اب بھی ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

"ارحم پلیز بتاؤ کس کی کال تھی، ہمیں فکر ہو رہی ہے۔۔۔۔"

یزدان کی کال تھی یار، اسکی آنی ہسپتال میں ہے،انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے، اور وہ کہہ رہا ہے کہ میں پری کو وہاں لے کر آؤں۔۔۔وہ پری سے ملنا چاہتی ہیں معافی مانگنا چاہتی ہیں۔۔۔

تمہیں پتہ ہے پری کی حالت کیسے خراب ہوئی، میں روم میں نہیں تھا،اور پری نے یزداان کی کال ریسیو کرلی،اور اس نے پری کو آنی کا بتایا،اسی وجہ سے پری کی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں

۔۔۔ارحم رونے والا ہو چکا تھا۔۔۔وہ واقعی کافی حد تک پریشان ہو چکا تھا

۔۔۔

سکندر عثمان نے جیسے ہی ارحم کی بات سنی وہ ایک دم سے کھڑا ہوا۔۔۔

رخسار کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، سکندر عثمان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی،

کہیں نہ کہیں پہ اس شخص کے دل میں آج بھی اس عورت کے لیے

ہمدردی تھی۔۔۔لیکن آج اس ہمدردی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔جو

ہمدردی آج سے چند سال پہلے اس عورت کے کام نہ آئی۔۔۔

"اسی پل ڈاکٹر باہر آئی۔۔۔ارحم بھاگ کے ڈاکٹر کے قریب گیا تھا۔۔۔

ڈاکٹر پری کیسی ہے، اس کی آواز میں بے چینی تھی، جو ڈاکٹر نے بھی بخوبی

"محسوس کی تھی۔۔۔

دیکھیں ان کی کنڈیشن وقت بوقت سیریس ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ہمیں کچھ

سمجھ نہیں آ رہا کہ ان کو ہو کیا رہا ہے۔۔۔ان پہ کسی چیز کا سٹریس ہے کیا،

ان پہ کوئی دباؤ ہے، آپ ہمیں بتائیں، آپ ہم سے کھل کے بات نہیں کر

رہے۔۔۔ڈاکٹر نے شکایت کی تھی۔۔۔آخر وہ اتنی چھوٹی لڑکی ایسے کون سے دکھ ہیں۔۔کہ وہ اپنی دماغ پہ سوار کر رہی ہیں۔۔۔ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔ڈاکٹر کہتا آگے بڑھا تھا۔۔۔

ارحم کے قدم وہیں پہ رک چکے تھے۔۔۔شایان ڈاکٹر کے پیچھے بھاگا،اب

"کسی کو تو ڈاکٹر سے کھل کے بات کرنی تھی نا۔۔۔

ارحم ٹوٹتے قدموں کے ساتھ مہرناز بیگم کی طرف بڑھا۔۔۔ماما،ماما اگر میری پری کو کچھ ہوا میں جی نہیں پاؤں گا۔۔۔میری پری،ماما آپ اس سے کہیں وہ اٹھ جائے۔۔۔مما آپ اس کے پاس جائیں،وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے

۔۔۔

مما پلیز آپ اسے کہیں میں مزید نہیں برداشت کر سکتا۔۔۔ارحم جو کب سے خود پر کنٹرول کیے بیٹھا تھا اب اس کی آنکھوں سے انسو بہہ نکلے تھے

۔۔۔

مہرناز بیگم نے بے بسی سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ سکندر عثمان اٹھتے "ارحم کی طرف بڑھے۔۔۔

ارحم نے چہرہ اٹھا کے ان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔ آپ دیکھتے نہیں وہ بچی ہے، پھر بھی آپ نے اس کے ساتھ ایسا کر دیا۔۔۔ وہ تو آپ کی اکلوتی بیٹی تھی نا۔۔۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا انکل، ارحم نے بے دردی سے اپنی آنکھیں ملی تھیں۔۔۔

ارحم میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔ بس چند غلط فہمیاں جن میں میں گھر چکا تھا۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی اس وقت، میں اپنی بیٹی کا گنہگار ہوں۔۔۔ میں نے اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا۔۔۔ پلیز مجھے "معاف کر دو۔۔۔ سکندر عثمان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔ یہ معافی مجھ سے نہیں پری سے مانگیں۔۔۔ آپ نے اس کی زندگی خراب کی ہے۔۔۔ کتنے سٹریس میں ہے وہ، میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔۔۔ وہ رات کو سو نہیں پاتی تھی، وہ ڈر جاتی تھی اکثر، صرف آپ لوگوں کی وجہ سے

۔۔۔کتنا روتی ہے وہ آپ لوگوں کے لیے۔۔۔میں نے اسے روتے دیکھا ہے۔۔۔اور کیا کچھ کر دیا آپ لوگوں نے اس کے ساتھ۔۔۔ارحم ایک ہی بار میں کئی شکوے کر گیا تھا۔۔۔

●●●●●●●●●●●●●●●

وقت ایک جگہ پہ تھم چکا تھا۔۔۔گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔
رخسار بیگم کی حالت بھی پری سے کم نہ تھی۔۔۔وہ بھی ایک بے جان وجود کی طرح پڑی تھیں۔۔۔ان کو لگ رہا تھا کہ ان کی بیٹی نے انہیں معاف نہیں کیا۔۔۔وہ اسی لیے ان سے ملنے نہیں آئی۔۔۔
وہ اس بات سے انجان تھیں کہ اس کی بیٹی کس حال میں ہے، کیا گزر رہی ہے ان کی بیٹی پہ،اور ادھر پری جو دنیا جہان سے بیگانی اپنی دنیا میں پڑی تھی۔۔۔اسے کسی کی ہوش نہیں تھی۔۔۔اسے تو اپنی ہوش نہیں تھی۔۔۔

ارحم رو رو کے اپنی حالت خراب کر چکا تھا۔۔۔اب تو شایان اور حمدان " بھی آنکھیں نم کیے بیٹھے تھے۔۔۔

سکندر عثمان وہاں سے اٹھتے باہر کی طرف گئے۔۔۔انہوں نے فریحہ بیگم کو کال ملائی۔۔پہلی بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔

فریحہ پلیز میری بچی کے لیے دعا کرو، پلیز اس کے لیے دعا کرو، اسے ہوش آجائے۔۔۔اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔۔۔میں نے اس کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔۔۔میں نے اس کے ساتھ بہت زیادہ ناانصافی کی ہے۔۔۔فریحہ اگر اسے کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔۔۔سکندر عثمان رو رہے تھے، فریحہ بیگم تو تڑپ ہی اٹھی تھیں۔۔۔کہیں نہ کہیں ان کے دل میں بھی پری کے لیے ہمدردی تھی۔۔۔بس اس دن انہوں نے اپنے بیٹے کی وجہ سے پری کے ساتھ کچھ زیادہ ہی غلط کر دیا تھا۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھیں، کہ ارحم ان کا دشمن ہے۔۔۔لیکن وہ ان کا دشمن نہیں تھا ۔۔۔اس بات کا اندازہ بھی انہیں ہو گیا تھا۔۔۔

"سکندر عثمان بات کرتے مسلسل روئے جا رہے تھے۔۔۔

فریحہ پلیز تم اس کے لیے دعا کرو، اپنے دل میں سے ساری بدگمانیاں دور کر دو۔۔۔ وہ بچی اس نے کبھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔۔۔ ہم نے اس کا سب کچھ بگاڑ دیا۔۔۔ سکندر عثمان کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔

فریحہ بیگم نے موبائل کی طرف دیکھا، ان کے ہاتھوں میں کپکپی طاری ہو گئی تھی۔۔۔ جسم میں عجیب سی سنسناہٹ محسوس ہونے لگی۔۔۔ عجیب سی بے چینی ان کا دل گھبرانے لگا۔۔۔

انہوں نے کال کاٹ دی، ان کے قدم بھی لڑکھڑائے تھے، کیا ہو رہا تھا ان کو، کیا ان کے گناہوں کی سزا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا سزا تو ملتی ہے۔۔۔ لیکن اللہ تعالی سے معافی مانگنے میں " "کیا حرج، وہ تو بڑے سے بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے نا۔۔۔

فریحہ بیگم لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھی انہوں نے وضو کیا اور جائے نماز بچھائی، نماز ادا کرتے انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے۔۔۔

اے میرے اللہ میں بہت گنہگار ہوں، میں نے بہت گناہ کیے ہیں، اگر میری کوئی ایک نیکی ہے تو وہ میری بچی کو لگا دیں۔۔۔ میری پری کو لگا دیں ۔۔۔ آج انہوں نے پری کو اپنی بیٹی کہا تھا۔۔۔ اج سے کچھ دن پہلے وہ کتنی خود غرض ہو گئی تھیں نا۔۔۔ وہ کتنی غافل ہو گئی تھیں اللہ تعالی کی ذات سے، اور اب ان کو معافی مانگنی تھی۔۔۔ ان کو پری کی زندگی مانگنی تھی۔۔۔ اے میرے اللہ میری پری کو میری عمر بھی لگا دیں۔۔۔ "کیا واقعی وہ پری کے لیے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ یا سکندر عثمان کی حالت ان سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ جو بھی تھا ان کو بس پری کے لیے دعا مانگنی تھی۔۔۔ کیا واقعی ان کے دل میں پری کے لیے رحم آ گیا تھا۔۔۔ ان کے آنسو بہتے چلے گئے۔۔۔ اور وہ ہاتھ اٹھائے مسلسل دعا مانگتی گئی۔۔۔

ادھر مہرناز بیگم بھی پل پل پری کے لیے دعا مانگ رہی تھیں۔۔۔ ارحم نے بھی آج کوئی نماز نہیں چھوڑی تھی۔۔۔ شایان اور حمدان وہ بھی صرف اپنی بہن کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔۔۔

ہر کوئی دعا مانگ رہا تھا کہ شاید کسی ایک کی دعا سن لی جائے۔۔۔ شاید " کسی ایک کی پکار پہ اس کی بازو تھام لی جائے۔۔۔

••••••••••••••

"تقریباً چار گھنٹے کے وقفے کے بعد پری کو دوبارہ سے ہوش آگیا تھا۔۔۔

!! سکندر عثمان ٹوٹے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ "

پری نے چندھیائی آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔۔۔

"بابا۔۔"

"بے اختیار اس کے لب ہلے تھے۔۔۔

سکندر عثمان بے چینی سے آگے بڑھے تھے، پری میری بچی۔۔۔ اپنے بابا کو معاف کردو۔۔۔ وہ پاس آتے انتہائی نرمی سے پری کی پیشانی پہ ہاتھ

" پھیرتے بولے تھے۔۔۔

"بابا آپ سچی میں میرے پاس ہیں۔۔۔ پری کو لگا اس کا وہم ہے۔۔۔

ہاں میری بچی میں اپنی کے پاس ہوں۔۔ سکندر عثمان کے لہجے میں "شرمندگی تھی۔۔۔

پری اپنے بابا کو معاف کردو۔۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے ۔۔۔پری اپنے بابا کو معاف کردو۔۔۔ میں جانتا ہوں میری غلطی قابل معافی نہیں ہے، لیکن میں جانتا ہوں، میری پری مجھے معاف کردے گی ۔۔۔ سکندر عثمان پری کے ہاتھ کو تھامے اپنے لبوں سے لگائے، بے اختیار "پھوٹ پھوٹ کر رودیے تھے۔۔۔

پری نے تڑپ کر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔۔ بابا آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں، پلیز آپ ایسا بول کر مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔ پری روہانسی ہوتی " بولی تھی۔۔۔

باپ بیٹیوں سے معافی نہیں مانگتے، کمزوری کی وجہ سے پری سے ٹھیک سے بولا نہیں جارہا تھا۔۔۔اس کی آواز بھیگی سی تھی۔۔۔

"سکندر عثمان نے جھکتے پری کی پیشانی چومی۔۔

اچھا نہ اب روئیں تو مت۔۔ پری نے اپنے بابا کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ اسے

" سکندر عثمان کا اس طرح سے معافی مانگنا بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔

سکندر عثمان بھیگی آنکھوں سے مسکرائے تھے۔۔۔ کتنی اچھی تھی انکی پری،

" لیکن یہ لوگ اسکی قدر نہ کر سکے۔۔۔

بہت سی غلط فہمیاں جس میں یہ لوگ گھر چکے تھے۔۔۔ سکندر عثمان نے آنکھیں بند کر کے لوگوں کی باتوں پہ یقین کر لیا تھا۔۔۔ لیکن ان کو رخسار بیگم کی سچائی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔

انہوں نے ایک دفعہ ان کی بات نہیں سنی تھی۔۔۔ یہ ظلم کرتے چلے گئے۔۔۔ لیکن آج انہیں اپنے ہر ظلم کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔ انہوں نے اپنی بیٹی سے معافی مانگ لی تھی۔۔۔

اور اب وہ رخسار بیگم سے بھی معافی مانگنے کا ارادہ رکھتے تھے، اور وہ جانتے تھے کہ رخسار بھی ان کو معاف کر دے گی۔۔۔

کہیں نہ کہیں پہ سکندر عثمان کو رخسار بیگم کو چھوڑنے کا افسوس بھی تھا۔۔۔

لیکن اب اس افسوس کا کوئی فائدہ نہیں تھا، اب وہ وقت گزر چکا تھا۔۔۔

رخسار بیگم ان کی زندگی سے دور جا چکی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان ہمیشہ کے لیے اس کو آزاد کر چکے تھے۔۔۔

آج پری کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔۔۔ پری نے کہا تھا کہ ایک دن اسکے بابا اسے اپنی بیٹی بول کر پوکاریں گے۔۔۔ اور آج وہ دن تھا۔۔۔

••••••••••••••••

سب لوگ پری کے پاس موجود تھے۔۔۔ اگر کوئی نہیں تھا تو وہ ارحم تھا۔۔۔ حمدان، اور سکندر عثمان، تو پری کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

حمدان بار بار پیار سے پری کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا۔۔۔ پری ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی۔۔۔

مہرناز بیگم بھی آج بہت خوش تھیں۔۔۔ انہوں نے آج پہلی بار پری کو اتنا کھلا تا دیکھا تھا۔۔۔ آج پری کے چہرے پہ ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی۔۔۔

پری کو اپنی ماما کی یاد بھی آ رہی تھی، لیکن اس وقت اس کا بابا اس کے پاس تھا
۔۔۔اس کے بھائی اس کے پاس تھے۔۔۔
لیکن پھر بھی پری کی آنکھیں متلاشی تھیں۔۔۔ہوش میں آنے کے بعد وہ
چہرہ جو پری سب سے پہلے دیکھنا چاہتی تھی، وہ تو کہی تھا ہی نہیں۔۔۔وہ تو
نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔ان سب چہروں کے درمیان وہ چہرہ جس کو دیکھنے
کے لیے پری کی آنکھیں ترس رہی تھیں، وہ تو اسے نظر ہی نہیں آ رہا تھا

۔۔۔

پری نے متلاشی نظروں سے مہرناز بیگم کی جانب دیکھا، جو بغور پری کا چہرہ
دیکھ رہی تھیں۔۔۔
مہرناز بیگم اس کی آنکھوں کی اداسی پہچان چکی تھیں، اور وہ جانتی تھیں، "
پری ارحم کو تلاش رہی ہے۔۔۔

پری نے بغور مہرناز بیگم کا چہرہ دیکھا۔۔۔پری نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مہرناز بیگم سے سوال کیا، جس کے جواب میں انہوں نے پیار سے پری کے چہرے کو سہلایا۔۔۔"

اب مہرناز بیگم نے آنکھوں ں سے حمدان کو اشارہ کیا جس پے حمدان اشارے کو سمجھتے ہوئے سب کو کمرے سے باہر لے جانے لگا۔۔۔ حمدان نے سکندر عثمان کو آواز دی، بابا آئے اب ہم باہر چلتے ہیں۔۔۔"

پری کو آرام کی ضرورت ہے،اور وہ آرام تب ہی کر سکتی جب ہم روم سے باہر جائیں گے۔۔۔ حمدان کی بات کی نضاقت کو سمجھتے ہوئے اب وہ اٹھے اب ان کا رخ باہر کی جانب تھا۔۔۔

اب وہ باہر آئے انہوں نے ارحم جانب دیکھا۔۔۔ جو کمرے کے باہر سے پری کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اب ارحم کا چہرہ پہلے سے کافی حد تک پر سکون تھا

۔۔۔

انہوں نے ارحم کے کندھے پر ہاتھ رکھا، اور ارحم پری کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ ارحم نے لرزتے قدموں کے ساتھ کمرے کا رخ کیا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ارحم نے پری کو دیکھا، جو بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی ۔۔۔ پری کو دیکھ اس کے پاس آیا اور اس کا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں "میں لے کر اس کے پاس بیٹھا۔۔۔

"ارحم کی انکھوں کے کنارے بیگھے ہوئے تھے۔۔۔

ارحم نے پری کے نازک و ملائم رخساروں کو اپنے ہاتھوں سے سہلایا۔۔۔

"اس دوران ارحم کے آنسوں خود بخود آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔

پری میرا بچہ میری جان مجھ سے وعدہ کرو کے تم کبھی اپنے ارحم کو کبھی چھوڑ کر نہیں جائو گی۔۔۔ پری پرومس می تم کبھی اپنے ارحم کو اکیلا نہیں چھوڑو "گی۔۔۔

پری میرا بچہ تم نے تو آج میری جان نکال دی تھی ۔۔۔ پتا ہے میں کتنا ڈر گیا تھا، ایک دفعہ تو مجھے لگا کہ میں نے اپنے بے بی کو کھو دیا۔۔۔

ارحم جیسے جیسے بول رہا تھا، اس کے آنسو بہتے اسکے چہرے کو بھگاتے جا "

"رہے تھے۔۔۔

I Love" پری آج مجھے تم کچھ کہنا ہے۔۔۔پری میری جان میرا بچہ

ارحم خان پری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔پری میرا بچہ تم ہمیشہ "You

"میرے پاس رہنا، کبھی بھی اپنے ارحم کو چھوڑ کر مت جانا۔۔۔

پرومس ارحم میں کبھی بھی آپ چھوڑ کر نہیں جائوں گی۔۔۔کمزوری کی

"وجہ سے پری انتہائی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

مسز ارحم خان، آپ ارحم خان کی خوشیوں کی ضمانت ہیں۔۔۔ارحم خان

کے جینے کی وجہ، ارحم خان کے سکون کی وجہ۔۔۔

پریشے ارحم خان" کے بغیر "ارحم خان" کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ "

"ارحم جی۔۔۔پری نے انتہائی لاڈ سے ارحم کو پکارا۔۔۔

"جی ارحم کی جان۔۔۔جوابا ارحم بھی انتہائی پیار سے بولا تھا۔۔۔

"ماما۔۔۔ "

پری نے صرف ایک لفظ بولا تھا۔۔اس سے اگے وہ نہیں بول پائی تھی۔۔۔

ارحم نے پری کا ہاتھ تھاما، میرا بے بی جلدی سے ٹھیک ہو جائے، پھر ماما سے ملنے جائیں گے۔۔۔ارحم نے پری کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔ایک دم سے پری کی لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

"ہم سچی میں ماما سے ملنے جائیں گے۔۔؟"پری کھلکھلائی تھی۔۔۔

جی ارحم کی جان، بس اب جلدی سے ٹھیک ہو جائو۔۔۔ارحم بولتے پری کے چہرے پہ جھکا تھا، اس نے انتہائی نرمی سے پری کی پیشانی پہ لب رکھے"۔۔۔پری آنکھیں جھکا گئی تھی۔۔۔

"ارحم نے چہرہ اٹھا کر دیکھا، اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

ارحم نے دوبارہ سے جھکتے پری باری باری پری کی آنکھوں پہ اپنے سلگتے لب" رکھے تھے۔۔۔

پری کا چہرہ لال ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ایسے جیسے سارا جون" چہرے پہ آن سمایا ہو۔۔۔

"اووو۔۔۔

تو میرا بے بی شرما رہا ہے۔۔۔ارحم پری کے پھولے سرخ قندھاری ہوتے گال کھینچتے بولا تھا۔۔۔"پری مزید شرم سے سمٹ گئی۔۔۔!!

اچھا ٹھیک ہے میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ارحم نے پری کا ہاتھ تھامتے انتہائی نرمی سے چوما تھا۔۔۔"

آج کا دن ان دونوں کے لیے بہت ہی خاص دن تھا۔۔۔ارحم کی پری ٹھیک ہو گئی تھی۔۔۔پری کا بابا بھی اس کو مل گیا تھا،اب بس پری کی ماما کا ملنا باقی تھا۔۔۔

•••••••••••••••••

پری گھر آ گئی تھی،اور اس ٹائم سب پری کے گرد جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے۔۔۔پری مہرناز بیگم کے ساتھ بیٹھی ان کے کندھے پہ سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔"

"فریحہ بیگم اور میرم بھی اسلام آباد آ چکی تھیں۔۔۔

فریحہ بیگم نے انتہائی شرمندہ لہجے میں پری سے معافی مانگی تھی۔۔۔اور "پری نے ان کو معاف بھی کر دیا تھا۔۔۔

پری نے فریحہ بیگم کی کوئی بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔۔بے شک اللہ تعالی جس کا پردہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے، جس چیز کا پردہ اللہ رکھ لے انسان چاہتے ہوئے بھی اس پردے کو نہیں ہٹا سکتا۔۔۔اللہ تعالی نے فریحہ بیگم کا "پردہ بھی رکھی لیا تھا۔۔۔

حمدان اور شایان بھی بہت زیادہ خوش تھے، کتنی بے صبری سے ان سب کو اس دن کا انتظار تھا نا،اور آج وہ دن تھا سب کی زندگیوں میں خوشیاں "واپس آگئی تھیں۔۔۔پری بھی چہچہاتی سب سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

ارحم دور صوفے پہ بیٹھا پری کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔جو ارحم سے کال ہی نہیں ملا رہی تھی۔۔۔کتنی مصروف تھی میڈم اپنے بھائیوں کے ساتھ،ارحم نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

آج شام میں حمزہ صاحب، زمل بیگم، اور ہیزل بھی یہاں ہی آرہے تھے

"۔۔۔

رخسار بیگم ملازموں کو ہدایات دے رہی تھیں کچن میں مزے مزے کے کھانے بن رہے تھے۔۔۔ آج خان ولا میں ہر طرف خوشی کا ساماں تھا

۔۔۔

لیکن پھر بھی ایک شخص کی کمی کو کسی نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔

احمر کو یاد کرتے ارحم کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے تھے۔۔۔

حمدان نے ارحم کی طرف دیکھا، جو اپنی آنکھیں چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ حمدان اٹھتے ارحم کے پاس آیا۔۔۔

یار ارحم تو تو بہت ہمت والا ہے نا، تو صبر کرنا ایسے کیوں کر رہا ہے، حمدان بولتے اس کو گلے سے لگا تھا۔۔۔

ارحم بھی اس کے گلے لگتے دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

آج سب کی زندگیوں میں خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔۔۔ لیکن پھر بھی احمر کی کمی ان کو شدت سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔ مہرناز بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔۔۔ فریحہ بیگم نے ان کو گلے لگایا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی صبر نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔ احمر انکا چھوٹا بیٹا ہونے کے ساتھ "ساتھ مہرناز بیگم اور ارحم کا لاڈلا بھی تھا۔۔۔

•••••••••••••••

حمزہ صاحب اور ان کی فیملی آ چکی تھی۔۔۔ اب سب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔ ہیزل تو شایان سے نظریں چرا رہی تھی۔۔۔ ان چند دنوں میں ہی ہیزل جان چکی تھی کہ شایان سے بڑا بے شرم اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔

ہیزل نے بلیک کلر کی سمپل سی فراک، اور نیچے کھلا سا ٹراؤزر پہنا تھا۔۔۔ شانوں پہ دوپٹہ ٹکائے اس کے سلکی گھنے بلیک بال شانوں پہ پھیلے تھے۔۔۔ پہلے کی بنسبت آج ہیزل نے ہلکا ہلکا میک اپ بھی کیا تھا، اور اتفاقاً آج

شایان نے بھی بلیک ہی شلوار قمیض پہنی تھی۔۔۔فریحہ بیگم توان دونوں
"کی نظر اتار رہی تھی۔۔۔

اور ایک شایان تھا جس کی نظریں ہیزل کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں
رہی تھیں۔۔۔اور ہیزل جو کب سے سر جھکائے بیٹھی تھی کسی نئی نویلی
" دلہن کی طرح۔۔۔

پری وہ میں تم سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ تمہیں تمہاری ہونے والی بھابھی کیسی
لگی۔۔۔؟"شایان نے پری کو مخاطب کیا۔۔۔

پری نے نہ سمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔جیسے پوچھ رہی ہو کون سی
!!بھابھی، کس کی بھابی، کیسی بھابھی۔۔

یار میں ہیزل کی بات کر رہا ہوں، وہ میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ میں نہیں
چاہتا، کہ فیوچر میں میری بیوی اور میری بہن کے درمیان میں کوئی لڑائی ہو
۔۔۔اسی لیے میں سوچ رہا تھا کہ پہلے ہی میں ان کی اچھی دوستی کروا دوں
"۔۔۔شایان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

پری نے نا سمجھی سے ہیزل کی طرف دیکھا، جو چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

پھر پری نے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو جواباً مسکرا رہا تھا۔۔۔

جہاں پہ پری حیران ہوئی تھی، وہیں پہ ارحم اور مہرناز بیگم بھی حیران ہوئے تھے۔۔۔ ارحم نے حمزہ صاحب کی طرف دیکھا، جو چہرہ جکائے دھیما سا مسکرا رہے تھے۔۔۔

" بھائی صاحب یہ میں کیا سن رہی ہوں۔۔۔ اگر یہ حقیقت ہے تو مجھے بہت خوشی ہے۔۔۔ مہرناز بیگم نے حمزہ صاحب سے کہا۔۔۔ اگر شایان کی بات سچ تھی تو یہ خبر ان کے لیے بہت اچھی تھی۔۔۔

جی بھابھی شایان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے، وہ دراصل سکندر صاحب ہمارے گھر آئے تھے شایان کا رشتہ لے کر، تو بھئی ہم نے بھی کہہ دیا آپ کی بیٹی ہے جب دل چاہے لے جائیں۔۔۔ حمزہ صاحب نے پرجوش لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

جوابا سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی مسکرائے تھے۔۔۔شایان تو پھولے

"نہیں سمارہا تھا۔۔۔

پری اٹھ کے اچانک سے ہیزل سے لپٹ گئی۔۔۔ہیزل آپی مجھے یقین

نہیں ہو رہا آپ میری بھابھی بنیں گی۔۔۔پری کی بات پہ سب کے قہقے

گونجے تھے۔۔۔

"ہیزل تو بیچاری شرمانے میں مصروف تھی۔۔۔

ارحم نے آنکھیں چھوٹی کرتے شایان کی طرف دیکھا تھا،اسی پل شایان

نے ارحم کی طرف دیکھا،شایان نے پورے فخر سے اپنا کالا جھاڑا تھا۔۔۔

"

ارحم نے بھی دل ہی دل میں شایان کو داد دی تھی۔۔۔ارحم کو بھی بہت

خوشی ہوئی تھی شایان ایک انتہائی اچھا لڑکا تھا،ارحم کو حمزہ صاحب کے فیصلے

سے بہت زیادہ خوشی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

بس حمزہ صاحب اب آپ جلدی سے ہمیں شادی کی تاریخ دے دیں۔۔۔ میرا انکما بیٹا بہت بے تاب ہے شادی کرنے کے لیے۔۔۔ڈرائنگ روم میں "سکندر عثمان کے الفاظ گونجے تھے۔۔۔

"! یار بابا میں نکما تو نہیں ہوں، شایان نے نکمہ لفظ سنتے احتجاج کیا۔۔۔

ہاں ہاں میں جانتا ہوں تم کتنے کام کے ہو اور کتنے نکمے ہو۔۔۔ سکندر عثمان نے کہا

انکل بابا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، آپ ہمیں جلدی سے شادی کی تاریخ دے دیں، ورنہ اس بے شرم نے ہمیں ذلیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی۔۔۔اب کی بار حمدان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔ارحم کا پرجوش قہقہ گونجا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر ارحم اور حمدان کو دیکھا۔۔۔ نہیں نہیں انکل ایسی بات نہیں ہے۔۔۔"

میں تو بس اپنے بچوں کے مستقبل کا سوچ رہا تھا۔۔۔ شایان نے بے دھڑک اپنا جملہ کہا۔۔۔

سکندر عثمان اور فریحہ بیگم اور حمدان کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ انہوں نے بالکل بھی توقع نہیں کی تھی کہ شایان اس طرح سب کے سامنے بے شرمی دکھائے گا۔۔۔

ہیزل بیچاری جو پہلے شرما رہی تھی، اب اس کی نظروں میں شرمندگی واضح ہوئی تھی۔۔۔ کتنا بے شرم تھا شایان۔۔۔ شادی کے بعد کیا ہو گا، ہیزل سوچ کے رہ گئی تھی۔۔۔

سکندر عثمان اور فریحہ بیگم بھی شایان کی بات پہ کافی حد تک شرمندہ ہو چکے تھے۔۔۔"

کافی رات ہو گئی ہے، میرے خیال سے اب ہمیں یہاں سے اٹھ جانا چاہیے

۔۔۔ارحم نے بات کا موضوع بدلا تھا، شایان کی بات نے اچھا خاصا ساروں

کو شرمندہ کر دیا تھا۔۔۔ارحم نہیں چاہتا تھا کہ یہاں پہ مزید کسی کو

شرمندگی اٹھانی پڑے۔۔۔

"اس کا بے غیرت سالہ!" ارحم نے دانت پسے تھے۔۔۔

ہیزل سب سے پہلے اٹھ کے رفو چکر ہوئی تھی۔۔۔

آج سب یہیں پہ رک رہے تھے۔۔۔ صبح ان کو رخسار بیگم سے ملنے کے

لیے جانا تھا۔۔۔ایک ایک کر کے سب اٹھتے چلے گئے۔۔۔

تو بھی اٹھ جا، کہ تیرا ڈیرا یہیں پہ جمے گا۔۔۔ حمدان نے شایان کو گھورتے

کہا تھا۔۔۔

" تمہیں کیا مسئلہ ہے تم جاؤ، شایان نے منہ بنایا۔۔۔

نہیں تو کیا چاہتا ہے تو یہاں بیٹھ کے ہمیں اور ذلیل کروائے گا۔۔۔اور ہم ذلیل ہوتے رہیں گے۔۔ چل اٹھ نکل یہاں سے۔۔۔میں تجھے یہاں سے اٹھائے بغیر نہیں جاؤں گا۔۔۔حمدان ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

چل بھائی اٹھا سکتا ہے تو اٹھا لے، شایان نے مزید پھیلتے ٹانگ پہ ٹانگ رکھی

"۔۔۔

حمدان نے اپنے پاؤں سے شایان کو زوردار ٹھوکر ماری، جس پہ شایان بلبلاتا ہوا اٹھا تھا۔۔۔پاگل ہو گئے ہو تم، بچے کی جان لو گے کیا، سیدھی طرح کہو نا اتنا ہینڈسم بندہ تم سے برداشت نہیں ہوتا۔۔۔شایان حمدان کو گھورتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا اگر وہ مزید یہاں پہ کھڑا ہوا تو حمدان سے اس کی اچھی خاصی ٹھکائی ہو جائے گی۔۔۔

!بے غیرت انسان، حمدان منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔

ہاں ہاں تم تو انتہائی شریف انسان ہو، بڑے بڑے شریف دیکھے ہیں میں نے، لیکن اپنے بھائی حمدان جیسا شریف میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔

شایان دروازے سے پلٹتے کافی اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔حمدان نے گھور کر دیکھا۔۔۔اب تو جا رہا ہے یہاں سے یا میں تجھے دھکے دے کر نکالوں

"۔۔۔

ہاں ہاں جا رہا ہوں۔۔شایان واپس پلٹا تھا، حمدان بھی پیر پٹختا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

•••••••••••••••

پری کمرے میں آتی سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔پری جیسے ہی بیٹھی ارحم نے بلینکٹ کھول کر اس کے اوپر اوڑھایا، پھر گلاس میں پانی ڈالا، میڈیسن پری کی طرف بڑھائی، پری نے منہ بنا کے ارحم کی طرف دیکھا

۔۔۔

کھاؤ۔۔"ارحم نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ نا مجھ سے بالکل بھی پیار نہیں کرتے۔۔۔پری نے منہ بسورا۔۔۔

ارحم نے آنکھیں پھیلاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔

میں جانتا ہوں میں تمہیں میڈیسن کھلا رہا ہوں تم اس لیے یہ بات بول رہی ہو، ارحم نے پری کی بات کو اگنور کیا۔۔۔

نہیں میں اس لیے نہیں کہہ رہی، آپ واقعی مجھ سے پیار نہیں کرتے ۔۔۔اگر آپ مجھ سے پیار کرتے تو آپ مجھے اتنی گندی چیزیں نہ کھلاتے۔۔۔پری نے منہ بناتے میڈیسن منہ میں ڈالی، ارحم سے گلاس پکڑتے ایک ہی سانس میں پورا گلاس کھالی کر گئی۔۔۔

سارا نہیں پینا تھا، ارحم نے ایک ایک لفظ پہ دباؤ ڈالتے کہا تھا۔۔۔

ہاں تو جتنا میں نے پینا تھا آپ اتنا ڈال کر دیتے نا۔۔۔پری آنکھیں پھیرتے لیٹنے ہی والی تھی، ارحم نے بلینکٹ کھینچا۔۔۔یہ میرا بے بی آج کل زیادہ نخرے نہیں دکھا رہا۔۔۔ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا، اچھا جی ناراض ہو گئیں میڈم۔۔۔ارحم نے سر کو خم کر کے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے صبح میں کہیں تمہیں لے کر جانے والا تھا۔۔۔ لیکن اب پلان کینسل، کیونکہ تم ناراض ہو چکی ہو۔۔۔ ارحم اٹھتے اپنی سائیڈ کی طرف بڑھا
"۔۔۔

میں ناراض نہیں ہوئی۔۔ پری ایک دم سے سیدھی ہوتے بیٹھی تھی۔۔۔ ارحم کا منہ دوسری طرف تھا۔۔۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بھی تھی
۔۔۔

لیکن ابھی تو تم نے ظاہر کروایا۔۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا، تو اس کا مطلب یہی نہ کہ تم مجھ سے ناراض ہو۔۔۔ ارحم نے پلٹے بغیر جواب دیا تھا۔۔۔

نہیں میں نے ویسے ہی جواب نہیں دیا، کیونکہ میرا بولنے کا موڈ نہیں ہو رہا تھا۔۔ میں واقعی آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ پری دانت نکالتے بولی تھی
۔۔۔

ارحم پلٹے بغیر نہ رہ سکا اس نے پلٹتے پری کی طرف دیکھا، جو معصوم چھوٹے سے بچوں کی طرح ارحم کو آنکھیں ٹمٹماتے دیکھ رہی تھی۔۔۔بے اختیار ارحم کے لبوں پہ آیا "ماشاءاللہ"۔۔۔

اچھا جی تو میرے بے بی کا موڈ نہیں ہو رہا تھا بات کرنے کا، ہممم۔۔۔ارحم سر ہلاتے اپنی سائیڈ کی طرف آیا۔۔۔

جی جی، پری نے زور زور سے ہاں میں گردن ہلائی۔۔۔

ایک تو مجھے اپنے بے بی کے موڈ کی سمجھ نہیں آتی، کب کیا ہوتا ہے، اور کب کیا ہوتا ہے۔۔۔ارحم نے شانے اچکائے۔۔۔

ارحم اپنی سائیڈ پہ آکر پری کے پاس بیٹھا۔۔۔پری نے ایک نظر ارحم کو دیکھا، اور پھر اس کے کندھے پہ سر ٹکا گئی۔۔۔

ارحم کل آپ مجھے ماما کے پاس لے کر جانے والے ہیں نا۔۔پری ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

اووو۔۔ تو میرا بے بی جانتا ہے کہ میں کل اس کو کہاں لے کر جانے والا

"ہوں۔۔۔ارحم نے چہرہ گھماتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔

"پری نے اسبات میں گردن ہلائی۔۔۔

ہاں جی میں کل تمہیں تمہاری مما کے پاس لے کر جاؤں گا۔۔۔انشاءاللہ،

ارحم نے پری کو بتایا۔۔۔

پری ارحم کے بازو سے لپٹ گئی۔۔۔ارحم سچی میں آپ بہت زیادہ اچھے

ہیں،اور مجھے سمجھ نہیں آرہی میں ماما سے سوری کیسے بولوں گی۔۔۔اگر وہ

"مجھ سے ناراض ہوئیں تو۔۔۔پری نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

نہیں وہ تم سے ناراض نہیں ہوں گی۔۔۔دیکھنا جب تم وہاں جاؤ گی نا تو وہ

بہت خوش ہو جائیں گی۔۔۔انہیں بہت اچھا لگے گا۔۔۔ارحم نے پری کے

گرد حصار بنایا۔۔۔

کیا آپ سچی بول رہے ہیں۔۔۔پری نے نم آنکھوں سے ارحم کی طرف

دیکھا۔۔۔

ہاں ہاں میں سچ بول رہا ہوں۔۔اور اب یہ رونا مت سٹارٹ کر دینا پلیز،

ارحم نے پری کی آنکھوں سے آنسوں صاف کیے۔۔۔پر نے اسبات میں سر ہلایا۔۔

اب پری کی نان سٹاپ باتیں شروع ہو چکی تھیں۔۔اور اب ارح جانتا تھا پری دنیا جہان کی باتیں ارحم کے سامنے کھول کر رکھ دے گی۔۔۔

تقریبا پچھلے 45منٹ سے ارحم پری کی باتیں سن رہا تھا۔۔وہ بولتی جارہی تھی۔۔۔کتنا بولتی تھی یہ لڑکی،ارحم کو سٹارٹ والے دن آج بھی یاد تھے۔۔۔

پری اگر تم نے اس طرح دوسروں کی باتیں میرے ساتھ کرنی ہے تو میں سونے لگا ہوں۔۔۔ارحم پری کو گھوتے بولا تھا۔۔

کیوں آپ کو میری باتیں اچھی نہیں لگ رہیں۔۔۔پری انکھیں ٹمٹماتے پوچھا۔۔

نہیں یار مجھے اپنے بے بی کی ہر بات اچھی لگتی ہے۔۔۔ لیکن اس طرح سے کسی کی باتیں سننا مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔ جب تم میرے ساتھ ہوتی ہو تو تم صرف میرے ساتھ اپنی اور میری باتیں کیا کرو۔۔۔

دوسرے لوگوں کی یہ باتیں تم ماما کے ساتھ بھی کر سکتی ہو۔۔۔ ارحم نے جواب دیا۔۔۔

ہاں لیکن مجھے آپ کے ساتھ بھی تو باتیں کرنی ہے نا۔۔۔ اسی لیے میں آپ کے ساتھ یہ والی باتیں کرتی ہوں۔۔۔ پری نے انتہائی معصومیت سے جواب دیا۔۔۔

" افففف،، یہ لڑکی کب میری فیلنگ سمجھے گی، ارحم سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ پری تمہیں پتہ ہے تم میری زندگی میں آئی پہلی اور آخری لڑکی ہو۔۔۔ میں تمہیں کبھی کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ ارحم پری کی پیشانی پہ لب رکھتے گویا ہوا تھا ۔۔۔ میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔۔۔۔

"پری شرم سے چہرہ جھکا گئی۔۔۔"

لو جی اب تم کیوں شرما رہی ہو۔۔۔ارحم پیچھے ہوتے بولا تھا۔۔۔

کب، کیوں۔۔۔میں تو نہیں شرما رہی۔۔۔پری ہربڑائی تھی۔۔۔

ہاں تو پھر یہ کیا کر رہی ہو۔۔ تمہارے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تم شرما رہی ہو۔۔۔ارحم بمشکل اپنی ہنسی کنڑول کرتے بولا تھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ واقعی شرما رہی تھی۔۔۔ارحم جان چکا تھا کہ پری شرما رہی ہے۔۔۔ "

یار ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں، تم ابھی سے اتنا شرما رہی ہو۔۔۔ارحم مزید پری کے چہرے پہ جھکا تھا۔۔۔پری نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔۔

" ارحم پھر سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

پری نے دھیرے سے ایک آنکھ کھولتے دیکھا۔۔ارحم پیچھے ہو چکا تھا۔۔۔

پری نے پوری آنکھیں کھولیں۔۔۔

ارحم نے آئی بروز اچکائی، ایک دم سے پری کی ہنسی چھوٹی، اس نے مشکل "!اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھتے اپنی آواز کو کنڑول کیا تھا۔۔۔

یہ تمہارے دانت کیوں نکل رہے ہیں۔۔ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا

۔۔۔پری نے کوئی جواب نہیں دیا،وہ بس ہنستی چلی گئی۔۔۔

کچھ پل کے لیے تو ارحم بھی کنفیوز ہو گیا تھا کہ پری ہنس کیوں رہی ہے "

"۔۔۔

کا بھی نہیں پتا۔۔۔سارے موڈ کا "R" یار اس لڑکی کو تو رومینس کے

بیڑا غرق کر دیا۔۔۔ارحم پیچھے ہوتے بڑبڑایا تھا۔۔۔فری ابھی تک پیٹ پہ

ہاتھ رکھے ہنسنے میں مصروف تھی۔۔۔

پری دیکھواب میں رومینس کرنے لگا ہوں۔۔۔خبردار اگر تمہاری اس

ھسنی نے میرے رومینس میں ٹانگ اڑائی تو۔۔۔ارحم پھر سے آگے کو ہوا

تھا۔۔۔

پری نے اپنے لبوں پہ انگلی رکھی۔۔۔ نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں

۔۔۔پری کو خاموش دیکھتے ارحم دھیرے سے اس کے انابی لبوں کی طرف

" جھکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ارحمم کوئی کاروائی کرتا۔۔۔پری کا زوردار قہقہہ گونجا۔۔۔
"!وہ ایک دفعہ پھر سے ہنسنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

یار ماما میں اس لڑکی کے ساتھ رومینس نہیں کر سکتا۔۔۔ارحم پیچھے کو ہوتا روتے والی شکل بناتے بولا تھا۔۔۔ارحم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔۔۔

پری کیا مجھے رومانس کرنے کے لیے دوسری شادی کرنی پڑے گی۔۔۔ارحم
" پری کو گھورتے بولا تھا۔۔۔

پری کی ہنسی کو بریک لگی۔۔۔اووو۔۔،تو آپ اسی لیے آفس اتنا تیار ہو کر جاتے ہیں۔۔۔پری آنکھیں چھوٹی کرتے بولی تھی۔۔۔بہت شوق ہے آپ کو دوسری شادی کرنے کا۔۔۔پری نے ارحم کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑا تھا۔۔۔

ہاں اس لیے تیار ہو کر جاتا ہوں،بہت شوق ہے مجھے دوسری شادی کرنے کا
،کیونکہ میری اس والی بیوی کو بالکل بھی رومینس کرنا نہیں آتا۔۔۔اور

میرے رومینس کا بھی بیڑا غرق کر دیتی ہے۔۔۔ارحم نے منہ بگاڑا تھا

۔۔۔۔

پری نے گھور کر دیکھا۔۔۔کون ہے وہ لڑکی، جس کے ساتھ آپ شادی کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔۔۔

" دسو منو میں ادے وال پٹنے نے "

"پری خونخار نظروں سے ارحم کو دیکھتے بول رہی تھی۔۔۔

ارحم نے حیرانی سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔پری تمہیں پنجابی بھی آتی ہے۔۔۔

جی آتی ہے، پنجاب سے ہوں، تو پنجابی تو آئے گی نا۔۔۔پری نظریں گھماتے بولی تھی۔۔۔اب آپ میری بات کا جواب دے رہے ہیں یا نہیں۔۔۔

پری نے چہرہ پھیرتے دوبارہ سے کہا۔۔۔

یار پری میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ تم میری فیلنگز نہیں سمجھ رہی نا، اسی لیے میں نے صرف تمہیں تنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔۔۔ ارحم نے وضاحت دی۔۔۔

پری کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ آپ میرے ساتھ ایسا مذاق کریں گے،

پری کی گال پہ ایک آنسو پھسلا تھا۔۔۔

ارحم نے تڑپ کر پری کی طرف دیکھا۔۔۔ پری بے بی میں واقعی مذاق کر رہا تھا۔۔۔ میں صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔ ارحم نے پری کو اپنے حصار میں لیا، اس کی آنکھوں پہ لب رکھے، جو اس وقت آنسو بہانے کے ساتھ ساتھ سرخ بھی ہو چکی تھیں۔۔۔

پری نے ہلکی سی سسکی بھری۔۔۔ ارحم اس کی آنکھوں سے ہوتا دھیرے سے اس کے لبوں کو چھو گیا تھا۔۔۔ "!

اب کی بار پری نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔ کیونکہ اس وقت تھوڑی سیریس سچویشن تھی۔۔۔

ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا۔۔۔یار پری تم سچ میں رونا شروع ہوگئی ہو۔۔۔اچھا سوری آئندہ ایسی بات نہیں کروں گا۔۔۔ارحم نے ہار مانی۔۔۔

پری نے اپنی بازو سے اپنا ناک رگڑا۔۔۔اگر اب آپ نے ایسی بات کی تو میں آپ کو بہت زیادہ ماروں گی۔۔۔پری ہونٹ نکالتے بولی تھی۔۔۔او بے بی میں تو تمہاری باتوں پہ ہی مرمٹتا ہوں، تم ہاتھوں سے کیا مارو گی۔۔۔"

ارحم کی اپنے بے بی پہ جان بھی قربان،ارحم نے پری کے گرد مزید حصار تنگ کیا تھا۔۔پری بھی شرماتے ارحم کے گرد باہیں لپیٹ گئی تھی۔۔۔

•••••••••••••••

پری بڑے مزے سے سو رہی تھی۔۔۔ارحم کب سے اس کے گرد حصار باندھے اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔کتنا کیوٹ لگ رہا تھا نا آج اس کا بے بی۔۔۔

ارحم نے پری کی ناک سے اپنا ناک مس کیا۔۔۔پری ہلکا سا کسمسائی تھی۔۔ لیکن اسی پل دوبارہ سے نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔۔۔

بے بی اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے، آج ہمیں ماما سے ملنے بھی تو جانا ہے نا۔۔۔

ارحم نے اس کے کان میں جھکتے دھیرے سے سرگوشی کی تھی۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔اسے اپنی نیند بہت پیاری تھی۔۔۔ارحم نے دھیرے سے پری کی ناک دبائی۔۔پری دوبارہ سے نیند میں کسمسائی تھی

۔۔۔

اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے۔۔ارحم جھنجھلاتے بولا تھا۔۔۔اب کی بار پری نے تھوڑی سی آنکھیں کھولتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہے ابھی تو سوئی ہوں،ابھی مجھے اور سونا ہے۔۔پری جھنجھلاتے بولی تھی

۔۔۔ارحم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔

پری تم رات سے سو رہی ہو،اور ابھی تک تمہاری نیند پوری نہیں ہوئی

۔۔۔ارحم نے پری کو گھورا تھا۔۔۔رات سے کب سو رہی ہوں۔۔۔آپ نے مجھے باتوں میں لگایا تھا۔۔۔اور میں اتنی دیر سے سوئی،اب مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔اب مجھے سونا ہے۔۔پری دوبارہ سے چہرہ تکیے میں دھنستی آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے سو جاؤ، تمہیں اپنی ماما کے پاس جانا ہی نہیں ہے۔۔کیونکہ تمہیں اپنی نیند زیادہ پیاری ہے۔۔۔ارحم بھی بولتے اپنا ہاتھ پورے زور سے پری کے گرد لپیٹ چکا تھا۔۔۔پر ایک دم سے اچھل کر اٹھی۔۔۔

ارحم ہمیں ماما سے ملنے جانا ہے۔۔۔پری بڑی بڑی آنکھیں کھولتی بولی تھی

"۔۔۔

نہیں۔۔تو میں جب سے یہاں پر لیٹا فارسی میں بول رہا تھا۔۔۔ارحم پری کو

''گھورتے بولا۔۔۔

آپ نے کب بولا۔۔آپ تو اپنی چیپ حرکتیں کر رہے تھے۔۔۔پری منہ

''بسورتے بولی۔۔۔

''!کیا۔۔۔

چیپ حرکتیں۔۔۔میں نے کون سی چیپ حرکتیں کی۔۔۔ارحم کا پری کی

بات سنتے حیرانی سے منہ کھلا۔۔۔

تو چیپ حرکتیں ہی تو کر رہے تھے جب سے۔۔۔پری ناک سکوڑے بولی

''۔۔۔

اچھا تو تمہیں میری حرکتیں چیپ لگتی ہیں۔۔۔ارحم نے پری کا بازو ہاتھ

''میں جکڑا۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔پری بولتی ہاتھ چھڑواتی جلدی جلدی سے بیڈ سے نیچے

اتری۔۔اسے تیار ہونا تھا آج اسے اپنی ماما سے ملنے جانا تھا۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ ارحم منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔آپ مجھے روز دیکھتے ہیں۔۔ ویسے آج میں تیار ہوتی ہوں، آپ مجھے دوبارہ سے دیکھ لینا ۔۔۔پری بولتے واش روم کی طرف بڑھی ۔۔۔

ارحم نے پری کی پیٹھ کو گھورا۔۔۔ وہ ابھی تک حیران تھا پری اسے کیا بول کر گئی تھی، اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔ وہ پری کے ساتھ چیپ حرکتیں کر رہا تھا۔۔۔

ارحم بے یقین تھا۔۔۔ارحم کی حرکتیں پری کو چیپ لگی تھیں۔۔۔

"کا بھی نہیں پتا۔۔۔ "R" واقعی اس لڑکی کو رومینس کے

ارحم منہ میں بڑبڑاتا تکیے پہ اوندھے منہ گرنے کے انداز میں لیٹ چکا تھا ۔۔۔

....

سب لوگ ناشتہ کر چکے تھے۔۔۔اب سارے ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔۔ "

پری،ارحم، سکندر عثمان، حمدان،اور شایان، یہ چاروں رخسار بیگم سے ملنے

" جارہے تھے پری توانتہا کی خوش تھی۔۔۔

سکندر عثمان کالہجہ بھی شرمندگی سے بھرپور تھا۔۔۔کیسے سامنا کریں گے،

وہ وہ تو رخسار بیگم کے مجرم ہیں۔۔۔

فریحہ بیگم کو بھی تھوڑا سا برا لگ رہا تھا،جو بھی تھا سکندر عثمان اس کا شوہر تھا

،اور ایک عورت اپنے شوہر کو کبھی دوسری عورت کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی

،ویسے بھی سکندر عثمان اور رخسار بیگم کی طلاق ہو چکی تھی،وہ بس معافی

مانگنے کے لیے ان کے پاس جارہے تھے۔۔۔

چلیں۔۔"ارحم پری کو لیے نیچے آتے بولا تھا۔۔۔

ہاں چلو۔۔!"حمدان اور شایان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ سکندر عثمان بھی

ان کے پیچھے ہی چل دیے۔۔۔

چاروں ایک ہی گاڑی میں سوار ہوئے، ارحم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، حمدان ارحم کے ساتھ بیٹھا تھا، اور پری پیچھے اپنے بابا اور شایان کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم نے فرنٹ مرر سے ایک نظر بیک سیٹ پہ بیٹھی پری پہ ڈالی۔۔۔ جس کے چہرے پہ خوشی اور پریشانی کے تاثرات واضح تھے۔۔۔ ارحم نے سر جھٹکا، اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ اب ان کا رخ رخسار بیگم کے گھر کی طرف تھا۔۔۔

•••••••••••••••

تقریباً 45 منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد یہ لوگ شاہ ولا کے باہر کھڑے تھے ۔۔۔

رخسار بیگم کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھیں، ہاسپٹل سے ڈسچارج بھی ہو گئی تھیں۔۔۔ تو یزدان انہیں گھر لے آیا تھا۔۔۔

ارحم نے فرنٹ سائیڈ کا دروازہ کھولا اور باہر نکلا، پری نے کوئی حرکت نہیں کی تھی وہ اسی طرح اپنے بابا اور بھائی کے درمیان بیٹھی تھی۔۔۔

حمدان بھی باہر نکلا، ارحم نے ایک نظر اندر بیٹھی پری کو دیکھا۔۔۔پری آؤ باہر، ارحم نے ان کے سائیڈ کا دروازہ کھولا۔۔۔پہلے سکندر عثمان باہر آئے پھر انہوں نے پری کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا۔۔۔

شایان بھی دوسری سائیڈ سے باہر آیا۔۔۔اب یہ پانچوں شاہ ولا کے عالیشان دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔

جیسے ہی گارڈ کی نظر ارحم پہ پڑی وہ آگے کو بڑھا۔۔۔گارڈ ارحم اور حمدان کو اچھے سے جانتا تھا، کس طرح یہ اس گارڈ پہ پسٹل تانے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔لیکن آج ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔کیونکہ آج کی یزدان شاہ گھر تھا۔۔۔"

دیکھیں آج آپ کسی صورت اندر داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔آج شاہ صاحب گھر پہ ہی ہیں، میں ابھی انہیں بلاتا ہوں۔۔۔گارڈ پیچھے کو پلٹا۔۔۔

بات سنیں۔۔!" حمدان نے ان کو پکارا، گارڈ نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ ہمیں یزدان نے ہی بلایا ہے۔۔ حمدان نے تمید باندھی

۔۔۔

میں کیسے آپ کی بات کا یقین کر لوں۔۔۔ مجھے پہلے ان کو انفارم کرنا پڑے گا۔۔۔ گارڈ اپنی سناتے واپس پلٹ چکا تھا۔۔۔

حمدان نے ایک نظر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ ارحم نے اسبات میں سر ہلایا ۔۔۔ پری تو ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی تھی، وہ کنفیوز تھی، کیا اس کی ماما واقعی اسے معاف کر دیں گی۔۔۔ ہاں وہ معاف کر دیں گی۔۔ پری نے دل میں سوچا۔۔۔

•••••••••••••••

یزدان ابھی ابھی آنی کو میڈیسن دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا ۔۔۔ آنی سکون کی غرض سے لیٹ چکی تھیں۔۔۔ لیکن ان کو نیند نہیں

آ رہی تھی۔۔۔ان کی آنکھوں سے ایک آنسو گرا۔۔۔وہ رو رہی تھیں ۔۔۔وہ رو ہی تو رہی تھیں،اور وہ کر کیا سکتی تھیں۔۔۔

ان کی بیٹی نے ان کو معاف نہیں کیا،ان کی بیٹی ان سے ملنے نہیں آئی۔۔ یزدان نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ پری کو لے کر آئے گا۔۔۔لیکن یزدان اپنا وعدہ نہیں پورا کر سکا۔۔۔رخسار بیگم نے پرزور سسکی بھری۔۔۔ان کی پتھریلی آنکھیں کمرے کی چھت پہ ٹکی تھیں۔۔۔

ایک دفعہ پھر ان کو سکندر عثمان کی بے وفائی یاد آئی تھی۔۔۔

(سکندر آپ پلیز میرا یقین کریں۔۔۔میں آپ سے جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔۔۔آپ کیوں نہیں میری بات سن رہے۔۔۔آپ کو ایک دفعہ میری بات سننی پڑے گی۔۔۔آپ کو مجھے ایک موقع دینا پڑے گا۔۔۔وہ بلک بلک کر روتے ہوئے سکندر عثمان کے سامنے فریاد لیے کھڑی تھیں

۔۔۔

اپنی ب *** بند کرو، اور دفع ہو جاؤ یہاں سے، سکندر عثمان حلق کے بل دھاڑے تھے۔۔۔

سکندر آپ میری بات کا یقین کریں، آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں۔۔۔

پری آپ کی بیٹی ہے، آپ کو یقین کرنا پڑے گا۔۔۔ وہ روتے ہوئے اپنی بیٹی کے لیے فریاد کر رہی تھیں۔۔۔

میں تم سے کہتا ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے، اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے۔۔۔)"

رخسار بیگم نے زور سے آنکھیں میچیں، گرم سیال ان کی گال پہ پھسلا تھا۔۔

انہوں نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں، اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔۔۔ ذلت ان کا مقدر بن چکی تھی۔۔۔

انہوں نے آنکھیں کھولتے خود کو تسلی دی۔۔۔

....

یزدان اپنے کمرے میں آتا سیدھا ٹیرس پہ آیا تھا۔۔۔وہ اپنا دکھ بھولا نہیں تھا۔۔۔اسے یاد تھا لیکن وہ بھولنے کی کوشش ضرور کر رہا تھا۔۔۔

آخر اسے اپنی انی کا سہارا بننا تھا۔۔۔اس کی آنی کو ہر دکھ ہر تکلیف سے نجات دلانی تھی۔۔۔یزدان سوچ چکا تھا اب اس کو ارحم کے پاؤں میں بھی گرنا پڑا تو وہ گرے گا۔۔۔لیکن وہ پری کو آنی سے ملوا کر رہے گا۔۔۔

یزستان ٹیرس پہ لگی گرل پہ دونوں ہاتھ ٹکائے پھر سے آسمان کی طرف متوجہ تھا۔۔۔باقی دنوں کی بنسبت آج ٹھنڈ تھوڑی کم تھی۔۔۔سورج نے بھی اپنا دیدار کروایا تھا۔۔۔دھوپ کی ہلکی ہلکی کرنیں اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھیں، جس کی وجہ سے ہلکی سی اس کی آنکھ چندھیائی تھی۔۔۔لیکن اسی پل اس نے چہرہ پھیر لیا تھا۔۔۔اب سورج اس کی سائیڈ پہ تھا۔۔۔روشنی اس کے چہرے پہ نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔اسی پل اس کے کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔۔۔ملازمہ آئی تھی۔۔۔

اجائیں۔۔۔" یزدان نے بغیر پلٹے جواب دیا۔۔۔ ملازمہ اندر آئی اس نے ایک نظر دیکھا یزدان ٹیرس پہ کھڑا ہے، اس نے تھوڑا سا آگے جا کے کہا

۔۔۔

شاہ صاحب باہر وہ اس دن والے صاحب آئے ہیں، اور ان کے ساتھ دو اور آدمی ہیں۔۔۔ اور پری بی بی بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔۔۔

یزدان نے جیسے ہی پری کا نام سنا وہ اچھلتے پلٹا۔۔۔ پری بی بی ان کے ساتھ ہیں۔۔۔ یزدان شوکڈ کی کیفیت میں بولا۔۔۔

جی صاحب وہ پری بی بی جن کو آپ یہاں لے کر آئے تھے۔۔۔ ملازمہ نے سرسری سا جواب دیا۔۔۔

یزدان کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑا۔۔۔ جسم پہ کپکپی طاری ہو گئی۔۔۔ وہ کافی دیر اسی طرح کھڑا رہا۔۔۔

شاہ صاحب کیا میں ان کو واپس بھیج دوں۔۔۔ ملازمہ نے دوبارہ سے پکارا

"۔۔۔

نہیں میں آرہا۔۔۔ ہوں تم جاؤ۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی یزدان کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔ ملازمہ سر جھکاتی جاچکی تھی۔۔۔

یزدان کانپتے قدموں کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ جیسے ہی شاہ ولا کے عالیشان دروازے کی طرف پہنچا اس کے قدم رک گئے۔۔۔ وہ پری کا سامنا کیسے کرے گا، اس نے ایک پل رکتے سوچا۔۔۔ نہیں وہ سامنا کرے گا، اسے سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔

وہ پری سے معافی مانگے گا۔۔۔ بلکہ وہ سب سے معافی مانگے گا۔۔۔ یزدان نے سوچ لیا تھا۔۔۔

یزدان نے آگے بڑھتے شاہ ولا کا بڑا سا عالیشان گیٹ ایک ہی دفعہ میں کھول دیا تھا۔۔۔ اس کی پہلی نظر ہی پری پہ پڑی تھی۔۔۔ پری کو ارحم کے ساتھ دیکھتے ایک دفعہ پھر سے اس کے دل کے سو ٹکڑے ہوئے تھے۔۔۔ اس کا دل ایک دفعہ پھر سے ٹوٹا تھا۔۔۔ وہ کیسے اپنی محبت کو، اپنے عشق کو،

کسی اور کے ساتھ دیکھ سکتا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا

،اس نے نظریں پھیرتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔

پری ایک دم سے یزدان کو دیکھتے اپنے بابا کے پیچھے کو چھپی تھی۔۔۔

شایان نے آگے بڑھتے پری کو ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔۔۔

وہ اب بھی یزدان سے ڈر گئی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے یزدان کی آنکھوں میں شرمندگی شرمندگی تھی۔۔۔ یزدان کچھ بولا نہیں بس اسی طرح کھڑا ان کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔

ارحم آگے بڑھا۔۔ کیا ہم اندر آسکتے ہیں۔۔۔ لہجہ سپاٹ تھا۔۔۔

یزدان نے ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔ وہ نارمل انداز بات کر رہا تھا۔۔۔

ورنہ جو حرکتیں یزدان نے کی تھی اب تک ارحم اس کو مار چکا ہوتا۔۔۔

ہاں تم لوگ اندر آؤ۔۔ یزدان نے ٹوٹے الفاظ ادا کیے۔۔۔ ارحم نے ایک نظر پیچھے دیکھتے سب کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ یزدان آگے آگے جا رہا تھا۔۔۔ اور سب پیچھے پیچھے۔۔۔

یزدان ان کو لیتا لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔پری بھی مرے مرے قدموں سے چل رہی تھی۔۔۔آج ان پہ یہ وقت تھا کہ کوئی بھی کسی سے نظر نہیں ملا پا رہا تھا۔۔۔ہر کسی کی نظریں اپنی اپنی شرمندگی کے اوس جھکی ہوئی تھیں۔۔۔

یزدان تم آنٹی کو بلا دو۔۔۔حمدان نے یزدان کو مخاطب کیا۔۔۔یزدان نے ایک نظر حمدان کو دیکھا۔۔اس کے لہجے میں بھی کوئی نفرت کوئی غصہ نہیں تھا۔۔۔یزدان کی شرمندگی میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔

ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، وہ باہر نہیں آسکتیں۔۔۔اسی لیے آپ سب اندر آجائیں۔۔۔یزدان چہرہ چکاتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔یہ پانچوں بھی اس کے پیچھے ہی بڑھے۔۔۔

یزدان نے آنی کے کمرے کے سامنے آتے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔کمرہ تاریکی میں ڈوبا تھا۔۔۔پری نے دھیرے سے جھانک کراندر دیکھا۔۔۔ بیڈ پہ لیٹا وجود نیند کے اغوش میں ڈوبا تھا۔۔۔یزدان دھیرے دھیرے سے اندر کی طرف بڑھا،اوراس نے گردن کی اشارے سے ارحم کو بھی اندر انے کا کہا تھا۔۔۔

آنی سو نہیں رہی تھیں،وہ جاگ رہی تھیں،یزدان ان کی آنکھوں کی حرکت سے محسوس کر چکا تھا۔۔۔

یزدان نے دھیرے سے آگے جاتے جھک کران کے ماتھے پہ لب رکھے ۔۔انہوں نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔۔یزدان دھیما سا مسکرایا "۔۔۔

آنی آپ جاگ رہی ہیں،میں نے آپ کی چوری پکڑلی،آپ کی باری "یزدان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

پری یزدان کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہی تھی۔۔۔ کتنا پیار کرتا تھا وہ اس کی ماما سے۔۔۔

آنی نے انکھیں نہیں کھولیں۔۔۔

آنی آنکھیں کھولیں، دیکھیں تو ذرا آپ سے ملنے کون آیا ہے۔۔۔ یزدان کی بات پہ آنی نے فک سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ بیماری کی وجہ سے وہ مزید کمزور ہو چکی تھیں۔۔۔ ان کی عمر اتنی نہیں تھی، لیکن ان کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا کہ وہ سالوں کی ہاری ہوئی، ایک بوڑھی عورت ہیں۔۔۔

ان کی پہلی نظر یزدان پہ پڑی تھی۔۔۔ لیکن انہوں نے نظریں گھمائیں ۔۔۔ انہیں اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا۔۔۔ انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ یزدان نے ہاتھ پکڑتے ان کو سہارا دیا۔۔۔

ان کے سامنے ان کی بیٹی کھڑی تھی۔۔۔ ان کی پری کھڑی تھی۔۔۔ آنی نے صرف پری کو دیکھا تھا۔۔۔ اور کسی پہ ان کی نظر ہی نہیں گئی تھی۔۔۔ یا

پھر شاید پری پہ نظر پڑنے کے بعد وہ اپنی نظریں کہیں اور لے جا ہی نہیں سکی تھیں۔۔۔

پری نے چہرہ گھماتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس کا بازو تھامے کھڑا تھا۔۔۔ شایان نے انتہائی نرمی سے پری کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

بے اختیار پری کی آنکھوں میں انسو آ گئے۔۔۔ اس کا وجود لرزنے لگا تھا ۔۔۔ رخسار بیگم کی کیفیت بھی پری سے کم نہ تھی۔۔۔

یزدان آنی کا ہاتھ چھوڑ کے کھڑا ہوا۔۔۔ اس نے دوبارہ سے پری کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

یزدان نے ایک نظر ارحم کو دیکھا۔۔۔ جس کا لہجہ سپاٹ تھا۔۔۔ یزدان لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا جب تک وہ یہاں کھڑا رہے گا پری آنی کے قریب نہیں آئے گی۔۔۔

یزدان کے کمرے سے نکلنے کی دیر تھی کہ پری بھاگتے ہوئے رخسار بیگم کی طرف آئی۔۔۔ماما۔۔ماما۔۔وہ روتے ہوئے بے اختیار رخسار بیگم سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

رخسار بیگم نے شدت سے اسے خود میں بھینچا۔۔۔پری پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔رخسار بیگم کے بھی آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔

ماما پلیز سوری، مجھے معاف کر دیں، ماما مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔میری وجہ سے آپ کی اتنی طبیعت خراب ہو گئی۔۔مجھے آپ سے اتنی بد تمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔

ماما پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔پری نے چہرہ نکالتے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا، جہاں پہ کہیں بھی خوشی کا کوئی اثار نہیں تھا۔۔۔وہ سالوں کا تھکا ہوا چہرہ تھا۔۔۔

تم کیوں معافی مانگ رہی ہو۔۔۔ معافی تو مجھے مانگنی چاہیے نا، میں تمہیں ظالم لوگوں کے پاس چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔ جنہوں نے تمہاری قدر نہ کی، رخسار بیگم سختی سے اسے خود میں بھینچتے بولی تھیں۔۔۔

ان کی بات کا رخ سکندر عثمان کی طرف تھا۔۔۔ جس کو وہ دیکھ چکی تھیں۔۔۔ سکندر عثمان نے ان کی بات پہ شرمندگی سے چہرہ جھکایا۔۔۔ یہ الفاظ ان کے لیے بہت کم تھے۔۔۔

شایان اور حمدان بھی شرمندہ سے لہجے میں کھڑے تھے۔۔۔ ارحم بھی ہاتھ باندھے کھڑا ان کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔

ماما آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہے نا۔۔۔ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔ میں نے آپ کے ساتھ کتنی بدتمیزی کی۔۔۔ پری دوبارہ سے چہرہ نکالتے بولی تھی۔۔۔

پری تم نے بالکل ٹھیک کیا تھا۔۔ تم نے کچھ غلطی نہیں کیا،اور تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا،اس کے بعد میں یہی کچھ ڈیزرو کرتی تھی۔۔۔

میں پل پل پچھتائی۔۔۔ مجھے اپنے فیصلے پہ انتہائی افسوس تھا۔۔۔ مجھے تمہیں نہیں چھوڑ کر آنا چاہیے تھا۔۔۔ کاش میں تمہیں اپنے ساتھ لے آتی، تمہیں اتنا کچھ برداشت نہ کرنا پڑتا۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ کسی نہ کسی دن تو تمہارے باپ کے دل میں تمہارے لیے محبت پیدا ہو گی۔۔۔ لیکن میں غلط تھی، میں نے غلط سوچا تھا، مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی پری مجھے معاف کر دو۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولتی چلی گئیں

۔۔۔

پری نے تڑپ کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔ نہیں ماما، بابا بہت اچھے ہیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے بابا مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔ پری نے جلدی سے اپنے باپ کی سائیڈ لی تھی۔۔۔۔

جو بھی تھا وہ اپنے بابا سے بہت پیار کرتی تھی۔۔ سکندر عثمان پری کی بات سنتے مزید شرمندہ ہو چکے تھے۔۔۔ کتنی اچھی تھی نا ان کی بیٹی، جس نے اپنے باپ کو شرمندہ نہیں ہونے دیا تھا۔ کتنی جلدی ان کا بھرم رکھ لیا تھا

۔۔۔

مہر ناز بیگم نے تلخ نظروں سے سکندر عثمان کی طرف دیکھا۔۔اسی پل سکندر عثمان نے بھی ان کی طرف دیکھا تھا۔۔ لیکن مہر ناز بیگم نے نظریں پھیر لیں۔۔وہ جانتی تھیں پری صرف ان کا بھرم رکھ رہی ہے

۔۔۔

جو کچھ پری نے پہلے کہا تھا، وہ سب سچ تھا۔۔ لیکن مہر ناز بیگم کو اپنی بیٹی پہ فخر محسوس ہوا تھا۔۔اس نے اپنے باپ پہ بات نہیں آنے دی تھی۔۔ مہر ناز بیگم کو بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی، پری رشتے نبھانا جانتی تھی۔۔۔
پری کتنی دیر ان کے سینے سے لگتی روتی چلی گئی۔۔۔آج مہر ناز بیگم کے آنسو بھی نہیں تھم رہے تھے۔۔۔

●●●●●●●●●●●

یزدان انی کے کمرے سے نکلتا سیدھا اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔۔وہ کب سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سگرٹ پہ سگرٹ پھونک رہا تھا۔۔۔

اب تک تقریبا وہ 10 سے 12 سگریٹ پھونک چکا تھا۔۔۔آنکھوں میں لال لکیریں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے یزدان رویا ہو۔۔۔آنکھوں سے خون رس رہا تھا۔۔۔ہاتھوں کی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔۔۔

یزدان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ پری کو بھول جائے گا۔۔۔لیکن نہیں، وہ پری کو نہیں بھول پا رہا تھا۔۔۔آج پری کو دیکھتے اس کے زخم پھر سے تازہ ہو چکے تھے۔۔۔اس کا غم جس کو وہ کئی دنوں سے بھلانے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن نہیں بھول پا رہا تھا۔۔۔آج میں پھر سے وہ غم تازہ ہو گیا تھا۔۔۔

کیسے اس نے اپنے اپنی پری کو ارح۔ کے ساتھ برداشت کیا۔۔۔ یہ صرف یزدان شاہ ہی جانتا تھا۔۔۔

اگر کوئی عشق کی قیمت جاننا چاہے، تو یزدان سے پوچھے، یزدان اس کو بتائے گا عشق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، یہ بازاروں میں نہیں بکتا، اس کا کوئی مول نہیں۔۔۔ یہ آباد سے آباد تر انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔۔۔ عشق نے اس یزدان کو بھی تباہ کر دیا تھا۔۔۔

یزدان بتائے گا، کہ عشق ظالم ہے، فقط ظالم ہے، بہت ظالم ہے۔۔۔ یوں ہی تو نہیں یزدان نے کہا تھا۔۔۔ "ظالم عشق"

یزدان پتھریلی آنکھوں سے سامنے والی دیوار کو گھور رہا تھا۔۔۔ سگرٹ جلتی جلتی اس کی انگلیوں کے پوروں کو جلا رہی تھی۔۔ لیکن اسے وہ درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ یہ درد عشق کے درد سے کہیں کم تھا۔۔۔

یزدان نے ایک دم سے سیدھا ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں میں بال جکڑے۔۔۔ اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس میں پری کو ارحم کے ساتھ دیکھا تھا۔۔اس کی جان ہی تو نکل گئی تھی

"۔۔۔وہ لمحہ قیامت سے کم نہیں تھا۔۔۔

اس نے ایک دم سے اپنے سامنے ٹیبل پہ پڑا واز اٹھاتے پوری قوت سے سامنے والی دیوار میں پٹخا تھا۔۔۔ شیشے کا واز کرچی کرچی ہوتا نیچے گرتے سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا بکھر چکا تھا۔۔۔

"آہہہہ۔۔۔یزدان چیخا تھا۔۔۔"

کیوں، میرے ساتھ ہی ایسا کیوں۔۔۔ کیا کھوٹ تھا میری محبت میں، " "غلطی کیا تھی میری، صرف یہی کہ میں نے عشق کیا تھا، وہ چیختا چلا۔۔۔

•••••••••••••••••

پری کب سے رخسار بیگم کے ساتھ لگی اسی طرح روئے جا رہی تھی۔۔۔ کتنے عرصے بعد، کتنے سالوں بعد اسے اپنی ماں کا لمس ملا تھا۔۔اسے اپنی ماں کی محبت ملی تھی۔۔

اپنی ماں کے محبت بھرے بوسے ملے تھے۔۔ مہرناز بیگم بھی اسے شدت سے خود میں بھینچے روئے جا رہی تھیں۔۔۔

ارحم نے دھیرے سے آگے بڑھتے پری کو کندھے سے تھاما۔۔ پری ہلکا سا پیچھے ہوئی تھی، رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ گالوں پہ اور ناک پہ بھی ہلکی ہلکی سرخی چھا گئی تھی۔۔

پری بس کر دو نا، آنٹی کی طبیعت خراب ہے۔۔ اس طرح ان کی اور طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ ارحم نے دھیرے سے اس کی گال سہلائی۔۔ پری نے اپنے بازو سے اپنا ناک رگڑا، اور ایک سکسی بھرتے اپنی ماما کی طرف دیکھا، جو اپنے آنسو صاف کر رہی تھیں۔۔۔

سکندر عثمان ٹوٹے قدموں سے آگے کی طرف بڑھے۔۔۔ رخسار میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔ میں اپنی بیٹی کا گنہگار ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔ "ان کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔ الفاظ ٹوٹے تھے۔۔

رخسار بیگم نے چہرہ اٹھاتے، نم پلکیں اٹھاتے، ان کی طرف دیکھا۔۔

رخسار بیگم کی آنکھوں میں دنیا بھر کے شکوے، دنیا بھر کی تھکن تھی۔۔۔

سکندر عثمان نے بھی ان کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔اور وہ تڑپ ہی تو اٹھے تھے۔۔۔

"آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔آپ کو مجھ سے معافی نہیں مانگنی چاہیے۔۔۔آپ صرف پری سے معافی مانگ لیں، اور میں سمجھ چکی ہوں، آپ پری سے معافی مانگ چکے ہیں، اور پری نے آپ کو معاف بھی کر دیا ہے۔۔۔بیٹی ہے نا، اسی لیے اس نے ماں باپ کو معاف کر دیا۔۔۔

اگر بیٹا ہوتا تو بتاتا درد کیا ہوتا ہے۔۔۔اپنا ایک ایک زخم کھول کر دکھاتا۔۔"

لیکن نہیں دیکھو وہ ہماری بیٹی ہے، اس نے ہمیں معاف کر دیا، خود ہمارے پاس آگئی۔۔۔رخسار بیگم اب کی بار پری کی طرف دیکھتی بولی تھی۔۔۔

پری نے اپنے ماما بابا دونوں کی طرف دیکھا،ماں بابا آپ دونوں میرے لیے سب سے بڑھ کر ہیں۔۔۔میں آپ لوگوں سے کبھی ناراض نہیں رہ سکتی ۔۔پری دوبارہ سے ان سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

•••••••••••••••••

تقریبا دو سے تین گھنٹے کے بعد ارحم پری کو لیے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا ۔۔۔پری تو آ ہی نہیں رہی تھی۔۔ لیکن پری جانتی تھی،اسے اپنے گھر واپس جانا تھا۔۔۔

وہ اپنے ماں باپ کے رشتے کو سمجھ گئی تھی۔۔۔ان میں طلاق ہو چکی تھی ۔۔اب وہ ایک ساتھ کبھی نہیں رہ سکتے تھے۔۔پری کافی حد تک مایوس ہو چکی تھی۔۔۔

رخسار بیگم نے بھی بڑی مشکل سے پری کو روانہ کیا تھا۔۔اور انہوں نے ارحم کو ہزاروں تاکیدیں کی تھیں، کہ وہ پری کا سب سے زیادہ خیال رکھے ۔۔۔

اب سارے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھے تھے "۔۔۔

ہیزل اور میرم دونوں کچن میں تھیں۔۔ وہ دونوں ان سب کے لیے چائے بنا رہی تھیں۔۔۔

پری اپنے بابا کے ساتھ لپٹی بیٹھی تھی۔۔ فریحہ بیگم بھی ان کے ساتھ ہی "بیٹھی تھیں۔۔۔ سب باتوں میں مصروف تھے۔۔۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں شادی کی تاریخ مقرر کر لینی چاہیے۔۔۔ سکندر عثمان حمزہ صاحب سے گویا ہوئے تھے۔۔ حمزہ صاحب نے مہر ناز بیگم کی طرف دیکھا۔۔ مہر ناز بیگم نے بھی سر اسبات میں ہلایا تھا۔۔ شایان کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

جی جی سکندر صاحب جیسا آپ کہیں۔۔ دیکھ لیں کوئی مناسب تاریخ رکھ لیتے ہیں۔۔ انہوں نے جواب دیا۔۔ سکندر عثمان بھی جواباً مسکرا دیے تھے "۔۔۔

....

ہیزل اور میرم دونوں کچن میں تھیں۔۔۔ہیزل کی بھی میرم سے اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی۔۔

میرم چائے بنارہی تھی،اور ہیزل اس کے پاس کھڑی اس سے باتوں میں مصروف تھی۔۔۔

"اہم اہم!"۔۔۔

اسی پل شایان کچن میں داخل ہوا۔۔۔میرم اور ہیزل نے بیک وقت پلٹتے دیکھا"۔۔۔

ہیزل تو اسی پل چہرہ گھماگئی تھی۔۔۔میرم شایان کی طرف دیکھ کر مسکرائی"۔۔

بھابھی مجھے لگتا ہے کہ آپ کو یہاں سے جانا چاہیے۔۔۔شایان دبے دبے الفاظوں میں بولا تھا"۔۔۔

میرم نے شایان کو گھور کر دیکھا۔۔ کیوں میں کیوں یہاں سے جاؤں۔۔

تم جاؤ یہاں سے۔۔انہوں نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

شایان کی بات سنتے ہیزل کی سانس اٹکی۔۔۔

اوتو میری بھابھی جان کو بہت شوق ہے کباب میں ہڈی بننے کا۔۔۔ شایان ہاتھ باندھتے بولا تھا۔۔

میرم نے آنکھیں چھوٹی کرتے شایان کی طرف دیکھا۔۔مجھے کوئی شوق نہیں ہے کباب میں ہڈی بننے کا۔۔وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تو پھر اپ یہاں سے جا کیوں نہیں رہیں۔۔۔ شایان مدعے پہ آیا۔۔۔

ہاں ہاں جا رہی ہوں، میرم پیر پٹختی باہر جا چکی تھی۔۔۔ہیزل میرم کو جاتا دیکھ سمٹی تھی۔۔۔

شایان دبے قدموں چلتا ہیزل کے قریب آیا۔۔۔ تم جانتی ہو باہر کیا ہو رہا ہے۔۔۔ شایان اس کے کان کے قریب آتے بولا تھا۔۔۔

" ہیزل اچھل کر پیچھے ہوئی۔۔۔

تم تو ایسے ڈرے ہو جیسے میں تمہیں کچا کھا جاؤں گا۔۔ شایان نے منہ بنایا

۔۔۔

ہاں تو اپ اس طرح سے آکر بولیں گے تو میں ڈر ہی جاؤں گی نا۔۔۔ ہیزل
" منمنائی تھی۔۔۔

اچھا چھوڑو، تمہیں پتہ ہے باہر کیا ہو رہا ہے۔۔۔ شایان نے کام کی بات کی

۔۔

نہیں۔۔" ہیزل نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

باہر ہماری شادی کی تاریخ منتخب کی جا رہی ہے۔۔۔ شایان انتہائی مودبانہ

لہجے میں بولا۔۔۔

" ہیزل نے اچانک سے سر اٹھا کے شایان کی طرف دیکھا۔۔

کیا ہوا تمہیں اچھا نہیں لگا سن کر۔۔۔ شایان نے سوال کیا۔۔۔

نن۔ نہیں۔۔۔ ہیزل نے نفی میں ہلایا۔۔۔ نہیں ایسے بات نہیں ہے۔۔۔

پھر کیسی بات ہے۔۔۔؟" شایان مزید قریب آیا۔۔۔

"کچھ بھی نہیں۔۔ہیزل ہڑ بڑائی۔۔۔

یار تم شرما کیوں رہی ہو۔۔۔شایان اس کی گال پہ انگلی پھرتے بولا تھا۔۔۔

"مم۔میں شرما نہیں رہی۔۔ہیزل نے انکاری کی۔۔۔

اچھا تو شرمانے کے بغیر بھی گال بلش کرتے ہیں۔۔۔شایان سر ہلاتے حیرانی کے عالم میں بولا تھا۔۔۔

"ہیزل شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

بہت جلد جناب میری دسترس میں آنے والے ہیں۔۔۔شیان ٹھہرے ٹھہرے سے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"!ہیزل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

یار اب تو بات کرلو۔۔۔کیونکہ شادی کے بعد تمہیں اس سے زیادہ شرم آئے گی۔۔۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی مجھ سے بات کرلو۔۔۔

شایان شیلف پہ پڑے کپ کو گھماتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

مم۔میں کیا بات کروں۔۔۔ہیزل ہلکا سا منمنائی تھی۔۔۔

کوئی بھی بات کر لو۔۔ شایان سر سری سے انداز میں بولا۔۔۔

ہیزل خاموش رہی۔۔۔

یار یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔ تم کوئی بات ہی کر لو، تم مجھ سے میری چوائس پوچھ سکتی ہو۔۔ میری پسند پوچھ سکتی ہو۔۔اور تم مجھے اپنی پسند بھی بتا سکتی ہو ۔۔۔ شایان اب پیچھے کو ہوتا شیلف پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ہیزل انگلیاں چٹخاتی تھوڑا سا پیچھے کو ہوئی۔۔ لیکن اسی پل شایان اسے بازو سے پکڑتا واپس کھینچ چکا تھا۔۔۔اس جگہ پہ کانٹے لگے ہیں، جو تم بار بار پیچھے ہوئی جا رہی ہو۔۔۔ شایان دانت پیستے بولا تھا۔۔۔

"مم۔ میں، نہیں تو۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے، میں جانتا ہوں تم کنفیوز ہو رہی ہو۔۔ ویسے تو میں نے تم سے کہا ہے کہ ابھی سے تمہیں کنفیوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ شادی کے بعد میں تمہیں اچھی طرح سے کنفیوز کر دوں گا۔۔۔

شایان اپنی بات کہتے ہیں ایک دم شیلف سے نیچے اترا تھا۔۔۔

ہیزل دوبارہ سے اچھل کر پیچھے کو ہوئی تھی۔۔۔شایان نے آنکھیں چھوٹی "کرتے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔

اچھامیں باہر جارہاہوں، تم جلدی سے چائے لے کر آؤ، ورنہ سب لوگ سوچیں گے کہ پتہ نہیں میں اندر کیا کر رہے تھے۔۔۔شایان مسکراہٹ دباتے بولا تھا۔۔۔

"ہیزل نے اچانک سے چہرہ اٹھا کے شایان کی طرف دیکھا۔۔

ہاں ہاں بس ٹھیک ہے، جارہاہوں میں۔۔شایان اپنا کالر سیدھا کرتے باہر " کی طرف بڑھا۔۔۔

ہیزل چہرہ پھیرتے بے اختیار مسکرادی تھی۔۔۔

•••••••••••

شایان کی شادی کی تاریخ منتخب کردی گئی تھی۔۔۔شایان تومانو ساتویں آسمان پہ پہنچ چکا تھا۔۔۔

آج سکندر عثمان، فریحہ بیگم، شایان اور حمدان، سب لاہور واپس جا رہے تھے..."

ہیزل، حمزہ صاحب، اور زمل بیگم، کو ارحم اور مہر ناز بیگم نے اسلام آباد ہی روک لیا تھا...

ارحم کا کہنا تھا کہ وہ اپنی بہن کو اپنے گھر سے رخصت کرے گا... شایان کو اسلام آباد بارات لانی پڑے گی... جس کو سن کے شایان نے کافی ہنگامہ کیا تھا...

کیا کچھ نہ سوچا تھا شایان نے، ہیزل کو شاپنگ پر لے کر جائے گا... لیکن اس کے سارے خواب ارحم نے چکنا چور کر دیے تھے...

پری کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی... لیکن وہ اداس بھی تھی اس کے ماما بابا جا رہے تھے...

پری پلیز اب تم رونا مت شروع کر دینا نیچے جا کر۔۔۔پری ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی، جب ارحم نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ ارحم اس کا چہرہ دیکھ کے سمجھ چکا تھا کہ وہ ابھی رو دے گی۔۔۔

ہاں آپ لڑکی نہیں ہے نا آپ اسی لیے بول رہے ہیں۔۔۔آپ لڑکی ہوتے تو آپ کو پتہ ہوتا کہ ماں باپ سے دور جانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔ پری بھیگے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ہاں لیکن تم اپنے ماں باپ سے دور نہیں جا رہی، تمہارے ماما، بابا یہاں سے جا رہے ہیں۔۔اور وہ تم سے دور نہیں جا رہے، تم جب چاہو ان سے مل سکتی ہو، میں نے تمہیں روکا تھوڑی نہ ہے۔۔۔ارحم پیچھے سے آتے بولا تھا

۔۔۔

ارحم کیا واقعی مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں۔۔پری نے ہلکی سی گردن موڑتے ہیئر برش کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ارحم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔۔۔لیکن اسی پل پری نے اپنی بات بولتے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔۔

ارحم نے غور سے پری کا چہرہ دیکھا، جہاں پہ شرماہٹ اور کنفیوژن کے ملے جلے تاثرات واضح تھے۔۔۔ارحم نے مزید آگے ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں پری کا چہرہ بھرا۔۔۔

کیاہوا میری بے بی کو، ایسی بات کیوں کر رہا ہے میرا بے بی۔۔۔ تم جانتی ہو میں تم سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔۔۔ تم میرے لیے دنیا میں سب سے بڑھ کر ہو۔۔۔ارحم نے پیار سے آگے ہوتے پری کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔۔۔

"پری کے پھولے پھولے گال جن پہ اچانک سے سرخی پھیلی تھی۔۔۔
ارحم نے چہرہ اٹھاتے پری کی طرف دیکھا، جو اس وقت سرخ قندھاری بنی ہوئی تھی "۔۔۔

تم تو میرے اتنے سے عمل پہ شرما جاتی ہو، کیا بنے گا تمہارا، ارحم ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔پری کو خاموش دیکھتا "ارحم پھر سے بولا۔۔۔

"کیا اب تم کوئی جواب دو گی۔۔؟

ارحم نے کندھے اچکاتے پوچھا۔۔۔پری کا چہرہ ابھی بھی اس کے ہاتھوں کے پیالے میں تھا۔۔۔

ہاں تو کیا پوچھ رہی تھی تم، کیا میں واقعی تم سے اتنا پیار کرتا ہوں، آخر یہ لفظ تم کتنی بار پوچھو گی، تم مجھے بتا دو تا کہ میں ہر دفعہ تمہیں ایک الگ انداز میں بتاؤں۔۔۔

میں ہر دفعہ الگ الگ الفاظ استعمال کروں، میں نہیں چاہتا کہ جو الفاظ میرے بے بی کے لیے ایک دفعہ استعمال ہو جائے ان کو دوبارہ استعمال کیا جائے۔۔۔ارحم نے انتہائی نفاست سے اپنے الفاظ کہے تھے۔۔۔"

"پری نے ہلکا سا چہرہ اٹھاتے ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔"

ارحم کے الفاظوں میں ہی اظہار محبت تھا، ہائے کیسا اظہار تھا یہ، پری کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔

ارحم نے پری کی آنکھیں دیکھتے جھک کے اس کی آنکھوں پر لب رکھے

"۔۔۔

ایک تو تم میرے چھوٹے سے عمل پہ اتنا شرماتی ہو، اور شرمانے کے بعد جب یہ والاری ایکٹ کرتی ہو، تو میرا ایمان ڈگمگانے لگتا ہے۔۔۔ارحم کا " لحظہ شرارت سے بھرپور تھا۔۔۔ لیکن چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔۔

"ارحمم۔۔!! پری جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

جی ارحم کی جان۔۔!! ارح نے اپنے قدم مزید نزدیک کیے تھے۔۔۔

!! صحیح تو بول رہا ہوں، ایک تو اتنی پیاری بیوی اوپر سے اس کے یہ نخرے آئے ہائے۔۔"ارحم فرید کے گال پہ لب رکھتے بولا تھا۔۔۔پری" شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔۔

اب اور کتنی دیر شرمانے کے ارادے ہیں جناب کے !! ارحم ایک ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل کے گرد رکھتا دوسرا ہاتھ اپنی کمر پہ ٹکا گیا۔۔۔پری ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔

"پری خاموش رہی، اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

ارحم کے پیر مزید قریب کھسکے۔۔۔

ار۔۔ح۔۔م۔۔پری کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔۔وہ ارحم کے اتنا قریب
"آنے پہ گھبرا رہی تھی۔۔۔

ارحم کا زوردار قہقہہ چھوٹا۔۔ایک تو وہ پری کے اتنا قریب تھا، اوپر سے
"ہنس بھی رہا تھا۔۔۔پری تو چہرہ اٹھا کے دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

اب تم جواب دے رہی ہو یا میں اپنی چیپ حرکتیں شروع کروں۔۔؟"

ارحم پری کے کان کے قریب جھکتے گویا ہوا تھا۔۔۔

ارحم میں نے اپ سے کہا ہے نا میں نہیں شرما رہی، مجھے تو پتہ بھی نہیں ہے شرماتے کیسے ہیں۔۔۔پری انگلیاں چٹخاتے انتہائی کم آواز میں منمنائی تھی

۔۔۔

آہ میری کیوٹ چھوٹی سی ڈول۔۔۔"ارحم نے اپنی کمر سے ہاتھ اٹھاتے "
"پر کی ناک دبائی تھی۔۔۔

تو میرے بے بی کو یہ بھی نہیں پتہ کہ شرماتے کیسے ہیں، ارحم سوالیہ نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔۔۔

"! پری نے آنکھیں ٹمٹماتے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

ارحم پری کو سر ہلاتا دیکھ اسے بغیر موقع دیا اس کی گال پہ جھکا تھا۔۔پری نے ایک دم سے اپنی سانس روکی۔۔۔اس کے وجود کا سارا خون اس کے چہرے میں آن سمایا تھا۔۔۔

سانس لو۔۔"ارحم ہلکا سا سر اٹھاتے بولا تھا۔۔۔اس کے لب پری کے گال سے ٹکرائے تھے۔۔پری نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔۔۔

"اب تم سانس لے رہی ہو یا میں اپنی چیپ حرکتوں میں اضافہ کروں۔۔؟

ارحم کی بات سنتے پری نے ایک دم سے بڑا سا سانس لیا تھا۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔!"ارحم پیچھے کو چہرہ کرتا ایک زوردار قہقہہ لگا گیا۔۔پری نے گھور کر ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بے بی اسے کہتے ہیں شرمانا، ارحم ہنستے ہنستے بولا تھا۔۔پری نے مزید آنکھیں کھولیں۔۔۔

یار پری تم ایسی حرکتیں کر کے نا میری چیپ حرکتوں کو دعوت دیتی ہو۔۔ اس لیے پلیز ایسا مت کیا کرو۔۔میں نہیں چاہتا تم میری ہر چیپ حرکت سے واقف ہو۔۔۔ارحم کافی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔وہ بولنے کے بعد دوبارہ سے ہنسنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

ارحم اب میں آپ سے نہیں بولوں گی۔۔۔پری منہ بگاڑتے لاڈ سے بولی تھی۔۔۔

او میری کیوٹ چھوٹی سی ڈول مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔۔۔ارحم نے "پری کے گال کھینچے تھے۔۔

ہاں میں ناراض ہو گئی ہوں، آپ مجھے تنگ کرتے ہیں نا میں مما کو بتاؤں گی ۔۔۔پری ناک سکوڑے ہونٹ نکالتے بولی تھی۔۔۔ہاں تو جب ایسی

حرکتیں کرو گی تو تنگ ہی کروں گا نا۔۔۔ارحم بولتے ایک دفعہ پھر سے ہنسا تھا۔۔۔

ہاااا"میں نے کون سی ایسی حرکت کی۔۔۔پری ارحم کی بات سنتے صدمے "سے بولی تھی۔۔۔

او تو تمہیں نہیں یاد، کوئی بات نہیں میں تمہیں دوبارہ سے یاد کروا دیتا ہوں "۔۔۔ارحم اپنی ہنسی دباتے بولا تھا۔۔۔

ہٹیں آپ یہاں سے، جانے دیں مجھے۔۔۔پری ارحم کو پیچھے کی طرف "دھکیلتے بولی تھی۔۔۔

ہاں ہاں جاؤ، رات کو تو میرے پاس ہی آؤ گی نا، ارحم پری کی بازو چھوڑتے بولا تھا۔۔۔

" نہیں بلکل بھی نہیں آؤں گی۔۔پری ایٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔۔

کہاں جاؤ گی تم؟"ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔ماما کے کمرے میں ،پری نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔۔۔

پری خبردار اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو، ورنہ میں بنشمنٹ دوں گا

"۔۔۔ارحم پری کو ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

آپ جو مرضی کرلیں، پری نے شانے اچکائے۔۔۔

ارحم غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔پری اپنے شانوں پر دوپٹہ

"درست کرتی راہ راست سے فرار ہو چکی تھی۔۔۔

ارحم نے سرخ آنکھوں سے اس کی پشت کو گھورا تھا۔۔۔

واہ ارحم واہ، کیا کہنے ہیں تمہارے۔۔ تمہاری انچ بھر کی بیوی تمہیں "

دھمکی دے کر چلی گئی اور تم کتنے سکون سے کھڑے ہو۔۔۔ارحم منہ میں

" ہی اپنے اپ سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

تک کا پتہ نہیں، اور دھمکی "R" واہ کیا بیوی ملی ہے جس کو رومینس کے

ایسے دے کر جاتی ہے جیسے پتہ نہیں کیا ہو۔۔۔ارحم منہ میں ہی بڑبڑاتا

ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتا برش اٹھاتے اپنے بال برش کرنے لگا تھا

۔۔۔

•••••••••••••••

شایان ٹانگ پہ ٹانگ رکھے صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔وہ اس وقت ہیزل کے کمرے میں موجود تھا۔۔۔ہیزل کمرے میں نہیں تھی۔۔ اور شایان تبھی دبے قدموں سے کمرے میں آیا تھا۔۔۔وہ کیا کرنے والا "تھا اب یہ صرف شایان ہی جانتا تھا۔۔۔

ہیزل لاپرواسے انداز میں کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔اس کے ہاتھ میں موبائل تھا

شاید وہ کسی سے بات کر رہی تھی۔۔اس نے شایان کو بھی نہیں دیکھا "۔۔۔

ہیزل نے دروازہ بند کرتے، موبائل پہ نمبر ملاتے فون کا سے لگایا۔۔

شایان اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔ جو بڑے مگن سے انداز میں موبائل کان سے لگائے کسی کو کال کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

" ہزل کی پہلی بیل پہ ہی کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔

"ہاں یار کیسی ہو۔۔۔؟

آہہھہ۔۔۔! "ایزل اتنا بولتے پلٹی تھی کہ اس کی زوردار چیخ نکلی۔۔۔اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹا زمین بوس ہو چکا تھا۔۔۔

شایان بھاگتے ہوئے ہیزل کی طرف آیا۔۔اس نے پورے زور سے ہیزل کے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

چپ کرو بےوقوف لڑکی کوئی سن لے گا۔۔۔ میں ہوں تمہارا ہونے والا شوہر۔۔۔ چیخ تو تم ایسے مار رہی ہو جیسے پتہ نہیں یہاں پہ کون آ گیا ہے۔۔

شایان ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔

ہیزل نے اپنے منہ سے شایان کا ہاتھ جھٹکا۔۔ شایان آپ نے میری جان نکال دی تھی۔۔۔ ہیزل تیوری چڑھاتے بولی تھی۔۔۔ "

اگر تم کہو تو میں تمہاری جان واپس بھی ڈال سکتا ہوں جانے من۔۔۔

شایان قریب ہوتے اس کے کان میں جھکتے گویا ہوا تھا۔۔۔

ہیزل گھبرا کر پیچھے ہوئی۔۔۔آپ کیوں آئے ہیں یہاں پہ۔۔۔آپ جائیں

" یہاں سے ابھی۔۔ہیزل نے بار کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

کیوں میں یہاں نہیں آسکتا کیا۔۔یہ میری ہونے والی بیوی کا کمرہ ہے اور

مجھے پورا حق ہے یہاں آنے کا۔۔شایان پورا حق جتاتے بولا تھا۔۔۔

ہونے والی بیوی ہے۔۔ابھی ہوئی نہیں ہے۔۔ہیزل ایک ایک لفظ پہ زور

دیتے بولی تھی۔۔۔

تو ہو جائے گی نا۔۔شایان نے آگے ہوتے ہیزل کا ہاتھ پکڑتے بڑے

رومینٹک سے انداز میں کہا تھا۔۔۔

شایان آپ کی انہیں چھچھوری حرکتوں کی وجہ سے نا آپ مجھے کافی حد تک

ذلیل کروا چکے ہیں۔۔۔ہیزل نے غصے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔۔

کون سی چھچھوری حرکتیں۔۔؟" شایان انجان بنتا بولا تھا۔۔۔وہ سمجھ چکا تھا۔۔ہیزل کیا بات کر رہی ہے۔۔

وہی جو آپ سب کے سامنے بے شرمی دکھاتے رہتے ہیں۔۔اگر آپ اسی طرح کرتے رہے تو میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ہیزل انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔شایان نے ہاتھ بڑھاتے ہی دل کی انگلی پکڑی۔۔۔

اگراب دوبارہ تم نے یہ بات کی تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔۔ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔۔اور پھر تمہیں معذور کرنے کے بعد تم سے ہی شادی کروں گا۔۔۔" شایان نے ہیزل کی انگلی پکڑتے اپنی انگلی دکھاتے کہا تھا۔۔

شایان آپ واقعی بہت ڈھیٹ ہیں۔۔ہیزل غصے سے انگلی چھڑواتے بولی تھی۔۔۔"

کیا یار۔۔کیا کچھ نہیں سوچا تھا میں نے۔۔اور اس ارحم کے بچے نے میرے سارے ارمانوں پہ پانی پھیر دیا۔۔۔شایان جھنجھلاتے بولا تھا۔۔۔

ہیزل کی ہنسی چھوٹی۔۔اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی کا کنڑول کی

"۔۔۔

ہاں ہاں نکال لو جتنے دانت نکالنے ہیں۔۔ تمہارے دانت تو میں ایک ہی

دفعہ بند کرواؤں گا۔۔شایان دان پیستے ہوئے بولا تھا۔۔۔

ہیزل نے شایان کی بات سنتے چہرے پہ سنجیدگی سجائی۔۔۔

شایان نے نیچے جھکتے ہیزل کا موبائل پکڑا جو اس کے ہاتھ سے گر چکا تھا۔۔

ہیزل اپنی دوست کو کال کر رہی تھی۔۔ لیکن اب کال کٹ چکی تھی۔۔

کس کو کال کر رہی تھی تم۔۔؟" شایان نے موبائل پکڑتے اس کو ان کیا

۔۔اپنی دوست کو کر رہی تھی۔۔ہیزل نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔

"شایان نے موبائل ہیزل کی طرف بڑھاتے اشارہ کیا لاک کھولو۔۔

اگر نہ کھولوں تو۔۔ہیزل ہاتھ باندھتے بولی تھی۔۔تو میرے پاس بہت

سے طریقے ہیں لاک کھلوانے کے۔۔شایان پیر قریب کھسکاتے بولا تھا

۔۔۔

کھول رہی ہوں۔۔ ہیزل نے گھبراتے موبائل پکڑا،اور لاک کھولتے

شایان کی طرف بڑھایا۔۔۔

شایان نے کانٹیکٹ والا آپشن ان کیا تھا۔۔ تم نے میرا نمبر سیو نہیں کیا۔۔

" شایان اپنا نمبر دیکھتے بولا تھا۔۔۔

ٹائم ہی نہیں ملا۔۔ ہیزل نے کندھے اچکائے۔۔۔

تمہیں ٹائم نہیں ملا اپنے ہونے والے شوہر کا نمبر سیو کرنے کے لیے۔۔۔

؟"شایان نے صدمے سے پوچھا۔۔۔

"نہیں۔۔ "

تمہیں ٹائم نہیں ملا۔۔ شایان اب لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھ چکا

"تھا۔۔

جی بس میں سیو کرنے ہی والی تھی لیکن پھر مجھے ٹائم ہی نہیں ملا۔۔۔ ہیزل

نے دوبارہ سے جواب دیا۔۔۔

اپنی دوست کو کال کرنے کے لیے تمہارے پاس ٹائم تھا۔۔اور اپنے ہونے والے شوہر کا نمبر سیو کرنے کے لیے تمہارے پاس ٹائم نہیں تھا ۔۔۔شایان نے بولتے بولتے اپنا نمبر سیو کیا اور موبائل ہیزل کی طرف بڑھایا۔۔۔

پکڑو اور میں تمہیں جب کال کروں گا تم کال اٹھاؤ گی۔۔اور اگر تم نے کال نہ اٹھائی تو تم جانتی ہو میں کیا کروں گا۔۔شایان لاپرواہ سے انداز میں " بولتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اور ہاں میں لاہور واپس جارہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب میں تمہیں شادی والے دن ہی دیکھوں ۔۔۔تم مجھے ساری پکچر سینڈ کرو گی " ۔۔۔شایان انگلی دکھاتے وارن کرنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"ہزنے کندھے اچکائے۔۔دیکھوں گی اگر ٹائم ملا تو کر دوں گی۔۔

"ہیزل کی بات پہ شایان واپس پلٹا تھا۔۔

یہ جو تم اتنا ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہو نا اسے میں ایک منٹ میں مسل کر رکھ دوں گا۔۔۔ کوئی بات نہیں جتنی آزادی سے گھوم سکتی ہو گھوم لو۔۔ آخر کتنی دیر تک اپنی مرضی کرو گی۔۔۔ آنا تو تمہیں میری دسترس میں ہی ہے نا۔۔ شایان پورے حق سے اپنی بات کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر جا چکا تھا۔۔۔

ہیزل نے لبوں پہ گہری مسکراہٹ سجاتے شایان کی پشت کو دیکھا تھا۔۔ اسے اپنی قسمت پہ بھی رشک ہو رہا تھا۔۔۔ شایان واقعی بہت اچھا تھا۔۔ ہیزل مسکراہٹ اور شرم کی ملی جلی کیفیت میں بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

....

شایان جیسے ہی سٹیئرز کی طرف بڑھا وہ کسی بھاری چیز سے ٹکرایا تھا۔۔۔ آہہہ۔۔! "شایان کا سر بری طرح چکرایا۔۔۔ شایان نے چہرہ اٹھا کے دیکھا اس کا فق سے رنگ اڑا۔۔۔

اس کی ٹکرار حم سے ہوئی تھی،اور شاید اب یہ سلامت نہیں بچنے والا تھا
۔۔۔لیکن وہ بھی شایان سکندر تھا۔۔۔

"کہاں سے آرہے ہو تم ؟"ارحم آنکھیں چھوٹی کرتے بولا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے کہاں سے آرہا ہوں۔۔یہیں تھا میں کہاں جاؤں گا۔۔۔

شایان اپنا کالر سیدھا کرتے بولا۔۔۔

مجھے بھی نظر آرہا ہے کہ تم یہیں تھے۔۔اور یہیں سے ارہے ہو۔۔تم
ہیزل کے کمرے میں گئے تھے نا۔۔۔ارحم نے شایان کو کالر سے پکڑا۔۔۔
دیکھوارحم تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔تم پہلے ہی بہت کچھ کر چکے ہو۔۔۔تم مجھے
ہیزل سے ملنے سے نہیں روک سکتے۔۔۔شایان نے احتجاج کیا تھا۔۔۔
بیٹا میں کر تو بہت کچھ سکتا ہوں۔۔۔لیکن میں کچھ کر نہیں رہا تو اسے میری
شرافت سمجھو۔۔اور یہ جو تم گل کھلاتے پھر رہے ہو نا بعض اجاؤ۔۔ورنہ
تم جانتے ہو میں کیا کروں گا۔۔۔ارحم انگلی دکھاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

یہ دھمکی نہ تم کسی اور کو دو۔۔ کچھ بھی کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچنا پری میری بہن ہے۔۔ میں چاہوں تو اسے ابھی اپنے ساتھ یہاں سے لے کر جا سکتا ہوں۔۔۔ شایان نے بھی برابر کا جواب دیا تھا۔۔۔

ارحم نے دوسرے ہاتھ سے بھی شایان کے کالر کو جکڑا۔۔ تو تم ایسا کرو گے ۔۔ دھمکی دے رہے ہو تم مجھے ؟" ٹھیک ہے کر کے دکھاؤ۔۔۔ ارحم نے چیلنج کیا۔۔

دیکھو ارحم میں نہیں چاہتا کہ ہماری کسی فضول بات پہ بحث ہو۔۔ پہلے ہی تم بہت کچھ کر چکے ہو۔۔ کیا کچھ نہیں سوچا تھا میں نے تم نے میرے سارے کیے کرائے پہ پانی پھیر دیا۔۔۔ شایان نے ایک جھٹکے سے اپنا کلر چھڑوایا تھا ۔۔۔ اب اسے واقعی ارحم پہ غصہ آرہا تھا۔۔۔ کتنی اسانی سے ارحم نے ہیزل " کو اسلام آباد روک لیا تھا، کہ رخصتی اسلام آباد سے ہو گی۔۔۔

میں نے جو بھی کیا بالکل صحیح کیا۔۔ تم جیسے شخص کا کیا بھروسہ کچھ بھی کر " دے۔۔ ارحم کا رخ شایان کی حرکتوں کی طرف تھا۔۔۔

ہاں تو تم بھی کوئی اتنے شریف نہیں ہو۔۔۔تم یہ مت بھولو کہ تم نے بھی ہمارے گھر میں گھس کے میرے ہی باپ کے سر پہ گن تان کے پری سے

"نکاح کیا تھا۔۔۔شایان نے ارحم کو بہت کچھ یاد کروایا تھا۔۔۔

ارحم نے آئی بروا چکاتے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔"تو بالکل صحیح کیا تھا میں نے ،اور مجھے رتی برابرا اپنے فیصلے پہ شرمندگی نہیں ہے۔۔۔ارحم بھی

"کافی ڈھیٹ تھا۔۔۔

ہاں تو ٹھیک ہے نا تم نے اپنی مرضی کی اب مجھے اپنی مرضی کرنے دو۔۔۔ تمہیں میرے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔

شایان اپنی سناتے نکل چکا تھا۔۔ارحم نے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔

"ایک سیر تو دوسرا سواسیر۔۔۔ "

•••••••••••••••

تین دن بعد

خان ولا اور سکندر ولا دونوں میں ہی زور و شور سے شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔پری تو مہر ناز بیگم کے ساتھ ہر روز بازار جاتی تھی۔۔۔آخر اس کے بھائی کی شادی تھی۔۔۔اور اس کی نند اس کی بھابھی بننے والی تھی

۔۔۔

پری کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔ارحم پری کے پیچھے مارا مارا پھر رہا تھا۔۔۔لیکن وہ ارحم کو منہ ہی کہاں لگا رہی تھی۔۔وہ تو اپنے "کاموں میں مصروف تھی۔۔۔

حمدان، میرم، شایان اور ابان بھی شادی کی شاپنگ میں مصروف تھے۔۔۔" کافی حد تک تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔۔۔کل مہندی کی رسم تھی۔۔۔

....

سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود رات کا کھانا کھانے میں مصروف تھے "۔۔۔تبھی شایان نے ابان کو مخاطب کیا۔۔۔

کیا تم میری شادی پہ آرہے ہو۔۔۔؟"شایان بے تاثر سے لہجے میں بولا

۔۔۔

"شایان کی بات نے پہ سب نے حیران ہو کر شایان کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا مطلب ہے بھائی میں آپ کی شادی پہ آرہا ہوں۔۔ ظاہر سی بات ہے آؤں گا آپ کی شادی پہ۔۔۔ آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے میں کوئی انجان ہوں۔۔۔ ابان ہاتھ لہراتے بولا تھا۔۔۔

صحیح بول رہا ہوں میں۔۔۔ پہلے تو تم مجھے کبھی گھر میں ملتے ہی نہیں ہو۔۔ میرا رشتہ تک لینے میرے ساتھ نہیں گئے۔۔ کسی کام کے نہیں ہو تم۔۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ تم میرے بھائی کیوں ہو۔۔۔ شایان نے شکوہ کیا تھا۔۔۔

ہاں ہاں بھائی میں جانتا ہوں آپ میری سٹیج سے گزر چکے ہیں۔۔ اب آپ کی لائف بہت پر سکون ہے۔۔ اسی لیے آپ مجھے اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں میری سٹڈی ختم ہونے والی ہے۔۔۔ اس

کے بعد میں بھی آپ کی طرح ویلا ہو جاؤں گا۔۔۔اور پھر میں بھی شادی "کروں گا۔۔۔ابان شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

حمدان نے گھور کر ابان کی طرف دیکھا۔۔۔ایک کام کرتے ہیں پہلے تمہاری شادی کر دیتے ہیں بعد میں اس فضول انسان کی شادی کر دیں گے ۔۔۔ حمدان غصے میں بولا تھا۔۔۔

"اپشن اچھا ہے بھائی۔۔ابان سرہانے والے انداز میں بولا تھا۔۔

تم دونوں چپ کرو، پہلے میری شادی ہو گی۔۔۔شایان نے جلدی سے بیچ میں ٹانگ اڑائی۔۔۔

ہاں ہاں بھئی پہلے شایان کی شادی ہو گی۔۔میرم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔شایان نے میرم کی بات سنتے بڑی ایٹیٹیوڈ سے اپنی گردن اٹھائی "تھی۔۔۔

حمدان نے شایان کی طرف دیکھتے ایک زوردار مکہ اس کی کمر میں رسید کیا "۔۔۔آہہہ۔۔!"شایان کی کراہ نکلی۔۔

آخر تم کیسے بھائی ہو، تم سے میری خوشی ہضم نہیں ہوتی۔۔شایان بھڑک

" کی اٹھا تھا۔۔۔

اگر کوئی ڈھنگ کی خوشی ہوتی تو میں ضرور ہضم کرتا۔۔۔ایسی خوشی مجھے

قطعاً ہضم نہیں ہوگی، جس میں مجھے جگہ جگہ ذلت، رسوائی، شرمندگی، کا

" حصہ بننا پڑے۔۔۔ حمدان ٹیبل پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

سکندر عثمان، اور مہرناز بیگم، تو ان کی گفتگو سن رہے تھے۔۔۔ "

تم تو فضول میں ہی شرمندہ ہوتے رہتے ہو۔۔۔میری بات مت کرو اپنی

بات کرو۔۔جو ہر وقت۔۔۔

آہہہہ۔۔۔!"اس سے پہلے کہ شایان مزید بولتا، حمدان نے دوبارہ سے

اس کی کمر میں مکا رسید کیا تھا۔۔۔ حمدان نہیں چاہتا تھا کہ وہ کوئی الٹی سی

بھی بات بولے۔۔میرم کو بھی کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔۔۔

چلو شاباش جلدی سے کھانا ختم کرو، پھر ہمیں بہت سارے کام بھی کرنے

ہیں۔۔۔فریحہ بیگم نے ان کو کھانے کی طرف متوجہ کیا تھا۔۔۔جو اس

وقت لڑائی کی فل تیاری کیے بیٹھے تھے۔۔۔اب سب ہی کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔

•••••••••••••••••••

"بے بی جلدی کرو نہ کتنا ٹائم لگاتی ہو۔؟"ارحم ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بال برش کرتا، پری کو بھی آوازیں لگا رہا تھا۔جو کب سے وارڈرب میں گھسی نجانے کیا کر رہی تھی۔۔

"آ رہی ہوں !آ رہی ہوں، خود تو آپ نے اتنی دیر لگادی تیار ہونے میں اور مجھے صحیح سے تیار بھی نہیں ہونے دے رہے۔۔"وہ میکسی کے دوپٹے کو کندھے پر درست کرتی، جھنجھلائی ہوئی آواز میں بولتی ہوئی باہر آئی۔۔۔

"تم لڑکیوں کا۔۔۔"ارحم بولتا ہوا پیچھے مڑا، لیکن پھر جیسے ہی اس کی نظر پری کی طرف اٹھی، الفاظ اس کے منہ میں دم توڑ گئے اور دم بخود سا اسے ہی دیکھے گیا،اسکے ہوش ربا سراپے سے نگاہیں ہٹانا ارحم کے لیے محال ہو رہا تھا وہ مبہوت سا ہو کر اسے دیکھے جا رہا تھا۔کیونکہ اس نے لائٹ پنک کلر کی

لانگ گھیرے دار میکسی زیب تن کی ہوئی تھی۔ جس کے گلے، دامن اور بازؤں پہ بھاری کام اور نیچے پیچز لگے تھے، وہ اس کا ہم رنگ دوپٹہ درست کرنے میں الجھی ہوئی تھی، اس لیے اس کی نظر ارحم پر نہیں پڑی۔

کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئے آپ۔؟"اس نے کمرے میں پھیلی خاموشی" کو محسوس کرتے ہوئے، جیسے ہی سر اٹھایا، حیران رہ گئی۔ کیونکہ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی طرف آرہا تھا۔ جبکہ اسکی متلاشی نگاہیں اب اپنے سینڈلز تلاش کر رہی تھیں، کیونکہ اس نے جوتا نہیں پہنا تھا جس کی وجہ سے اس کی لانگ میکسی اس کے پاؤں کے نیچے لگ رہی تھی۔۔

اور اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ گر جائے گی۔۔۔

ہوا تو بہت کچھ ہے !اب کیا کیا بتاؤں۔۔"وہ اس کے پاس پہنچ کر معنی خیز" نظروں سے اسے تکتے ہوئے بولا۔۔

پری نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ اس کے اور قریب ہوا۔۔

وہ مم میں ذرا شوز پہن لوں پھر چلتے ہیں۔۔"وہ اس کو اتنا قریب ہوتے " دیکھ کر،اس کا ارادہ بھانپ گئی اور پھر جلدی سے بہانا بنا کر وہاں سے نکلنے لگی ۔۔

جب ارحم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔
وہ جو تیزی سے پلٹ رہی تھی۔۔۔
وہ اس اچانک حملے سے سنبھل نہ پائی اور اس کی میکسی اس کے پاؤں تلے آگئی، جس سے اس کا توازن بگڑا اور وہ اس کے کشادہ سینے سے آٹکرائی۔۔
کدھر بھاگ رہا ہے میرا بے بی۔؟"ارحم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی" اسے بانہوں میں جکڑا اور پھر اس کے کان کے قریب ہو کر گھمبیر آواز میں سرگوشی کی۔۔

وہ تو اس کی بانہوں میں خود دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی،اس کے گلابی گال مزید گلابی ہو چکے تھے،اور دل کی دھڑکن بھی کنٹرول سے باہر ہونے لگی تھی۔۔

اس نے اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو سنبھالنے کی کوشش کی۔
لیکن بے سود۔۔

"کیا ہوا۔۔؟اب بول کیوں نہیں رہی۔؟" وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے، زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

پری کی تو جیسے جان پر بنی تھی۔۔
اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں، تاکہ وہ اس کی حالت نہ دیکھ پائے۔ وہ اس کی غیر ہوتی حالت سے لطف انداز ہوتا، اس کی طرف جھکا۔۔

"اوہ۔۔!! تو میرے بے بی کو مجھ سے شرم آرہی۔۔"

لل لیٹ ہورہے ہم۔۔!! سب انتظار۔۔" اس نے بولتے ہوئے، جھٹ سے آنکھیں کھولیں، لیکن اسے اپنی طرف جھکا دیکھ کر اس کے باقی الفاظ منہ ہی دم توڑ گئے، اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔۔
جانے کیوں وہ اتنی زیادہ گھبرا رہی تھی۔۔۔

ارحم اس کی اک اک ادا پر فدا ہو رہا تھا، اس کی اپنی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔ وہ خود بہکتا جا رہا تھا اوپر سے کمرے کے خاموش ماحول نے سحر طاری کیا ہوا تھا۔ جس وجہ سے اس کا خود کو سنبھالنا محال ہو رہا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔" وہ کہتے ہوئے اس کی طرف جھکا، اور اس کی بند" آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھ دیئے۔ اپنی آنکھوں پر اس کے نرم ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے ہی اس کے اندر اک کرنٹ سا دوڑ گیا اور گھبراہٹ سے اس کی سانسیں رکنے لگیں۔۔۔

اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے اپنی بند آنکھوں سے ہی ارحم کی شرٹ کو زور سے دبوچ لیا۔۔

کیا پری بے بی۔؟ آنکھیں کھولو۔۔"اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے وہ" پیچھے ہوا اور اس کو حصار میں لیے آہستہ سے بولا۔

اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔

وہ اب بہت متفکر سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کک کچھ نہیں وہ بس۔۔"اس کی سانسیں ابھی بھی نارمل نہیں ہوئی تھیں۔ارحم نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔

اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟اک بات یاد رکھنا پری میں کبھی بھی وہ کام نہیں کروں گا جس میں تمہاری مرضی شامل نہ ہوئی۔اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"وہ اسے رسان سے سمجھانے لگا۔۔

جی۔۔!!۔۔"پری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔"

گڈ میرا پیارا بچہ۔!آج بہت پیارا لگ رہا،بس اس لیے تھوڑا قریب سے دیکھنے کو دل کر رہا ہے۔۔"وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے،پھر سے اس کو چھیڑنے والے انداز میں بولا۔۔

تو دیکھ لیں،لیکن دور سے۔۔"اب کی بار وہ بھی مسکرائی تھی،کیونکہ اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جہاں شرارت بہت واضح تھی۔۔۔

نہ جی نہ۔۔!میں نے تو قریب سے دیکھنا۔۔"وہ کہتا ہوا اس کی طرف جھکا۔۔۔

ایسے دیکھنا ہے۔۔!۔۔"پری اس کا ارادہ بھانپ کر فوراً کھڑی ہوئی،اور"
اک سیکنڈ میں اس سے چار قدم دور جا کر بیڈ کی سائڈ پر رکھے اپنے سینڈلز
اٹھانے لگ گئی۔۔۔

چھوڑوں گا نہیں اک بار ہاتھ لگو۔۔"جبکہ اس نے سر پر ہاتھ مار کر اسے"
گھور کر دھمکی دی۔۔

اور دوبارہ سے ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔

وہ بھی شوز پہن کر اس کے پاس آکھڑی ہوئی،اب وہ دونوں ہی تیار ہوئے
خود کو آئینے میں دیکھ رہے تھے۔۔۔

چلیں۔۔؟"پری نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔

قریب سے دیکھ تو لینے دو۔۔ارحم نے پری کی کمر میں اپنا بھاری ڈالا تھا

"۔۔۔

ارحمم۔۔"وہ جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔

"جی ارحم کی جان۔۔۔وہ گرفت مزید سخت کرتے بولا تھا۔۔

نیچے چلتے ہیں نہ سب آ گئے ہوں گے۔۔پری معصوم سی شکل بناتے بولی
تھی۔۔۔

ہاں چلتے ہیں۔۔ لیکن آج رات کو چھوڑوں گا نہیں۔۔ارحم لب دباتے بولا
تھا۔۔۔

پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

چلو اب، ورنہ میرا ایمان ڈگمگا جائے گا۔۔ پھر شکوہ مت کرنا۔۔ارحم ارحم
بولتے پری کا ہاتھ پکڑتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔پری بھی خاموشی سے چل
"دی تھی۔۔

اب انکا رخ نیچے کی طرف تھا۔۔ جہاں سارے ارینجمنٹس کیے گئے تھے
"۔۔۔

•••••••••••••••

ہیزل تیار ہو چکی تھی، وہ اب زمل بیگم کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ مہر ناز بیگم تو
"بار بار اس کی نظر اتار رہی تھیں۔۔۔

سائیڈ پہ ہی فریحہ بیگم، اور زمل بیگم، بیٹھی تھیں۔۔۔
اسی پل پری اور ارحم کمرے میں داخل ہوئے۔۔
ماشاءاللہ۔۔ "مہرناز بیگم ان کی طرف دیکھتے کھڑی ہوتی ان کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔
ماشاءاللہ میرے بچے کتنے پیارے لگ رہے ہیں، اللہ نظر بد سے بچائے۔۔
انہوں نے پیار سے پہلے پری کی پیشانی چومی، اور پھر ارحم کی پیشانی چومی
۔۔۔
فریحہ بیگم نے بھی آگے آتے اپنی بیٹی کی نظر اتاری تھی۔۔پری نے بازو کھولتے فریحہ بیگم کو ہگ کیا تھا۔۔"
ہیزل آپی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔پری ہیزل کی طرف بڑھتے بولی تھی۔۔۔"

ہیزل نے لائٹ یلو کلر کا لہنگا پہنا تھا۔۔ میچنگ دوپٹہ سر پہ ٹکائے، لائٹ سے میک اپ میں وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔ آج تو شایان کے رنگ اڑنے والے تھے۔۔۔

پری نے آتے ہیزر کو ہگ کیا تھا۔۔ ہیزل نے بھی جواباً اس کے پھولے پھولے گال کھینچے تھے۔۔۔

میں ذرا بے شرم شایان، اوہ سوری۔۔ ارحم نے لب دبائے۔۔۔ میں ذرا دلہا صاحب کو دیکھ لوں۔۔۔ وہ اٹھتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

ارحم کی بات پہ سب کا بے اختیار قہقہ گونجا تھا۔۔ پری اب ہیزل کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

....

شایان ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔ اس نے ہیزل کے ڈریس کے ساتھ کی ہی کرتا شلوار پہنی تھی۔۔۔

حمدان، ابان، اور ارحم نے میچنگ کی تھی وائٹ شلوار قمیص کے ساتھ گلے

" میں مفلر لیے تھے۔۔۔

سکندر عثمان اور حمزہ صاحب بھی انکے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔۔۔

" ارحم اندر داخل ہوا۔۔

لیں جی ارحم بھائی کو بھی فرصت مل ہی گئی۔۔ابان سب کو ارحم کی طرف

متوجہ کیا۔۔ارحم مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سکندر عثمان سب سے پہلے اٹھتے اپنے داماد سے ملے تھے۔۔۔اب ارحم چلتا

" ہوا شایان کی طرف آیا تھا۔۔۔

تم جتنا مرضی تیار ہو لو، لیکن مجھ سے زیادہ ہینڈ سم نہیں لگ سکتے۔۔۔ارحم

شایان کے قریب آتا بولا تھا۔۔۔

شایان جو ارحم سے گلے ملنے کے لیے کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ ارحم کی بات سنتے

"دوبارہ سے واپس بیٹھا۔۔۔

کیا ہوا بیٹھ کیوں گئے۔۔ارحم نے آئی بروا چکائی۔۔۔

وہ اس لیے کیونکہ تم جیسے انسان کو عزت راس ہی نہیں ہے۔۔اسی لیے
"تمہیں عزت دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔شایان چہرہ پھیرتے بولا تھا۔۔
شایان کی بات سنتے سکندر عثمان اور حمزہ صاحب کا بے اختیار قہقہ گونجا تھا

۔۔۔

شایان نے گھور کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔
چل بیٹا کوئی بات نہیں تو حوصلہ کر۔۔حمدان نے شایان کا کندھا تھپکا۔۔۔
"شایان نے ایک جھٹکے سے حمدان کا ہاتھ پیچھے کو پھینکا تھا۔۔۔
کیا بھائی آپ لوگوں نے میرے بھائی کو ناراض کر دیا ہے۔۔شایان بھائی
اس کمرے میں موجود سب سے ہینڈسم بندے کی تعریف کریں اپ۔۔۔
"ابان کھڑا ہوتا ارحم کے قریب آیا تھا۔۔۔
"اچھا ٹھیک ہے۔۔شایان اتراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔
"جبکہ حمدان نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

شایان بڑے ایٹیٹیوڈ سے کھڑا ہوتا دیوار کے ساتھ لگے بڑے سے مرر کے سامنے آیا تھا۔۔"

اب سکندر عثمان اور حمزہ صاحب بھی پوری طرح سے ان کی طرف متوجہ تھے۔۔۔"

"باباجان۔۔؟ "

شایان نے سکندر عثمان کو پکارا۔۔ہاں ہاں میں جانتا ہوں میں بہت پیارا ہوں۔۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ مگر چلو بولو۔۔" سکندر عثمان سراہنے والے انداز میں بولے تھے۔۔۔

ان کو جہاں لگ رہا تھا کہ شایان ان کی تعریف کرنے والا ہے، لیکن شایان کے اگلے الفاظ سنتے وہ ٹھٹکے۔۔۔"

باباجان آپ آگے سے ہٹیں حمدان کو کور کر رہے ہیں۔۔۔ شایان نے دانت دکھاتے کہا۔۔۔ شایان کی بات پہ ارحم، حمزہ صاحب،اور حمدان، کا کہکا گونجا تھا۔۔۔

اوو شایان !" حمدان نے ذرا شرماتے ہوئے شایان کی طرف دیکھا۔۔جو "چند سیکنڈ بعد اس کی تعریف کرنے والا تھا۔۔

حمدان تھوڑا سائیڈ ہو کے بیٹھو، ابان نظر نہیں آرہا ہے۔۔شایان کی بات پہ حمدان کے لب سمٹے۔۔جو مسکراہٹ سے پھیل چکے تھے۔۔ سکندر عثمان نے حمدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے کہا، تم اور بلش کرو۔۔۔ سکندر "عثمان کی بات پہ حمدان نے منہ بسورا۔۔۔

"ابان۔۔" شایان نے بے تاثر سے چہرے کے ساتھ ابان کو پکارا۔۔۔

جی بھائی۔۔" ابان نے جھٹ سے جواب دیا۔۔ابان جو دل میں سوچ رہا تھا کہ شایان اب اس کی تعریف کرے گا، شایان کے اگلے الفاظ سنتے ابان کے چہرے کی رونق گائب ہوئی۔۔۔

تم کھڑے کیوں ہو، بیٹھ جاؤ۔۔شایان بولتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے "لگا تھا۔۔۔

حمدان نے ابان کی طرف دیکھ کے چہرے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔ جیسے اپنی ہسی روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔"

ارحم۔۔!" اب شایان نے بڑے ادب واحترام سے ارحم کو پکارا۔۔ آخر ارحم اس کا سالہ پلس بہنوئی بھی تو تھا۔۔۔"

ارے شایان میرے جگری یار، میں جانتا تھا، تم بھی بہت اچھے ہو۔۔۔

ارحم شایان کو سراحنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

یار ارحم سائیڈ پہ ہو جاؤ، شیشہ نظر نہیں آ رہا۔۔ شایان دانت دکھاتا ارحم کو کندھے سے سائیڈ پر دھکیل گیا تھا۔۔۔ ارحم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔"

ارے تم۔۔ ارے ہاں ہاں تم۔۔ شایان اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتا اپنی واسکٹ ٹھیک کرتے بولا تھا۔۔۔

ماشاءاللہ۔۔ ماشاءاللہ۔۔ ماشاءاللہ۔۔"

اللہ نظر بد سے بچائے ۔۔ شایان نے دونوں ہاتھوں سے اپنی نظر اتاری تھی ۔۔ تم واقعی بہت پیارے ہو ۔۔ شایان اپنے اپ کو شیشے میں دیکھتا بولا تھا ۔۔۔ "

جہاں شایان بولتا جارہا تھا وہیں سب کے حیرت سے منہ کھلتے جارہے تھے

۔۔۔

ابے او شرم کی خالی دکان ۔۔ ارحم پیچھے سے شایان کا کالر جکڑتے بولا تھا ۔۔۔ شکل دیکھی ہے تم نے اپنی ارحم نے دانت پیستے کہا ۔۔۔

بیٹا جی شکل اچھی تھی تو اتنی اچھی لڑکی کا رشتہ مل گیا ہے ۔۔ شایان بڑے فخر سے بولتا حمزہ صاحب کو دیکھنے لگا تھا ۔۔۔ "

حمزہ صاحب اٹھ کر چلتے ہوئے شایان کی طرف آئے ۔۔ شایان نے ایک جھٹکے سے ارحم سے اپنا کالر چھڑوایا تھا ۔۔۔

ارے میر اداماد واقعی بہت ہینڈسم ہے ۔۔ خبر دار اگر کسی نے میرے داماد کو کوئی بات کی تو ۔۔ حمزہ صاحب نے بھی شایان کی سائیڈ لی تھی ۔۔۔ "

حمزہ صاحب کی بات سنتے شایان نے بڑے ایٹیٹیوڈ سے گردن اٹھاتے اپنے باپ اور بھائیوں کی طرف دیکھا تھا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو تم لوگوں کو تو "میری قدر نہیں میرے سسر کو تو میری بہت قدر ہے نہ۔۔۔

حمزہ صاحب نے سر ہلاتے شایان کی کمر تھپکی تھی۔۔

حمدان اور ابان تو خونخوار نظروں سے شایان کی طرف دیکھ رہے تھے ۔۔۔ جس نے ان کو تعریف کا لارا لگا کر اپنی تعریف کر دی تھی۔۔۔

اسی پل پری، فریحہ بیگم ،اور مہر ناز بیگم کمرے میں داخل ہوئے تھیں۔۔۔ سکندر بھائی، حمزہ، آپ لوگ باہر آئیں سب لوگ اچکے ہیں۔۔ مہر ناز بیگم نے اندر آتے ان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔جی جی بھابھی چلیں۔۔ حمزہ صاحب اور سکندر عثمان آگے بڑھے تھے۔۔۔

پری تو اندر آتی سب سے پہلے اپنے بھائی شایان سے ملی تھی۔۔سب سے پہلے پری نے اپنے بھائی کی نظر اتاری۔۔

"ماشاءاللہ۔۔ماشاءاللہ۔۔ماشاءاللہ۔۔۔

پری نے ایک ہی لفظ تین دفعہ بولا تھا۔۔شایان نے بھی بہت نرمی سے پری کے سر پہ ہاتھ دیا۔۔اور پری اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

کیا تھا اگر ان تین لفظوں میں سے ایک لفظ تم میرے لیے استعمال کر لیتی

"تو۔۔ارحم جلے کٹے انداز میں بولا تھا۔۔۔

ارحم کی بات پہ شایان نے ارحم کو ٹھینگا دکھایا تھا۔۔۔شایان کی حرکت ارحم کو مزید تیش دلا گئی تھی۔۔۔

"!چلو باہر۔۔

ارحم غصے سے بولتا پری کی بازو سے ایک ہی جھٹکے میں اسے شایان سے الگ کر چکا تھا۔۔جو شایان سے چپکی کھڑی تھی۔۔۔شایان نے بڑے ایٹیٹیوڈ سے اپنا کالا جھٹکا تھا۔۔۔اب سب کا رخ باہر کی طرف تھا۔۔۔

••••••••••••••••

اب سین یہ تھا کہ یہاں پہ لائن میں تین صوفے جوڑے گئے تھے۔۔۔

سینٹر والا اسٹریٹ پڑا تھا۔۔ جبکہ باقی دو سائیڈوں والے ترچھے انداز میں

"رکھے گئے تھے۔۔۔ان کے کورز لائٹ یلو اینڈ بلیک کلر کے تھے۔۔۔

یہ خان ویلا کا گارڈن ایریا تھا۔۔ڈیکوریشن میں بھی پیلا اور سیاہ کلر کا استعمال

" کیا گیا تھا۔۔۔

شایان اپنی پوری وجاہت کے ساتھ اپنی ہونے والی بیگم کے (ہیزل) کے

" ساتھ چپکا بیٹھا تھا۔۔۔

ارحم اور حمدان اس سے اتنی بے عزتی کروانے کے بعد بھی وہ اپنی حرکتوں سے

باز نہیں آرہا تھا۔۔۔پری کو بھی آج ہی پتہ چلا تھا کہ اس کا بھائی حد سے

زیادہ بے شرم ہے۔۔۔

شایان کی دونوں سائیڈوں والی صوفوں پہ ایک جگہ پہ میرم اور حمدان بیٹھے

"تھے،اور دوسری جگہ پہ پری ارحم کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

ابان بھی یہیں پہ سائیڈ پہ رکھے ایک ون سائیڈ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔۔ابان کو بھی واضح لفظوں میں آج ہی پتہ چلا تھا کہ شایان کس قدر بے شرم انسان ہے۔۔۔

مہرناز بیگم ،زمل بیگم ، حمزہ صاحب ، فریحہ بیگم ،اور سکندر عثمان، یہ سب "مہمانوں کے ساتھ مصروف تھے۔۔۔

"!اہم اہم۔۔

"!شایان نے گلا کھنگارتے سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا۔۔

اب تمہاری ایسی کون سی بے شرمی رہ گئی ہے۔۔؟"جو تم ہمیں دکھانے "والے ہو۔۔ حمدان جلے کٹے انداز میں بولا تھا۔۔۔

مان جاؤ کہ تم سے میری شادی ہضم نہیں ہو رہی۔۔ شایان نے ہیزل کا ہاتھ پکڑتے لہراتے ہوئے کہا تھا۔۔"ہیزل نے غصے سے شایان سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔ شایان نے شانے اچکاتے ہیزل کی طرف دیکھا۔۔۔

تم اپنی بکواس بند کرلو، میں نہیں چاہتا کہ یہاں سب کے سامنے میں تمہاری مزید کوئی عزت افزائی کروں۔۔ حمدان تڑختے لہجے میں دبے دبے الفاظوں میں بولا تھا۔۔۔"

"ہاہاہاہاہاہا۔۔"

حمدان کی بات سنتے ارحم اور ابان کا بے اختیار قہقہ گونجا۔۔پری نے ان دونوں کو گھور کر دیکھا تھا۔۔

میں کب سے دیکھ رہی ہوں آپ لوگ میرے بھائی کو باتیں کیے جارہے ہیں۔۔ خبردار اگر اب کسی نے میرے بھائی کو کوئی بات کی تو، ورنہ میں سب سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔پری انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔

"آہ میری کیوٹ چھوٹی سی ڈول۔۔ "

ارحم پری کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا اسے اپنے ساتھ لگاتے بولا تھا۔۔

ارحم یہ شایان کم تھا جو اب تم بھی یہاں پہ شروع ہو گئے ہو۔۔ حمدان نظریں چراتا بولا تھا۔۔ وہ واقعی حیران تھا، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ

شایان اور ارحم اخر کرنا کیا چاہتے ہیں۔۔بے شرمی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے "، لیکن شاید ان دونوں پہ کوئی حد ہی نہ تھی۔۔

سیدھی طرح کہو نا تمہاری بیوی تمہیں منہ نہیں لگاتی۔۔شایان میرم کی طرف دیکھتا بولا تھا۔۔۔میرم شرم سے پانی پانی ہوتی چہرہ جھکا گئی تھی۔۔

" اسے شایان سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔۔

ارحم میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بہن شادی سے پہلے بیوہ ہو۔۔تو لہذا اس بے شرم انسان کو چپ کروا دو۔۔ورنہ آج یہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا "۔۔حمدان غصے سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔

بھائی یہ بھی کوئی لڑنے کا ٹائم ہے بیٹھ جائیں آپ۔۔پری ہمدان کے قریب آتے بولی تھی۔۔حمدان پری کی طرف دیکھتے اپنے غصہ ضبط کر گیا تھا۔۔

ورنہ شاید آج شایان کی خیر نہیں تھی۔۔۔

شایان بھائی آپ ہیزل آپی کے لیے کوئی اچھا سا شعر سنائیں گے۔۔پری واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے بولی تھی۔۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔ ارحم مذاق اڑانے والے انداز میں ہنسا تھا۔۔ ارحم کو دیکھتے حمدان بھی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتا اپنی ہنسی کنٹرول کرنے لگا۔۔۔ پری نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا۔۔

پری بے بی مجھے جلنے کی سمیل آرہی ہے۔۔ شایان پری سے مخاطب ہوا تھا ۔۔۔ ارحم نے حیرت سے شایان کی طرف دیکھا۔۔۔ "جواباً شایان نے اپنی پوری بتیسی کا دیدار کروایا تھا۔۔۔

یہ تم نے میری بیوی کو بے بی کیوں بولا ہے۔۔ ارحم کاٹ کھانے والے لہجے میں بولا تھا۔۔ بہن ہے میری تمہیں کیوں آگ لگ رہی ہے۔۔۔ شایان نے بھی برابر پہ جواب دیا تھا۔۔

ہاں ہے بہن لیکن بولنے کا حق صرف مجھے ہے۔۔۔ ارحم غصے سے دھاڑتا کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔

پری تو حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

تو میرے پاس بھی اپنی بیوی کو سویٹ ہارٹ بولنے کا پورا حق ہے۔۔

"شایان نے احتجاج کیا تھا۔۔۔

ہیزل تمہاری ہونے والی بیوی ہے۔۔ابھی ہوئی نہیں ہے۔۔ارحم نے دانت پیسے تھے۔۔

تو ٹھیک ہے پھر!"تم بھی آج کے بعد میری بہن کو بے بی نہیں بولو گے۔۔۔اب شایان بھی غصے سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔

اس کو دیکھتے ابان اور حمدان بھی کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔ارحم کو تو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس نے پری کو بے بی بولتے سنا کب۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔ارحم انگلی دکھاتا آگے کی طرف بڑھا تھا۔۔ لیکن پری نے ایک دم سے اٹھتے اسے بازو سے پکڑ لیا تھا۔۔۔

اب ہیزل بھی گھبرا چکی تھی۔۔۔

بھائی ہوں میں پری کا۔۔شایان ایٹیٹیوڈ سے بولا تھا۔۔

چپ کر جاؤ بے شرموں۔۔ شرم نام کی کوئی چیز بچی ہے تم دونوں میں

۔۔۔ حمدان ان دونوں کو گھورتے بولا تھا۔۔ جو بیوی اور سویٹ ہارٹ لفظ پہ

لڑ رہے تھے۔۔۔

اووتم مجھے شرم سکھاؤ گے۔۔ اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا۔۔؟"

شایان کا رخ اب حمدان کی طرف تھا۔۔ پتہ نہیں اب شایان کیا کرنے والا

تھا۔۔۔

تم نے جو بابا کے سامنے میرم بھابھی کو ڈارلنگ بولا تھا، وہ کس کھاتے میں

"۔۔؟

شایان کی بات پہ میرم کا حیرت سے منہ کھلا۔۔ اسے بالکل بھی شایان سے

اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔ شایان کی بات سنتے ارحم کا دل چاہا تھا کہ وہ

زوردار کہکا لگائے۔۔۔ لیکن اس وقت سچویشن کافی سیریس تھی۔۔ تو ارحم

نے کافی حد تک کنٹرول کیا تھا۔۔۔

میں نے بابا کے سامنے اپنی ذاتی بیوی کو ڈارلنگ بولا تھا۔۔ تمہاری طرح "اپنے سسرال میں بیٹھ کے بچوں کی بات نہیں کی تھی۔۔۔

اگر شایان نے حمدان کو ذلیل کروایا تھا تو حمدان کا بھی پورا حق تھا شایان کو ذلیل کروانے کا۔۔۔ حمدان کی بات سنتے ارحم کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔۔۔

شرم کی خالی دکان لعنت ہے تیری شکل پہ۔۔ارحم نے اپنے ہاتھ سے شایان کو لعنت دی تھی۔۔۔ شایان نے کالر جھٹکتے نظریں چرائیں۔۔۔

ہیزل بیچاری شرم سے پانی پانی ہوتی اپنا چہرہ جھکا گئی تھی۔۔

ابان جو کب سے ان کی لڑائی انجوائے کر رہا تھا اس بات پہ اسے بھی تھوڑی شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔اسے لگتا تھا کہ حمدان ہی بے شرم ہے، لیکن ابان غلط تھا، شایان حمدان سے چار ہاتھ آگے ہے۔۔اس نے ابھی چند منٹ پہلے اندازہ لگایا تھا۔۔۔

حمدان، شایان اور ارحم، تینوں ہی کافی حد تک بے شرم تھے۔۔ان تینوں نے ہی ایک دوسرے کے راز کھولتے کھولتے اپنی بیویوں کو ذلیل کروا دیا تھا۔۔۔

یہ تم لوگ لڑ کیوں رہے ہو۔۔مہر ناز بیگم ان کے پاس آتی بولی تھیں۔۔۔ فریحہ بیگم، سکندر عثمان، حمزہ صاحب،اور زمل بیگم، بھی ان کے پیچھے ہی آئی تھیں۔۔۔

کچھ نہیں ماما آپ آئیں بیٹھیں۔۔ میرے خیال سے اب ہمیں رسم شروع کر دینی چاہیے۔۔۔ارحم انتہائی شرافت سے بولا تھا۔۔۔باقی سب کی شکلوں پہ بھی شرافت کا لبادہ اڑھ چکا تھا۔۔۔

ہیزل، میرم اور پری، نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ورنہ شاید آج وہ کتنا اور "ذلیل ہو جاتی۔۔ہاں بیٹا چلو رسم شروع کرتے ہیں۔۔۔

رسم شروع ہو چکی تھی۔۔سب سے پہلے پری اور ارحم نے رسم کی تھی۔۔ اس کے بعد میرم اور حمدان نے۔۔اور پھر آہستہ آہستہ مہر ناز بیگم، فریحہ

بیگم ،زمل بیگم اور پھر دوسرے مہمان بھی آہستہ آہستہ رسم کرنے لگے

۔۔۔

شایان کے چہرے سے تو مسکراہٹ ہی نہیں جا رہی تھی۔۔ ہیزل تو بار بار شایان کی نظروں سے شرما رہی تھی۔۔ جو اس کے چہرے پہ ہی مرکوز تھیں۔۔۔

کچھ دیر میں رسم ختم ہو چکی تھی۔۔ سب کافی حد تک تھک چکے تھے۔۔۔ مہمان بھی جا چکے تھے۔۔ اور اب سکندر فیملی کو بھی لاہور کے لیے نکلنا تھا ۔۔ آخر ان کو صبح بارات بھی تو لے کر آنی تھی۔۔۔

پری ہمارے ساتھ جا رہی ہے۔۔ حمدان آگے آتے بولا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے پری تمہارے ساتھ جا رہی ہے۔۔ پری کیوں تمہارے ساتھ جائے گی۔۔ ارحم نے شوکڈ نظروں سے حمدان کی طرف دیکھا

"۔۔۔

کیوں کیا اس بات کا کوئی مطلب ہونا چاہیے۔۔پری شایان کی بہن ہے، اور ظاہر سی بات ہے شایان کی شادی ہے، تو پری تو ساتھ جائے گی ہی۔۔۔ حمدان نے تفصیل دی۔۔۔آخر اس کو صبح اپنے بھائی کی بارات کے ساتھ بھی آنا ہے۔۔۔

حمدان کی بات سنتے ارحم کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔۔۔ہاں تو کیا ہوا بھائی کی شادی ہے تو۔۔۔وہ نہیں جائے گی۔۔پری یہاں پہ ہی رہے گی "۔۔وہ ہمارے ساتھ ہی ہال میں جائے گی۔۔۔

حمدان کی بات سنتے ارحم کی تو جیسے سانس اٹک گئی تھی۔۔ہاں ہاں بیٹا پری ہمارے ساتھ ہی ہال میں آئے گی۔۔مہرناز بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔ارحم نے بھی اپنی ماما کی طرف دیکھتے زور زور سے اسبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

پری کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی بارات کے ساتھ آئے۔۔ لیکن "یہاں تو الٹا ہی ہو گیا تھا۔۔ارحم اس کو جانے نہیں دے گا۔۔۔

ارحم پلیز جانے دیں نا۔۔ میں صبح بارات کے ساتھ آؤں گی۔۔ اتنا مزہ آئے گانا شایان بھیا کی بارات کے ساتھ آنے پہ۔۔ پری کھلکھلاتی ہوئی بولی تھی ۔۔۔

تم نہ چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔۔ بلکہ تم یہاں سے اندر چلو۔۔ چلو شاباش جاؤ، سونے کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔ ارحم نے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ پری نے منہ بسور کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔

تم میری بہن کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔ پری ہمارے ساتھ ہی جائے گی۔۔۔ شایان نے آگے بڑھتے پری کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

شایان میں کہہ رہا ہوں اس کا ہاتھ چھوڑ دو میں نہیں چاہتا کہ میری بہن شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو۔۔ ارحم کی بات سنتے سب نے حیرت سے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہاں ہاں رکھو تم اپنی بیوی کو اپنے پاس۔۔ کوئی شوق نہیں ہے مجھے اسے لے کر جانے کا۔۔۔ شایان نے جلدی سے پری کا ہاتھ چھوڑا۔۔۔

اب کی بار پری نے حیرت سے شایان کی طرف دیکھا تھا۔۔کتنا مطلبی تھا اس کا بھائی۔۔

''ہاں ہاں جاؤ جاؤ۔۔ارحم نے آگے بڑھتے پری کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔اور شایان کو باہر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

فریحہ بیگم، مہرناز بیگم اور زمل بیگم سے ملتی باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

باقی سب بھی باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔میرم نے پری کو گلے لگا کر اس کی گال پہ کس کی تھی۔۔

اداس نہیں ہونا کوئی بات نہیں۔۔

پری نے میرم کی بات سنتے دھیمے سے اسبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔وہ سب جا چکے تھے۔۔پری بھی عجیب سا منہ بناتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

چلیں ماما آپ لوگ بھی سو جائیں۔۔کافی رات ہو گئی ہے۔۔ارحم نے بھی سب کو اندر چلنے کا کہا تھا۔۔۔

سبھی اب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔ آج سب کافی تھک چکے تھے۔۔۔ مہندی کا فنکشن کافی بڑا رکھا گیا تھا۔۔۔اب کل مین ایونٹ تھا بارات۔۔۔

•••••••••••••••••

ارحم جیسے ہی کمرے میں آیا اس کی نظروں نے پری کو تلاشا۔۔اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔۔اس کے سامنے ہی پری واش روم سے باہر آ رہی تھی۔۔

اس کے چہرے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔۔کچھ دیر پہلے جو بال چٹیا میں بندے تھے وہ اب کھلے اس کے شانوں پہ پھیلے تھے۔۔۔پری بلیک کلر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس چہرے پہ اداسی سجائے دبے دبے قدموں سے بیڈ پہ اپنی سائیڈ کی طرف آئی۔۔۔

" ارحم پری کے چہرے پہ اداسی نوٹ کر چکا تھا۔۔۔

ارحم چلتا ہوا پری کے قریب آیا۔۔۔ میرا بے بی ناراض ہے۔۔ ارحم نے دھیرے سے جھکتے پری کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔ جو لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔

آپ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔ پری نے دھیمے سے اداس سا جواب دیا تھا۔۔۔

پری اب بھلا اس میں کوئی ناراض ہونے والی بات ہے۔۔ ارحم جھنجھلاتے "بولا تھا۔۔۔

کیوں نہیں ہے اس میں ناراض ہونے والی بات۔۔۔ میں جب سے یہاں آئی ہوں آپ نے مجھے ایک دفعہ بھی ماما بابا کے پاس نہیں جانے دیا۔۔۔ پری کی آنکھوں کے کنارے نم ہو چکے تھے۔۔۔

او میرے بے بی کو ماما بابا کے پاس جانا ہے۔۔ کوئی بات نہیں شایان کی شادی کے بعد میں تمہیں خود لے کر جاؤں گا۔۔۔ ارحم انتہائی نرمی سے پری کے گال تھپکتے بولا تھا۔۔۔

نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔مجھے پتہ ہے آپ نہیں لے کر جائیں گے۔۔پری نے اپنے ہاتھ سے اپنی ایک آنکھ صاف کی تھی۔۔۔جہاں سے ایک موٹا آنسو بہتا اس کی گال پہ پھسلا تھا۔۔۔

پری اب رونے والی بات ہے کیا۔۔تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے۔۔جب میں تمہیں کہہ رہا ہوں نا۔۔میں تمہیں لے کر جاؤں گا یار۔۔ارحم نے اپنے دونوں بھاری ہاتھوں سے پری کی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔۔

پکا۔۔"پری کسی چھوٹے بچے کی طرح بولی تھی۔۔۔ "

ہاں پکا۔۔!"ٹھیک ہے۔۔پری نے ہلکا سا سر اسبات میں ہلایا تھا۔۔

اب سونا ہے مجھے میں تھک گئی ہوں۔۔۔

پری کا تھکن سے برا حال ہو رہا تھا۔۔اس کی آنکھیں نیند سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔اس کو انتہائی نیند آ رہی تھی۔۔اس کے پاؤں ہیل پہننے کی وجہ سے دکھ رہے تھے۔۔۔ "

ایسے کیسے سو سکتی ہو تم۔۔ میری نیندیں حرام کر کے میڈم کو سونے کی پڑی ہے۔۔ خبر دار اگر تم سوئی تو۔۔

کس نے کہا تھا اتنی تیاریاں کرو۔۔ بہت شوق چڑھا ہوا تھا بھائی کی شادی کا "۔۔۔ ارحم ہاتھ لہراتے غصے سے بولا تھا۔۔

ہاں تو میرے بھائی کی شادی تھی کیا میں اتنی تیاریاں نہ کرتی۔۔؟" پری نے آنکھیں چھوٹے کرتے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

مجھے کیا جو مرضی کرو۔۔ لیکن تم ابھی نہیں سو سکتی۔۔ ارحم نے اپنا فیصلہ "سنایا تھا۔۔

کیوں نہیں سو سکتی۔۔ سونے لگی ہوں میں۔۔ اور آپ پہ چپ کر کے سو جائیں۔۔۔ پری بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ ارحم نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔

چپ، ایک دفعہ منع کر دیا ہے تو کر دیا نا منع۔۔۔ دیکھو آج موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے۔۔ ستارے بھی نکلے ہیں۔۔ آؤ ہم بالکنی پہ چلتے ہیں۔۔ ارحم پری کا "ہاتھ کھینچتے زبردستی بالکنی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

نہیں ارحم مجھے سونا ہے۔۔ مجھے بہت زیادہ نیند آ رہی ہے۔۔ آپ پلیز مجھے "سونے دیں۔۔ پری نے اپنی نیند کے لیے احتجاج کیا تھا۔۔

تم بولتی رہو میں تمہاری ایک نہیں سننے والا۔۔۔ ارحم اپنی سناتے بالکنی کا دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔۔

وہاں پہ دو کرسیاں موجود تھیں۔۔ ایک پہ ارحم نے پری کو بٹھایا اور دوسرے پہ خود براجمان ہوا۔۔ پری اس کے برابر ہی بیٹھی تھی۔۔۔

ارحم نے چاند کی طرف اشارہ کیا۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تم زیادہ پیاری ہو یا وہ "چاند۔۔۔ ارحم چہرے پہ گہری مسکراہٹ سجاتے بولا تھا۔۔۔

پری شرم سے جھنپ سی گئی تھی۔۔۔ ارحم نے سوالیہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔۔۔ جو سمٹ ٹی سی بیٹھی تھی۔۔

ارحم نے آئی برو اچکائی۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا بات ہے۔۔ پری نے دھیرے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

ہائے ارحم تو اس کی ادا پہ ہی مر مٹا تھا۔۔۔

تم مان کیوں نہیں جاتی کہ میں جب بھی تمہارے پاس آتا ہوں تو تم شرمانے لگ جاتی ہو۔۔ارحم کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔۔

ہاں تو کیا آپ کی طرح بے شرم بن جاؤں۔۔؟"پری ہلکا سا منمنائی تھی ۔۔۔ارحم پری کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔۔۔

اگر بیوی کے قریب جانا بے شرمی ہے، تو ہاں میں بے شرم ہوں۔۔ارحم نے بات کرتے کرتے اپنے چہرے کے نیچے ہاتھ ٹکایا تھا۔۔وہ بیٹھا تو اپنی کرسی پہ تھا لیکن اس وقت وہ پورا پری کی طرف جھکا ہوا تھا۔۔۔

ویسے نا آپ کچھ زیادہ ہی بے شرم ہیں۔۔۔پری ارحم کی نظروں سے کنفیوز "ہوتی بولی تھی۔۔

چلو اب اگر تم نے مجھے بے شرم بول ہی دیا ہے تو کیوں نہ میں اپنا بے شرمی کا ثبوت بھی تمہیں دکھادوں۔۔۔ارحم نے ہاتھ بڑھاتے پری کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرا تھا۔۔۔پری مزید کنفیوز ہو گئ تھی

"۔۔۔

ارحم جیسے ہی پری کے چہرے کی طرف جھکنے لگا پری نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔
ارحم ایک دم سے پیچھے ہوا تھا۔۔پری ہنستی چلی جارہی تھی۔۔۔ارحم نے
"انتہائی مایوسی سے پری کا چہرہ دیکھا۔۔۔
پری کیا تم کبھی میری فیلنگ نہیں سمجھ سکو گی۔۔ارحم افسردگی سے بولا تھا

۔۔۔

"پری نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔وہ ابھی تک ہنسنے میں مصروف تھی۔۔
پری سیریسلی کیا تم میری فیلنگز کو نہیں سمجھتی ہو۔۔۔اب ارحم کا لہجہ تھوڑا سنجیدہ تھا۔۔اور آواز میں تھوڑا غصہ بھی تھا۔۔۔

پری نے اپنی ہنسی کنڑول کی۔۔۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے، میں آپ کی فیلنگ سمجھتی ہوں۔۔۔پری شرمیلے سے انداز میں بولی تھی۔۔

ہاں میری فیلنگ سمجھتی ہو۔۔اسی لیے جب بھی میں قریب آتا ہوں تو

"میرے رومینس کا بیڑا غرق کر دیتی ہو۔۔۔ارحم منہ بگاڑتے بولا تھا۔۔

نن۔۔ نہیں ارحم ایسی بات نہیں ہے۔۔۔آپ حرکتیں ہی ایسی کرتے ہیں مجھے خود بخود ہنسی آجاتی ہے۔۔۔پری کی اگلی بات سنتے ارحم کو جھٹکا لگا

۔۔۔

کیا مطلب ہے کیسی حرکتیں کرتا ہوں میں۔۔؟"ارحم صدمے کی کیفیت " میں بولا تھا۔۔۔

نہیں ارحم میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔پری نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا

۔۔۔

نہیں تمہارا وہی مطلب تھا۔۔پری بس بہت ہو گیا اب میں مزید کوئی گستاخی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ارحم انگلی دکھاتا بولا تھا پری خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

ارحم پری کی لرزتی آنکھوں میں دیکھتا اس کے چہرے پہ جھکا تھا۔۔اس نے "بہت نرمی سے پری کے لبوں کو چھوا تھا۔۔۔

پری نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔ارحم نے چہرہ اٹھاتے مسکراتے ہوئے پری کی طرف دیکھا۔۔۔وہ پری کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔۔۔میرے خیال سے یہ وقت تمہاری آنکھیں بند کرنے کا نہیں، ہنسنے کا تھا۔۔؟"ارحم نے پری کو کچھ یاد دلایا تھا۔۔۔

لیکن اب پری میں آنکھیں کھولنے کی ہمت بھی نہیں بچی تھی۔۔ہاہاہاہاہاہا ۔۔۔ارحم زوردار قہقہ لگا گیا تھا۔۔۔پری مزید شرم سے جھنپ سی گئی تھی

"۔۔

چلو سونا نہیں ہے۔۔آنکھیں بند کر کے یہیں پہ بیٹھنے کا ارادہ ہے۔۔؟"

ارحم مزید پری کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے کھڑے ہوتے پری کو ہاتھ سے اٹھایا تھا۔۔۔پری خاموشی سے ارحم کے ساتھ اندر اگئی تھی۔۔"

اندر آتے ہی ارحم سیدھا واش روم میں گیا تھا۔۔پری تو جلدی سے کمبل میں گھستی خود کو کور کر گئی تھی۔۔۔

ارحم نے پیچھے کو پلٹتے پری کی حرکت کو نوٹ کیا تھا۔۔اس کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔

••••••••••••••••

اگلا دن شروع ہو چکا تھا۔۔آج بارات تھی۔۔ہیزل کے چہرے پہ بھی ایک الگ سی رونق تھی۔۔زمل بیگم کافی اداس اداس پھر رہی تھیں۔۔۔ مہرناز بیگم بھی اداس تھیں۔۔۔

ایک نہ ایک دن تو بیٹی کو رخصت ہو کر اپنے گھر جانا ہی ہوتا ہے۔۔آج ہیزل کو بھی جانا تھا۔۔زمل بیگم نے آگے بڑھتے بے اختیار ہیزل کو گلے لگایا۔۔ان کی آنکھوں نم ہو گئیں۔۔

مہر ناز بیگم نے بھی نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔

میری بچی!"زمل بیگم نے ہیزل کے پیشانی پہ لب رکھے تھے۔۔ہیزل کی "آنکھوں میں بھی نمی اتر آئی تھی۔۔۔

"!اللہ ہمیشہ میری بیٹی کو خوش رکھے۔۔آمین۔

مہر ناز بیگم نے بھی آگے آتے ہیزل کو گلے لگایا تھا۔۔۔ہیزل نے ان "دونوں کے گرد حسار بنایا۔۔

"!اللہ تعالی میری بیٹی کے نصیب بہت اچھے کرے۔۔۔آمین۔۔

آمین۔۔!"مہر ناز بیگم نے بھی بولتے اس کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔۔ ہیزل دھیمے سے مسکرا دی تھی۔۔۔

••••••••••••••

سکندر ولا میں بھی سب تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔۔۔بس بارات کے لیے نکلنے ہی والے تھے۔۔۔

شایان نے بلیک کلر کی شیروانی پہنی تھی۔۔آج شایان خوبصورت سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔آج تو حمدان نے بھی شایان کی نظر " اتاری تھی۔۔۔

مذاق اپنی جگہ لیکن واقعی حمدان کو شایان کے لیے بہت زیادہ خوشی تھی ۔۔۔فریحہ بیگم تو بار بار شایان کی نظر اتار رہی تھیں۔۔

سکندر صاحب،ابان اور حمدان نے سیم ڈریسنگ کی تھی۔۔۔میرم نے ریڈ کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔۔

بابا چلے نا ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔شایان سکندر عثمان کو اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔۔لیکن بولنے سے پہلے وہ سوچ چکا تھا کہ یہ بولنے کے بعد اسے دو تین سلاواتیں بھی سننے کو ملیں گی۔۔لیکن اس کے سوچ کے برعکس ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

آج سکندر عثمان نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔۔۔شایان نے حیران ہوتے حمدان کی طرف دیکھا۔۔۔ حمدان مسکراتے ہوئے آگے آیا تھا۔۔۔ اس نے شایان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔آج تمہارے لیے بہت خاص دن ہے۔۔اسی لیے ہم تمہیں کچھ نہیں کہہ رہے۔۔ لیکن زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے صرف آج کے لیے تمہاری بخشش ہو گئی ہے

۔۔۔

" حمدان کی بات پہ سب مسکرائے تھے۔۔

"مطلب کی بات کی ہے تم نے۔۔شایان نے منہ بسورا۔۔۔

تم شکر مناؤ میں نے بات کر دی ہے۔۔ مطلب سے تمہیں کوئی غرض نہیں۔۔۔اور اب چلو نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔"

ہاہاہا۔۔ سکندر عثمان،ابان،فریحہ بیگم،میرم،سب ہی باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔"

ان کا یہ خوبصورت سفر روانہ ہوا تھا۔۔۔ قطار میں یہ 1210 گاڑیاں اسلام آباد کی طرف روانہ ہوئی تھیں۔۔۔ سب سے آگے ایک گارڈز کی گاڑی تھی۔۔اس کے پیچھے شایان کی گاڑی تھی، شایان کی گاڑی کا کلر بلیک تھا۔۔ باقی سب گاڑیاں وائٹ کلر میں تھیں۔۔۔

یہ گاڑیوں کی قطار شایان کی بارات لے کر جا رہی تھی۔۔ یہ گاڑیوں کی بارات ہیزل حمزہ کو، ہیزل شایان بنانے جا رہی تھی۔۔۔

••••••••••••••••

بڑے سے ہول میں سارے ارینجمنٹس کیے گئے تھے۔۔ ہیزل دلہن کے عروسی جوڑے میں ملبوس برائیڈل روم میں بیٹھی تھی۔۔۔

آج پری نے بلیک کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔ ارحم نے بھی اس سے ملتی جلتی بلیک شیروانی پہنی تھی۔۔۔

آج پری کافی شرمائی شرمائی پھر رہی تھی۔۔ ارحم کی طرف تو دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

مہر ناز بیگم اور زمل بیگم تھوڑا اداس تھیں۔۔۔آج ان کی بیٹی نے

"رخصت ہو جانا تھا۔۔آج ہیزل حمزہ، ہیزل شایان بننے جا رہی تھی۔۔۔

ایک دم سے پورے ہول میں شور اٹھا تھا۔۔بارات آ گئی تھی۔۔ارحم اور

اس کے چند دوسرے کزنز حمزہ صاحب سب باہر جا کھڑے ہوئے تھے۔۔

بارات کا ویلکم بھی تو کرنا تھا نا۔۔۔

"جیسے ہی ہیزل نے شور سنا اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔۔

ہیزل آپی شایان بھیا آ گئے ہیں۔۔پری باہر سے بھاگتی ہوئی برائیڈل روم

میں آتی ہیزل سے بولی تھی۔۔۔ہیزل نے شرم سے نگاہیں جھکا لیں۔۔

اووو آپی آپ شرما رہی ہیں نا۔۔؟"پری نے آگے آتے ہیزل کا دوپٹہ

درست کیا تھا۔۔

نہیں پری میں شرما نہیں رہی۔۔تمہارا بھائی اتنا بے شرم ہے۔۔تو میں

کیوں شرماؤں، ہیزل شرمیلے سے انداز میں بولی تھی جی یہ تو ہے۔۔۔

•••••••••••••••

شایان اپنی گاڑی سے اترا تھا۔۔ باقی سب بھی آہستہ آہستہ اترتے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔

شایان نے گاڑی سے نکلتے سب سے پہلے ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔اس نے

" بڑے ایٹیٹیوڈ سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

ارحم نے دل میں بے اختیار ماشاءاللہ کہا تھا۔۔ارحم آگے بڑھا،اوراس نے شایان کو گلے لگالیا۔۔۔ارے واہ صالح صاحب آج تو بڑا چمک رہے ہو۔۔

"ارحم شوخ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

ہاں ہاں تھوڑا دور رہو کے کھڑا ہو۔۔ شایان نے ارحم سے گلے ملتے جلدی

"سے اس سے فاصلہ قائم کیا۔۔

ارحم نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔ حمزہ صاحب آتے شایان سے گلے ملے تھے۔۔۔"

....

نکاح کا وقت آچکا تھا۔ ہیزل بڑی سی چادر سے گھونگھٹ لیے بیٹھی تھی۔۔اس کے برار میں ہی شایان بھی بیٹھا تھا۔۔"

شایان نے ہیزل کی طرف دیکھا، جو سمٹی بیٹھی تھی۔۔۔بہت سی لڑکیاں کہتی ہیں کہ لڑکے ٹائم پاس کرتے ہیں، دیکھو آج میں نکاح نامہ ساتھ لے کر آیا ہوں، بسم اللہ کرو۔۔۔ شایان دھیرے سے جھکتے اس کے کان میں بڑبڑایا تھا۔۔۔ ہیزل شایان کی بات سنتے مزید سمٹ گئی تھی۔۔۔

"باقی سب آس پاس بکھرے بیٹھے تھے۔۔

سکندر عثمان نے سوالیہ نظروں سے حمزہ صاحب کی طرف دیکھتے ہلکا سا سر ہلاتے انہیں اشارہ کیا تھا۔۔۔ جواباً حمزہ صاحب نے بھی سر اسبات میں ہلایا تھا۔۔

مولوی صاحب نکاح شروع کریں!!" سکندر عثمان نے مولوی صاحب کو

" مخاطب کیا تھا۔۔۔

"مولوی صاحب نے بسم اللہ پڑھ کر نکاح پڑھوانا شروع کیا۔۔۔

ہیزل، ولد حمزہ خان کیا آپ کو شایان سکندر ولد سکندر عثمان کے ساتھ

بعوض حق مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت، تمام گواہوں کی موجودگی میں

"، کیااپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔؟

مولوی صاحب کی بات سنتے ہیزل کے جسم میں سنسنی سی دوڑی۔۔ حمزہ

صاحب نے ہاتھ بڑھاتے ہیزل کا ہاتھ تھاما۔۔۔

بولو بیٹا جواب دو۔۔ حمزہ صاحب نے انتہائی نرمی سے اس کی پیشانی "

"چومتے کہا۔۔۔

"!ق۔ قبول ہے

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

"! قبول ہے

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

"!جی۔۔ قبول ہے۔

حمزہ صاحب نے ہیزل کے گرد حصار بناتے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

شایان سکندر، ولد سکندر عثمان کیا آپ کو ہیزل ولد حمزہ خان، کے ساتھ بعوض حق مہر پچاس لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت، تمام گواہوں کی موجودگی میں، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔؟"

"(تم میری زندگی میں آئی پہلی اور آخری لڑکی ہو)

"! جی قبول ہے

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

میں ہر مشکل وقت میں تمہارے ساتھ تمہاری ڈھال بن کر کھڑا ہوں گا،)

"(یہ شایان سکندر کا وعدہ ہے

"! جی قبول ہے

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

ہیزل شایان سکندر آج سے تم صرف میری ہو، صرف اور صرف شایان)
"(سکندر کی،اور یہ سکندر تم پہ پوری دنیا لٹانے کو تیار ہے

"! جی قبول ہے

شایان تیسری مرتبہ بولتے کھڑا ہوا تھا، حمزہ صاحب نے آگے آتے سب
" سے پہلے شایان کو گلے لگاتے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔

مہر ناز بیگم ،زمل بیگم ،سب باری باری شایان سے ملے تھے۔۔اب ارحم
" بھی مسکراتا ہوا شایان کی طرف آیا تھا۔۔

شایان تم واقعی بہت اچھے ہو۔۔اور مجھے پوری امید ہے کہ تم میری بہن کا
" بہت زیادہ خیال رکھو گے۔۔ارحم شایان سے گلے ملتے بولا تھا۔۔۔

مبارک ہو جی۔۔ حمدان بھی آگے آتے شایان سے گلے ملا تھا۔۔بھائی آپ
کو بہت بہت مبارک ہو۔۔ابان نے بھی آتے شایان کو مبارکباد دی تھی

"۔۔

خیر مبارک، خیر مبارک، شایان نے گہری مسکراہٹ سے ان سب کو "جواب دیا تھا۔۔۔

فائنلی تو بھی میرا سالہ بن گیا۔۔ شایان مسکراتے بولا تھا۔۔۔ شایان کی "بات پہ سبھی مسکرا دیے تھے۔۔۔

●●●●●●●●●●●●●●●●

حمزہ صاحب اور ارحم خان کی طرف سے بہت اچھے سے مہمان نوازی کی گئی تھی۔۔۔ اس دعوت میں آس پاس، دور دیگر، تمام رشتہ داروں کو مدعو کیا گیا تھا۔۔۔

نکاح کے بعد رخصتی کا وقت آ چکا تھا۔۔ ایونٹ کو بہت زیادہ انجوائے کیا گیا تھا۔۔ اور اب رخصتی کے وقت پہ سب کی آنکھوں میں ہی نمی اتر آئی تھی "۔۔۔

زیمل بیگم تو ہیزل کے گلے لگے روئی جا رہی تھیں۔۔۔ مہر ناز بیگم بھی "ارحم کے گلے لگے رونے میں مصروف تھیں۔۔۔

ارحم کو تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنا روئے کیوں جا رہی ہیں۔۔۔ چچی جان بس کر دیں، ارحم جھنجھلاتے بولا تھا۔۔

پری نے گھور کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔۔ آپ لڑکی نہیں ہیں نا، اسی لیے بول رہے ہیں۔۔۔ پری کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔۔۔

ارحم پری کی آنکھوں میں نمی دیکھتے تپ اٹھا تھا۔۔ اب تم کیوں رونا شروع ہو گئی ہو۔۔ آگے میں ان کو چپ نہیں کروا پا رہا، اور تم نے بھی رونا شروع کر دیا ہے۔۔۔ ارحم کی اپنی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔۔ لیکن وہ سب کو ہمت دینے کی وجہ سے اس طرح بول رہا تھا۔۔

"ارحمم" پری جھنجھلاتے بولی تھی۔۔۔"

ارحم آگے بڑھتا ہیزل کی طرف گیا تھا۔۔ اس نے زیمل بیگم کو پیچھے کرتے ہیزل کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔ بس میرا بچہ، بس کر دو اور کتنا رونا ہے۔۔ شایان اپنا ہی بندہ ہے تم جب چاہو آسکتی ہو۔۔۔ اور تم نے شایان پر حکم چلانا ہے حکم، سمجھ رہی ہو نا۔۔ ارحم باور کرنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

شایان نے گھور کر ارحم کی طرف دیکھا۔۔ تم میری بیوی کو پٹیاں مت

پڑھاؤ۔۔ شایان گھورتے بولا تھا۔۔ شایان کی بات پہ سب ہی نم آنکھوں

"سے مسکرا دیے تھے۔۔۔

ارحم کا موبائل فون بجا تھا، اس نے ہیزل کی کمر تھپکتے اسے پیار سے دور کیا

تھا۔۔ بس اب نہیں رونا سمجھی، ارحم انگلی دکھاتے بولا تھا۔۔۔

ہیزل نے دھیمے سے اسبات میں سر ہلا دیا۔۔ ارحم موبائل لیتا سائیڈ کی

"طرف گیا تھا۔۔ حمدان بھی اس کے پیچھے ہی گیا۔۔

کیا ہوا کس کی کال ہے۔۔؟" حمدان اس کے پاس آتے بولا تھا۔۔ پتہ نہیں

ارحم نے بولتے کال اٹھائی، اب حمدان بھی اسی کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

ارحم جیسے جیسے کال سن رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔۔ جی

میں آ رہا ہوں۔۔ اتنا کہتے ارحم نے کال کاٹی۔۔

"کیا ہوا ارحم۔؟" حمدان نے بے چینی سے پوچھا۔۔

" حمدان یزدان کو ہارٹ اٹیک آیا ہے۔۔

کیا۔۔!" حمدان حیرانی کے انداز میں بولا تھا۔۔۔

ہاں ہمیں ابھی جانا ہوگا۔۔ لیکن ہم کسی کو بتائیں گے نہیں ابھی پلیز۔۔ارحم

"حمدان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔

ہاں وہ تو ٹھیک ہے، لیکن ابھی رخصتی کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔ حمدان پریشانی کے عالم میں بولا۔۔۔

"چلو کچھ کرتے ہیں۔۔۔"

•••••••••••••••••

ارحم بیٹا بتا تو دو جا کہاں رہے ہو۔۔ مہر ناز بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا

۔۔۔

ماما آپ لوگ بالکل بھی پریشان مت ہوں مجھے اور حمدان کو ایک کام ہے ہم لوگ کچھ دیر میں واپس آجائیں گے۔۔ شایان پیار سے ان کے چہرے پہ ہاتھ رکھتا بولا تھا۔۔۔

لیکن بیٹا مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔!

ماما میں آپ سے بول رہا ہوں نا ہم ابھی کچھ ٹائم تک آجائیں گے۔۔۔

ہاں تو آپ بتا کر جائیں نا، آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔ پری منہ بناتے بولی تھی

۔۔

ہاں بے بی میں تمہیں آکر بتادوں گا میں کہاں گیا تھا۔۔ چلو شاباش اب تم لوگ گھر چلو۔۔ ارحم نے سکندر عثمان کو بتا کر بارات کو بھجوا دیا تھا۔۔۔ شایان نے کافی دفعہ ان سے پوچھا تھا لیکن ارحم نے نہیں بتایا۔۔۔ ارحم نہیں چاہتا تھا کہ شایان اس وقت کوئی ٹینشن لے۔۔ اسی لیے ارحم اور حمدان نے بات سنبھالتے ان کو لاہور کی طرف روانہ کر دیا تھا۔۔۔ اور اب "یہ لوگ ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔۔

ارحم بیٹا تم ہمیں کوئی تھوڑی سی بات ہی بتادو۔۔ ہم پیچھے پریشان ہوتے رہیں گے۔۔ زمل بیگم ارحم سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

ہاں بیٹا ہم پیچھے سے پریشان ہوتے رہیں گے۔۔۔ حمزہ صاحب نے بھی بعد "میں حصہ لیا تھا۔۔

چچا جان یزدان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔رخسار آنٹی نے فون کیا تھا، وہ ہمیں بلا رہی ہیں اسی لیے ہمیں جانا ہے۔۔۔ارحم نے چہرہ جھکاتے کہا تھا

۔۔۔

یا اللہ خیر اسے کیا ہوا، مہر ناز بیگم پریشانی سے بولی تھیں۔۔"ماما اب ہم جا رہے ہیں نا تو پتہ چلے گا۔۔۔

ہاں بیٹا چلو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ چلتا ہوں، اکیلے کیا کرو گے۔۔حمزہ "صاحب بولے تھے۔۔

جی چچا جان آجائیں۔۔۔

•••••••••••••••

ارحم نے ہسپتال داخل ہوتے ریسپشن سے روم نمبر پوچھا تھا۔۔روم نمبر پوچھتے وہ برق رفتاری سے اندر کی طرف بڑھا تھا، حمدان اور حمزہ صاحب "بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔۔۔

"یہ تینوں روم میں ہی آئے تھے، رخسار بیگم بھی وہیں پہ تھیں۔۔

ارحم جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا یزدان کی اس پہ نظر پڑی تھی۔۔یزدان نے نظریں جھکا لیں،وہ بمشکل ہلکا سا پلو کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

"اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔

مہرناز بیگم بھی اس کے پاس ہی سر جھکائے بیٹھی شاید کچھ بول رہی تھیں ۔۔کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے انہوں نے ذرا سا سر اٹھاتے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔۔ارحم کو اندر داخل ہوتا دیکھ وہ ایک سائیڈ پہ کھڑی ہوگئی تھیں۔۔۔

پہلے ارحم داخل ہوا،پھر حمدان اور حمزہ صاحب بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہوئے تھے۔۔ارحم چلتا ہوا یزدان کے بیڈ کے قریب کچھ فاصلے پر آیا۔۔" پورے کمرے میں خاموشی کا سماں پھیل چکا تھا۔۔یا پھر یوں کہنا زیادہ بہتر ہو کہ یہاں پہ موجود کسی بھی شخص کے پاس بولنے کے لیے کوئی الفاظ نہ تھے۔۔"

میں جانتا تھا تم ضرور آؤ گے۔۔ یزدان نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔۔ ارحم کو یزدان پہ غصہ تھا لیکن انسانیت بھی کوئی چیز تھی۔۔

ارحم خاموشی سے کھڑا اس کا چہرہ تکنے لگا۔۔ حمدان اور حمزہ صاحب بھی ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔ یزدان نے جو کچھ کیا تھا اس کے بعد اس کو معاف کرنا بنتا تو نہیں تھا، لیکن ان کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ اس کی حالت کا سن "کر اس طرح سے یہاں کیوں آ گئے۔۔

ارحم میں نہیں جانتا میری کتنی سانسیں باقی ہیں۔۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ اب مجھے تمہیں ہر حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔۔ مجھے تمہیں بہت سی باتیں بتانی ہیں۔۔ یزدان سر جھکائے بولتا چلا جا رہا تھا۔۔

رخسار بیگم نے تڑپ کر یزدان کی طرف دیکھا۔۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر سو نہ پائی ہوں۔۔۔

بولو میں سن رہا ہوں۔۔!" ارحم نے مختصر سا جواب دیا۔اب حمدان اور حمزہ صاحب بھی یزدان کی طرف ہی متوجہ تھے۔۔۔

یزدان نے بولنا شروع کیا۔۔ارحم میں جانتا ہوں میری غلطی قابل معافی نہیں ہے، لیکن پھر بھی میں تم سے ایک دفعہ معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔ تمہارا دل چاہے تو تم مجھے معاف کر دو ورنہ۔۔!" یزدان ٹھہرا،اور پھر بولا

۔۔

تمہاری مرضی" وہ سر کو ہلکی سی خم دیتے بولا تھا۔۔۔"

"میں تمہیں معاف کر چکا ہوں،ارحم نے سرسری سا جواب دیا۔۔

یزدان نے ارحم کا جواب سنتے مزید گردن جھکائی۔۔ تمہیں مجھے معاف نہیں کرنا چاہیے، میں نے غلطی نہیں میں نے گناہ کیا تھا۔۔میں بہت زیادہ "شرمندہ ہوں۔۔یزدان کی آواز بھرائی تھی۔۔

یزدان مجھے خوشی ہوئی کہ تم نے اپنا جرم قبول کیا، اور تم نے معافی مانگی۔۔ میں تمہیں سچے دل سے معاف کر چکا ہوں۔۔ ارحم تھوڑا سا آگے اس کے "قریب جاتے بولا تھا۔۔

ارحم احمر کا قتل نہیں اس کا ایکسیڈنٹ۔ ہوا تھا، یزدان کی آواز لڑکھڑائی تھی ۔۔

یزدان کی بات سنتے ارحم نے ایک جھٹکے سے چہرہ اٹھا کے اس کی طرف " دیکھا تھا۔۔ حمدان اور حمزہ صاحب بھی اس کی بات پہ چونکے تھے۔۔۔

کک۔ کیا مطلب ہے تمہاری بات کا، ارحم کی آواز لڑکھڑائی تھی۔۔

ارحم احمر کا قتل نہیں ہوا تھا اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔ میں نے زاویار کے ذریعے تمہارے تک خبر پہنچائی تھی کہ احمر کا قتل کیا گیا ہے۔۔۔

یزدان اپنی بات بولتے دوبارہ سے خاموش ہو چکا تھا۔۔

تم نے ایسا کیوں کیا۔۔ ؟" حمدان یزدان سے مخاطب ہوا۔۔

حمدان کی بات پہ ارحم نے بھی سر ہلاتے یزدان کی طرف دیکھا تھا، جو سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔۔

جب تک تم بزنس انڈسٹری میں نہیں تھے تب تک میرا بہت بڑا نام تھا۔۔ لاہور کے (All Big) پروجیکٹس میرے پاس آتے تھے۔۔ لیکن جیسے ہی تم نے اپنی برانچ لاؤنج کی (Multinational componeies or Corporation (MNC)) کی کمپنیز سارے پروجیکٹس تمہیں دینے لگیں۔۔

دن بدن میرا ریک گرتا جا رہا تھا، اس کام میں بھی اللہ کی ہی کوئی حکمت تھی ۔۔ لیکن اس وقت میں نہیں جانتا تھا، میں تم سے حسد کرنے لگا۔۔ میں کسی بھی طرح تمہیں اس انڈسٹری سے گرانا چاہتا تھا۔۔ میں تمہارے اور ارحم کے درمیان لڑائی کروانا چاہتا تھا۔۔ "

اسی لیے جب مجھے پتہ چلا کہ احمر کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے تو میں نے ارحم کے پاس پیغام پہنچایا کہ حمدان نے احمر کا قتل کر دیا ہے۔۔ میں تم دونوں

کے درمیان ایک بدگمانی پیدا کرنا چاہتا تھا، اور شاید میں اس میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔!"

میرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی، لیکن میں اپنا نام گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ میں اپنے سالوں کی محنت کو برباد ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

میں اس بات سے انجان تھا، کہ دینے والی ذات بھی اللہ ہے، اور لینے والی ذات بھی اللہ ہی ہے۔۔۔ لیکن اب مجھے اس بات کا احساس ہو گیا ہے، پلیز تم مجھے معاف کر دو۔۔ یزدان کی گال پہ آنسو پھسلنا شروع ہو چکے تھے۔۔ اس کی سانسیں بھی تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

رخسار بیگم نے آگے ہوتے یزدان کو اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔ ارحم، حمدان اور حمزہ صاحب یزدان کی بات سنتے ساکت ہو چکے تھے۔۔ ارحم کا غم شاید ایک دفعہ پھر تازہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی اترتے دیکھتے حمدان اور حمزہ صاحب آگے بڑھے تھے۔۔"

حمدان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا، ارحم نے اپنی مضبوط مردانہ ہتھیلی سے اپنی آنکھیں مسلیں۔۔

ایک دفعہ پھر خاموشی چھا چکی تھی۔۔ یزدان نے ایک دفعہ پھر اس خاموشی کو توڑا۔۔ میں اس وقت ایک خود غرض انسان بن چکا تھا۔۔

میرے پاس کوئی نہیں تھا، بچپن میں میرے ماں باپ مجھے چھوڑ گئے تھے ۔۔ مجھے آنی نے پالا تھا۔۔ میرا کوئی بہن بھائی نہیں تھا۔۔ میں رشتوں کی اہمیت جان ہی نہ سکا۔۔۔

میں کبھی غلط اور صحیح کا اندازہ نہ لگا سکا۔۔ تم مجھے معاف کر دو، میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔ میں پریشے کا گنہگار ہوں۔۔ پلیز تم سب مجھے معاف کر دو ۔۔ میں تم سب کا گنہگار ہوں۔۔ یزدان اب دبی آواز میں رونا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

آنی نے تڑپ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔ نہیں میرا بچہ تم اکیلے نہیں ہو، میں تمہارا سب کچھ ہوں۔۔ میں ہوں نہ تمہارے پاس، میں

تمہارے بابا، تمہاری ماما، تمہارا بھائی، تمہاری بہن، میں تمہارا سب کچھ ہوں۔۔ آئندہ یہ بات مت بولنا، رخسار بیگم کا لہجہ بھی درد بھرا تھا۔۔۔

یزدان۔۔ارحم بولتے یزدان کی دوسری سائیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔اس نے آگے آتے یزدان کا ہاتھ تھاما۔۔ "!

یزدان آج سے میں تمہارا بھائی ہوں، حمدان، شایان، ابان، ہم سب تمہارے بھائی ہیں۔۔ تم کبھی اکیلے نہیں ہو۔۔ارحم کی بات سنتے حمدان اور حمزہ صاحب بھی مسکراتے ہوئے یزدان کی طرف بڑھے تھے۔۔ "

یزدان بیٹا ارحم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔۔ تم اکیلے نہیں ہو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں، حمزہ صاحب بھی مسکراتے ہوئے پرجوش لہجے میں بولے تھے۔۔۔

کیوں آنٹی ٹھیک کہا نا میں نے۔؟"اب ارحم رخسار بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔رخسار بیگم بھی نم آنکھوں سے مسکرائی تھیں۔۔

مت کرو اتنی مہربانی، اس قابل نہیں ہوں میں۔۔ یزدان انتہائی کم آواز میں بولا تھا۔۔۔

اس کا فیصلہ تم نہیں کرو گے۔۔ ارحم انگلی دکھاتے بولا تھا بلکہ اب تم کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کرو گے۔۔ اب تمہارے بھائی ہیں یہاں پہ وہ جانتے ہیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ ارحم حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔ ارحم کی بات سنتے سب ہی مسکرا دیے تھے۔۔۔

مجھے لگتا ہے اب تمہیں بھی مسکرا دینا چاہیے۔۔؟" حمدان بھی یزدان سے مخاطب ہوا تھا۔ یزدان نے چہرہ اٹھا کے حمدان کی طرف دیکھا۔۔

کیا تم بھی مجھے معاف کر چکے ہو۔۔؟" یزدان نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔۔۔

کیا بات کر دی تم نے تم میرے بھائی ہو، آخر میں تم سے ناراض کیسے رہ سکتا ہوں۔۔ حمدان کی بات پہ یزدان نے ایک دفعہ پھر سے چہرہ جھکا لیا تھا۔۔

تم لوگ واقعی بہت اچھے ہو۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا میں نے اتنے اچھے لوگوں کے ساتھ اتنا غلط کیسے کر دیا۔۔میں بہت شرمندہ ہوں۔۔میں پل تڑپا ہوں۔۔۔یزدان ایک دفعہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔۔لیکن اس بار ارحم نے اسے مزید بولنے نہیں دیا تھا۔۔۔

بس بس اب چپ کر جاؤ۔۔زیادہ اوور سمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔بس اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ تاکہ گھر جا سکو۔۔دیکھو آنٹی نے رو رو کے کیا حال کر لیا ہے۔۔اور تم فضول میں ہی بولے جا رہے ہو۔۔ارحم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے چھیڑنے والے انداز میں بولا تھا۔۔یزدان نے دھیما سا مسکراتے چہرہ جھٹکا۔۔۔

اسی پل نرس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔آپ کی میڈیسن کا ٹائم ہو چکا ہے۔۔اس نے یزدان کو مخاطب کیا تھا۔۔یزدان نے رخسار بیگم کی طرف دیکھا۔۔

کیا آنی اب مجھے یہ میڈیسن بھی کھانی پڑے گی۔۔یزدان بچوں والے انداز میں بولا تھا۔۔یزدان کی بات سنتے سب کا ہی قہقہ گونجا تھا۔۔

ہاں ہاں کھانی پڑے گی تمہیں۔۔ کھاؤ چلو شاباش میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں۔۔ارحم بولتا ہوا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

آنی۔۔۔اب یزدان نے نم آنکھیں اٹھاتے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔آنی نے مسکراتے اسے دوبارہ سے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

مجھے بہت اچھا لگا میرے بیٹے نے سب سے معافی مانگ لی۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔۔یزدان نے بھی ان کے گرد ہلکا سا حسار باندھا تھا۔۔۔

•••••••••••••••

یزدان ہسپتال سے ڈسچارج ہو چکا تھا۔۔اس کی حالت اب کافی حد تک بہتر تھی۔۔۔ارحم کھڑا ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا جب رخسار بیگم اس کے قریب آئیں۔۔ حمدان بھی پاس ہی کھڑا تھا۔۔۔

ڈاکٹر جیسے ہی بات کر کے گیا رخسار بیگم ارحم سے مخاطب ہوئیں۔۔ارحم بیٹا پری کیسی ہے۔۔؟"انہوں نے جھجکتے پوچھا تھا۔۔۔

الحمدللہ آنٹی پری بالکل ٹھیک ہے۔۔آپ لوگ آئیں نا کبھی اس سے ملنے، اسے بہت اچھا لگے گا۔۔ارحم نے خوش دلی سے جواب دیا تھا۔۔

جوابا رخسار بیگم خاموش ہوگئ تھیں۔۔۔آنٹی واقعی آپ آئیں گی تو پری کو بہت زیادہ اچھا لگے گا۔۔ حمدان ان کو خاموش دیکھتا اب کی بار مخاطب ہوا تھا۔۔۔

"ہاں ہاں بیٹا میں ضرور کوشش کروں گی۔۔۔"

میں رخسار بیگم نے پھیکی سے مسکراہٹ سجاتے کہا تھا۔۔ارحم نے مسکراتے ہوئے ان کو گلے لگایا۔۔

چلیں آنٹی اب ہم چلتے ہیں، انشاءاللہ کل گھر ضرور آؤں گا میں۔۔ارح ان کی کمر تھپکتے بولا تھا۔۔۔رخسار بیگم نے بھی خوش دلی سے اسبات میں سر ہلا دیا۔۔۔

••••••••••••••••••••

سکندر عثمان بارات لیے لاہور پہنچ چکے تھے۔۔ شایان کے چند دوستوں نے بارات کا بہت اچھے سے ویلکم کیا تھا۔۔۔ پوری سکندر ولا کو سرخ کلر کی " بتیوں سے سجایا گیا تھا۔۔

ہیزل اپنے کمرے میں بیٹھی تھی،اور یہاں میرم شایان کو دروازے پہ رو کے کھڑی تھی۔۔۔

بھابی پلیز ہٹ جائیں مجھے جانے دیں، یہ زیادتی ہے میرے ساتھ، شایان ہار مانتے بولا تھا۔۔

کوئی زیادتی نہیں ہے تمہارے ساتھ۔۔ جیب خالی کرو اور چلے جاؤ اندر۔۔ "میرم بھی ہاتھ باندھے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔

میری پیاری بھابھی یہ کام آپ کا نہیں پری کا ہے۔۔ سوپری یہاں پہ نہیں ہے تو آپ یہاں سے جاسکتی ہیں۔۔ شایان دانت پیستے بولا تھا۔۔۔

میں اچھے سے جانتی ہوں یہ کام میرا نہیں ہے لیکن میں اپنی پری کی ذمہ داری پوری ایمانداری سے نبھاؤں گی سمجھے تم۔۔!"اب جلدی سے اپنی جیب خالی کرو ورنہ تم اندر نہیں جا سکتے۔۔میرم بھی اپنے فیصلے پہ اٹل تھی "۔۔

واہ میرم بھابھی اللہ اللہ کر کے شادی ہوئی ہے اور یہاں پہ آپ نے مجھے روک لیا ہے۔۔میرے پاس اس وقت پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے آپ کو دینے کے لیے۔۔اسی لیے آپ یہاں پہ کھڑی ہو کر اپنا ٹائم ضائع مت کریں۔۔شایان آئی برو اچکاتے بولا تھا۔۔۔
ٹھیک ہے پھر میں بھی یہاں سے نہیں جانے والی۔۔میرم بھی نظریں گھماتی بولی تھی۔۔۔

ماما یار کیا مصیبت ہے،ایک تو آپ لوگوں نے شادی کرنے میں اتنی دیری کر دی۔۔اور اب یہ آپ کی بہو مجھے اندر نہیں جانے دے رہی۔۔شایان فریحہ بیگم کو مخاطب کرتے بولا تھا۔۔۔

میری بہو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔پیسے دو اور چلے جاؤ، فریحہ بیگم نے بھی میرم کی سائیڈ لی۔۔میرم نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا تھا۔۔"

ہاااا۔۔۔مطلب آپ سب ملے ہوئے ہیں؟"شایان نے منہ بنایا۔۔

ہاں ہاں ہم سب ملے ہوئے ہیں۔۔بھائی آپ کو بھی تو پتہ چلے شادی کرنے کے لیے خود کو کتنے مشکلات سے گزارنا پڑتا ہے۔۔ابان نے بھی بات میں حصہ لیا تھا۔۔۔

تم چپ کر جاؤ۔۔تم سے میں نے بات نہیں کی اور آپ سب یہاں کیوں کھڑے ہیں جائیں یہاں سے۔۔یہ میرا اور میرم بھابھی کا آپس کا معاملہ ہے۔۔شایان نے یہاں پہ موجود سب کو اشارہ کیا تھا۔۔"

یہی بات۔۔یہی بات شایان میں تمہیں بول رہی ہوں کہ جلدی سے پیسے دو اور بات ختم کرو۔۔تاکہ میں بھی یہاں سے جا سکوں،اور تم بھی یہاں سے جا سکو۔۔

شایان نے میرم کی بات سنتے ایک بے بسی سی نظر اپنے باپ پر ڈالی۔۔ جو مسکراتے ہوئے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

بابا یار آپ ہی ان سے کچھ کہیں۔۔ میرے پاس اس وقت ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔۔ شایان بے بسی کی انتہا سے بولا تھا۔۔

سوری شیان میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔۔ شاید سکندر عثمان نے بھی میرم کی ہی سائیڈ لے لی تھی۔۔

اچھا چلو ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔ تم مجھے 50 ہزار کی جگہ 40 ہزار دے دو ۔۔ میرم نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

واہ واہ میرم بھابھی کیا بات کر دی آپ نے۔۔ میں تو ساری زندگی آپ کا شکر گزار رہوں گا۔۔ آپ نے 10 ہزار روپیہ کم کر کے میری سب سے بڑی مشکل آسان کر دی۔۔ شایان ہوا میں ہاتھ لہراتے اش اش کر اٹھا تھا

"___

میں نے تمہیں آفر دینی تھی، دے دی اب آگے تمہاری مرضی۔۔ میرم شاید ابھی بھی اپنے فیصلے پہ اٹل تھی۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے آپ کی یہ آفر قبول ہے۔۔ لیکن آپ کو اس میں سے 10 ہزار اور کم کرنے ہوں گے۔۔ اور باقی کے 30 ہزار آپ کو صبح مل جائیں گے۔۔۔

چلیں اب ہٹیں یہاں سے۔۔ شایان جلدی سے بات ختم کرتا دوبارہ سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

کہاں کہاں رکیں واپس۔۔ ابان نے اس کو پیچھے سے شیروانی سے کھینچا تھا "۔۔

ابان میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے کہ تم اپنا منہ بند رکھو، یہ نہ ہو کہ میں تمہارے سارے کے سارے دانت توڑ دوں۔۔ شایان اس کو غصے سے گھورتے بولا تھا۔۔۔

شایان تم ادھر مجھ سے بات کرو۔۔ابان پہ کیوں برس رہے ہو۔۔یہ تمہارا اور میرا معاملہ ہے تم میرے ساتھ بات کرو۔۔مزید ایک روپیہ بھی کم نہیں ہو گا 40 ہزار فائنل رقم ہے اور مجھے ابھی چاہیے۔۔۔میرم شایان کو گھورتے بولی تھی۔۔

بھابھی آپ نا مجھے بہت ہلکے میں لے رہی ہیں۔شایان نے بولتے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔۔اگلے ہی پل شایان نے جیب میں سے ہزار ہزار کے نوٹوں کی دو گٹھیاں نکال کے میرم کی طرف بڑھائیں۔۔میرم نے آنکھیں کھولے شایان کی طرف دیکھا۔۔

میں جانتا ہوں آپ مجھے کب سے تنگ کر رہی تھیں۔۔آپ کو لگ رہا تھا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔یہ پکڑیں آپ اپنے پیسے،اور اب آپ ہٹیں یہاں سے۔۔شایان ایٹیٹیوڈ سے بولتا اپنے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اب کی بار ہیزل نے اسے نہیں روکا تھا۔۔ کیونکہ وہ پیسے دیکھ کر ہی کافی حد تک حیران ہو گئ تھی۔۔۔

چلیں بھابھی اب 50.50 پرسنٹ کرتے ہیں۔۔ ابان آگے آتے بولا تھا۔۔ کیوں بھئ کیوں 50.50 پرسنٹ۔۔ چلو یہاں سے شاباش رات ہو رہی ہے سو جاؤ جا کر۔۔۔ میرم اکیلے ہی پیسے ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

بھابھی یہ بہت غلط بات ہے۔۔ میں کب سے یہاں پہ کھڑا آپ کا ساتھ دے رہا تھا۔ اور آپ میرے ساتھ ناانصافی کر رہی ہیں۔۔ ابان روہانسی ہوتے بولا تھا۔۔۔

جو مرضی سمجھو، میرم بولتی پیر پٹکتی یہاں سے جا چکی تھی۔۔ میرم ابھی شایان کو اور تنگ کرنا چاہتی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ شایان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔ لیکن یہاں تو شایان نے اس کے پلان کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔۔ اپنی جیب سے پورے 40 ہزار روپے نکال کر۔۔۔

اب کھڑے شکل کیا دیکھ رہے ہو؟" چلو یہاں سے۔۔ سکندر عثمان نے ابان کو کہا تھا۔۔ شایان تو بڑے ایٹیٹیوڈ سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتا اندر غرق ہو چکا تھا۔۔۔

ابان بھی معصوم سی شکل بناتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

••••••••••••••••••••

ارحم، حمدان اور حمزہ صاحب کو رات آنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔۔ حمدان اور حمزہ صاحب سونے جا چکے تھے۔۔اور اب ارحم بھی مہرناز بیگم کے کمرے سے ہوتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

شایان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر بیڈ پر سجی سنوری بیٹھی "ہیزل پر پڑی۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہیزل سمٹ سی گئی تھی۔۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ جناب۔۔!" شایان اس کے قریب بیڈ پہ براجمان ہوتا بولا تھا۔۔ "!

وعلیکم السلام۔۔!" ہیزل نے انتہائی دھیمے لہجے میں جواب دیا۔۔۔

شایان نے ہاتھ بڑھاتے ہیزل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔ ہیزل شرماہٹ سے مزید سر جھکا گئی۔۔۔

تمہارا بہت بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔ ہیزل حمزہ سے ہیزل شایان بننے کے لیے۔۔۔ شایان نے بولتے انگلی کی مدد سے تھوڑی سے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا تھا۔۔۔

ہیزل کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں۔۔ شایان کی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔ "

اب تم کچھ بولو گی بھی یا نہیں۔۔؟" شایان اسے خاموش دیکھتے دوبارہ مخاطب ہوا تھا۔۔

مم۔میں کیا بولوں۔۔ ہیزل نے مختصر سا جواب دیا۔۔۔

کچھ بھی بولو کچھ پوچھ لو مجھ سے، لڑکیاں تو اتنے سوال کرتی ہیں کیسی لڑکی کو تم یار۔۔شایان ایک ہیزل کے ہاتھ میں پہنی رنگ کے ڈائمنڈ کو چھوتے بولا تھا۔۔

"مجھے نہیں پتا لڑکیاں کون سے سوال کرتی ہیں۔۔

یار تم مجھ سے میری گرل فرینڈز کے بارے میں پوچھ سکتی ہو،اسی طرح اور بھی بہت کچھ پوچھ سکتی ہو، جو تمہارا دل چاہے۔۔شایان نے بولتے بغور ہیزل کا چہرہ دیکھا۔۔جہاں شرماہٹ اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات واضح تھے۔۔۔

میرے شوہر کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔ہیزل اتراتے بولی تھی۔۔۔

اووو!"کیا گارنٹی ہے تمہارے پاس، تمہارے شوہر کی کوئی گرل فرینڈ نہیں۔۔شایان سراہنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔

"گارنٹی نہیں یقین ہے۔۔۔

اور مجھے اس یقین پہ فخر ہے۔۔ "اوہاں تم نے تو اپنی منہ دکھائی مانگی ہی نہیں کوئی بات نہیں میں خود دے دیتا ہوں۔۔ شایان نے اپنی سائیڈ پاکٹ میں سے ریڈ کلر کی ویلوٹ میں ایک خوبصورت سی ڈبی نکالی۔۔۔ اس ڈبی کو کھولتے شایان نے ہیزل کے سامنے کیا۔۔ تمہاری منہ دکھائی۔۔ "!

واؤ شایان یہ بہت پیاری ہے۔۔ ہیزل جیسے ہی اسے پکڑنے لگی شایان نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔۔ ہیزل نے سوالیا نظروں سے شایان کی طرف دیکھا۔۔ میں پہناتا ہوں نا، شایان بولا اور اس خوبصورت سی ڈائمنڈ کی رنگ کو ڈبی سے نکالا۔۔ ہیزل نے جلدی سے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔

شایان نے انتہائی نرمی سے ہیزل کا ہاتھ تھامتے اس کی انگلی میں رنگ پہنائی ۔۔۔ یہ عام سی رنگ تمہاری انگلی میں آنے کے بعد بہت قیمتی ہو گئی ہے۔۔

شایان نے بولتے اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیا۔۔۔

تھینک یو سو مچ شایان۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ ہیزل خوشی سے چہکتے بولی تھی۔۔

اب تم بھی اس اچھے انسان پہ کچھ مہربانیاں کردو۔۔شایان ذو معنی انداز

میں بولا تھا۔۔ہیزل نے ناسمجھی سے شایان کی طرف دیکھا۔۔کیا مطلب

؟"وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔۔

سمجھادوں گا، سمجھادوں گا۔۔سارے مطلب بہت اچھے سے سمجھادوں گا

۔۔پہلے تم جلدی سے اٹھ کر کپڑے چینج کرلو بہت زیادہ تھک گئی ہو گی۔۔

شایان ایک سائیڈ کو ہوتے بولا تھا۔۔

••••••••••••••••

ہیزل ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔

اس نے لائٹ سا پنک کلر کا ڈریس پہنا تھا۔۔۔خود پہ شایان کی نظریں

"محسوس کرتے اس نے شایان کی طرف دیکھا۔۔کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟

کچھ نہیں۔۔!بس اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔۔"وہ سر پر ہاتھ مار آنکھ"

دباتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔

"اوکے دیکھتے رہیں میں جا رہی ہوں سونے۔۔! میں تو بہت تھک گئی 'اتنا بھاری لہنگا پہنا ہوا تھا میں نے۔۔" وہ برا سا منہ بنا کر کہتی بیڈ کی طرف بڑھی۔۔تو شایان نے ہیزل کا بازو پکڑ لیا۔۔

"ابھی نہیں پلیز۔۔ "

" کیوں۔۔۔؟"اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر سوال کیا۔۔

" کیونکہ ابھی میں نے دیکھنا ہے تمہیں جی بھر کے۔۔۔"اس نے ہنستے ہوئے بتایا۔۔

"آپ ساری عمر دیکھتے رہیے گا مجھے۔۔ لیکن ابھی میں نے سونا ہے۔۔"وہ بچوں کی طرح منہ بسور کر بولی۔۔۔

" نہیں ابھی دیکھنا ہے میں نے تمہیں۔۔۔"گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے شایان نے اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ جو اس کے لیے تیار نہیں تھی اس کے سینے سے آ لگی۔۔

آ۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔۔"اس کے پرفیوم کی محسور کن خوشبو اور خمار" بھری آواز نے اسے حواس باختہ کر دیا۔

میں تمہارا ہی ہوں جانِ من۔۔"وہ تھوڑا اس پر جُھکا 'تو وہ گڑ بڑا گئی۔اور" ساتھ ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں اور سانسیں بھی اعتدال پر نہ رہیں۔۔وہ اس کی بانہوں میں ہلکا سا کسمسائی۔۔

کیا تم میری نہیں ؟"خمار آلود آواز ہیزل کے کانوں سے ٹکرائی۔لیکن وہ" سانس روکے سنتی رہی۔۔

بولو۔۔۔؟"اس کی خاموشی محسوس کر کے اس نے ہیزل کے چہرے" کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کیا اس کی آنکھیں بند اور ہونٹ ہولے ہولے لرز رہے تھے'اس نے مسکراتے ہوئے اپنے لب اس کی ٹھنڈی پیشانی پر رکھے اور پھر ایسے ہی اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر چلتا ہوا بیڈ کی طرف آ گیا۔۔وہ بھی بنا کچھ بولے مسکراتے ہوئے اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔!

اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اب دونوں مسافر ہی اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔۔اور دونوں ہی بہت خوش و مطمئن تھے۔۔

اُنہیں خوش اور مطمئن دیکھ کر باہر آسمان پر لاکھوں ستاروں کے بیچ چمکتا چاند بھی اُن کے حسین ملن پر مسکراتا۔ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کر رہا تھا۔۔۔!"

•••••••••••••••••••••

یزدان آہستہ آہستہ کافی حد تک بہتر ہو رہا تھا۔۔ڈاکٹر نے رخسار بیگم کو بہت سخت ہدایات دی تھیں، یزدان کو اس وقت پر سکون ماحول کی ضرورت تھی۔۔اور ڈاکٹر نے کہا تھا ہو سکے تو یزدان کچھ ٹائم کے لیے کسی دوسری کنٹری چلا جائے۔۔کچھ وقت کے لیے وہ ٹینشنوں سے دور ہو جائے۔۔۔

رخسار بیگم نے بھی یہی مناسب سمجھا تھا۔۔۔وہ بھی سمجھ چکی تھی کہ یہاں رہ کر یزدان زیادہ ٹینشن لے گا۔۔۔

وقت جیسے تیسے کر کے گزر جاتا ہے، لیکن یادیں کبھی نہیں بھلائی جاتیں۔۔ یزدان نہیں جانتا تھا کہ وہ کبھی اپنی زندگی کے اس مراحل کو بھول پائے گا "کہ نہیں، لیکن وہ ایک دفعہ کوشش ضرور کرنا چاہتا تھا۔۔۔

••••••••••••••••••

اس نے تھکے ہارے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا، ٹھٹھک سا گیا، کیونکہ سامنے ہی اس کا پیار سا بچہ، اس کی جان، اس کی زندگی پریشے ارحم خان، دبے پاؤں کی بلی کی طرح اِدھر سے اُدھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔

اس کے دلکش چہرے پر تھکن سے زیادہ پریشانی کے آثار تھے، وہ بہت بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔

ارحم کے دل کو کچھ ہوا۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا، اس تک پہنچا۔۔۔

لیکن وہ اس کی آمد سے بے خبر ویسے ہی چل رہی تھی، ارحم نے آہستہ سے اس کے پاس جا کر اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔۔۔

کیا ہوا میرے بے بی کو اتنا پریشان کیوں ہے۔؟" وہ اس کی آواز پر رک کر" اس کی سمت خفگی سے دیکھنے لگی۔۔اس کی آنکھیں نم تھیں، جیسے وہ ابھی کہ ابھی رونے کو تھی۔۔ کیونکہ اسے نہیں پتہ تھا ارحم کہاں گیا تھا، وہ بہت زیادہ پریشان تھی اس کے لیے۔۔

لیکن بولی کچھ نہیں، بس خفگی سے اسے تکتی رہی۔۔۔

کیا ہوا۔۔!! میرا بچہ۔؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔" اس نے پھر سے پوچھا۔۔"

یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟" وہ اسی خفگی سے دیکھتے آنکھیں سکیڑ کر" بولی۔۔

آپ کہاں گئے تھے۔؟ اتنی دیر بعد آئے اور مجھے بتا کر بھی نہیں گئے، پتہ" ہے کتنی پریشان ہو گئی تھی میں، جان نکل رہی تھی میری۔۔ مرنے والی ہو گئی تھی میں۔۔" اب وہ بنا رکے تیز تیز بولنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

مرے تمہارے دشمن۔!! خبر دار جو دوبارہ ایسی بات کی تو۔۔۔" اس" نے تیزی سے بولتی پری کے منہ پر ہاتھ رکھا اور پھر اسے ہیل کرنے کے

لیے گلے لگا لیا۔ "کام ڈاؤن میرا بچہ۔ ! میں ابھی سب کچھ بتاتا ہوں، بس لمبا سا سانس لے کر خود کو ریلیکس کرو شاباش۔" وہ اس کو خود سے لگائے، اس کی کمر تھپک کر، پیار سے بولتا اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اور مزے کی بات وہ اس کی پناہوں میں جا کر کچھ دیر پہلے والی خفگی، ہر پریشانی اور ٹینشن بھولنے لگی تھی، اس کی صحبت ایسی ہی تھی۔۔ سب کچھ بھلانے والی، اوپر سے اس کے کپڑوں سے اٹھتی، اس کے برانڈڈ کلون کی مہک اسے شانت کر رہی تھی۔۔

وہ لمبا سانس لیتی اس مہک کو اپنے اندر اتارنے لگی

پھر آہستہ سے بولی۔۔

اب بتائیں پھر کہاں گئے تھے آپ۔ ؟" ارحم نے بھی اب اسے مزید" پریشان کرنے کی بجائے بتانے کا سوچا۔۔

"پری میرا بچہ ہم ہسپتال گئے تھے۔۔"

واٹ ہسپتال کیوں۔؟ کیا ہوا کون ہے وہاں۔۔؟ سب خیریت ہے۔؟ مم" میری ماما تو ٹھیک ہے نہ۔۔؟" اس کے منہ سے ہسپتال کر سن کر کرنٹ کھا کر اس کے حصار سے نکل کر تابڑ توڑ سوال کرتی۔ متوحش نظروں سے اس کی سمت دیکھنے لگی۔اس کے ذہن میں اپنی ماں کا خیال گونجنے لگا۔۔۔

آنٹی بالکل ٹھیک ہیں میرا بچہ۔!! لیکن یزدان۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکا، کیونکہ یزدان کا سنتے ہی پری کے چہرے پر اک عجب سا درد اٹھا تھا۔وہ اس کے قریب آگیا اور پھر اس کی کمر کے گردن باز و حمائل کر کے اسے بالکل اپنے ساتھ کر لیا۔

کک ہوا یزدان کو۔؟ کک کچھ کہا تو نہیں اس نے آپ کو۔۔؟" وہ بولتے ہوئے، خوف سے لڑکھڑا سی گئی۔

کیونکہ اس کے ذہن میں وہ سب کسی فلم کی مانند چلنے لگا، جو یزدان نے اس کے ساتھ کیا تھا، ایک بار پھر ایک خوف اس کے وجود میں سرایت کر گیا۔۔۔

"نہیں نہیں بے بی۔!! وہ تو خود ڈاکٹروں کے رحم کرم پر ہے اس نے مجھے کیا کہنا۔۔" اس نے پری کو ریلیکس کرنے کے لیے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور ایسے چلتا ہوا اسے بیڈ تک لے آیا اور پھر اسے بیڈ پر بٹھا کر خود بھی پاس بیٹھ گیا۔۔

"کک کیوں کیا ہوا۔؟ آپ پوری بات بتائیں پلیزز۔" وہ اسے دیکھ کر بولی۔

"یزدان کو ہارٹ ٹیک آیا ہے پری، وہ ہسپتال ہے، آنٹی نے مجھے کال کی۔ اس وقت رخصتی کا وقت تھا، تو میں لیٹ پہنچا، تب تک اسے ہوش آچکا تھا، لیکن اس کی حالت ابھی بھی خراب ہی ہے وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔۔" وہ کچھ توقف کے لیے رکا۔

"ہارٹ ٹیک۔۔؟" وہ بڑبڑائی۔۔ جو بھی اس نے کیا اس کے باوجود بھی وہ اس کے ہارٹ ٹیک کا سن کر ششدر رہ گئی۔ "وہ ٹھیک تو ہے نہ؟ آنٹی کیسی ہیں وہ تو بہت زیادہ پریشان ہوں گی۔۔؟"

"ہاں! پریشان تھیں، لیکن جب ہم نے یزدان کو معاف کیا تو وہ بہت پرسکون تھی اور میرے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اب کوئی میری وجہ سے دکھی اور پریشان نہیں رہے گا۔۔۔"اس نے بات پوری کر کے پری کو دیکھا۔۔

"معاف۔۔!!۔۔؟؟؟"اس نے بس اتنا کہا اور خاموش ہو گئی۔۔

ارحم نے پھر بولنا شروع کی۔"ہمم! معاف۔ وہ بہت تکلیف میں تھا، شرمندہ تھا اور سب سے بڑھ کر بستر مرگ پر۔اس نے مجھ سے معافی مانگی اور میں نے سچے دل سے اسے معاف کر دیا، کیونکہ اللہ معاف کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے پری، وہ بہت شرمندہ ہے اپنے کیے پر اور پھر اس نے مجھے سب کچھ سچ سچ بتایا، کہ احمر کا قتل تو ہوا ہی نہیں تھا، بلکہ وہ ایک حادثہ تھا، جسے اس نے قتل کا رنگ دے کر حمدان کا نام لگا دیا، صرف ہم دونوں کو دور کرنے کے لیے۔۔ حسد کرتا تھا وہ ہم سے، ہماری دوستی سے، ہماری کامیابی سے۔ میرا قیمتی اثاثہ تو لٹا ہی، اس چکر میں اس نے مجھے وحشی درندہ بنا دیا، اور میں قیمتی رشتوں سے نفرت کرنے لگا، بہت برا کیا ہے اس

نے، اور پھر میں بھی اس جیسا بن گیا۔۔"اس نے آہستہ آہستہ پری کو سب کچھ تفصیل سے بتادیا تھا، لیکن احمر کا نام اور اس سے جڑی سب باتیں یاد تھا اور آواز بھرا گئی، جو پری سے نہ چھپ آتے ہی اس کے اندر در جا گا سکی تھی، اس نے ارحم کے ہاتھوں میں دبے اپنے ہاتھ نکالے اور آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر ارحم کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

میں جانتی ہوں بہت بڑا دکھ ہے یہ آپ کا، جو کبھی ختم نہیں ہو گا، بہت " برے وقت سے گزرے ہیں ہم، لیکن شکر ہے وہ سب گزر گیا، اب ہمارا اچھا وقت ہے اسے سنبھال کر اور بھی اچھا کرنے کی کوشش کریں۔"اس نے رسانیت سے بولتے ہوئے، ارحم کا سر اپنے کندھے پر رکھ دیا۔

ہمم سہی کہہ رہی ہو تم۔۔"وہ آہستہ سے بولتا اس کے کندھے پر سر ٹکا کر " آنکھیں موند گیا۔۔

"کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔"پری ایک بات کہوں۔۔؟

جی کہیں۔۔۔"وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی بولی۔ "

تم بھی یزدان کو معاف کر دو۔ ! ! میں جانتا ہوں یہ سب اتنا آسان" نہیں، لیکن میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور میں چاہتا ہوں اب تم بھی اسے معاف کر دو۔۔ "اس نے پری کو سمجھایا۔۔۔

میں اسے پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔۔ ! ! لیکن وہ سب بھولنے میں ابھی" وقت لگے گا۔۔ آپ چینج کر لیں۔ بہت تھک چکے آپ۔۔ "وہ بہت زیادہ سنجیدہ تھی۔

کمرے کے خاموش ماحول میں اک تناؤ سا آ گیا۔۔۔

ہوں۔۔ ! ! سہی کہا۔ "ارحم نے آنکھیں کھول کر، اس کے کندھے سے" سر اٹھا کر اس کا بغور جائزہ لیا، بلیک کلر کی نائٹی میں بہت تھکی سے پری ،اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی، میک کے مٹے مٹے نشان اور آنکھیں سرخ۔۔

وہ چینج کر چکی تھی۔۔۔

آدھی رات۔۔۔۔ بند کمرے کا خاموش و خوابناک ماحول۔۔۔

دو محرم ایک دوسرے کے بالکل ساتھ بیٹھے تھے۔۔

اس کے دل میں پری کو قریب سے محسوس کرنے کی خواہش ایک دم سے جاگی۔۔۔

تو وہ اچانک ہی کھڑا ہو گیا۔۔

کیونکہ وہ اسے اس کی اجازت کے بغیر نہیں چھونا چاہتا تھا اور اس کی بے لگام خواہشیں اسے بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہی تھیں۔۔

وہ بہت بے چین سا ہو گیا۔۔۔

اس نے اپنا کوٹ اور ٹائی اتار کر صوفے پر اچھال دی۔۔۔

کیا ہوا۔۔؟" پری بھی پریشانی سے اٹھی۔۔"

بہت کچھ ہوا۔۔" وہ کہتا ہوا تیزی سے اس کے قریب ہوا، اور اس کی کمر " میں بازو ڈال کر اسے اک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔۔۔

وہ بھی لہرا کر اس کے سینے سے آ لگی۔۔۔

پری۔۔۔؟میرا بچہ۔۔"اس نے گھمبیر آواز میں اسے پکارا،ماحول کا"
فسوں بری طرح سے اس کے سر پر چڑھ چکا تھا۔۔۔
اس کی بہکی آواز، گرم سانسوں کا لمس،پری کو اپنی گردن پر محسوس ہونے
لگا۔۔جس سے اس کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں،اور آواز بالکل
بند۔۔
میں تمہیں قریب سے محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔میں تمہارے وجود"
سے،اپنے وجود کی تکمیل چاہتا ہوں۔۔میرا ساتھ دو پلیز"وہ بولتے ہوئے
اس کے مزید قریب ہوتا سارے فاصلے ختم کرتا،اس کی گردن پر اپنے
دہکتے لب رکھ گیا۔۔۔
پری کے دل کی دھڑکنوں میں بھی اک عجب سا شور برپا ہوا۔ماتھے پر پسینے
کی بوندیں۔۔۔
اور نگاہیں شرم سے جھکتی چلی گئیں۔۔
وہ تو اس کی اتنی سی قربت پر بھی کچھ نہ بول پائی۔۔۔

اور پگھلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

دو گی نہ میرا ساتھ۔۔؟"اب اس نے پری کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے" سامنے کیا۔۔اس کا چہرہ شرم سے لال، آنکھیں گھنیری پلکوں میں چھپی ہوئیں۔۔۔

دل کی دھڑکنیں تیز اور بے ربط۔۔۔

اور ادھ کھلے گلابی لب کپکپا رہے تھے۔۔۔۔

جو اسے اور بھی زیادہ بہکنے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔

بولو نہ پلیززز۔!! میری دھڑکنیں تمہارا اقرار چاہتی ہیں۔۔"وہ کہتا" ہوا۔۔اس کے ادھ کھلے لبوں پر جھکا اور پھر اپنے لب اس کے لبوں سے جوڑ دیے۔۔۔

پری جو آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔۔۔

"اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔

اس کے اندر سنسنی سی دوڑ گئی، اور اتنی ہمت بھی نہ ہوئی کہ وہ اسے خود سے پرے کرتی۔۔

کیونکہ اس کا اپنا دل بھی بغاوت پر اتر آیا تھا۔۔۔

وہ بھی اس کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔

اس کے ساتھ حسین پل بتانا چاہتا تھا، وہ تو اس کی ماننے کو تیار ہی نہ تھا۔۔۔

بولو میرا بچہ۔۔!! میں تمہاری ہاں کا منتظر ہوں۔"اس نے پری کے لبوں" سے اپنے لب ہٹا کر، اس کی گھنیری پلکوں کے اٹھتے گرتے، رقص سے محظوظ ہوتے ہوئے، دوبارہ پوچھا۔۔

اب کی بار پری نے بھی اسے تڑپانے کی بجائے، بند آنکھوں سے سر ہلا کر اقرار کر لیا۔۔

اور پھر شرم کے مارے اسی کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔

اومائی بے بی۔۔!! میرا پیارا سا بچہ۔" وہ تو اس کے اقرار پر، اسے کندھوں "
سے پکڑ کر والہانہ انداز میں اس کے چہرے کو تکتا، اس کے قریب ہو کر
گستاخیاں کرنے لگا۔۔

جبکہ وہ شرم کے مارے لال ہوتی، اسی کے سینے میں پناہ لے رہی تھی۔۔۔

ارحم نے اسے بہت آہستہ سے اٹھایا اور چلتا ہوا بیڈ تک لے آیا،

اور پھر اسے بیڈ پر لٹادیا۔۔

یہ ان کی زندگی کی حسین ترین رات تھی۔۔۔

یہ ان کے ملن کی رات تھی۔۔

یہ دو محبت کرنے والوں کے ایک ہونے کی رات تھی۔۔۔

جو انہیں اور بھی زیادہ قریب کرنے والی تھی۔۔

جو انہیں زندگی کا اصل مطلب بتانے والی تھی، کہ اصل میں زندگی کتنی
دلفریب تھی۔۔

ارحم اس رات کو اور بھی خوبصورت بنانے کے لیے اپنی پری کی طرف جھکا، اور پھر اپنی بے چینیوں، بے قراریوں اور اپنی بڑھتی ہوئی وارفتگیوں کا اظہار، بڑے والہانہ انداز میں کرنے لگا۔۔۔

پری بھی اس کی قربت کے حصار میں خود کو خوش قسمت ترین عورت محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اور ارحم بھی خود کو خوش قسمت مرد تصور کر رہا تھا۔۔۔

بہت شکریہ میرا بچہ۔!! ہماری زندگی کو مکمل کرنے کے لیے۔۔ "بہت" وقت کے بعد ارحم نے سینے پر سر رکھ سوئی پری کے کان میں سرگوشی کی اور آہستہ سے لب اس کے ماتھے پر رکھ کر اسے خود میں بھینچ لیا،

وہ ہلکا سا کسمسائی اور پھر اس کے سینے میں منہ چھپا کر نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔

بہت سکون تھا اس کے چہرے پر۔۔۔

ارحم بھی مسکراتا ہوا، آنکھیں موند گیا۔۔۔

آج وہ بھی بہت نہال تھا۔۔۔

اور باہر کھڑکی کے پار چمکتا چاند بھی ان کے اس حسین ملن پر مسکراتا ہوا،

دن کا تعاقب کر رہا تھا۔۔۔

ان کو کہاں رہتی ہے طلب پھر کسی اور کی"

" جن کی اپنی محبوبہ ہو شہر لاہور کی

•••••••••••••••••••

کچھ دن بعد

یزدان کی فلائٹ کا وقت ہونے والا تھا، وہ اس وقت ایئرپورٹ پہ موجود تھا

"۔۔رخسار بیگم بھی اس کے ساتھ ہی تھیں۔۔۔

کچھ عرصے کے لیے یزدان نے اپنا بزنس بھی امریکہ میں ہی سیٹ کر لیا تھا

۔۔اور اب وہ وہیں پہ جا رہا تھا، اس نے زاویار کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ

"سب کو بتا دے۔۔

یزدان کو اسلام آباد سے امریکہ کی ارجنٹلی کوئی فلائٹ نہیں ملی تھی۔۔اسی لیے اس نے لاہور سے فلائٹ بک کروائی تھی۔۔وہ اس وقت لاہور کے بڑے سے عالیشان ایئرپورٹ پہ کھڑا بلیک گلاسز لگائے غیر مرئی نقطے پہ نظریں گاڑے ہوئے تھا۔۔

اس کے برابر پہ ہی بینچ پہ رخسار بیگم بھی بیٹھی تھیں۔۔کچھ فاصلے پہ دو تین گارڈز بھی کھڑے تھے۔۔۔

تکتے ہوئے ہر شے کو بہت غور سے گزرے، "

" ہم بعد تیرے جب بھی لاہور سے گزرے

یزدان نے اچانک سے اپنی نظریں گھمائیں۔۔اسے عجیب سی تھکاوٹ محسوس ہوئی تھی۔۔ عجیب سی بے چینی۔۔۔

میں نے کہا ایک محبت اور صحیح "

" دل نے کہا اس بار لاہور سے ہی

یزدان نے بے اختیار اپنی پیشانی پہ ہاتھ پھیرا، جہاں پانی کے چند قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔اسی پل پورے ہول میں لیڈی ہوسٹ کی آواز گونجی تھی۔۔ فلائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا، یزدان نے نہ محسوس سے انداز میں آنی کی طرف دیکھا۔۔۔

آنی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔ چلیں آنی ٹائم ہو گیا ہے۔۔اس کی اواز "لڑکھڑائی تھی۔۔جو کہ آنی نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔

سنا ہے وہاں دل والے رہتے ہیں، "

" ایک شہر جسے لاہور کہتے ہیں

یزدان تلخ سی مسکراہٹ سے چہرہ جھٹکتے ہوئے آنی کو لیے آگے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

ختم شد